مقدمہ ضروری الاطلاع وتنبیہ واجب الملاحظہ

(۱) جملہ جوابات اس کتاب کے موافق ترتیب اعتراضات خرافات اوس ظفر المبین مطبوع سابق ۱۲۹۷ھ کے ہین کہ جسکا یہ مصرعہ تاریخی بحکم حق برزبان جاری سے اوسی کتاب مین مرقوم ہی ع پکارا اوٹھا ہاتف خرافات ہی ۔ پس کوئی صاحب اس کے مضامین کو ظفر المبین مطبوع باردوم ۱۲۹۸ھ سے نہ ملاوین اسواسطے کہ جب معترض نے ۱۲۹۷ھ اس فتح المبین کا چہپنا سنا تو گہبراکر ظفر المبین کی عبارتین گہٹا بڑہا دین اور مضامین کو اولٹ پلٹ کرکے خلاف ترتیب سابق کے دوبارہ چہپوا دیا خیر اس فریب سے کیا ہوتا ہی انشاء اللہ تعالی آیندہ جب یہ کتاب دوبارہ چہاپی جائیگی تو بعد اضافہ عبارات مسائل ودلائل جوابات اسکے موافق ترتیب اوسکے کردیے جاوینگے اور ظفر المبین کی پوری عبارت بہی ہر جواب کے اوپر تحت قال لکہوا دیجائیگی

(۲) معترض نے جو چھبیس مغالطے مقلدین کی طرف منسوب کرکے بارہوین مغالطے مین سو مسئلے نکالے ہین اور ہر مسئلے مین بطریق طعن لکہا ہی کہ اسمین امام اعظم نے خلاف احادیث صحیحہ وآیات صریحہ کے عمل کیا ہی سو مولف کتاب ہذا نے جملہ مطاعن کو دفع کرکے بدلائل قرآن وحدیث ہر ایک کا جواب باصواب دیا ہی اور حنفیہ کے ہر مسئلہ کا ماخذ کتاب وسنت سے بتا دیا ہی اور کوئی کلمہ خلاف آداب حضرات محدثین کی شان مین نہین لکہا ہی اور مثل معترض کے بزرگون پر لعن وطعن کو جائز نہین رکہا ہی

فہرست مضامین فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مع ضمیمہ حصہ سوم تنبیہ الوہابیین

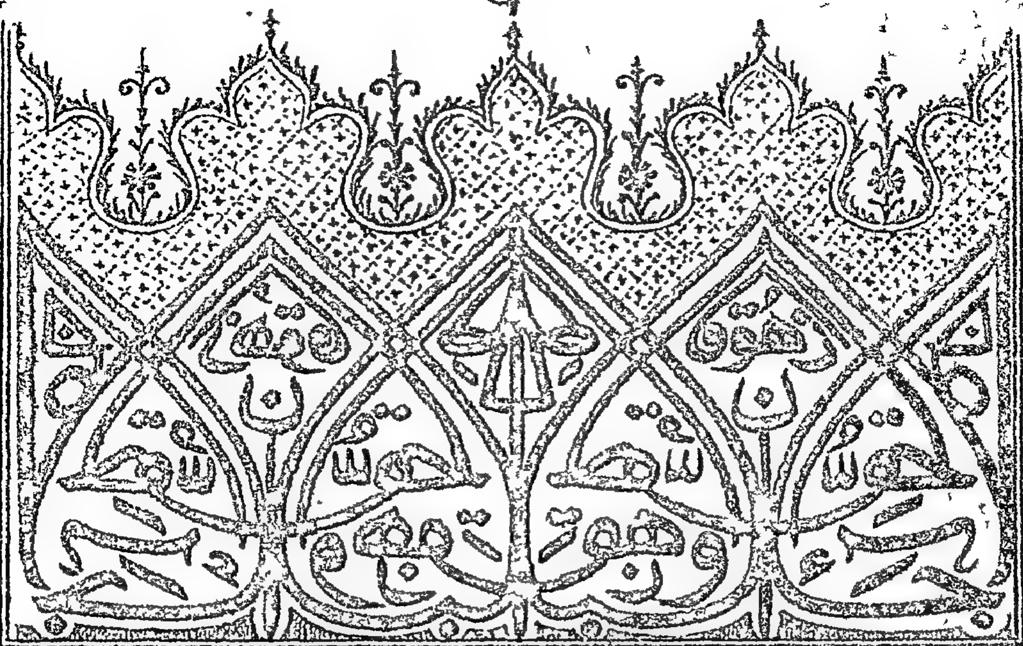
تمت

جسقدر اوسمین تبرا لکھا ہی اوسکو دیکھنے والے اوس کتاب کے خوب جانتے ہین مگر یہ تبرا درحقیقت قرآن
و حدیث پر ہی نعوذ باللہ کیون کہ کوئی مسئلہ ان سو مسئلون مین سے ایسا نہین کہ جسکا ماخذ قرآن و
حدیث نہو پھر نہین معلوم کونسی چیز اس طعن کی باعث ہوئی پھر حنفیون کیطرف سے اونھون نے مغالطات
درج کیے ہین کہ وہ مغالطے محض مصنوعی ہین حنفیہ اونکے ہرگز قائل نہین ہین غرض حنفیہ کی ہجو اوس سا
مولف ظفر مبین بلا اصل و درست ہی اور حدیثین واسطے ثابت کرنے مخالفت امام صاحب کے بہت کچھ
تحریف کردی ہی ہر امام کا ماخذ حدیث اور قرآن ہی اگر ایک امام مجتہد نے ایک حدیث سے اخذ کیا ہی تو
دوسرے امام مجتہد کا ماخذ دوسری حدیث ہی غرض کوئی امام مخالف حدیث اور قرآن کے نہین کہتا
کسیکو اوپر طعن کا نہین پہونچ سکتا اور اگر ایسی ہی مخالفت مورد الزام ہی جیسا کہ یہ سمجھے ہین تو کوئی
متقدمین و متاخرین سے ایسا نہین کہ من وجہ مخالفت حدیث کی اوس سے نہوئی ہو بلکہ جو لوگ اونپر
طعن کرتے ہین اگر غور سے دیکھا جائے تو وہ سب سے زیادہ حدیث کے مخالف ہین غرض من وجہ مخالفت
سے حنفیت مذہب کی باطل نہین ہو سکتی اور اماموں پر اعتراض کرنے سے درحقیقت خدا اور رسول پر
اعتراض ہوا جاتا ہی نعوذ باللہ منہ کہ اونھون نے مختلف طرق کیون بیان کیے یا ہر امر کی
تصریح قرار واقعی کیون نہین کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ جسقدر بعید ہوتا گیا اوسی قدر
راویون مین بوجہ عدم عصمت و اتقا کے اختلاف واقع ہوتا گیا گو کل اختلافات شارع کی طرف سے
نہین بقدر راویون کے سہو اور نسیان پر مبنی ہین مگر اسمین بھی کلام نہین کہ اختلافات شارع
کو کسی مصلحت سے منظور تھا ورنہ جب ایسے ہی لوگ مخالف حدیث اور خلاف مرضی خدا اور رسول
ہو جاوین گے تو پھر موافق حدیث اور مطابق مرضی شارع کون ہوگا اسیطرح اونکے تبرا کو بھی سمجھنا
چاہیے کیونکہ تفتیش حدیث کی جیسی ان چارون اماموں نے کری ہی ایسی کسی نے نہین کی اسیواسطے
جو قول ان چار کے اقوال سے خارج ہو وہ غیر معتبر شمار کیا جاتا ہی الا ما شاء اللہ غرض کہ تقلید
ایمہ کی کوئی معیوب امر نہین بلکہ اسکو برا سمجھنا اپنی جہالت ظاہر کرنا ہی اسمین تو بڑے بڑے مصالح
دنیوی و اخروی موجود ہین اور قاعدہ ہی کہ جب تک آدمی کسی امر دینی یا دنیوی کا التزام کرے

ایک امر ہے اور دوسرے جز ایک اور امر پر مبنی ہے اگر اس قسم کا اختلاف نہوتا تو ہم ایمہ کیطرف ہرگز رجوع کرتے
ہمکو اختلاف روات نے تقلید پر مجبور کر دیا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ تقلید سے مقید ہونا ناگوار طبیعت کو گذرتا ہے
بے قیدی اچھی معلوم ہوتی ہے ہم اپنی سمجھ اور عوام کی سمجھ کو اس امر اہم کی تنقیح مین کافی نہین سمجھتے ہیں خصوصًا
متعصبین جنکو اماموں سے عداوت قلبی اور حسد دلی ہے اونکے اقوال تو ہم لوگ بادہوائی اور خانہ ساز
باتین اونکی سمجھتے ہین پس جو شخص جتنا قرون ثلاثہ سے قریب ہے اوسیقدر اوسمین شان حقیت زیادہ
ہے اور یہ باتین کہ امام صاحب وغیرہ کو بہت سی حدیثین نہین پہونچین متعصبین کی محض نفسانیت اور خانہ
ساز باتین ہین کوئی حجت اسپر نہین خصوصًا اس کتاب ظفر مبین مین تو تعصب اسدرجے کا موجود
ہے جسکا کچھ پایان نہین ناظرین بالانصاف خود ملاحظہ کرلینگے چونکہ یہ کتاب مسلک حق سے
بالکل بعید تھی اسلیے اسکا جواب لکھنا ضرور ہوا گو مجکو اپنے کاروبار دنیوی سے فرصت نہ تھی مگر بوجہ اصرار
بعض مخلص احباب کے مجبور ہو کر تین مہینے مین کتاب مذکور کے کل جوابات سے فراغت پائی اور بدون
تعصب اور نفسانیت کسی امر کے موافق اقوال محدثین ہر مسلے کا ماخذ قرآن وحدیث سے ثابت کر دیا
چونکہ مؤلف کتاب مذکور نے واسطے ثابت کرنے مخالفت قرآن و حدیث کے نسبت مسائل ائمہ مجتہدین
خصوصًا امام اعظم رح کے اور واسطے بدعقیدہ کرنے اور فریب دینے عوام مقلدین حنفیہ کے جابجا قرآن و
حدیث کے معنی بیان کرنے مین دھوکے دیے تھے اور حق باتون کو چھپایا تھا لہذا نام اس کتاب کا

الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین رکھا کہ جس سے سب فریب سازیان اور دھوکہ بازیان
اونکی ظاہر ہوگئین اور اعتراضات اور مطاعن جو ائمہ مجتہدین پر کیے تھے سب دفع ہوگئے اللہ تعالی
اسکو قبول خاص و عام کرے اور اس سے برادران دینی کو فائدہ پہونچاوے آمین ثم آمین

قال ایک مغالطہ یہ کہتے ہین کہ فقہ پر چلنا فرض ہے اور حدیث پر چلنا جائز نہین سو جواب اسکا یہ ہے
کہ جس شخص کا یہ اعتقاد ہو وہ ہرگز ہرگز مسلمان نہین کیونکہ اللہ تعالے نے تو قرآن مجید مین جابجا
یہی فرمایا ہے کہ اللہ اور اوسکے رسول کی راہ پر چلو اور یہ شخص اللہ تعالے اور اوسکے رسول کے برخلاف
بتلاتا ہے کہ فقہ پر چلنا فرض ہے اور حدیث پر چلنا جائز نہیں ہے ۱۲ **اقول** بعض معاند لامذہب



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین

اما بعد خاکسار ابو محمد منصور علی بن مولانا محمد حسن علی مرادآبادی غفر لہما اللہ ذوالایادی عرض کرتا ہے کہ ان دنوں ایک کتاب الظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین مطبوعہ لاہور تصنیف ہیرا چند بن دیوان چند کھتری ساکن علی پور ضلع گوجرانوالہ ملک پنجاب کہ فی الحال براے نام مسلمان ہو کر نام اپنا غلام محی الدین رکھا نظر سے گذری اوسکے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ مؤلف نے ائمہ سلف پر طعن و تشنیع کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ہے جسقدر اوسکی زبان سے یاوری ہوئی اوسقدر درگذر نہیں کیا اور اپنے زعم میں یوں سمجھا ہے کہ سب ائمہ مخالفت حدیث وقرآن کی کرتے تھے چنانچہ سو مسائل فقہ کے مخالف قرآن وحدیث بیان کیے ہیں اور چاروں اماموں خصوصًا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر ہر مسئلے میں یہی دعوا کیا ہے کہ امام صاحب نے اس مسئلے میں قرآن یا حدیث کی مخالفت کی ہے اور ہر مسئلے میں ایک حدیث اور کہیں آیت بھی لکھدی ہے کہ یہ مسئلہ اس حدیث اور آیت کے مخالف ہے اور جو حدیث اور آیت اوس مسئلے کے موافق تھی اوسکو بالکل چھوڑ دیا پھر ان مسئلوں کی وجہ

جاتا ہی انتہی اور صحیح مسلم مین ہی عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ
اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِیْبَۃُ قَالُوا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ ذِکْرُکَ اَخَاکَ بِمَا یَکْرَہُ قِیْلَ اَفَرَاَیْتَ
اِنْ کَانَ فِیْ اَخِیْ مَا اَقُوْلُ قَالَ اِنْ کَانَ فِیْہِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَہٗ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْہِ مَا تَقُوْلُ
فَقَدْ بَہَتَّہٗ یعنی ابو ہریرہ رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم
جانتے ہو غیبت کیا چیز ہی کہا اصحاب نے اللہ اور رسول اوسکا خوب جانتا ہی فرمایا ذکر کرنا تیرا اپنے بھائی کو
ساتھ اوس چیز کے کہ جو بری ہی کہا گیا بتلائیے اگر میرے بھائی مین وہ امر ہو جسکو مین کہتا ہون فرمایا
اگر وہ شی جسکو تو کہتا ہی اوسمین موجود ہی تو تونے اوسکی غیبت کی اور اگر وہ بات جو تو کہتا ہی اوسمین
نہین پس تونے بہتان باندھا اوس پر انتہی اور ترمذی مین ہی قَالَ اِذَا اَصْبَحَ ابْنُ اٰدَمَ فَاِنَّ الْاَعْضَاءَ
کُلَّھَا تُکَفِّرُ اللِّسَانَ فَتَقُوْلُ اتَّقِ اللّٰہَ فِیْنَا فَاِنَّمَا نَحْنُ بِکَ فَاِنِ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا
وَاِنِ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت آدمی صبح کو اوٹھتا ہی
کل اعضا زبان سے عاجزی کرتے ہین اور کہتے ہین تو اللہ سے ڈر کہ ہم ساتھ تیرے ہین اگر تو سیدھی رہی
تو ہم بھی سیدھے رہین گے اور اگر تو ٹیڑھی ہی تو ہم مین بھی کجی آجائے گی انتہی اور دوسری حدیث صحیح
کی عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَذَبَ الْعَبْدُ
تَبَاعَدَ عَنْہُ الْمَلَکُ مِیْلًا مِّنْ نَتْنِ مَا جَاءَ بِہٖ یعنی ابن عمر رض سے روایت ہی کہ فرمایا رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جھوٹ بولتا ہی بندہ دور ہو جاتا ہی اوس سے فرشتہ ایک میل بدبو
کی وجہ سے انتہی اور تیسری حدیث ترمذی کی عَنْ سُفْیَانَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الثَّقَفِیِّ قَالَ
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا اَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَیَّ قَالَ فَاَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِہٖ وَقَالَ ھٰذَا
سفیان بن عبد اللہ ثقفی سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے عرض کی مین نے یا رسول اللہ کون شی کم
زیادہ خوفناک ہی اون اشیا سے کہ جنکا مجھپر آپ خوف کرتے ہین کہا اونھون نے پس پکڑی حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اپنی زبان مبارک پکڑی اور فرمایا یہ ہی انتہی اور چوتھی حدیث ترمذی کی عَنِ ابْنِ
مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا

وہ اوس صادر ہونا دشوار ہو پس حنفیہ کا التزام کرنا اسکو مقتضی نہین کہ تقلید کیجے جو بین کوئی نص
قطعی وارد ہی البتہ بعضے حنفیہ نے اسمین ایسا غلو کرلیا ہی کہ محققین اوسکو پسند نہین کرتے ہین جیسے
فرقہ ظاہری نے بخاری اور مسلم مین اس درجے کا غلو اور انہماک کیا ہی کہ اوسکے سامنے اور کسی قسم
کی حدیث بھی نہین مانتے ہین بلکہ آیت قرآن اگر کوئی پڑہتا ہی تو برا جانتے ہین اور کہتے ہین
کیا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم قرآن نہین سمجھتے تھے حالانکہ سیکڑون برس کے بعد یہ کتابین تصنیف ہوئی
ہین راویون مین صحیحین کے خود اختلاف ہی ایک کی کچھ روایت ہی اور دوسرے کی کچھ ہی علی ہذا القیاس
بہت راوی ضعیف بھی موجود ہین ایک حکم کچھ بیان کرتا ہی اور دوسرا اوسکے مخالف کہتا ہی خود نقدہ
راویون کے مسالک مین بھی اختلاف پڑا ہوا ہی پھر کیونکر ایک شخص کی روایت کو قرآن کی آیت پہ
ترجیح دیجائیگی ہان اگر یہ یقین ہوجائے کہ یہ کلام بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی اور راوی
سے اسمین غلطی ممکن نہین تو اوسوقت وہ حدیث ناسخ ہوجائیگی اور یہ یقین جب ہوگا کہ راوی
نے اپنے کانون سے سنا ہو اوسکے حق مین وہ حدیث حکم قطعیت کا رکھتی ہی مگر جب تک اوسکے راوی
اس کثرت سے روایت نکرین کہ اونکا سہو اور نسیان محال ہو کیونکر اوسکو ہم مقابلہ آیت کے ترجیح
دے سکتے ہین غرض ہر چیز کو اپنے محل پر رکھنا بہتر ہی بخاری کی صحت مین بہ نسبت اور کتابون کے
زیادہ التزام کیا ہی اور قرآن کے متواتر ہونے مین تو کسی کو بھی کلام نہین پس قرآن پہ بخاری کے
راویون کو ترجیح دینی بڑی جہالت کی بات ہی حالانکہ کسی بات کا یقین ہونا کہ مثلاً فلان کلام اوس
شخص کا ہی فقط راویون کی صحت اور ضعف پر مبنی نہین بسا اوقات ثقہ کی خبر غلط نکلتی ہی اور فاسق
فاجر صحیح کہدیتا ہی گو کم سہی مگر اسکے وجود مین کلام نہین اسیوجہ سے ضعیف حدیث کا قوی ہونا
اور قوی حدیث کا ضعیف ہونا ہوسکتا ہی قوت اور ضعف حدیث کا راویون پر موقوف سمجھنا خلاف
واقع ہی بسا امور قراین سے قوی ہوجاتے ہین گو راوی اوسکے ضعیف ہون اسیطرح قوی بات
جسکو ثقہ نے روایت کیا ہو قراین سے ضعیف معلوم ہوتی ہی پھر خود حدیث مین اسقدر
اختلاف کہ ایک شخص اوسکو منسوخ جانتا ہی اور دوسرا معمول بہ سمجھتا ہی ایک کے نزدیک مباح اوسکے

کر اونمین بھی ہر مسئلہ کی سند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک موجود نہین بعضے کی صحابی تک اور بعضے کی
تابعی تک ہی پس اگر آپکی یہ غرض ہی کہ ہر مسئلہ کی سند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک ضرور ہی تو یہ اعتراض
تمام حدیثون کی کتابون پر ہوجائے گا اور اگر یہ غرض ہی کہ مطلق اسناد لکھنا دین مین داخل ہی اور بلا اسناد
نقصان ہی تو یہ بھی خلاف حدیث ہی فقط یہ قول عبد اللہ بن المبارک کا ہی وہ خود کہتے ہین کہ میرے نزدیک
اسناد دین مین سے ہی اور غرض اونکی یہ نہین کہ لفظ حدثنا ضرور ہی ورنہ دین مین نقصان آئیگا بلکہ مراد
اونکی یہ ہی کہ ہر شخص سے بلا سند بات لینا نہین چاہیے اور ظاہر ہی کہ اگر اسناد کا لکھنا دین ہوتا تو امام بخاری
تعلیقات مین اسناد نہ چھوڑتے معترض صاحب حنفیہ کے جواب مین تو صحابہ کے قول اور فعل کو بھی حجت
نہین کہتے ہین اور خود تبع تابعین کی سند لاتے ہین اونکو چاہیے تھا کہ کوئی حدیث مرفوع یا متواتر
یا صحیح یا ضعیف کچھ تو بیان کرتے حدیث مین کہین پتا بھی نہین کہ حدیث بیان کرنے مین راوی کا
نام بھی بتلایا کرو فقط مصلحۃً اسکو علما نے جاری کیا ہی اسکو بدعت حسنہ کہنا چاہیے اور بعض مبتدعین
جبریہ قدریہ جہمیہ وغیرہ کیواسطے اسناد نکالی گئی ہی تاکہ بیدین لوگ موضوع حدیثین دین مین داخل نکرین
اسواسطے نہین ہی کہ مسلمان متقی سچے کی حدیث بھی مقبول نہ کیجائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
تو فقط ایمان دریافت کرلیتے تھے اور جتنے شروط ہین اون سے تعرض نہین کرتے تھے آپ لوگون نے
اسمین ایسی شدت کی کہ انقطاع اور ارسال وغیرہ ادنے ادنے باتون سے حدیث صحیح کو چھوڑ
دیتے ہین **حاصل تقریر** یہ ہی کہ جو حنفیہ کہتے ہین اوسکا تو معترض صاحب نے جواب بالکل اوڑا دیا
دوسری بات جواب مین بطور خالی نباشد کے اپنی طرف سے بیان کردی حال آنکہ اسناد ضروریات
دین سے نہین ہی ورنہ یہ اعتراض خاص حنفیہ پر نہین بلکہ سب پر لازم آتا ہی پس معترض صاحب نے
جواب مین سب محدثین پر بھی ہاتھ صاف کیا اور ملا علی قاری کیطرف اس قول کی نسبت
ہرگز نہین ہی اونھون نے اپنا قول نہین کیا بلکہ امام شافعی کے اقوال جو اونھون نے نقل کیے ہین اونمین ایک یہ
بھی اونکا قول نقل کیا ہی چنانچہ شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین وَقَالَ اَیْضًا کُلُّ الْعُلُوْمِ سِوَی
الْقُرْاٰنِ مُشْغِلَۃٌ اِلَّا الْحَدِیْثَ وَاِلَّا الْفِقْہَ فِی الدِّیْنِ اَلْعِلْمُ مَا کَانَ فِیْہِ قَالَ،

افترا پردازی معترض صاحب کی ہے کوئی حنفی اسکا قائل نہین کہ فقہ پر چلنا فرض ہے اور حدیث پر جائز نہین بلکہ حنفیہ اسکے مدعی ہین کہ کوئی بات فقہ کی قرآن اور حدیث کے برخلاف نہین اور ماخذ فقہ کا قرآن و حدیث ہے پس فقہ اور حدیث مین فقط تغایر اسمی ہے مسمی ایک ہے یا فرق اجمال و تفصیل کا ہے حاصل دونون کا ایک ہے یا کلیات اور جزئیات کا فرق ہے مدعا ایک ہے غرض اس قسم کی مغایرت حقیقت مین مغایرت نہین علی ہذا القیاس فقہ شافعی اور مالکی اور حنبلی بھی ہرگز مخالف قرآن و حدیث کے نہین اور حنفیہ کے نزدیک اوس حدیث پر چلنا جائز نہین جو مؤوّل اور منسوخ ہو گو وہ بخاری اور مسلم مین لکھی ہو پس مغالطے کو اپنی طرف سے لکھنا اور حنفیہ کی طرف منسوب کرنا پھر اوسکے جواب مین آیتین اور حدیثین پیش کرنا خود حنفیہ پر کذب اور افترا ہے کیونکہ خود حنفیہ قرآن و حدیث پہ چلنے کو فرض کہتے ہین اور جو مسئلہ مخالف اسکے ہو اوسپر چلنا جائز نہین رکھتے معترض صاحب نے اس عقیدہ حنفیہ کے برعکس حدیثین اور آیتین لکھنی شروع کین اور کذب و افترا کی وعید اور مواخذہ کا جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے مطلق خیال نہ کیا قرآن شریف مین ہے وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ یعنی خلط ملط نکرو حق کو ساتھ باطل کے اور نہ چھپاؤ حق کو حالانکہ خود تم جانتے ہو بخاری مسلم مین ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقًا وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُوْرِ وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا یعنی عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کرو سچ بولنے کو اسواسطے کہ سچ بولنا نیکی کی راہ بتاتا ہے اور نیکی جنت کیطرف پہونچا دیتی ہے اور ہمیشہ آدمی سچ بولتا ہے اور قصد کرتا ہے سچ بولنے کا یہان تک کہ لکھا جاتا ہے نزدیک خدا کے سچا اور جھوٹ بولنے سے بچو تم کیونکہ جھوٹ بدی کی راہ بتاتا ہے اور بدی دوزخ کیطرف پہونچا دیتی ہے اور ہمیشہ آدمی جھوٹ کہتا رہتا ہے اور قصد جھوٹ کا کرتا رہتا ہے یہان تک کہ اللہ کے نزدیک جھوٹا لکھا

کے معنی نہیں جانتے تھے جو حدیث آحاد فرمائی اسیطرح آیت قرآنی کو سمجھنا چاہیے حاصل
تقریر یہ ہی کہ اسناد مین فرقہ ظاہریہ نے اس درجہ کا غلو پیدا کیا ہے کہ باقی طریقے یقین کے بالکل
پس متقدمین نے اسناد کو مصلحۃً واسطے مخالفین اہل سنت وجماعت کے نکالا تھا اوسکے
بدعت حسنہ ہونے مین کلام نہین مگر حضرات ظاہریہ نے بوجہ تعصب کے اسمین ایسا اہتمام کیا کہ اہل سنت
وجماعت ہی پر ہاتھ صاف کرنے لگے کہ حدیث بخاری اور مسلم کے مقابلے مین اگر دوسری حدیث
صحیح بھی ہو تو بھی اوسپر عمل کرنے کو خلاف اتباع نبوی جانتے ہین غرض کہ انکے نزدیک
مدار اسلام کا اسناد پر ہی جو اسناد کی ذرا بھی رعایت نکرے گا اپنے زعم فاسد مین اوسکے واسطے
نعوذ باللہ ابد الآباد جہنم سمجھتے ہین حالانکہ ایسی اسناد کے بدعت سیئہ ہونے مین کچھ کلام نہین
اور بخاری اور مسلم مین ہی عَنْ عَایِشَۃَ رضہ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ یعنی عایشہ رضہ سے روایت
ہی کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ہمارے اس دین مین نئی بات نکالے
کہ وہ اوس سے نہو لیس وہ مردود ہی انتہی اور امام احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے عرباض
ابن ساریہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نئی بات سے بچو کیونکہ کل
حادث امور بدعت ہوتے ہین اور ہر بدعت گمراہی ہی انتہی مختصراً اور طائفہ منسوبہ بعرف اہل حدیث
شہیرا بالبعض کا قول ہمپر حجت نہین ہو سکتا اور اگر تسلیم کیا جائے تو اہل حدیث مین چارون
امام بدرجہ اولے داخل ہین کیونکہ اہل حدیث محض ناقلین کو نہین کہتے ہین بلکہ اصلی اہل حدیث وہ
لوگ ہین جو حدیث کی غرض اور مراد بھی سمجھتے ہون محض روایت سے کام نہین چلتا بس چارون امام
خصوصاً امام اعظم حقیقی محدث ہین باقی محدثین کو اس درجہ کی فقاہت حدیث حاصل نہین تھی امام
شافعی اور امام احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی اور بیہقی سے روایت ہی
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَضَّرَ اللّٰہُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَحَفِظَھَا
وَوَعَاھَا وَاَدَّاھَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْہٍ غَیْرِ فَقِیْہٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْہٍ اِلٰی مَنْ ھُوَ اَفْقَہُ

بِاللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيِّ یعنی ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین مسلمان طعن کرنیوالا اور نہ لعنت کرنیوالا اور نہ فحش کہنے والا اور نہ بے شرم
انتہی اور پانچوین حدیث ترمذی کی عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا النَّجَاةُ
قَالَ أَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلَى خَطِيئَتِكَ یعنی عقبہ بن عامرؓ
سے روایت ہے کہا اونھون نے عرض کی مین نے یا رسول اللہ نجات کیا شی ہے فرمایا قابو مین کر تو زبان اپنی
اور چاہیے کہ گنجایش دے تجکو گھر تیرا اور گریہ کر تو اپنی خطاؤن پر انتہی اور چھٹی حدیث بخاری اور ترمذی
کی عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَتَوَكَّلْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ
رِجْلَيْهِ أَتَوَكَّلْ لَهُ بِالْجَنَّةِ یعنی سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جو شخص میرے سامنے ضامن ہوجائے زبان اپنی اور شرمگاہ اپنی کا تو اوسکے واسطے جنت
کی ضمانت کرتا ہون انتہی اور ساتوین حدیث ترمذی کی عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكُونُ الْمُؤْمِنُ لَعَّانًا یعنی ابن عمرؓ سے روایت ہے کہا اونھون نے کہ فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان نہین ہوتا لعن طعن کرنے والا انتہی اور مسلم مین ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ الرَّجُلُ هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ أَهْلَكُهُمْ
یعنی ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہا کسی شخص نے
کہ گمراہ ہوگئے آدمی پس وہ اون سب مین زیادہ گمراہ ہے انتہی **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین اہمیہ
حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ ہر مسئلے کے لیے سند اوسکی رسول اللہ تک پونہچانی ضرور
نہین اسلیے کہ مجتہدون نے بڑی سعی اور کوشش سے ہر طرح کے مسائل جمع کر رکھے ہین جواب اسکا
یہ ہے کہ یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ قائل اسکے محقق حنفیہ بھی نہین ہین دیکھو کہا ملا علی قاری حنفی نے
شرح فقہ اکبر مین کہ علم وہ ہے کہ ہو بیچ اوسکے حدثنا اور جو سوا اسکے ہے وہ وسواس ہے شیطانون کا۔
اقول جواب اسکا جو معترض صاحب نے دیا ہے وہ بھی قابل دید ہے خود اونھین پر اعتراض اولٹ پڑا
بات کچھ ہے جواب کچھ مصرعہ سوال از آسمان کردم جواب از ریسمان آمد دیکھو بخاری اور مسلم کو

انکار کرنا اونکا نص قطعی کا انکار ہے غرض حدیث اور قرآن دونون سے یہی معلوم ہوتا ہی کہ فقہا محدثین
روات ظاہریہ سے افضل ہین اور زیادہ ضرورت دین مین فہم کی ہی جن لوگونکو فہم حدیث نہین
محدثین ہی نہ ہیا اونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی کہ وہ حدیث پونہچاوین اور نقل کر دین کہ
سمجھنے والے آپ سمجھ لین گے اس لیے حنفیہ چارون امامون سے بڑھکر کسیکو فہم حدیث
مین نہین جانتے امام بخاری اور امام مسلم کے محدث اور متقی اور بزرگ ہونے کے نہایت معتقد
ہین مگر ائمہ اربعہ پر فقاہت حدیث مین ترجیح نہین دیتے ہین حدیث تو سبکی لیتے ہین مگر اون
محققین کے اقوال دیکھکر تطبیق کر دیتے ہین ظاہریہ کے قول کو حجت نہین گردانتے کیونکہ اس
فرقے نے فرط اعتقاد سے امام بخاری کو کل ائمہ پر ترجیح دی ہی اور ایسا اعتقاد بھی اچھا نہین
ہوتا کہ جس سے انکار قرآنی لازم آجاوے بلکہ اگر غور سے بخاری شریف کو دیکھا جاوے تو خوب
واضح ہو جائے کہ اجتہادات امام بخاری کے حدیث سے بظاہر خلاف ہین جیسا کہ بیان تراجم
الابواب مین ہی بخوبی ظاہر ہی علمانے کسقدر اوسکی تطبیق مین تکلف اور تاویلات کیے ہین البتہ امام
بخاری کی روایت اکثر اول درجے کی ہم سمجھتے ہین مگر ظاہر الفاظ جس سے تناقض حدیث اور آیت
قرآنی پیدا ہو جائے اونکی حنفیہ کے نزدیک تاویل معقول موجود ہی اگرچہ ظاہریہ اوسکو پسند نہین
کرتے اور اپنے تخیلات محضہ مین خلاف حدیث جانتے ہین اور فقط ظاہر الفاظ بخاری اور مسلم پر
اکتفا کرکے دوسری صحیح صحیح حدیثون آیتون اور جمہور صحابہ کے اقوال کا انکار کر دیتے ہین پس حنفیہ
درایت حدیث مین امام بخاری اور امام مسلم کو چارون امامون پر ترجیح نہین دیتے اگر اسکا
نام حقارت ہی تو تابعین کو صحابہ پر اور تبع تابعین کو تابعین پر اور صحابہ کو انبیا پر اور عالم کو
اعلم پر ترجیح نہ دینا بھی حقارت ہو جائے گا اسیطرح خلفاے اربعہ پر اور صحابہ کو ترجیح نہ دینا
اسکا نام تحقیر سمجھنا وضع الشی فی غیر محلہ ہی جیسے امامیہ نے حضرت علی رض اور امام حسین رض کی تفضیل
مین اسقدر جو کا غلو کیا ہی کہ حضرت ابوبکر صدیق رض اور تمام صحابہ کو اون سے افضل نہین جانتے
اور اہل سنت وجماعت کا انکار فقط اونکے افضل ہونے پر ہی فی نفسہ اونکی فضیلت کے منکر

حدثنا و ما سوٰی ذٰلک وسواس الشیاطین یعنی اور یہ بھی امام شافعی نے کہا ہے کہ کل علوم
سوائے قرآن کے شغل دنیا میں ڈالنے والے ہیں مگر حدیث اور فقہ دین کی علم وہ ہے جس میں قال حدثنا
ہو اور ما سوا اسکے وسواس شیطانوں کا ہے انتہی پس معترض صاحب نے نصف عبارت نقل کی جس سے
دھوکا ہوتا ہے کہ یہ قول ملا علی قاری کا ہے حالانکہ وہ فقط ناقل ہیں اور یہ مسلک ہونا کسی کی عبارت کے نقل
کرنے سے نہیں سمجھا جاتا معترض صاحب حنفیہ کیطرف مغالطوں کو منسوب کرتے ہیں اور خود مغالطے
دیتے ہیں پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ فقہ دین سے خارج نہیں بلکہ دین میں داخل ہے اسکے بعد
جو امام شافعی نے یہ کلام بیان کیا کہ جس علم میں حدثنا ہو وہ تو علم ہے باقی وسواس شیطانی ظاہر ہے کہ
مراد اس سے لفظ حدثنا نہیں ورنہ کوئی محدث اس سے بری نہو گا خود امام شافعی کی بعض کتابیں
حدثنا سے خالی ہیں علاوہ اسکے اونھوں نے فقہ کو پہلے ہی مستثنیٰ کر دیا ہے پس مراد امام شافعی کی
یہی ہے کہ جو علم حدیث سے خالی ہو اور مخالف حدیث ہو وہ داخل وسواس شیطانی ہے اور جو موافق قرآن
اور حدیث کے ہے وہ منجملہ دین کے ہے گو اوسمیں لفظ حدثنا نہ لکھا ہو اور اسناد سے خالی ہو اور اگر فرض
کیا جاوے کہ یہ قول ملا علی قاری کا ہے تو کہا جاویگا کہ خود اونکی بہت کتابوں میں اسناد نہیں پس اسسے
مراد اونکی یہ ہوگی کہ حدیث سے وہ علم تعلق رکھتا ہو کوئی حنفی حدیث کو یا اوسکے راویوں کو ہرگز برا
نہیں جانتا بلکہ حنفیہ رُواۃ حدیث کو مانتے ہیں اور اونکو متقی اور بزرگ جانتے ہیں مگر معصوم نہیں
سمجھتے برخلاف فرقہ ظاہریہ کے کہ اونکے نزدیک حدیث کا راوی کل رواۃ قرآن سے بھی بڑھکر ہے
اگر ایک راوی کوئی حدیث بلفظ حدثنا بیان کردے تو پھر اوسکے مقابلے میں آیت قرآن کی بھی
نہیں مانتے ہیں اور حجت کیا معقول پیش کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا قرآن نہیں
سمجھتے تھے پس معلوم ہوا کہ اونھوں نے راوی کو معصوم سمجھا اور مثال اوسکی ایسی سمجھنی چاہیے کہ ایک
حدیث متواتر ہو جسکو ہر قرن میں جمہور روایت کرتے چلے آئے ہوں اور ایک حدیث آحاد ہو جسکے
ایک دو راوی مخالف روایت جمہور کے پائے جائیں پس ظاہر ہے کہ حدیث آحاد بمقابلہ حدیث
متواتر کے ترک کی جاوے گی اور اوسوقت یوں نہ کہا جائیگا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیا متواتر

اور امام صاحب تو اہل حدیث نہ تھے اسی لیے شرح مسلم کا ایک جلد لکھدیا اور امام بخاری کی قول
چونکہ مخالف انکے تھا چھوڑ دیا اس لیے کہ اوس سے عوام حنفیہ بھی یہ حسرت سمجھتے غرض مغالطے
دینا معترض صاحب کا شیوہ ہی حنفیہ اس سے بری ہین **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین
ایمخصوصًا حنفیہ حدیث پر عمل کرنے والون کو یہ دیتے ہین کہ مسائل دینیہ مین قیاس کرنا شرع
ہی اور دلیل اسکی یہ حدیث پیش کرتے ہین جو کہ ابو داؤد اور ترمذی اور دارمی مین روایت ہی
معاذ رضی اللہ عنہ سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ بھیجا معاذ کو طرف یمن کے (یعنی
قاضی و حاکم کر کر) فرمایا (یعنی امتحان کے لیے) کسطرح حکم کریگا تو جسوقت کہ پیش آویگا
واسطے تیرے کوئی قضیہ کہا حکم کرون گا مین بموجب کتاب اللہ کے فرمایا اگر نہ پاوے تو (یعنی
صراحتًہ کتاب اللہ مین) کہا پس حکم کرونگا مین بموجب سنت رسول خدا کے فرمایا اگر نہ پاوے
تو بیچ سنت رسول اللہ کے کہا اجتہاد کرون گا مین اپنی عقل سے اور نہ قصور کرونگا مین کہا معاذ
نے پس روایت کرنے والے نے معاذ سے پس مارا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اوپر سینے کے
جواب اسکا مین طرح پر ہی اسم **اقول** حنفیہ اثبات قیاس مین فقط یہی حدیث نہین لاتے
ہین بلکہ اسمین صحیح صحیح حدیثین صحیحین کی بھی موجود ہین مگر ظاہر یہ قیاس کا مطلقًا انکار کرتے ہین
حالانکہ احادیث مثبت قیاس فی المعنی حد تواتر کو پہونچی ہین ظاہر یہ محض قیاس سے انکار
قیاس کرتے ہین بخاری اور مسلم مین روایت ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ
اَنَّهُمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَاَصَابَ
فَلَهٗ اَجْرَانِ وَاِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ وَاَخْطَاَ فَلَهٗ اَجْرٌ وَاحِدٌ یعنی عبد اللہ بن عمرو
اور ابو ہریرہ رضی سے روایت ہی کہا دونون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت
حکم کرے حاکم پس اجتہاد کرے اور صواب کو پہونچ جاوے تو اوسکے لیے دو اجر ہین اور جسوقت
حکم کرے پس اجتہاد کرے اور خطا کرے تو اوسکے واسطے ایک اجر ہی انتہی اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ مجتہد کو در صورت صواب دو اجر ہین ایک اجر اجتہاد کا اور ایک صواب کا اور اگر

عینہٗ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تر و تازہ کرے اللہ اوس بندے کو کہ میرے کلام کو سنکر
یاد رکھے اور نہ بھولے اور پہونچا دے اوسکو اس لیے کہ اکثر اوٹھانیوالے حدیث کے فہیم نہیں ہوتے
اور اکثر حامل اوسکے ہیں کہ پہونچا دیتے ہیں طرف اوس شخص کے کہ وہ زیادہ سمجھدار اون سے ہوتا ہے
انتہی اور بخاری اور مسلم میں ہے عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰهُ يُعْطِيْ یعنی معاویہؓ سے
روایت ہے کہا اونھوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جسکو اللہ تعالے خیر دینے کا
ارادہ کرتا ہے اوسکو دین میں فقیہ کر دیتا ہے اور میں تو تقسیم کرنیوالا ہوں اور اللہ عطا کرتا ہے انتہی پس ان
حدیثوں سے معلوم ہوا کہ حدیث کی روایت اور شی ہے اور سمجھنا اوسکی اور ہے پس اگر محض ظاہر الفاظ
پر دین کی بنا ہوتی تو پھر فقاہت کے کوئی معنی نہ تھے کیونکہ ظاہر الفاظ تو تمام عرب سمجھتے
تھے اخفا کو بمعنی جہر اور جہر کو بمعنی اخفا نہیں لیتے تھے پس معلوم ہوا کہ غرض نبوی اور حکمت محمدی
صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کے کنہ کو پہونچنا ہے فقط معنی ظاہر جسکو ہر شخص عربی دان سمجھ سکتا ہے نہیں
بلکہ جتنا زیادہ سمجھدار ہوگا اوتنا ہی زیادہ مقصود شارع کو سمجھے گا چنانچہ قرآن شریف میں ہے لَقَدْ
مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ
اٰيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ یعنی احسان کیا ہے اللہ نے مسلمانوں پر
جبکہ بھیجا اونمیں ایک رسول اون میں سے کہ پڑھتا ہے اونپر آیتیں اوسکی اور تزکیہ کرتا ہے اونکا
اور تعلیم کرتا ہے اونکو کتاب اور حکمت کی انتہی اس آیت سے معلوم ہوا کہ فقط دار و مدار دین کا ظاہر
الفاظ پر نہیں کیونکہ اللہ تعالے نے یہاں چار درجے بیان کیے ہیں پہلا مرتبہ تلاوت قرآن کا
جس سے ظاہر الفاظ کے معنی صحابہ سمجھ جاتے تھے پھر اوس سے ترقی کرکے دوسرا درجہ تزکیۂ نفس کا
بیان فرمایا پھر اسکے بعد تیسرا درجہ تعلیم قرآن کا کہ ان دونوں مرتبوں سے بڑھکر ہے ارشاد کیا
پھر اوسکے بعد چوتھا درجہ حکمت کی تعلیم کا ارشاد ہوا اس میں معلوم ہوا کہ علاوہ ظاہر الفاظ کے
اور مدارج بھی ہیں مگر حضرات ظاہریہ اونسے بوجہ لعن و طعن و سب و شتم ائمۂ دین کے محروم ہیں لیکن

ہوتا اگرچہ دلیل یقینی قیاس کے حجت ہونے پر پائی جانے کو تعیین اوسکی ہکو معلوم ہو اور
دوسری وجہ صحابہ کا قیاس پر عمل کرنا اور مباحثہ کرنا ترجیح بعض پر بعض پر شایع ہوگیا ہی بغیر انکا
سکے اور یہ اتفاق اور اجماع ہی قیاس کے حجت ہونے پر اور وہ جو مذمت رائے کی عثمانؓ اور علیؓ
اور ابن عمرؓ اور ابن مسعودؓ سے مروی ہی وہ بعض صورتوں مین بوجہ مخالفت نص کے یا بوجہ نہونے
شرائط قیاس کے ہی اور شائع ہونا قیاسات کثیرہ کا بلا انکار کے امر یقینی ہی انتہے اور جامع المعارف مین
ابن عبد البر نے لکھا ہی لَا خِلَافَ بَیْنَ فُقَہَاءِ الْاَمْصَارِ وَسَائِرِ اَہْلِ السُّنَّۃِ فِیْ نَفْیِ
الْقِیَاسِ فِی التَّوْحِیْدِ وَاِثْبَاتِہٖ فِی الْاَحْکَامِ اِلَّا دَاوٗدَ فَاِنَّہٗ نَفَاہُ فِیْہِمَا جَمِیْعًا
یعنی نہین اختلاف ہی درمیان فقہاے بلاد اور تمام اہل سنت کے نفی کرنے قیاس کے توحید
مین اور ثابت کرنے قیاس کے احکام مین مگر داؤد ظاہری کہ اونھون نے دونو مین قیاس کی
نفی کی ہی انتہے اور ابو داؤد مین روایت ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْعِلْمُ ثَلٰثَۃٌ اٰیَۃٌ مُّحْکَمَۃٌ اَوْ سُنَّۃٌ قَائِمَۃٌ اَوْ فَرِیْضَۃٌ
عَادِلَۃٌ وَمَا سِوٰی ذٰلِکَ فَہُوَ فَضْلٌ یعنی عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہی کہا اونھون
نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم تین ہین ایک آیت محکم دوسری حدیث صحیح تیسری
احکام اجتہادی کہ مانند قرآن و حدیث کے ہین وجوب عمل مین اور ماسوا انکے فضول ہی انتہے
اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ مسائل قیاسیہ جو قرآن اور حدیث سے مستنبط ہون اونھین کے
حکم مین ہین اور ملا حسن چلپی حاشیہ تلویح مین لکھتے ہین کہ صحابہ نے بعد اختلاف کے قتال
مانعین زکوٰۃ مین حضرت ابو بکرؓ کی رائے کی طرف رجوع کیا اور ابو بکر صدیقؓ نے اول نانی
کو ورثہ دلایا تھا اور دادی کو محروم رکھا تھا پھر دونون کے ورثہ مین شریک کرنے پر بوجہ کہنے
بعض انصار کے رجوع کیا اور عمرؓ نے اوس عورت کو جو مرض الموت مین بکین طلاقین دی گئی تھی
اپنی راے سے وارث کیا اور ایک شخص کے قصاص مین ایک جماعت کے قتل کرنے مین شک
کیا پھر علیؓ کے قول کیطرف بوجہ قیاس کرنے اونکے اور شریک ہونے جماعت کے سرقہ مین

نہین پس حنفی بھی امام بخاری اور امام مسلم کو امام صاحب پر ترجیح نہین دیتے اسمین وہ حق پر ہین البتہ اونکی فضیلت اور تقوی اور حدیث کا انکار محض جہالت ہی اسمین کوئی حنفی کرے یا شافعی ہم اسکو ہرگز پسند نہین کرتے بلکہ گناہ سمجھتے ہین اور نہ کوئی حنفیہ سے اسکا قائل ہی محصل کلام یہ ہی کہ طائفہ منصورہ کی تفسیر مین اختلاف ہی چنانچہ امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین وَ اَمَّا هٰذِهِ الطَّائِفَةُ فَقَالَ الْبُخَارِيُّ هُوَ اَهْلُ الْعِلْمِ وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ اِنْ لَمْ يَكُوْنُوْا اَهْلَ الْحَدِيْثِ فَلَا اَدْرِيْ مَنْ هُمْ قَالَ الْقَاضِيْ عِيَاضٌ اِنَّمَا اَرَادَ اَحْمَدُ اَهْلَ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَمَنْ يَعْتَقِدُ مَذْهَبَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ قُلْتُ وَيَحْتَمِلُ اَنَّ هٰذِهِ الطَّائِفَةَ مُتَفَرِّقَةٌ بَيْنَ اَنْوَاعِ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُمْ شُجْعَانٌ مُقَاتِلُوْنَ وَمِنْهُمْ فُقَهَاءُ وَمِنْهُمْ مُحَدِّثُوْنَ وَمِنْهُمْ زُهَّادٌ وَاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَمِنْهُمْ اَهْلُ اَنْوَاعٍ اُخْرٰى مِنَ الْخَيْرِ وَلَا يَلْزَمُ اَنْ يَّكُوْنُوْا مُجْتَمِعِيْنَ بَلْ قَدْ يَكُوْنُوْنَ مُتَفَرِّقِيْنَ فِيْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ یعنی یہ طائفہ منصورہ پس کہا امام بخاری نے وہ اہل علم ہین اور کہا امام احمد نے اگر اہل حدیث نہوتے پس نہین جانتا مین کونسے ہوتے وہ کہا قاضی عیاض نے ارادہ کیا احمد نے اہل سنت وجماعت کا اور جو اونکے مذہب کا معتقد ہی مین کہتا ہون اور یہ بھی احتمال ہی کہ یہ گروہ انواع مسلمین مین متفرق ہو بعضے اونمین کے بہادر لڑنیوالے اور بعضے اونکے فقہا اور بعضے محدث اور بعضے زاہد اور حکم کرنیوالے بھلائی کے اور منع کرنیوالے برائی سے اور اونمین اور اقسام کے خیر والے بھی ہین اور یہ لازم نہین کہ وہ مجتمع ہون بلکہ کبھی اطراف زمین مین متفرق ہوتے ہین انتہی اب غور کرنا چاہیے کہ معترض صاحب نے فقط ایک صورت کو کہ اس سے بھی مراد بقول قاضی عیاض کے اہل سنت وجماعت ہین لے لیا اور باقی صورتین ترک کر دین امام بخاری خود کہتے ہین کہ مراد طائفہ منصورہ سے اہل علم ہین اور امام نووی نے تمام فرقے اوسمین داخل کیے ہین معترض صاحب نے عوام کے مغالطے دینے کو محدثین ہی پر حصر کر دیا کیونکہ عوام بیچارے کیا جانتے ظاہر ہے نے اونکے ذہن نشین کر دیا ہی کہ اہل حدیث فقط امام بخاری اور مسلم وغیرہ ہین

داری کی جو بہ این قیاس کی مذمت ہے وہ مطلق قیاس نہین جیسا کہ ظاہر یہ کا مذہب ہے ورنہ احادیث
مین تناقض ہو جاوے گا اور تواتر کا انکار لازم آوے گا اور صاحب دراسات نے جو لوامع کی
عبارت نقل کی وہ بلا سند ہے کوئی حجت اوسپر نہین علاوہ اسکے ابو حنیفہ کی نسبت شخصون کی اوس زمانے
مین کنیت تھی امام صاحب کی طرف نسبت کرنا محض بے اصل اور موضوع قصہ ہے یہ شیعہ کا امام صاحب
پر اعتراض ہے چنانچہ نواب اعتماد الدولہ بہوپال نے کشف اللباس مین جواب اسکا لکھا ہے بعینہ نقل کیا
جاتا ہے یہ حکایت محمد بن نعمان ملقب بہ شیطان الطاق کی ہے نہ نعمان بن ثابت ابو حنیفہ کی
کیونکہ یہ لوگ بسبب نے علمی کے عبارت ایمہ کو نہ سمجھتے تھے پس ترتیب کرنا قیاس شرعی کا انسے
ممکن نہ تھا اسلیے ایمہ نے انکو قیاس سے منع فرمایا اور ابو حنیفہ رحمہ وغیرہ کو بملاحظہ کثرت علم و
قوت اجتہاد اجازت قیاس کی دی چنانچہ کتب حنفیہ اور رسائل فضائل اہلبیت مین اجازت
صادق علیہ السلام کی ابو حنیفہ کو واسطے قیاس کے مصرح ہے انتہے اور تفسیر کبیر کی عبارت جو
صاحب واسطے مغالطہ دہی کے اول چھوڑ گئے ہین وہ یہ ہے وَلَمَّا دَلَّتْ هٰذِهِ الْآيَةُ عَلٰى
اَنَّ التَّكَبُّرَ عَلَى اللّٰهِ يُوجِبُ الْعِقَابَ الشَّدِيدَ وَالْاِخْرَاجَ مِنْ زُمْرَةِ الْاَوْلِيَاءِ وَالْاِدْخَالَ فِي زُمْرَةِ الْمَلْعُونِينَ
ثَبَتَ اَنَّ تَخْصِيصَ النَّصِّ بِالْقِيَاسِ لَا يَجُوزُ وَهٰذَا هُوَ الْمُرَادُ مِمَّا نَقَلَهُ الْوَاحِدِيُّ
فِي الْبَسِيطِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يعنی جبکہ اس آیت نے دلالت کی اسپر کہ تکبر کرنا اسپر واجب
کرتا ہے عذاب سخت کو اور خارج کرنے کو زمرۂ اولیا سے اور داخل کرنے کو جماعت ملعونین مین تو
ثابت ہو گیا یہ امر کہ خاص کرنا نص قرآنی کا قیاس سے نہین جائز ہے اور یہی مراد اوس
حدیث سے ہے جسکو واحدی نے بسیط مین ابن عباس سے نقل کیا ہے انتہے علاوہ اسکے اس قول
ابن عباس سے مطلق قیاس کی نفی ہرگز نہین بلکہ وہی قیاس ہے جسکی سند کلام شارع سے ماخوذ
نہوتی ہو ورنہ سب قیاسی عمل صحابہ کا درہم برہم ہو جائے گا بلکہ خود ابن عباس نے ذکر
جسوقت ابو ہریرہ رضہ نے توضؤا مما مست النار کی حدیث بیان کی انکو بطور
قیاس کے جواب دیا تھا اگر مطلق قیاس ابن عباس کے نزدیک جائز نہوتا تو خود قیاس نکرتے

کشف اللباس صفحہ ۲۰۵ [uncertain]

تفسیر کبیر صفحہ ۲۸۷ [uncertain]

مجتہد کو استنباط مسائل میں خطا واقع ہوگی تو ایک اجر فقط اجتہاد کا اوسکو ملے گا اور ظاہر ہے کہ اجتہاد قیاس کو شامل ہے پس ثبوت قیاس کا صحیح حدیث بخاری و مسلم سے ہوگیا اور دوسری حدیث سے جو بخاری اور مسلم میں روایت ہے عَنِ ابنِ عبّاسٍ قالَ اَتی رجلٌ النّبیَّ صلّی اللّٰہ علیہِ وسلّم فقالَ اِنّ اُختی نذرت اَن تحجّ واِنّہا ماتت فقالَ النّبیُّ صلّی اللّٰہ علیہِ وسلّم لو کانَ علیہا دینٌ اَکنتَ قاضیہٗ قالَ نعم قالَ فاقضِ دینَ اللّٰہِ فہو احقُّ بالقضاءِ یعنی ابن عباس سے روایت ہے کہا اونہوں نے ایک شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا پس عرض کیا کہ ہمشیر میری نے حج کی نذر مانی تھی اور وہ مر گئی ہے پس فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اگر اوسپر قرض ہوتا کیا تو ادا کرتا کہا ہاں فرمایا پس ادا کر دین خدا کا کہ وہ زیادہ مستحق ادا کا ہے انتہی اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو بطور قیاس کے سمجھایا کہ جب بندے کا قرض ادا کیا جائے تو اللہ کا قرض بدرجہ اولے چاہیے اور عمر رض نے ابو موسے اشعری کو جو خط لکھا ہے اوس سے بھی قیاس کرنے کا ثبوت ہوتا ہے چنانچہ دارقطنی اور بیہقی میں روایت ہے الفہمَ الفہمَ فیما یختلجُ فی صدرِکَ ممّا لم یبلغکَ فی الکتابِ والسّنّۃِ اعرفِ الاشباہَ والامثالَ ثمّ قِسِ الامورَ عندَ ذلکَ فاعمد الی احبّہا الی اللّٰہِ واشبہہا بالحقِّ فیما تری الحدیث یعنی سمجھ سمجھ کر چلنا اوس کی خلجان کرے قلب تمہارے میں اوس شے سے کہ نہیں پہونچی تمکو کتاب اللہ اور حدیث میں پہچانو اشباہ اور امثال کو پھر اوسوقت قیاس کرو امور کا پس قصد کرو طرف محبوب تر کے نزدیک خدا کے اور مشابہ تر اوسکے ساتھ حق کے اوس چیز میں کہ رائے لگاؤ انتہی اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ قیاس کرنا امور دین میں مشروع ہے اور علامہ تفتازانی نے تلویح میں لکھا ہے کہ عمل صحابہ سے دو وجہیں قیاس کے حجت ہونے پر پائی جاتی ہیں ایک تو صحابہ سے قیاس پر عمل کرنا وقت نہونے نص کے متواتر ثابت ہے اگرچہ تفصیل اوسکی آحاد کو ہے وجہ تحتی ہے اور عادت حکم کرتی ہے کہ ایسا نہیں

شاید مطابق نکلے مجتہد سے اگرچہ خطا مین ہون لی تو غیر مجتہد علامات بچاس خطا مین مسرزد ہون گی بہتیر مجتہدون نے کیا زہر ملا دیا ہی جو اونکے اقوال چھوڑکر معترض صاحب کی بی جہتہا کرنے لگے یہ قول اونکا محض تعصب اور دھینگا دھانگی ہی غیر مجتہد کو مسائل فقہیہ مین جو مستنبط قرآن اور حدیث سے ہین تقلید مجتہدین سے چارہ نہین اور غیر مجتہد کو استنباط کا دعوی محض نازیبا کو سراسر جہالت ہی کوئی حاکم شریعت نہین رہا جو ایسی جہالت کی باتون پے تعزیر کرتا ع آدمیان گم شدہ ملک خدا خر گرفت **قال** لیکن جس کسیکو بسبب کم علمی کے یا قصور فہم یا قلت تدبر کے کوئی مسئلہ معلوم نہوسکے تو کسی محدث یا مجتہد یا فقیہ سے پوچھکر عمل کرے ایسے محل مین بسبب ناچاری کے کسی کی تقلید کرنی جائز ہی **اقول** اس کلام سے معلوم ہوا کہ ناچاری مین تقلید درست ہی مقلدین بھی بدون ناچاری کے تقلید نہین کرتے اور مجتہد کے واسطے تقلید کو بہتر نہین سمجھتے کیونکہ جسکو خود ملکۂ استنباط حاصل ہی اوسکو کسی کا تابع ہونا عقلاً او نقلاً مستبعد ہی حنفیہ یہ نہین کہتے ہین کہ جمیع اصول و فروع مین سب پر تقلید ضروری ہی بلکہ یہ کہتے ہین کہ مسائل اجتہادیہ مین غیر مجتہد کو تقلید مجتہد کی کرنی چاہیے **قال** لیکن اوس تقلیدی مسئلے کی تحقیق کی فکر مین رہے اور کوشش کرے الخ **اقول** یہ کلام بالکل خلاف واقع ہی کیونکہ گفتگو تو کم علم اور کم فہم مین ہی اوسکو کیونکر تحقیق ہوسکتا ہی کہ یہ مسئلہ خلاف قرآن اور حدیث کے ہی اس لیے کہ ہر مولوی اپنے مذہب کے موافق اوسکی تحقیق بتلاوے گا جب خود علما بلکہ مجتہدین کو اوسکی تحقیق نہین ہوئی تو ہر ایک اپنے اجتہاد کے موافق دوسرے کے مخالف کہے گا تو یہ بیچارہ عامی کیونکر اوس مسئلہ کو محقق سمجھ لیگا اور محض اپنی رائے فاسد سے اوسی کو درست جاننا اسکا کچھ اعتبار نہین کیونکہ جب دوسرے مذہب کے دلایل قویہ سنے گا وہ تحقیق جاتی رہے گی پھر وہ کیونکر باوجود کم علمی کے ایک کو دوسرے پر ترجیح دے سکتا ہی جب بڑے بڑے علما کی ہی سمجھ مین اختلاف اور تناقض ہوگیا تو عامی کس شمار مین رہا غرض عامی کے مسئلے کا نام تحقیق رکھنا خلاف تحقیق ہی مثلاً ربا مین حدیث جو وارد ہی اوسمین چھ چیزین مذکور ہین مگر

رجوع کیا اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خثعمیہ سے جب کہ اوس نے اپنے باپ کیطرف سے حج ۵۷
کرنے کا سوال کیا فرمایا اگر تیرے باپ پر قرض ہوتا اور تو اوسکو ادا کرتی کیا تیری طرف سے
مقبول نہ ہوتا کہا اوسنے ہان فرمایا خدا کا دین زیادہ استحقاق رکھتا ہے اسیطرح فرمانا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا عمر رض سے جبکہ اونھون نے بوسۂ صائم کا سوال کیا بتلاؤ تو اگر تم پانی سے کلی
کرکے پھر ڈالدو کیا تمکو اوس سے کچھ نقصان ہوگا کہا نہین انتہے پس ان احادیث سے معلوم ہوا کہ
قرآن وحدیث سے مسائل کا استنباط امر مشروع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جمہور صحابہ سے
ثابت ہے البتہ وہ قیاس درست نہین جسکا ماخذ قرآن اور حدیث نہو بلکہ محض اپنی راے ہی کو
دخل دیا ہو اس قیاس کی بیشک مذمت آئی ہے جتنی روایتین راے کی برائی مین وارد ہین
وہ یہی قیاس اور راے ہے جسکا ماخذ کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ نہو ورنہ صریح آیات و
احادیث صحیحہ کا انکار لازم آجائیگا اور ائمہ اربعہ قیاس مذموم سے بالکل بری ہین البتہ داود
ظاہری بالکل قیاس کی نفی کرتے ہین سو اونکے خلاف سے بالاتفاق خرق اجماع نہین ہوتا ورنہ
کوئی مسئلہ اجماعی نہوگا الا ماشاء اللہ اور بخاری کی حدیث کا معارضہ ہرگز نہین ہوسکتا کیونکہ
اس حدیث سے بھی قیاس ثابت ہوتا ہے باوجودیکہ اونکے سردار نے ظاہر الفاظ پر عمل کیا اور فرض
اطاعت سے حجت لائے مگر صحابہ نے اوسپر قیاس کیا کہ ہمتو آگ سے بچنے کے واسطے ایمان لائے
اور یہ آگ مین ہمکو ڈالتے ہین یہ مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امر اطاعت سے ہرگز نہوگی اسلیے جب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی اطاعت نکرنے کو پسند کیا ورنہ اور کوئی آیت یا حدیث اونکے
پاس بجز اس قیاس کے آگ سے بچنے کے لیے نہ تھی ورنہ بیان کرتے اور ترمذی نے امام وکیع کی جو
روایت لکھی ہے وہ تبع تابعین کا قول ہے کسی پر حجت نہین ہوسکتا علاوہ اسکے وکیع کو امام صاحب
کے مسئلے کی حقیقت معلوم نہ تھی ورنہ ایسا نہ کہتے امام صاحب اصل اشعار کو ہرگز مکروہ نہین جانتے
تھے بلکہ اپنے اہل زمانہ کا اشعار کہ بہت مبالغے سے کرتے تھے کہ چوپایہ کے تلف ہوجانے کا خوف ۵۸
ہوتا تھا مکروہ جانتے ہین چنانچہ تحقیق اسکی مسئلہ نسبت اہل دکھم کے جواب مین مذکور ہے اور حدیث

مسائل دینیہ کا جو اوس سے ناممکن ہے خلاف آیہ لا یکلف اللہ نفسا کے ہوگی لہذا معلوم ہوا کہ کم علم کو فقط اہل علم سے دریافت کرکے تقلید کرنی چاہیئے اور اوسکو کوشش کی تکلیف دینی صریح آیت کے خلاف ہے البتہ جو ایسا شخص ہو کہ اوسکو بالفعل ملکہ استنباط نہین مگر لیاقت اور ذکاوت ایسی رکھتا ہے کہ اوس سے امید ہے کہ اگر علم حاصل کرے گا تو درجہ تحقیق کو پہونچ جائیگا اوس شخص کو بے شک درجہ تحقیق کا حاصل کرنا چاہیے اور فی زماننا جیسے لوگ ہین تو تمسک ظاہر کو بدیہیات قدما بھی اونکے نزدیک نظریات کا حکم رکھتے ہین اور بالکل اون سے امید نہین کہ یہ لوگ کسی مسئلے مین پایہ تحقیق کو پہونچ جائین اونکے ؛ اسلیے جب خود خدا ہی تکلیف تحقیق کو معاف کر دے تو پھر دوسرے کو کب پہونچ سکتا ہے کہ اونکو تکلیف ما لا یطاق مین ڈالے اور جو تکلیف دے گا وہ صریح اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ کے مخالفت کرے گا **قال** تفسیر نیشاپوری مین ضمن آیت اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ کے مذکور ہے کہ اس آیت کی تفسیر مین اختلاف کیا ہے الخ **اقول** اس آیت کا مصداق ائمہ مجتہدین کو ٹھیرانا غایت درجے کی گستاخی اور بیباکی اور سوء ادبی ہے یہ بہ باتیں اپنی طرف سے حلال اور حرام ایجاد کرتے تھے اونکا ماخذ انجیل اور توراۃ نہ تھا یہ محض شرک ہے اسکے مصداق مجتہدین جو قرآن اور حدیث سے احکام استنباط کرتے ہین کیونکر ہو سکتے ہین چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی عقد الجید مین لکھتے ہین اِعْلَمْ اَنَّ فِي الْاَخْذِ بِهٰذِهِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ مَصْلَحَةً عَظِيْمَةً وَفِي الْاِعْرَاضِ عَنْهَا مَفْسَدَةً كَبِيْرَةً وَنَحْنُ نُبَيِّنُ ذٰلِكَ بِوُجُوْهٍ اَحَدُهَا اَنَّ الْاُمَّةَ اَجْمَعَتْ عَلٰى اَنْ يَعْتَمِدُوْا عَلَى السَّلَفِ فِيْ مَعْرِفَةِ الشَّرِيْعَةِ فَالتَّابِعُوْنَ اِعْتَمَدُوْا فِيْ ذٰلِكَ عَلَى الصَّحَابَةِ وَتَبَعُ التَّابِعِيْنَ اِعْتَمَدُوْا عَلَى التَّابِعِيْنَ فَهٰكَذَا فِيْ كُلِّ طَبَقَةٍ اِعْتَمَدَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى مَنْ قَبْلَهُمْ وَالْعَقْلُ يَدُلُّ عَلٰى حُسْنِ ذٰلِكَ لِاَنَّ الشَّرِيْعَةَ لَا تُعْرَفُ اِلَّا بِالنَّقْلِ وَالْاِسْتِنْبَاطِ وَالنَّقْلُ لَا يَسْتَقِيْمُ اِلَّا بِاَنْ يَّاْخُذَ كُلُّ طَبَقَةٍ عَمَّنْ قَبْلَهَا بِالْاِتِّصَالِ وَلَا بُدَّ فِي الْاِسْتِنْبَاطِ مِنْ اَنْ

باقی رہا قول مدارک اور دراسات کا حال انکا اونھون نے اسمین اجماع بیان کردیا پھر بھی معترض
صاحب مغالطے سے باز نہ آئے نص کے ہوتے ہوے تو کسی امام کے نزدیک قیاس درست
نہین ہے هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ اس کا کون قائل ہے جو معترض صاحب نے
ناحق ورق سیاہ کیے حاصل کلام یہ ہے کہ قیاس ایسے کے مشروعیت مین کچھ کلام نہین کیونکہ قیاس
خدا اور رسول کے احکام مخفی کو ظاہر کر دیتا ہے نیا حکم قیاس سے برآمد نہین ہوتا چونکہ فرقہ ظاہریہ غیر مقلد
امام داؤد ہین اس لیے وہ اسکا انکار کرتے ہین اور صحیح صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ کی حدیثون
مین تاویلات رکیکہ اور تسویلات واہیہ کرتے ہین **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث
پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ حدیث کے جو جو مسئلے حدیث کی کتابون مین موجود ہین اونپر
تو حدیث پر چلنے والے عمل کر ہی لین گے لیکن جو جو مسئلے کہ حدیث سے ثابت نہین ہین اونکے
لیے کیا کرین گے آخر کار فقہ کی کتابون پر ہی چلین گے اور کسی نہ کسی امام ہی کے مقلد بنین گے
جواب اسکا یہ ہے کہ اگر کوئی شخص غور سے از راہ تحقیق قرآن اور حدیث کی طرف نظر کرے
اور دیکھے تو ہر ایک مسئلہ قرآن اور حدیث سے معلوم ہو سکتا ہے کسی مسئلے کے لیے بھی
کسیکو مسائل فقہیہ کی حاجت نہین الخ **اقول** معترض صاحب نے اس جگہ کمال بے انصافی
سے گفتگو شروع کی ہے اور حنفیہ کے کلام سے اسکو کچھ تعلق نہین حنفیہ کچھ کہتے ہین اور معترض صاحب
کچھ ارشاد کرتے ہین قولہ اگر کوئی شخص غور سے دیکھے تو ہر ایک مسئلہ قرآن اور حدیث سے معلوم
ہو سکتا ہے کسی مسئلے کے لیے بھی کسیکو مسائل فقہیہ کی حاجت نہین اقول یہ کلام بالکل مہمل اور
بے معنی ہے معترض صاحب نے مطلق انصاف نہین کیا ذرا معترض صاحب نے چند مسائل فروعی
کو قرآن اور حدیث سے استنباط کرکے دکھلا دیا ہوتا زبان سے کہدینا بہت آسان ہے کیونکہ
استنباط مسائل ہر ایک کا کام نہین اگر ہر شخص مسائل فروعی معلوم کر لیتا تو مجتہد کا ہونا کس لیے
اوسکے شروط جو آج کل بالکل مفقود ہین محض بیکار تھا باقی نفس معنی قرآن اور حدیث سے
سمجھنے سے استنباط مسائل کیونکر ہو سکتا ہے اور اگر ہوگا تو رجماً بالغیب ہوگا انا اقول

کیا جاتا ہی اسناد صحیح سے مروی ہوں یا کتب مشہورہ میں جمع ہوں اور راجح تحملات سے بیان کر دیا جاوے اور عام بعض مواضع میں خاص کیا جاوے اور بعض مواقع میں مطلق مقید کیا جاوے اور مختلف اوس سے جمع ہوں اور احکام کی علتیں بیان ہوں ورنہ اعتماد اوسپر صحیح نہوگا اور کوئی مذہب ان زمانوں اخیر میں اس صفت کا نہیں ہے مگر یہی چار مذہب انتہی اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ تبع مذہب کا بہت شاہ ولی اللہ نے اور مسائل ائمہ مجتہدین اب ہو نادر ہیں اور جو کچھ آپ نے اپنی تصانیف میں انکا منقولات عجیب بیان کیا تقریر کیا سب عمل او محقق کا ہے اور قول امام فخر الدین رازی کا کسی نے انکی بابت محال لکھا ہے اونکے مذہب کے تبعین اونھوں نے قبول نہیں کیا جانے کون سے مقلد کے حق میں وارد ہی اپنی طرف سے اونکو مقلدین حنفیہ پر محمول کرنا محض ناانصافی ہے کوئی حجت اسپر نہیں وجہ اوسکی یہ ہے کہ حنفیہ کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں جو قرآن کے مخالف ہو اگر کسی صاحب کو دعوا ہو پیش کرے اور فقط قصے کہانیوں سے تو کام نہیں چلتا ہاں مقلدین ظاہریہ سے عجب نہیں جو ایسی گفتگو آئی ہو کیونکہ یہ اسناد کے مقابلے میں قرآن نہیں مانتے ہیں فقط یہی جواب کافی سمجھتے ہیں کہ کیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے معنی نہیں سمجھتے تھے اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا قول بھی انکار تقلید پر دلالت نہیں کرتا اسواسطے کہ اونھوں نے حدیث صحیح میں یہ شرط لگائی ہے کہ اوسکے دوسری حدیث معارض نہو اور ناسخ بھی اوسکا معلوم نہو تب اوس حدیث صحیح پر عمل کرنا ضرور ہے اور مذہب کی پابندی اوس مسئلے میں نہیں چاہیے ہم نے بیشک اسکو تسلیم کرتے ہیں کہ ہر مسلمان کو یوں ہی اعتقاد رکھنا چاہیے مگر آجتک کوئی ایسی حدیث پائی نہیں گئی کہ کوئی مسئلہ حنفیہ کا مخالف اوسکے نکلے اگر ایک حدیث کے بظاہر مخالف ہے تو دوسری کے موافق ہے علاوہ اسکے بعض مسائل میں حنفیہ کے یہاں امام صاحب کے قول پر عمل نہیں بلکہ امام ابی یوسف و امام محمد و امام زفر رحمہم کے موافق عمل ہوتا ہے تمام کتب فقہ حنفیہ سے یہ بات ظاہر ہے اگر ہر مسئلے میں امام صاحب کے قول پر تقلید واجب جانتے تو کوئی مسئلہ امام صاحب کا غیر مفتیٰ بہ نہوتا حالانکہ ایسا نہیں اور یہی مراد علامہ شامی کی ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب کے اقوال سے

تمام علما اور جمہور امت کا اسپر اتفاق ہے کہ اسکے حرام ہونے کی کوئی علت ہے چنانچہ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد ان چارون امامون نے اوسکی علتین جدا جدا بیان کی ہین کہ ہر ایک کی علت سے معلوم ہوتا ہے کہ سوا ان چھہ چیزون کے اورون مین بھی حکم ربا جاری ہے مگر داؤد ظاہری کوئی علت نہین نکالتے اور انھین چھہ اشیا مین ربا کو منحصر جانتے ہین اسواسطے کہ وہ قیاس کو نہین مانتے ہین حالانکہ یہ مذہب مخالف جمہور اہل سنت ہے اگرچہ فرقہ ظاہریہ کیواسطے یہ قول حجت ہے مگر مخالفت جمہور سے مردود سمجھا گیا پس چارون مذہب کے مقلد اپنے اپنے امام کے قول کے موافق سند پکڑینگے پھر اگر کسی کے نزدیک بوجہ اختلاف اس علت کے ایک شئی مین ربا ہوگی تو دوسرے کے نزدیک اوسمین ربا نہوگی پس ایک شخص عامی جو علم مین بھی کم اور فہم مین بھی ناقص ہو اوسکو ایسے مسائل مین کیونکر تحقیق ہو سکتی ہے بجز اسکے کہ وہ اپنے زعم فاسد مین تحقیق سمجھ لے اور فی الواقع تحقیق نہو پس حیف صد حیف کہ محققین اکابرین تو مسائل فرعیہ کی تحقیق مین تمام عمر گفتگو کرتے کرتے انتقال کر گئے اور آجتک صدہا قرن سے کوئی بات محقق اور منقح نہین ہوئی اب یہ بیچارے کم علم جو اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ مین داخل ہین کیا تحقیق کرینگے واہ واہ انصاف اسی کا نام ہے اسیوجہ سے جب عامی کی تحقیق کا مطلق اعتبار نہین ہوا تو اوسکو بجز تقلید کے کوئی چارہ نہ ٹھیرا اور ساری تفتیش اور کوشش اوسکی تکلیف مالایطاق مین داخل ہو گئی جسکے واسطے جناب باری فرماتا ہے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا یعنی نہین تکلیف دیتا ہے اللہ کسی نفس کو مگر موافق وسعت اوسکی کے انتہی البتہ جن لوگون کو درجہ اجتہاد حاصل ہے اونکے واسطے سعی محال نہین یا جنکو بعض مسائل مین مرتبہ اجتہاد ہو وہ بھی اس سے خارج ہین اونکے واسطے بھی اون مسائل مین تقلید واجب نہین پس عامی کو مجتہدین اہل ذکر کی تقلید کرنی عین اطاعت خدا و رسول ہے اور اسکا انکار کرنا صریح آیت کا انکار ہے اگر عامی کو تقلید مجتہدین سے منع کیا جائیگا تو خلاف آیہ فَاسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ کے لازم آئیگا اور بے علم اور کم فہم کو تکلیف تحقیق

شخصی کو واجب نہیں جانتے ہیں محققین حنفیہ نے کہ جس مسئلے میں امام کو خلاف حدیث معلوم ہوا
ترک کر دیا مگر وہ مسائل شاذ و نادر ہیں اور تعجب ہے کہ معترض صاحب تو خود صحابہ کے قول کو
جو قرون اول میں ہیں حجت نہیں مانتے اور پھر اقوال بعد قرون ثلثہ کے حجت لاتے ہیں ببین تفاوت
راہ از کجاست تا بکجا اگر زیادہ تحقیق اس مسئلہ تقلید کی منظور ہو تو کتاب انتصار الحق تصنیف
جناب مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری کی ملاحظہ فرماویں اوسمیں یہ بحث مفصل
لکھی ہے **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ایسے حدیث نہ جاننے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ چاروں
اماموں میں سے ایک کی تقلید اگر واجب ہوتی تو بڑے بڑے عالم فاضل محدث اور
مفسر اور فقیہہ اونمیں سے کسی کے بھی مقلد ہو دتے جواب اسکا دو طرح پر ہے اول یہ کہ
بجز بعض متعصب علما کے ایک امام کی تقلید کو واجب تو کیا مباح تک بھی کوئی نہیں کہتا الخ
اقول معترض صاحب نے چند اشخاص کو کہ جنمیں بعض بظاہر یہ بھی داخل ہیں بدون
تحقیق لکھدیا یہ جتنے امام لکھے ہیں سب مقلد تھے الا ماشاء اللہ اور بعض مسائل میں خلاف
تقلید کر لینے سے تقلید فوت نہیں ہوتی غرض تقلید اسکا نام نہیں کہ خاص امام کا قول ہر مسئلہ
معمول بہ رہے بلکہ وہ قول خدا اور رسول کا ہے چونکہ وہ مخفی تھا ایسے نے اوسکو ظاہر کر دیا
اس نسبت سے حنفی شافعی کے الفاظ مقلدین پر صادق آتے ہیں مگر در حقیقت تقلید خدا
اور رسول کی ہے اسکی طرف نسبت مجازی ہے **قال** التزام مذہب معین میں حکم اور خطاب
شارع کا صادر نہیں ہوا **اقول** مذہب معین کا التزام بوجہ عوارض مجبور کرنا پڑا کیونکہ
ایک ایک مسئلے میں اختلافات کثیر تھے کسی کے نزدیک حرام اور کسی کے نزدیک حلال تھا
اس لیے بغیر تقلید ایک کے چارہ نہ تھا کیونکہ اس صورت میں تو لد مکاسب حرام میں بوجہ دوسرے
قول کے شبہہ تھا مگر جب دونوں قولوں پر عمل کریگا تو اب یقیناً مرتکب حرام کا ہو جاویگا
اور اسی قسم کے مسائل میں تقلید ضروری ہے جو مسائل صریح قرآن اور حدیث سے ماخوذ ہوتے ہیں
اونمیں تقلید محض بے اصل اور لغو ہے علاوہ اسکے معترض صاحب خود التزام اسناد کو حجت قوا [illegible]

يعرف مذاهب المتقدمين لئلا يخرج من اقوالهم فيخرق الاجماع
ويبتني عليها ويستعين في ذلك بمن سبقه لان جميع الصناعات
كالصرف والطب والشعر والحدادة والنجارة والصياغة لم تتيسر لاحد
الا بملازمة اهلها وغير ذلك نادر بعيد لم يقع وان كان جائزا في العقل
واذا تعين الاعتماد على اقاويل السلف فلا بد من ان تكون اقوالهم
التي يعتمد عليها مروية بالاسناد الصحيح او مدونة في كتب مشهورة
وان تكون مخدومة بان يبين الراجح من محتملاتها ويخصص عمومها
في بعض المواضع ويقيد مطلقها في بعض المواضع ويجمع المختلف منها
ويبين علل احكامها والا لم يصح الاعتماد عليها وليس مذهب في
هذه الازمنة المتاخرة بهذه الصفة الا هذه المذاهب الاربعة

یعنی جان تو کہ ان چارون مذہبون سے اخذ کرنے مین بڑی مصلحت ہی اور اون سے اعراض
کرنے مین بڑا فساد ہی اور ہم اسکو کئی وجہون سے بیان کرتے ہین ایک یہ کہ امت نے اجماع
کیا ہی اسپر کہ شریعت کے معلوم کرنے مین سلف پر اعتماد کرین پس تابعی صحابی پر اعتماد کرین
اور تبع تابعی تابعین پر اسیطرح ہر طبقے مین علما اپنے اگلون پر اعتماد کرین اور عقل اسکے
حسن پر دلالت کرتی ہی اس لیے کہ شریعت نہین پہچانی جاتی مگر نقل اور استنباط سے
اور نقل نہین درست ہوتی مگر اسطور سے کہ ہر طبقہ پہلون سے بالاتصال سند لیتا چلا آوے
اور استنباط مین ضرور ہی کہ متقدمین کا مسلک معلوم ہو تاکہ اونکے اقوال سے خارج ہو کر
خارق اجماع نہو جائے اور چاہیے کہ اسپر بنا کرے اور پہلون سے استعانت کرے اسلیے
کہ تمام صناعتین جیسے صرف اور نحو اور طب اور شعر اور لہاری بڑھئی گری اور سناری نہین
حاصل ہوتے ہین مگر صحبت سے اور سوا اوسکے کم اور مستبعد ہی واقع نہین ہوا اگرچہ عقل جائز
رکھتی ہو اور جبکہ سلف کے اقوال پر اعتماد متعین ہو گیا تو بس ضرور ہی کہ اقوال اونکے جنپر اعتماد

یہ بات غلط اور واہی ہی جو شخص کہ عربی زبان سمجھتا ہی وہ معنی قرآن کے بھی بے شک سمجھ سکتا ہی

اقول اللہ رے بے باکی حنفیہ کے قول کو کسقدر تحریف کردیا حنفیہ تو یہ کہتے ہین کہ جو سوا
مجتہد کے دوسرا شخص قرآن اور حدیث سے مسائل استنباط نہین کرسکتا معنی قرآن کے
سمجھنے اور چیز ہین اور مسائل فقہیہ کا قرآن سے اخذ کرنا اور شی ہی ہر شخص کا کام نہین یہ کام
اوس شخص کا ہی کہ اوسکو قرآن کے احکام تمام یاد ہون اور احادیث جو متعلق احکام کے وارد
ہین سب یاد رکھتا ہو اور خاص اور عام اور مطلق اور مقید اور مجمل اور مبین اور ناسخ اور منسوخ وغیرہ احکام کو
جانتا ہو اور حدیث متواتر اور آحاد اور مرسل اور متصل اور منقطع کو پہچانتا ہو اور راویون کا
حال کہ فلان راوی ثقہ ہی اور فلان ضعیف ہی سب اوسکو معلوم ہو اور صحابہ اور تابعین اور
تبع تابعین کے اقوال سے خواہ اجماعی ہون خواہ اختلافی آگاہی رکھتا ہو اور علم قیاس جلی اور
خفی اور تمیز قیاس صحیح اور فاسد کی اوسکو ہو اور پھر زبان عرب بھی باعتبار لغت اور اعراب
اور اصطلاح کے خوب جانتا ہو ایسے شخص کو مجتہد کہتے ہین اور معترض صاحب جو اجتہاد
کا دم بھرتے ہین ہمارے سامنے آئین تو اونکے اجتہاد کی حقیقت معلوم ہو خیر وہ تو کس
شمار مین ہین اور جن جن کو اسمین دعوا ہو ان تمام شروط مذکورہ کو بیان کرین جب خود مولانا
عبد العلی بحر العلوم باوجود اسکے کہ انقطاع اجتہاد کا رد کرتے ہین اور اونکی جامعیت شہرہ
آفاق تھی مجتہد نہ ہو سکے تو اورون کو بجز اپنے موتہ آپ میان مٹھو بننے کے اور کیا آتا ہی
غرض قرآن کے معنی سمجھنے کا کوئی حنفی منکر نہین مجتہد اور غیر مجتہد دونون سمجھتے ہین البتہ
اجتہاد اور استنباط مسائل فروعیہ کا فقط معنی سمجھنے والون سے ممکن نہین جسمین ایسے
شروط پائے جائین اوسکا اجتہاد محققین کے نزدیک معتبر ہی ورنہ تو خرط القتاد

قال اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ حدیث پر عمل
کرنا بدون الاحال حدیث کے صحیح اور ضعیف اور موضوع ہونے کا اور تحقیق رواۃ کی کسطرح
سمجھ میں آ جاوے گا جواب اسکا یہ ہی کہ پہچاننا حدیث تینون قسم یعنی صحیح اور ضعیف اور

بجی یہی معلوم ہوتا ہی کیون کہ وہ اوس تقلید کو برا کہتے ہین جسمین مقلد یون سمجھے کہ اس امام سے
خطا محال ہی اور جو کہتا ہی صواب کہتا ہی اور یہ بات دلمین رکھے کہ تقلید اسکی نچھوڑ ونگا
اگرچہ خلاف پر دلیل قایم ہوجاوے پس انصاف کرنا چاہیے کہ کونسا مقلد یہ عقیدہ رکھتا ہی
کہ امام سے خطا محال ہی اور کسی طور کو خلاف پر دلیل قایم ہو تو تقلید نچھوڑے اگر یہ عقیدہ مقلدین
کا ہوتا تو کوئی مسلہ امام صاحب کا نہ چھوڑتے اور من وجہ مخالفت تو اضطراری ہی جو کوئی مسلہ کسی مذہب کا
لیجیے کسی نہ کسی ماخذ سے مخالف ضرور ہوگا پس مشرکین کی آیتون کا خود ظاہر یہی مصداق
ہین کیون کہ اپنی راے کے آگے اہل ذکر سے دریافت کرنا جائز نہین رکھتے اور اگر جائز رکھتے
ہین تو تکلیف مالا یطاق جسکی خدا نے ممانعت کی ہی اوسے لازم جانتے ہین وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ
بِھَا مِنْ سُلْطَانٍ اور حلال و حرام مین مطلق تمیز نہین کرتے اپنی راے سے جسکو چاہتے ہین
ترجیح دیتے ہین اور اپنی عقل کے مقابلے مین ایمہ کی راے کو کافی نہین جانتے اور صحابہ کی
خدمت مین گستاخیان کرتے ہین ایسے لوگ تو موحد اور محمدی آپکو تغلبًا مشہور کرین اور مسلمانون کو
مشرک قرار دین سبحان اللہ کیا انصاف ہی خدا اونکو اس ورطۂ ضلالت سے نکال کر صحابہ اور
ایمہ مجتہدین کی طرف سے حسن ظن عنایت کرے جاے حیرت ہی کہ کجا شرک اور کجا تقلید ایمہ
یہ لوگ کس خواب خرگوش مین ہین اور امام طحاوی کا قول خاص اپنے واسطے ہی کہ اونکو درجہ
اجتہاد حاصل تھا مگر با این ہمہ امام صاحب کے مقلد رہے اور معانی الآثار مین امام صاحب کے
مذہب کی تمام حدیثین لکھتے چلے جاتے ہین اور برابر اون کو ترجیح دیتے ہین اگر یہ قول امام
طحاوی کا ٹھیک منقول ہوا ہی تو پھر اونھون نے باوجود علامۂ دہر ہونے کے تقلید کیون نہ ترک
کی اور گفتگو ہماری فقط نسبت امام طحاوی وغیرہ کے نہین گفتگو فقط عام اشخاص مین ہی
جنکو قرآن و حدیث سے مسائل کے استنباط کی قوت نہین امام طحاوی پر ہم بھی تقلید واجب
نہین جانتے مبحث کچھ یہی معترض صاحب کا کلام کچھ ہی اور اس قسم کے قصے ہرگز حجت نہین ہو
سکتے جب تک سند اوسکی امام طحاوی تک نہ پہونچا دو حاصل کلام یہ ہی کہ حنفیہ تقلید

نہیں مانتے اور بوجہ ضعف اسناد کے انکار قرآن کا کر دیتے ہین خدا ایسی اسناد سے
محفوظ رکھے جسپر یہ دیوانے اور فریفتہ ہین اور محض بنا اسناد کے بعض اور طعن او خلاف قرآن
سبھی کچھ کرتے ہین مجکو خوف ہی کہ رفتہ رفتہ کہین اسناد کی پرستش نکرنے لگین غرض کلام مخفی
اسمین نہین ہی کہ حدیث کی صحت اور ضعف معلوم نہین ہو سکتا بلکہ گفتگو اسمین ہی کہ مسائل
فروعی جنکے استنباط کی حاجت پڑتی ہی اوسمین صحت اور ضعف کے جاننے سے کام نہین چلتا
علاوہ اسکے حدیث کی صحت اور ضعف اور وضع مین اسقدر اختلاف ہی کہ ابتک کوئی بات
طی نہین ہوئی جسنے جس مسئلہ کو اختیار کیا ہی اوسکے موافق جو حدیث ہی وہ اوسکے نزدیک
مرجح ہی اسیطرح ایک آدمی کو ایک شخص نے ضعیف کہا ہی تو دوسرے نے لا باس کہا ہی
غرض اگر صحت اور ضعف حدیث مین ہی فیصلہ ہو گیا ہوتا تو بھی آنسو پونچھ جاتے دشواری
تو یہ ہی کہ اختلاف باہمی نے ساری خرابی ڈال رکھی ہی کسکا اعتبار کرین اگر ایک کے قول کو درست
کہتے ہین تو دوسرے کا قول غلط ہوا جاتا ہی پھر فہم کا اختلاف اوس سے بڑھکر ہی ایک شخص
کی رائے مین مسائل مستنبطہ مین ایک مسئلے کا یقین ہی اور دوسرے کی رائے مین دوسرا مسئلہ
مناقض اوسکے جما ہوا ہی ابن جوزی صلوة التسبیح کی صحیح حدیث کو موضوع اور بخاری کی
تحریم معازف کو باوجود صحیح ہونے کے مردود جانتے ہین اور دارقطنی اور علامہ ابن ہمام
نے بخاری کے بعض احادیث مین کلام کیا ہی اور علامہ ابن حجر عسقلانی کو بخاری اور مسلم دونون
کے بعض رجال مین کلام ہی گو مسلم مین بہ نسبت بخاری کے زیادہ متکلم فیہ بتلاتے ہین اور امام سخاوی
شاگرد ابن حجر نے بخاری مین قریب اسی آدمیون کے اور مسلم مین [illegible] اسکے ضعیف کہا ہی پھر [illegible]
مین علقمہ کے سماع کا اپنے والد سے انکار کیا ہی اور ترمذی مین سماع اونکا اپنے والد سے ثابت
کیا ہی غرض اس قسم کے اختلافات بہت ہین پس ظاہر ہوا کہ اس تحقیق کے واسطے بہت بڑا عمر
درکار ہی معترض صاحب کو سوا نام بتلانے کے اور زبانی جمع خرچ کرنے کے اور کچھ نہین آتا ہی
کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون ذرا دو چار مسئلے ہی مستخرج فرما

اور فرض سمجھ گئے کہ اوسکے روبرو قرآن بھی نہ مانیں حالانکہ کہین قرآن اور حدیث سے ایسا التزام
مفہوم نہین ہوتا اور حنفیہ میں باوجود عدم التزام مذہب معین حقیقی کے التزام دین یہ حدیث لوہم
پہلے ہی اونکی ردمین لکھ چکے ہین اور حجۃ اللہ البالغہ سے بعد مائۃ رابعہ کے تقلید کا رد نہین
ہو سکتا اس لیے کہ پہلے ان ابواب اور فصول کے ساتھ امور دینی مرتب نہ تھے جب محققین
نے ان ایمہ کے اقوال کو دوسرون کے اقوال پر ترجیح دیکھی لامحالہ تقلید شروع کی حاصل
کلام یہ ہے کہ جو شخص واقف سنت ہو اوسکو حنفی یا شافعی بننا کچھ ضرور نہین اور واقف ہونیکے
کئی صورتین ہین اگر ایسے امور ہین کہ جن مین عام لوگ بھی شریک ہین اور خاص بھی اونکو جانتے
ہین جیسے نماز اور حج اور زکوۃ اور روزہ اور وضو کی فرضیت اجمالاً علی ہذا القیاس زنا اور لواطت
اور قتل وغیرہ کی حرمت کہ ہونا انکا ضروریات دین سے تمام عام وخاص کو معلوم ہے تو یہ کسی مذہب
معین یا کسی مجتہد کی اتباع پر موقوف نہین ہر مسلمان اسکا معتقد ہے البتہ جو امور کہ بغیر فکر اور
اجتہاد کے معلوم نہین ہوتے تو جو شخص اونکے استنباط پر قادر ہو جیسے ایمہ مجتہدین اسکو
اسمین کسی کی تقلید کرنی نچاہیے اور جسکو قدرت اجتہاد نہو اوسکو ایسے شخص کا اتباع کرنا چاہیے
کہ جسکو سب سے زیادہ عالم اور متقی جانتا ہے اور اوس وقت اوس سے تکلیف بحث اور نظر
کی بوجہ عجز کے بحکم لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ساقط ہوگی اور فَاسْئَلُوْا اَهْلَ
الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ سے اوسپر تقلید واجب ہوگی اس تقریر کے مخالف
کسی کا بھی قول نہین معترض صاحب نے جہان تقلید کی عبارتین نقل کی ہین سب جگہ اپنے
مطلب کے موافق تصرف کیا ہے اور موافق مقولہ قال کے کوئی عبارت نہین لکھی یہان معترض صاحب
لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ کی چال چلے ہین کوئی انکی بات مغالطے سے خالی نہین ہوتی تا
حنفیہ بیچارون کی طرف منسوب کرتے ہین اور خود وہ سکی ٹٹی مین شکار کھیل رہے ہین
ع بہر رنگے کہ آئی می شناسم **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ایمہ حدیث پر چلنے والونکو
دیتے ہین کہ معنی قرآن شریف کے بدون مجتہد کے اور کوئی نہین سمجھ سکتا جواب اسکا یہ ہے کہ

بتا نہیں سکتے معترض صاحب کے قول سے کتابیں اسماء الرجال وغیرہ کی بے سند ٹھیرتی ہیں کیونکہ
سند کو وہ ضروری جانتے ہیں لیس اونکے نزدیک کوئی کتاب قابل اعتبار نہ رہے گی **قال**
اور ایک مغالطہ مقلدین ایمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہیں کہ جب دو حدیثیں مختلف
ہون مضمون اور حکم میں تو اب عمل کرنے والے حدیث رسول اللہ پر کیونکر عمل کرینگے جواب
اسکا یہ ہی کہ جن حدیثون کو مقلدین ایمہ آپسمین مختلف سمجھتے ہیں اونظاہر میں ایک دوسرے
کی منافی اونکو معلوم ہوتی ہیں یہ سبب اونکے قصور فہم اور قلت تدبر کا ہی الخ **اقول**
حنفیہ کی غرض یہ ہی کہ احادیث مختلفہ میں ایمہ نے جو تطبیق دی ہی وہ سب سے بہتر ہی
او معترض صاحب نے ابن خزیمہ کا فقط قول نقل کیا ہی حالانکہ اس قول سے کوئی نتیجہ
حاصل نہین قول شی دیگر ہی عمل شی دیگر دعواے کرتے ہیں کوئی اوسکا مصداق دکھلانیوالا
سواے ایمہ اربعہ کے موجود نہین معترض صاحب فقط اقوال ہی کو کافی اور وافی سمجھتے
ہیں ہم پوچھتے ہیں کہ ابن خزیمہ کا یہ قول ہمارے کس مصرف کا ہی اگر وہ کوئی کتاب تطبیق کی
لکھ جاتے تو بیشک ہمارے کام آتی جسمین تطبیق ان دونون صحیح حدیثونکی ہی) کہ ابن عباس
فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا خوف مطر وغیرہ شہر میں جمع کیا ہی اور ابن
مسعودؓ فرماتے ہیں ہمنے سواے مزدلفہ اور عرفہ کے اور کہیں جمع کرتے نہیں دیکھا) ہوجاتی
اسی طرح ایک صحیح حدیث میں صحابہؓ سے قبل نماز مغرب نفل پڑھنے کی روایت ہی اور عبد اللہ
ابن عمرؓ سے یہ روایت ہی کہ ہمنے کبھی کسی صحابی کو قبل مغرب نماز پڑھتے نہیں دیکھا ان
دونو میں بھی تطبیق دیتے باوجودیکہ دونون صحیح ہیں علے ہذا القیاس بہت ایسی احادیث
ہیں جنمیں اختلاف ہی مگر ایمہ اربعہ نے بالکل خلاف اوٹھا دیا ہی خصوصا مذہب حنفی میں تو
حدیث کو مثل آئینہ کر دیا ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ امام اور مقلدین اونکے حدیث کو خوب
سمجھتے ہیں اور ظاہریہ نے حدیث کا اصل مطلب نہین پایا دوسری حدیث کیسی ہی صحیح ہو
بخاری کی حدیث کے روبرو باوجود امکان اتفاق کے اوس حدیث سے الجھتے ہیں

موضوع کا انحصار قسمون ہمیت موقوف ہی تحقیق رواۃ اور حال سند پر الخ اقول
کیا معترض صاحب اسکے خواستگار ہین کہ فقہ کی روایت لفظ حدثنا سے امام صاحب
تک ہوتی یا اور کوئی صورت جس سے سلسلۂ اسناد وہان تک پہونچتا اول تو یہ فرمایئے
کہ اسناد کا برابر پہونچنا حدیث سے کہان ثابت ہی جس امر کی خدا اور رسول نے تکلیف
نہین دی آپ اوس سے کسیکو مکلف کرین تو پہلے دعوا پیغمبری یا خدائی کا کر لیجیے پھر اسناد
کا التزام کیجیے ظاہر ہی کہ جب کا قول ثابت کیا جاوے تو کچھ اسناد پر موقوف نہین بلکہ شہرت کتب
مشہورہ سے بھی اوسکا ثبوت ہوجاتا ہی چنانچہ عقد الجید مین لکھا ہی کہ ثبوت مسئلہ کے دو طریق
ہین یا تو اوسکے واسطے سند پائی جاوے یا اوس کتاب مشہور سے اخذ کیا ہو جو برابر ہاتھون
ہاتھ چلی آئی ہی جیسے کتابین امام محمد کی اور مثل اونکے تصانیف اور مسانید مشہورہ مجتہدین
کے اس لیے کہ وہ بمنزلۂ خبر متواتر یا مشہور کے ہین اسیطرح ذکر کیا اسکو امام رازی نے اور
فتاوای قنیہ مین ہی کہ جو کسیکا کلام پایا جاوے اور کسی کتاب مشہور مین مذہب اوسکا
مدون ہو اور ہاتھون ہاتھ وہ کتابین ایک دوسرے سے نقل ہوتی چلی آئی ہون تب اوسکے
ناظر کو یہ کہنا جائز ہی کہ فلان شخص نے یہ کہا ہی اگرچہ اوسکو کسی نے سنا نہو جیسے کتابین امام
محمد کی اور موطا امام مالک کی اور سوا انکے اون کتابون سے جو اقسام علوم مین تصنیف کی گئی ہین
اس لیے کہ انکا اسطور سے پایا جانا بمنزلۂ تواتر اور خبر مشہور کے ہی کہ مثل اوسکے نہین محتاج
ہوتی ہی طرف اسناد کے انتہے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کتب حنفیہ مین اسناد کی کچھ ضرورت
نہین فقط ظاہریہ کے مغالطے ہین اور معترض صاحب کے جتنے مغالطے سب کے جواب مین ہو چکے
دوسری عبارت عقد الجید کی نقل کی ہی اوس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہی کہ حدیث کے واسطے
اسناد کی ضرورت نہین بلکہ کتب مشہورہ مین مدون ہونا کافی ہی اسیطرح فقہ کو سمجھنا چاہیے
پس معترض صاحب نے کہان سے اسناد کی ضرورت کا حکم لگا دیا اور پھر حدیث پر فقہ کو قیاس
کیا کلام مجید کی اسناد کیون نہ طلب کی شاید اسیوجہ سے معترض صاحب حدیث آحاد کے مقابلے مین آیت

غلط کرتا ہے۔ سین ہوتا مثل اوس شخص کے ہی کہ جمع کرے دواؤنکو اور نجانے مثل فہ اونکا یہانتک کہ آوے طبیب جیسا کہ محدث نہیں پہچانتا وجہ حدیث کی یہانتک کہ فقہ آوے انتہے اور فقہ کا اختلاف کچھ مضر نہیں اس لیے کہ اُسمین کتنا ہی اختلاف ہو مگر مفتی بہ سب حنفیہ کے نزدیک ایک ہی ہی الا ماشاء اللہ اور حدیث مین اسقدر اختلاف ہی کہ جسقدر چارون مذاہب بلکہ زائد ہر ایک کا ماخذ ایک حدیث موجود ہی ورنہ اتنے مختلف کیون ہوجاتے پس فقہ کا اختلاف حدیث کے اختلاف سے چوتھائی بلکہ اس سے بھی کم سمجھنا چاہیے چنانچہ شرح مسلم مین موجود ہی اوسکو ملاحظہ کیجیے کوئی باب ایسا نہین کہ جسمین کسیکا خلاف نہو مگر یہ اختلاف کچھ معیوب نہین فقط معترض صاحب کے اعتراض کا جواب ہی کہ وہ فقہ کا اختلاف حدیث کے اختلاف سے زیادہ بتلاتے ہین اور یہ محض غلط ہی البتہ چارون مذہب کے فقہ کا اختلاف عجب نہین کہ حدیث سے کم ہو اور فقط ایک امام کے اختلاف فقہ کو زیادہ کہنا لغویات ہی محض واہیات ہی **قال** بتلایئے کہ متبع رائے ابو حنیفہ کا کس پر عمل کرے **اقول** مسئلہ مفتی بہ پر **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ بہ نسبت حدیث کی کتابون کے فقہ کی کتابین بڑی آسان اور بہت تحقیق اور کوشش سے بنائی گئی ہین سو جواب اسکا یہ ہی کہ یہ بات محض کذب اور دروغ ہی اگر کوئی منصف بہ نظر تحقیق دیکھے تو عبارت حدیث کے متون فقہ مثل شرح وقایہ و کنز اور ہدایہ وغیرہ سے لاکھ درجے آسان ہی **اقول** جناب معترض صاحب تمنے کچھ تو خدا کا خوف کیا ہوتا ایسی رکیک اور ضعیف باتین بیچارے حنفیہ کی طرف کیون منسوب کردین اور جواب دینا انکا کیا ضرور تھا شاید یہ فرضی صورتین ہون فقہا نے فرضی مسائل نکالے ہین تو معترض صاحب بھی تو تصدیق اجتہاد کے واسطے کوئی بات نکالین اور غرض اس اختراع سے یہ ہی کہ کوئی فقہ نہ پڑھے اور نہ اوسپر عمل کرے اگر ضرورت پڑے تو مسک الختام وغیرہ کتابین ہر جاہل

اپنے اجتہاد کے پیش کرین ورنہ فقہاے مجتہدین کے شکرگذار ہون اور طعن اور تشنیع سے باز آئین دیکھو مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کتاب الانصاف مین لکھتے ہین اَمَّا هٰذِهِ الطَّبَقَةُ الَّذِيْنَ هُمْ اَهْلُ الْحَدِيْثِ وَالْاَثَرِ فَاِنَّ الْاَكْثَرِيْنَ مِنْهُمْ اِنَّمَا كَدُّهُمْ فِي الرِّوَايَاتِ وَجَمْعِهِمُ الطُّرُقَ وَطَلَبِ الْغَرِيْبِ الشَّاذِّ مِنَ الْحَدِيْثِ الَّذِيْ اَكْثَرُهٗ مَوْضُوْعٌ اَوْ مَقْلُوْبٌ وَلَا يُرَاعُوْنَ الْمُتُوْنَ وَلَا يَفْهَمُوْنَ الْمَعَانِيَ وَلَا يَسْتَنْبِطُوْنَ سِرَّهَا وَلَا يَسْتَخْرِجُوْنَ رِكَازَهَا وَفِقْهَهَا وَرُبَّمَا عَابُوا الْفُقَهَاءَ وَتَنَاوَلُوْهُمْ بِالطَّعْنِ وَادَّعَوْا عَلَيْهِمْ مُخَالَفَةَ السُّنَنِ وَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّهُمْ عَنْ مَبْلَغِ مَا اُوْتُوْهُ مِنَ الْعِلْمِ قَاصِرُوْنَ وَبِسُوْءِ الْقَوْلِ فِيْهِمْ اٰثِمُوْنَ یعنی لیکن یہ طبقہ جو اہل حدیث کا ہی سو بیشک اکثر اونکے سعی کرتے ہین روایات ہی مین اور طرق حدیث کے جمع کرنے مین اور طلب کرنے مین غریب اور شاذ کے اوس حدیث سے کہ جسکا اکثر موضوع یا مقلوب ہے اور نہین رعایت کرتے وہ لوگ متن کی اور نہین سمجھتے معنونکو اور نہین استنباط کرتے اونکے اسرار کا اور نہین نکالتے اون کے خزانہ اور فقاہت اور بسا اوقات فقہا پر عیب کرتے ہین اور طعن مارتے ہین اور اونپر مخالفت حدیث کا دعوا کرتے ہین اور نہین جانتے یہ امر کہ فقہا کو یہ مسئلہ کس مبلغ سے دیا گیا علم سے وہ لوگ قاصر ہین اور فقہا کے حق مین برے الفاظ کہنے سے گنہگار ہوتے ہین انتہی کتب فقہ کا ایک ایک جزئیہ موجود ہے اگر کسی مسئلے مین اختلاف ہی تو مسئلہ مفتی بہ مین تمام حنفی شریک ہین مگر معترض صاحب تحریر روایت اور اسناد کو جب تک فقہ مین نہین دیکھ لین گے ہرگز اونکو اعتبار نہ آئیگا ورنہ اونکے مسلک کے خلاف ہو جائیگا معترض صاحب کے قول سے معلوم ہوتا ہی کہ جتنے اقوال اونھون نے بزرگون کے نقل کیے ہین کوئی قابل اعتبار نہین کیونکہ کسی کتاب مین اسناد اونکی نہین ہے اسیطرح اسماء الرجال اور موضوعات حدیث اور صحت اور ضعف کی کتابین سب کی سند لاے کہ ان کتابون مین اونھین شخصونکی ہے جنکی طرف منسوب ہین ان سب کتابون کو یہ او یون کا کہیں بھی

جو معترض صاحب نے محض فضول گفتگو کی معلوم ہوا کہ حضرت کو نے ربط الفاظ کہنے مین بھی نہایت ہی مشق ہی بیان صواب اور خطا کے مسلے سے کیا بحث تھی جو معترض صاحب نے اظہار کمال دانائی کیا حنفیہ ہر صورت مین خطا او صواب دونون کا احتمال رکھتے ہین البتہ جانب صواب غالب ہوتی ہی اور جانب خطا کا احتمال ہوتا ہی اوراسمین کلام نہین کہ ایمہ نے بعض مسائل مین بعضے احادیث کو بوجہ کسی علت کے ترک کردیا ہی اور دوسرا ماخذ اوسکا قرار دیا ہی **قال**

اور ایک مغالطہ مقلدین ایمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ ہمارے امام نے تمام مسائل حدیث ہی سے نکالے ہین اور اونکو سب حدیثین پہونچ گئی تھین جواب اسکا یہ ہی کہ ایسا شخص بڑا کذاب اور بہت برے اعتقاد والا بیوقوف ہی اس لیے کہ بڑے بڑے اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کہ اکثر اوقات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے صحبت مین رہتے تھے اونکو تو تمام حدیثین ایک مدت تک پہونچی ہی نہین تھین ان امامون کو کیا پہونچی ہونگی الخ **اقول** حنفیہ کسی کی نسبت یہ دعوا نہین کرتے کہ اونکو کل حدیثین بالیقین پہونچی تھین خواہ امام صاحب ہون یا امام مالک یا امام شافعی یا امام احمد یا امام بخاری یا امام مسلم ہون کسی کی نسبت کوئی ثابت نہین کرسکتا کہ اوسکو سب حدیثین پہونچ گئی تھین پس جسطرح یہ نہین کہہ سکتے کہ امام صاحب کو کل حدیثین پہونچ گئی تھین اسی طرح کوئی اس دعوے کو بھی نہین ثابت کرسکتا کہ امام صاحب کو اسقدر حدیثین نہین پہونچین جسقدر امام بخاری وغیرہ کو پہونچی تھین پس معترض صاحب نے یہان دو مغالطے دئے ایک تو حنفیہ کی طرف سے کل حدیثون کا دعوا کردیا اور دوسرے اوسکے جواب مین صحابہ کی حدیثین بیان کردین اور صحبت اوسپر یہ لائے کہ صحابہ اکثر اوقات رہتے تھے جوبات معترض صاحب نے بیان کی من قبیل بناء الفاسد علی الفاسد ہی اکثر اوقات خود اس امر کا مقتضی ہی کہ کل حدیثین صحابہ کو معلوم نہون پھر یہ کہنا کہ مدت تک اونکو حدیثین نہین پہونچی تھین اس سے بھی معلوم ہوا کہ بعد مدت کے وہ حدیثین پہونچ گئین چنانچہ خود اوسکی تصریح کردی ہی پس

بند کرلیتے ہین اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث کا انکار کر بیٹھتے ہین اسیطرح بہت قواعد اوسکے جمہور کے خلاف ہین جسکو ایمہ اربعہ سے خارج ہونا ہو وہ اونکا مذہب اختیار کرے پھر ہم حیران ہین کہ اسمین معترض صاحب کو کون سی وجہ ترجیح کی نظر آئی کہ اپنے ہمعصر متعصبون کی کتابین دیکھنے کو ارشاد فرماتے ہین اور اماموں کے اقوال سے فرار کرتے ہین کیا ایمہ کی تطبیق ابن خزیمہ کے تطبیق سے بھی کم تھی جو حدیث مختلف کا مطلب ایمہ نے بتلایا ہے وہ کسی کو بھی نہین سوجھا اور قاعدے تو سب کتابون مین لکھے ہوئے ہین چنانچہ طب کے قاعدے تمام کتابون مین موجود ہین ہندی کی چندی ہوگئی ہے ہر دوا کی خاصیت اور ماہیت اور افعال اور خواص بالتصریح موجود ہین اب یون کہدینا کہ فلان فلان کتاب دیکھکر مطلب کرنا مشکل نہین بہت آسان ہے مگر معترض صاحب اگر ان کتابون کو دیکھکر کوئی نسخہ کسی مریض کے واسطے لکھدین تو ہم سلام کرین اور اگر بالفرض لکھ بھی دین گین تو اوس نسخے کی اور سنکیا کی ایک خاصیت ہوگی بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی کو علم شی کا ہوتا ہے جیسے علم طب تمام پڑھ جاوے مگر نسخہ بغیر مطلب دشوار ہے پھر طبیبون مین بھی فرق ہوتا ہے جتنا زیادہ زکی اور قوی الحافظہ ہوگا اوتنا ہی علم طب اور مطب اوسکا عمدہ ہوگا اگر سب برابر ہوا کرین تو پھر بڑے طبیبون کو کون پوچھے خود کتابین دیکھکر دوا پی لیا کرین جیسے آج کل کے نیم حکیم خطرۂ جان ہین ویسے ہی حضرات ظاہریہ خطرۂ ایمان ہین دعوا یہ کچھ کہ جیسے بوے اجتہاد پائی جائے اور علم ایسا کہ جس سے فاش غلطی واقع ہو غرض جتنا کسی شخص کا علم وسیع ہوگا اوتنا ہی قول اوسکا بہ نسبت دوسرے کے زیادہ قوی ہوگا ورنہ امام صاحب کی درایت اور امام بخاری کی روایت کو کوئی نہ دریافت کرتا اور علامہ ابن حجر مکی شافعی نے خیرات الحسان کی فصل بست وششم مین لکھتے ہین مَن یطلب الحدیث ولا یتفقه کمن یجمع الادویة ولا یدری ما فیها حتی یجیٔ الطبیب کذا ان المحدث لا یعرف وجه حدیثه حتی یجیٔ الفقیه یعنی جو شخص حدیث

خیرات الحسان فصل بست و ششم

دیکے جند معترض صاحب نے سو مسلے مخالف احادیث نقل کیے ہین اور عقل کو بالاے طاق رکھدیا ہی چنانچہ ناظرین کو جواب سے معلوم ہوگا کہ یہ طعن ائمہ حدیث پر نہین بلکہ اس پردہ مین معترض صاحب نے سبھی پر طعن کیا ہی امام صاحب وغیرہم اس سے بالکل بری ہین

قال اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ قرآن اور حدیث کا ایسا کوئی مسلہ نہین ہی جو کہ مجتہدون کو نہ ملا ہو ویا اونھون نے کسی مسلہ پر قرآن و حدیث کے خلاف عمل کیا ہو سو جواب اسکا یہ ہی کہ یہ بات بالکل غلط ہی اگر کوئی شخص تامل کرے تو اکثر پاوے گا کہ ایک طرف تو حدیث صحیح ہی اور ایک طرف راے امام کی ہی اوس حدیث صحیح کے مخالف اور فتوے امام کی راے پر ہی چنانچہ مشت نمونہ خروارے چند قول اونکے یہان نقل کرتا ہون دیکھ لیجئے مسئلہ اول اور ایک مسلہ امام اعظم کا مخالف قرآن اور حدیث کے یہ ہی جو کہ فقہ اکبر اور شرح عقائد نسفی مین لکھا ہی اَلْاِیْمَانُ هُوَ الْاِقْرَارُ وَالتَّصْدِیْقُ وَاِیْمَانُ اَهْلِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَا یَزِیْدُ وَلَا یَنْقُصُ یعنی ایمان اقرار ہی اور تصدیق ہی اور ایمان اہل آسمان اور زمین کا نہین زیادہ ہوتا اور نہین کم ہوتا انتہے امام اعظم نے خلاف کیا ہی اس مسلے مین کلام اللہ کی صریح کئی آیتون کا بھی اور حدیثون کا بھی اس لیے کہ ایمان بڑھتا بھی ہی اور کم بھی ہوتا ہی چنانچہ فرمایا اللہ تعالی نے وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا یعنی جب پڑھی جاتی ہین اوپر اونکے نشانیان اوسکی زیادہ کرتی ہین اونکو ایمان **اقول** یہان نزاع لفظی ہی اسمین مخالفت قرآن اور حدیث کی مطلق نہین پائی جاتی تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ ایمان کے معنی جیسا کہ متاخرین حنفیہ کے کتب مین ہین فقط تصدیق قلبی کے ہین اور اقرار کو احکام معاملات دنیوی مین ضروری اور داخل ایمان جانتے ہین چنانچہ آیات قرآنی اسپر شاہد ہین فرمایا اللہ تعالے نے اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ یعنی یہی لوگ ہین کہ جنکے دلوںمین اللہ نے ایمان کو ثابت کردیا ہی وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ یعنی دل اوسکا مطمئن ہی ساتھ ایمان کے وَلَمَّا یَدْخُلِ

کی اور نیل الاوطار وغیرہ تصانیف قاضی شوکانی زیدی کی جو مخالف مسلک جمہور علماے سنت کے ہی دیکھین
اور جب کسی خاص مسلے کی ضرورت پڑی تو انہین کتابون سے اجتہاد بھی کرلے اور
کی حدیث موضوع پر کسی مقلد کا عمل نہین اور نہ اوسمین موضوع حدیثین ہین چنانچہ فتح القدیر
مین تو صحیح صحیح حدیثون سے مسائل ہدایہ کو خوب قوت دیکر جبر نقصان کر دیا ہے مطلب ثبوت
سے ہے کہین ہو البتہ ضعف اور صحت مین اختلاف ہوا کرتا ہے اسکا خود محدثین نے بھی اعتبار
کیا ہے اور حدیث ضعیف پر باوجود پائے جانے صحیح کے عمل کرلیا ہے چنانچہ ترمذی مین لکھا ہے
فَقَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ اَجْوَدُ اِسْنَادًا وَالْعَمَلُ عَلٰى
حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ یعنی کہا یزید بن ہارون نے کہ حدیث ابن عباس کی اسناد
مین بڑی کھری ہے اور عمل عمرو بن شعیب کی حدیث پر ہے انتہے پس تعجب ہے کہ خود تو صحیح کو محدثین مع
چھوڑ کر ضعیف پر عمل کرلین اور فقہا اگر ضعیف پر کسی وجہ سے عمل کرلین تو قصور وار ٹھیرین
ع ہر یکے ناصح برائے دیگران + ناصح خود یافتم کم در جہان **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین
ایمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ مجتہدون کا کوئی مسلہ بھی قرآن اور حدیث کے
خلاف نہین ہے اور اگر کوئی ہوگا بھی تو اوسکا باعث یہ سمجھا جاوے گا کہ اوسکو مجتہدون نے
بسبب لائق نہ ہونے عمل کے عمدًا ترک کردیا ہوگا جواب اسکا یہ ہے کہ اس تقریر سے یہ ثابت
ہوتا ہے کہ مقلدین مجتہد سے خطا کے ہونے کے قائل نہین ہین اور قائل نہونا خطا کا مجتہد سے
یہ مذہب معتزلہ کا ہے الخ **اقول** اس کلام سے یہ نہین سمجھا جاتا ہے کہ احتمال خطا اون سے
نہین احتمال خطا تو ہر صورت مین ہے اگر صحیح کے مطابق استنباط ہوگا تو بھی احتمال خطا ہے
فقط خلاف حدیث کی صورت کو رفع خطا مین دخل دینا محض خطا ہے اگر مجتہد عمدًا کسی حدیث کو
کسی علت سے ترک کردے اوسکے اجتہاد مین احتمال خطا ہوگا اور اگر مسلے استنباطی ہا وسکا
مخالف کسی حدیث کے نہ معلوم ہو تو بھی احتمال خطا سے چارہ نہین غرض مسائل اجتہادیہ
مین احتمال خطا اور صواب ہر صورت مین ہوتا ہے مخالفت اور موافقت کو اوسمین کیا دخل

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جو معنی ایمان کی امام صاحب لیتے ہیں وہ ہرگز زیادتی باتی قبول نہیں کر سکتی جتنی امین آپ نے بیان کین سب مین ایمان سے ارکان ثلاثہ مذکور مراد ہین یا اگر یہ معنی ایمان کے آپ مراد لیتے ہین تو بجا ہی سو ان معنون سے امام صاحب ایمان کی کمی اور بیشی کا انکار نہین کرتے اور اگر صرف تصدیق یا مجموع اقرار و تصدیق کے معنی لیے جائین جیسا کہ مذہب امام صاحب کا ہی تو معنی آیت کے یہ ہون گے جو تفسیر کبیر مین لکھے ہین اور امام صاحب سے بھی یہی معنی منقول ہین و الوجه الثَّانِي مِنْ زِيَادَةِ التَّصْدِيقِ أَنَّهُمْ يُصَدِّقُونَ بِكُلِّ مَا يُتْلَى عَلَيْهِمْ مِنْ عِنْدِ اللهِ وَلَمَّا كَانَتِ التَّكَالِيفُ مُتَوَالِيَةً فِي زَمَنِ الرَّسُولِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَعَاقِبَةً فَعِنْدَ حُدُوثِ كُلِّ تَكْلِيفٍ كَانُوا يَزِيدُونَ تَصْدِيقًا وَإِقْرَارًا وَمِنَ الْمَعْلُومِ أَنَّ مَنْ صَدَّقَ إِنْسَانًا فِي شَيْئَيْنِ كَانَ تَصْدِيقًا لَهُ أَكْثَرَ مِنْ تَصْدِيقِ مَنْ صَدَّقَهُ فِي شَيْءٍ وَاحِدٍ وَقَوْلُهُ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا مَعْنَاهُ أَنَّهُمْ كُلَّمَا سَمِعُوا آيَةً جَدِيدَةً أَتَوْا بِإِقْرَارٍ جَدِيدٍ فَكَانَ ذَلِكَ زِيَادَةً فِي الْإِيمَانِ وَالتَّصْدِيقِ یعنی وجہ دوسری زیادتی تصدیق کی یہ ہی کہ وہ تصدیق کرتے ہین کل اوس شی کی جو پڑھی جاتی ہی اونپر اسکی طرف سے اور جبکہ تھین تکلیفین رسالت پناہ مین سیے درپی اور پیچھے بعد دیگرے پس وقت حادث ہونے تکلیف کے زیادہ کرتے تھے وہ تصدیق اور اقرار اور ظاہر ہی یہ کہ جو شخص کسی انسان کی دو امر مین زیادہ ہی تصدیق اوس شخص کی تصدیق سے کہ ایک امر مین تصدیق کرے اور قول جناب باری وَإِذَا تُلِيَتْ الخ یعنی جب وہ سن تے ہین کوئی آیت جدید کرتے ہین اقرار جدید پس ہوگی یہ زیادتی ایمان مین اور تصدیق مین دوسری جگہ لکھتے ہین وَالْمَعْرِفَةُ وَالْإِقْرَارُ لَا يَقْبَلَانِ التَّفَاوُتَ یعنی تصدیق اور اقرار

امام صاحب کا زمانہ تو بہت بعد ہوا ہی اور کوفے مین بہت سے صحابہ اکر مقیم ہوے تھے اونکا علم حدیث کہان گیا کیا ظاہریہ نے سیکھا اور کسیکو میسر ہوا لہذا امام صاحب کو کہ تمام کوفے سے اعلم تھے بہت ہی احادیث پونہچے ہون گے چنانچہ مسائل کی تطبیق مین امام صاحب کی مسانید مین اسقدر احادیث موجود ہین کہ دوسرے کی کتاب مین اتنے نہین ہین اور ہر حدیث جو ذرا بھی ایک گونہ مخالف ہوا اوسکو کہدینا کہ امام صاحب کو نہین پونہچی محض بے دلیل بات اور رجم بالغیب ہی خدا ایسے سوء ظنی سے بچاوے ورنہ ہر امام کے حدیث دوسرے امام کی صحیح حدیث اور اجتہاد کے مخالف نہوتے حال آنکہ کوئی حدیث ایسی نہین کہ جسکے مخالف کسی کا قول موجود نہو مگر یون دعوا نہین کرسکتے کہ اوسکو صحیح حدیث نہین پونہچی تھی ہم بہت حدیثین صحیح دیکھتے ہین کہ ایمہ نے اونکو باوجود صحت کے ترک کردیا ہی کیونکہ محض صحت پر دار و مدار عمل کا نہین ورنہ جمہور صحابہ سے خلاف حدیث صحیح کے کوئی امر مروی نہوتا پس سب صحیح حدیثونکو واجب العمل جانئین تو صحابہ کا عمل اونکے ضرور برخلاف موجود ہی جب صحابہ ہی خلاف کرنے لگے تو نعوذ باللہ موافق حدیث فقط ظاہریہ اپنے خیال مین ہون گے اسیوجہ سے احادیث مرفوعہ مین صحابہ کے اعمال بھی ملحوظ خاطر ضرور ہین خصوصًا جو راوی اوس حدیث کے ہون اگر اوسکے خلاف عمل کرتے ہون گے تو وہ حدیث قابل عمل نہوگی پھر اوسمین ایمہ کے اقوال بھی ضرور دیکھنے چاہیین کیونکہ اکثر احادیث کی ایمہ نے وہ توجیہ بیان کی ہی کہ گو ظاہر کے خلاف ہی مگر غرض نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بالیقین وہی معلوم ہوتی ہی پس بے تحقیق صحیح حدیث پر عمل کرلینا حسن ظن تو ہی مگر حماقت اور تکبر سے خالی نہین ع در میر و وزیر و سلطانرا + بیوسیلت مگرد پیرامن
سگ و دربان چو یافتند غریب + این گریبان گرفت و آن دامن ۔ حاصل یہ ہی کہ معترض صاحب دوسرون کے مغالطے فرضی نقل کرگئے ہین اور جواب کے ضمن مین خود مغالطے دیتے ہین بلکہ اونکے جواب کا نام مغالطہ ہی سمجھنا چاہیے عوام کو تو معلوم نہین کہ حنفیہ کا حقیقت کار کیا ہی اونکی نظر مغالطون پر ڈالکر شیخی کی آڑ مین اون بیچارون کو پھانس لیتے ہین

حنفیہ کے لیکن فرق اوسمین باعتبار قوت اور ضعف کے ہی اس لیے کہ ایمان عبارت ہی تصدیق
قلبی سے کہ حد اذعان کو پہونچ جاوے اور اسمین زیادتی اور کمی متصور نہین حتی کہ جسکو حقیقت
تصدیق کی حاصل ہو جائے خواہ وہ عبادات کرے خواہ گناہ تصدیق اوسکی بر حال خود باقی رہیگی
اوسمین کچھہ تغیر نہین آتا ہی اور دلیل ہماری قول جناب باری ہی وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ
اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ یعنی جسوقت
کہا ابراہیم نے ای رب میرے دکھا مجکو تو مردے کو کیسے زندہ کر دیتا ہی کہا کیا تو ایمان نہین
لایا کہا ابراہیم نے ایمان تو لایا ہون مگر دل کا اطمینان چاہتا ہون پس اگر ایمان زیادتی اور
نقصان قبول کرتا تو جواب ابراہیم کا وَلٰكِنْ لِّيَزْدَادَ اِيْمَانِيْ ہوتا یعنی مگر اس لیے کہ زیادہ ہو جاوے
ایمان میرا پس قول ابراہیم کا لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ دلیل یقینی ہی اسپر کہ نفس ایمان نہ زیادہ ہوتا ہی
نہ کم البتہ اطمینان سے تصدیق اصلی کو تقویت ہوتی ہی اسیطرح قول اللہ تعالے کا اُولٰٓئِكَ
كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ یعنی یہی ہین جنکے دلون مین حق تعالے نے ایمان ثابت کر دیا ہی اور
ظاہر ہی کہ ثبت زیادہ اور کم نہین ہوتا علی ہذا القیاس قول رسالت مآب کا حدیث ابو سعید مین
جو نہی عن المنکر مین وارد ہی وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ دلالت کرتا ہی اسپر کہ ایمان نہ زیادہ ہوتا ہی
اور نہ کم لیکن قوی اور ضعیف ہو جاتا ہی جیسا کہ مذہب حنفیہ کا ہی انتہے اور جوامع قادریہ مین لکھا ہی
وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ دلیل یقینی ہی کہ ایمان کم و بیش نہین ہوتا لیکن بسبب اطمینان کے قوی
ہو جاتا ہی چنانچہ یہی مذہب ہمارا ہی انتہے اور الدر الازہر شرح الفقہ الاکبر مین ہی اِنَّ الْاِيْمَانَ لَا يَزِيْدُ
وَلَا يَنْقُصُ مِنْ حَيْثُ اَصْلِ التَّصْدِيْقِ وَالْاِذْعَانِ اِلَّا اَنَّهٗ يَقْوٰى وَيَضْعُفُ
مِنْ جِهَةِ الْيَقِيْنِ یعنی تحقیق ایمان نہ زیادہ ہوتا ہی اور کم بھی نہین ہوتا ہی باعتبار اصل تصدیق
اور اذعان کے مگر تحقیق قوی اور ضعیف ہوتا ہی باعتبار یقین کے انتہے البتہ محدثین کے قول پر
یہ شبہ وارد ہوتا ہی کہ جب عمل بھی داخل ایمان ہوا تو چاہیے کہ بدون عمل ایمان متحقق نہو سو اسکا جواب
کشاف اصطلاحات فنون مین موجود ہی قَالَ الْاِمَامُ هٰذَا فِيْ غَايَةِ الصُّعُوْبَةِ لِاَنَّ الْعَمَلَ

ابوسعید الخدری
مقصود از اہل السنۃ
جوامع
الدر الازہر شرح الفقہ الاکبر
کشاف اصطلاحات الفنون

کم یمَانُ فِی قُلُوبِکُمْ یعنی نہیں داخل ہوا ایمان تمھارے دلون میں قَالَتِ الْاَعْرَابُ
اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْا اَسْلَمْنَا یعنی کہا بدوی جو منافق تھے ایمان لائے ہم تو کہدے
کہ تم ایمان نہین لائے دل سے لیکن کہو کہ اسلام لائے ہم یعنی ظاہر مین منقاد و مطیع ہوگئے
اور احادیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے چنانچہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ
سے جسوقت اونھون نے قتل کیا ایک شخص کو کہ اوسنے لا الہ الا اللہ کہا تھا ھَلَّا شَقَقْتَ
قَلْبَہٗ فَنَظَرْتَ اَصَادِقٌ ھُوَ اَمْ کَاذِبٌ یعنی کیون نہ چیر کر دیکھ لیا تو نے دل اوسکا
کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا وَالْاِیْمَانُ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ
یعنی ایمان یہ ہے کہ تصدیق کرے تو ساتھ اللہ کے اور فرشتون اوسکے کے اور کتابون اوسکے کے
اور رسولون اوسکے کی یہ چند آیتین اور حدیثین ہمنے لکھدی ہین ورنہ اور بہت سی آیتین
قرآن اور حدیث مین اوسکی موجود ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کا تعلق قلب ہی سے ہی اور
امام اعظم کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکے نزدیک ایمان عبارت ہے تصدیق قلبی اور
اقرار زبانی سے اور محدثین کے نزدیک ایمان کے معنی تصدیق اور اقرار اور عمل کے ہین اور قرآن
اور حدیث مین بھی ایمان بایں معنی آیا ہے اسی وجہ سے حنفیہ اور شافعیہ مین اختلاف ہوا
کہ آیا ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہے یا نہین پس محدثین چونکہ عمل کو بھی داخل ایمان کرچکے تھے
اس لیے وہ زیادتی اور کمی ایمان کے قائل ہوئے چنانچہ اس آیت کو وہ اپنے قول کی سند لاتے
ہین امام رازی شافعی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین فَقَدِ احْتَجُّوْا بِھٰذِہِ الْاٰیَۃِ مِنْ
وَجْھَیْنِ الْاَوَّلُ اَنَّ قَوْلَہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا یَدُلُّ عَلٰٓی اَنَّ الْاِیْمَانَ
یَقْبَلُ الزِّیَادَۃَ وَلَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ عِبَارَۃً عَنِ الْمَعْرِفَۃِ وَالْاِقْرَارِ لَمَا
قَبِلَ الزِّیَادَۃَ یعنی تحقیق حجت کرا نا اونھون نے اس آیت کو دو وجھون سے اول
یہ کہ قول اللہ تعالی زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا دلالت اسپر کرتا ہے کہ ایمان زیادتی قبول کرتا ہے
اور اگر ایمان عبارت ہوتا تصدیق اور اقرار سے تو البتہ زیادتی نہ قبول کرتا ہتی

کے یہ معنی اس لیے بیان ہوئے تاکہ مذہب معتزلہ سے احتراز ہو جاے کیونکہ معتزلہ نفس ایمان میں عمل داخل کرتے ہیں پس اس سے لازم آتا ہے کہ جو عمل ترک کرے اوسکو ہمیشہ دوزخ میں رہنا پڑیگا حال آنکہ یہ مذہب خلاف اہل سنت اور جماعت کے ہے پس ان تقریرات سے واضح ہوا کہ فقط نزاع لفظی ہے معنی میں نزاع نہیں جہاں قرآن اور حدیث میں عمل پر اطلاق آیا ہے وہاں ایمان کامل مراد ہے اور جس جگہ نفس تصدیق پر بولا گیا ہے وہاں فقط اصل ایمان مراد ہے اور لغت بھی ان معنوں کے مطابق ہے قاموس میں ہے اٰمَنَ بِهٖ اِیْمَانًا صَدَّقَهٗ یعنی ایمان لایا وہ ساتھہ اوسکے یعنی تصدیق کی اوس نے اوسکی اور لمعات شرح مشکوٰۃ کے کتاب الایمان میں ہے نُقِلَ فِی الشَّرْعِ اِلٰی تَصْدِیْقِ الشَّارِعِ فِیْمَا اَخْبَرَ اِمَّا وَحْدَهٗ وَهُوَ مَذْهَبُ الْمُحَقِّقِیْنَ اَوْ مَعَ الْاِقْرَارِ اِنْ لَّمْ یَمْنَعْ مَانِعٌ وَهُوَ قَوْلُ الْجُمْهُوْرِ اَوْ مَعَ الْاِقْرَارِ وَالْعَمَلِ عِنْدَ الْمُعْتَزِلَةِ وَاَمَّا مَا یُحْکٰی مِنَ الْمُحَدِّثِیْنَ مِنْ اَنَّ الْاِیْمَانَ اِعْتِقَادٌ بِالْجَنَانِ وَاِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَعَمَلٌ بِالْاَرْکَانِ فَالْمُرَادُ الْاِیْمَانُ الْکَامِلُ لَا اَصْلُهٗ کَمَا اشْتَبَهَ عَلٰی اَقْوَامٍ مِنَ النَّظَرِ فِیْ ظَوَاهِرِ عِبَارَاتِهِمْ وَقَدْ صَرَّحُوْا بِمَا ذَکَرْنَا یعنی پھر نقل کیا گیا شرع میں طرف تصدیق شارع کے اوس چیز میں کہ خبر دی شارع نے یا فقط التصدیق اور یہ مذہب محققین کا ہے یا مع اقرار کے اگر کوئی مانع نہو اور یہ قول جمہور کا ہے یا مع اقرار اور عمل کے نزدیک معتزلہ کے لیکن جو کہ محدثین سے منقول ہے کہ ایمان اعتقاد قلبی اور اقرار زبانی اور عمل ارکانی ہے پس مراد اوس سے ایمان کامل ہے نہ نفس ایمان جیسا کہ شبہہ ہو گیا ہے بعضوں کو اونکی ظاہر عبارت سے اور تحقیق تصریح کر دی ہے اونھوں نے اوس چیز کی جو ذکر کی ہمنے انتہی اور مرقات شرح مشکوٰۃ کے کتاب الایمان میں ہے وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِیْهِ عَلٰی اَقْوَالٍ اَوَّلُهَا وَعَلَیْهِ الْاَکْثَرُوْنَ وَالْاَشْعَرِیُّ وَالْمُحَقِّقُوْنَ اَنَّهٗ مُجَرَّدُ تَصْدِیْقِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْمَا عُلِمَ مَجِیْئُهٗ بِهٖ بِالضَّرُوْرَةِ یعنی اختلاف کیا ہے علماے ایمان میں کئی قول پر اول اونکا اور اوسپر اکثر لوگ ہیں

لمعات شرح مشکوٰۃ کتاب الایمان

مرقات شرح مشکوٰۃ کتاب الایمان

کمی بیشی قبول نہین کرتی اور جس صفحے کا آپنے حوالہ دیا ہی اوسمین
جگہ کہین ان معنون سے جو امام صاحب کہتے ہین ہرگز کمی اور
کیا ہی چنانچہ عبارت اونکی نقل کی گئی اور جس جگہ تفسیر کبیر مین ہمنے دیکھا ہے
ہان اب گفتگو اتنی باقی ہی کہ امام صاحب ان معنون کے کیون قائل ہوے جو اونکو ب
مجازی لے نے پڑے سو جواب اوسکا یہ ہی کہ امام صاحب کے معنی اکثر آیات اور احادیث سے
مطابق ہین اگر یہان یہ معنی لیتے تو دوسری جگہ مجاز لینا پڑتا جیسا کہ شافعیہ لیتے ہین
بلکہ میری راے مین امام صاحب کا مذہب اس باب مین بہت درست معلوم ہوتا ہی اگر منظور اختصار
نہوتا تو دونون طرف کے دلائل لکھتا پھر معلوم ہوجاتا کہ کس کی راے قرآن و حدیث سے
موافق زیادہ ہی مگر دو چار سندین اسلیے لکھدین کہ کوئی صاحب اسکو عجز پر محمول نکرین اب
رہی حدیث سو اوسمین کہین تصریح نہین کہ ایمان بمعنی تصدیق کے زیادہ اور کم ہوتا ہی
بلکہ خود آپکی سند مین جو بخاری سے لائے ہین معلوم ہوتا ہی کہ ایمان بمعنی قول اور فعل کے
زیادہ ہوتا ہی علاوہ اوسکے اسکا حدیث ہونا ثابت نہین چنانچہ فتح الباری شرح بخاری
مین اسی مقام پر لکھا ہی کہ یہ لفظ سلف سے وارد ہے قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنا
وہم ہی اور مراد بخاری کی بھی یہ نہین ہی بلکہ عطف اسکا تجارتک عبارتین قول نبی ہی پر نہین
گو یہ حدیث اسناد ضعیف سے وارد ہوئی ہی انتہے اور شیخ الاسلام علامہ عینی شارح بخاری
لکھتے ہین قَالَ الْاِمَامُ هٰذَا الْبَحْثُ لَفْظِیٌّ لِاَنَّ الْمُرَادَ بِالْاِیْمَانِ اِنْ کَانَ هُوَ
التَّصْدِیْقُ فَلَا یَقْبَلُهُمَا وَاِنْ کَانَ الطَّاعَاتُ فَیَقْبَلُهُمَا فَکُلُّ مَا قَامَ
مِنَ الدَّلِیْلِ عَلٰی اَنَّ الْاِیْمَانَ لَا یَقْبَلُهُمَا فَهُوَ مَصْرُوْفٌ اِلٰی اَصْلِ الْاِیْمَانِ
وَکُلُّ مَا دَلَّ عَلٰی اَنَّ الْاِیْمَانَ یَقْبَلُهُمَا فَهُوَ مَصْرُوْفٌ اِلَی الْکَامِلِ وَهُوَ
مَقْرُوْنٌ بِالْعَمَلِ یعنی کہا امام صاحب نے یہ بحث لفظی ہی اس لیے کہ مراد ایمان سے اگر
فقط تصدیق ہی تو یہ زیادتی اور کمی نہین قبول کرتی اور اگر طاعت ہی تو یہ کمی اور بیشی قبول

مسئلہ ہدایہ میں ہو مُدَّۃُ الرِّضَاعِ ثَلٰثُوْنَ شَہْرًا عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ یعنی مدت دودھ پلانے کی تیس مہینے ہیں نزدیک ابی حنیفہ کے اور لفظ ہدایہ کے ہیں انتہےٰ امام اعظم نے خلاف کیا ہی اس مسئلے میں کلام اللہ کی صریح تین آیتوں کا بھی اور حدیث کا بھی اس لیے کہ بچے کو دودھ پلانے کی مدت نہایت زیادہ دو برس ہی انتہی **اقول** امام صاحب نے ہرگز صریح آیتوں اور حدیثوں کا خلاف نہ کیا بلکہ امام صاحب نے اوسی آیت حَمْلُہٗ وَفِصَالُہٗ ثَلٰثُوْنَ شَہْرًا سے کہ جس سے دو برس بھی لیے ہیں اور ڈھائی برس بھی اور دلیل امام صاحب کی یہی ہی جو کہ ہدایہ وغیرہ میں لکھی ہی وَوَجْہُہٗ اَنَّہٗ تَعَالٰی ذَکَرَ شَیْئَیْنِ وَضَرَبَ لَہُمَا مُدَّۃً فَکَانَتْ لِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنْہُمَا بِکَمَالِہَا کَالْاَجَلِ الْمَضْرُوْبِ لِلدَّیْنَیْنِ اِلَّا اَنَّہٗ قَامَ الْمُنْقِصُ فِیْ اَحَدِہِمَا فَبَقِیَ الثَّانِیْ عَلٰی ظَاہِرِہٖ یعنی وجہ امام صاحب کی یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے دو چیزوں کو ذکر کیا یعنی حمل اور رضاع اور دونوں کے واسطے مدت بیان کی پس یہ مدت ہر ایک کیواسطے کامل ہوگی جیسے وقت کہ دو قرضوں کیواسطے مقرر کیا جاے مگر ایک میں ناقص کرنے والی شی موجود ہی پس باقی رہا دوسرا اپنے حال پر اور اجل مضروب کے مثال رد المحتار اور بنایہ میں یہ لکھی ہی اَجَّلْتُ الدَّیْنَ الَّذِیْ عَلٰی فُلَانٍ وَالدَّیْنَ الَّذِیْ عَلٰی فُلَانٍ سَنَۃً یعنی وقت معین کیا میں نے اوس دین کا جو فلاں شخص پر ہی اور اوس دین کا جو فلاں شخص پر ہی ایک برس انتہی اس سے سمجھا جاتا ہی کہ دونوں کیواسطے ایک ایک برس ہی [illegible] اسکی کتب مذکورہ میں موجود ہی اور دوسری مثال اسی محاورے کی تائید میں محیط اور عنایہ میں یہ ہی لِفُلَانٍ عَلَیَّ اَلْفُ دِرْہَمٍ وَخَمْسَۃُ اَقْفِزَۃِ حِنْطَۃٍ اِلٰی شَہْرٍ یَکُوْنُ الشَّہْرُ اَجَلًا لِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنَ الدَّیْنَیْنِ بِکَمَالِہٖ یعنی واسطے فلاں شخص کے اوپر میرے ہزار درہم ہیں اور پانچ گون گیہوں ہیں دو ماہ تک اس عبارت میں دو ماہ ہر ایک دین کی بکمالہ اجل ہوں گے انتہی اور منقص کی مثال حدیث عائشہ رض کی ہی کہ فرماتی ہیں اَلْوَلَدُ لَا یَبْقٰی فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ اَکْثَرَ مِنْ سَنَتَیْنِ یعنی لڑکا نہیں باقی رہتا ماں کے پیٹ میں زیادہ دو برس سے انتہی چنانچہ یہ حدیث کتب مذکور میں موجود ہی اور دارقطنی اور بیہقی بھی اسکو روایت کرتے ہیں

إذا كان ركنا لا يتحقق الإيمان بدونه فغير المؤمن كيف يخرج من النار ويدخل الجنة قلت الإيمان في كلام الشارع قد جاء بمعنى أصل الإيمان وهو الذي لا يعتبر فيه كونه مقرونا بالعمل كما في قوله عليه السلام الإيمان أن تؤمن بالله وملائكته وكتبه ورسله وتؤمن بالبعث والإسلام أن تعبد الله ولا تشرك به وتقيم الصلوة الحديث وقد جاء بمعنى الإيمان الكامل وهو المقرون بالعمل وهو المراد بالإيمان المنفي في قوله عليه السلام لا يزني الزاني حين يزني وهو مؤمن الحديث وكذا كل موضع جاء بمثله فالخلاف في المسألة لفظي لأنه راجع إلى تفسير الإيمان وأنه في أي المعنيين منقول شرعي وفي أيهما مجاز يعني کہا امام نے یہ کلام نہایت مشکل ہے اس لیے کہ عمل جبکہ رکن ہوا تو ایمان بغیر اوسکے پایا نہ جائے گا پس غیر مومن دوزخ سے کیونکر نکلے گا اور جنت مین کیونکر داخل ہوگا جواب دیتا ہون مین کہ ایمان کلام شارع مین کبھی بمعنی نفس ایمان کے آیا ہے اور نفس ایمان وہ ہے کہ جس مین عمل کے ساتھ ہونا اعتبار نکیا جائے چنانچہ قول رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مین وارد ہے ایمان یہ ہے کہ تصدیق کرے تو ساتھ اللہ اور فرشتون اور کتابون اور رسولون اوسکے کے اور اسلام یہ ہے کہ عبادت کرے تو اللہ کی اور نہ شریک کرے تو ساتھ اوسکے اور قائم کرے تو نماز اور کبھی بمعنی ایمان کامل کے آیا ہے اور ایمان کامل وہ ہے جو عمل کے ساتھ ہو اور یہی مراد ہے اوس ایمان سے جو نفی کیا گیا ہے قول نبی علیہ السلام مین نہین زنا کرتا ہے زنا کرنے والا جسوقت وہ زنا کرتا ہے اوس حال مین کہ وہ ایمان رکھتا ہے اور اسیطرح ہر جگہ مثل اسکے آیا ہے سمجھنا چاہیے پس خلاف اس مسئلہ مین لفظی ہے اس لیے کہ وہ رجوع کرتا ہے طرف تفسیر ایمان کے اور طرف اسکے کہ وہی ایمان کون سے دو معنون مین سے منقول شرعی ہے اور کون سے دو معنون مین مجاز ہے نتیجے اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ ایمان کے دو معنی آتے ہین نفس تصدیق اور ارکان ثلاثہ اور ایمان کامل

مدتون کا نہ ہر واحد کا انتہی اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ بوجہ تاویل کرنے اونکی طرف اقل اور
اکثر کے ظاہر معنی کو حمل اور رضاع مین سے ہر ایک کے واسطے پوری ڈھائی برس لینی مناسب
تھی چنانچہ محاورات سے یہ امر ثابت کر دیا گیا ہی اور خاص کر لینا آیت کا حدیث سے جائز ہو گیا
اور دوسرے اعتراض کا جواب بھی رد المحتار شرح درمختار مین لکھا ہی کہ حَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ دو
مبتدا ہین اور ثلثون شهرا فِصَالُهٗ کی خبر ہی حَمْلُهٗ کی خبر مقدر ہی پس فِصَالُهٗ کی خبر اپنے معنی حقیقی مین
اور حَمْلُهٗ کی خبر معنی مجازی مین ہی پس اجتماع درمیان حقیقت اور مجاز کے ایک لفظ مین واقع ہوا
اور اسپر ایک اعتراض اور ہوتا ہی کہ ایک عدد کو دوسرے مین مجازا داخل نہین کرتے سو جواب یہ ہی کہ
عَشَرَةٌ اِلَّا اثْنَیْنِ کہتے ہین اور ثَمَانِیَةٌ مراد لیتے ہین ہان البتہ اسمین یہ شبہہ ہوتا ہی کہ یہ
استثنا مین ہی اور گفتگو اسمین نہین اسکا جواب یہ ہی کہ یہ کہنا خلاف ہی بلکہ سوا استثنا کے
بھی استعمال آیا ہی چنانچہ تفسیر کبیر کی عبارت آتی ہی اوس سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت ابو بکر جسوقت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوے چالیس سے دو برس کم تھے حالانکہ قرآن شریف
مین آیا ہی بَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً یعنی جب چالیس برس کو پہونچے یہ کہا اور تفسیر سے معلوم
ہوتا ہی کہ قریب چالیس کے تھے تو اس آیت مین چالیس کا اطلاق اڑتیس پر موجود ہی ایسا بہت
استعمال آیا ہی اسکا انکار کرنا کلام عرب سے آگاہ نہونا ہی اور ایک شبہہ اسمین یہ وارد ہوتا ہی کہ حدیث عائشہ
آیت حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ اور حدیث لَا رَضَاعَ بَعْدَ حَوْلَیْنِ سے بہتر نہ تھی اسکا جواب یہ ہی
کہ امام صاحب آیت اور حدیث کو استحقاق اجرت مین خاص کرتے ہین اور کہتے ہین کہ آیت
کے سیاق سے معلوم ہوتا ہی کہ والدہ مطلقہ کو دو برس دودھ پلانا چاہیے اور اجرت اوسکے
باپ پر ہو اسلیے کہ زوجہ کو اجرت پہ لینا امام صاحب کے نزدیک درست نہین اور امام شافعی
درست کہتے ہین علی ہذا القیاس حدیث بھی اسپر محمول ہی کہ دو برس سے زیادہ رضاع کی اجرت
کا استحقاق نہین پس ان معنون سے حدیث اور آیت اور شان نزول اور سیاق اور سباق
مین خوب مطابقت ہو جاوے گی اور یہ اختلاف آیت مذکورہ سے جب ثابت ہوتا ہے

اشعری اور محققین ہین یہ ہی کہ ایمان مجرد تصدیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی اوسمین کہ جانا گیا ہی لانا
اوسکا اونکو ضروری انتہی آور اسکے بعد لکھا ہی اور نہین ظاہر ہوتی ہی مخالفت درمیان قول
اصحاب حدیث اور درمیان تمام اہل سنت کے اس لیے کہ بجالانا اوامر اور نواہی کا کمال ایمان سے
ہی اتفاقاً نہ ماہیت ایمان سے پس نزاع لفظی ہی نہ حقیقی ایسے ہی اختلاف کمی اور بیشی ایمان کی
مین لفظی ہی انتہی پس ہم حیران ہین کہ آپکو مخالفت صریحہ کا حکم کرنے پر کون سی شی باعث ہوئی
اول آپکو مناسب تھا کہ ایمان کے معنی متعین کرتے پھر اوسمین گفتگو کرتے کہ ان معنون سے
کمی و بیشی قرآن اور حدیث سے ثابت ہی یا نہین آپنے بلا تحقیق حکم دے دیا کہ امام صاحب
نے صریح مخالفت کی ادنی استعداد والا بھی جان سکتا ہی کہ فرق بین ہی اور یہ آیت سلف
سے آجتک کسی کو نہ سوجھی تھی فقط آپکو معلوم ہوئی حیف صد حیف یہ انصاف رہ گیا آپکو لکھتے
وقت یہ بھی خیال نہ آیا کہ ذرا حنفیہ اور شافعیہ کی کتابین تو دیکھ لون پھر اس اعتراض کو قلم بند
کرون خیر قطع نظر اون کتابون کے جن کتابون کو آپنے لکھا ہی انھین مین غور کرتے تو جو آپ
موجود تھا اگر امام صاحب ایسی مخالفتین کیا کرتے تو مشرق سے مغرب تک کوئی اونکی تقلید نکرتا مگر آپنے
باوجود دعوی اسلام کے ایسی جرأت کی ہی کہ آجتک کسی نے نہین کی تھی آپکو گفتگو سے تہذیبی
مناسب تھی مگر کیا کرین ہمارا یہ شیوہ نہین ورنہ بحکم ؎ کلوخ انداز را پاداش سنگ ست
جواب دندان شکن دیا جاتا فی الواقع بزرگون کو برا کہنا باعث سوء خاتمہ کا ہوتا ہی اللہ محفوظ
رکھے آخر حضرت موسیٰ اور خضر کا قصہ قرآن شریف مین کس غرض سے لایا گیا ہی اوسمین ایک یہ
بھی حکمت ہی کہ ظاہری مخالفت دیکھکر بغیر غور کے یون نہ کہنا چاہیے کہ فلانے بزرگ نے
مخالفت صریح کی غرض تمھاری ان گستاخیون سے ہمارا کچھ نہ گیا تمھین بیچارہ و لطف سے
نفرین اور ملامت ہونے لگی سچ ہی ؎ چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد + میلش اندر طعنۂ
پاکان برد **قال** مسئلۂ دوم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف قرآن اور حدیث کے یہ ہی
جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المختار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ

اونھون نے اس قول کو قریب اس سن کے اس لیے کہ وہ چھوٹے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو برس سے
کچھ زیادہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہوئے چالیس کے سن مین اور ابو بکر صدیق قریب
چالیس برس کے تھے اور اونھون نے تصدیق کی آپکی اور ایمان لائے پس ثابت ہوا اس تقریر سے
کہ یہ آیتین صلاحیت رکھتی ہین کہ مراد انسے حضرت ابو بکر صدیق ہون اور جب صلاحیت رکھنا
ثابت ہوا تو اب ہم دعوا کرتے ہین کہ مراد اس آیت سے حضرت ابو بکر رضی ہی ہین انتہے پس صورت
مین اس آیت سے ہر شخص کیواسطے دو یا ڈھائی برس لینے درست ہونگے بلکہ خاص ایک شخص کا
حال ہوگا اور درصورتے کہ عام ہر شخص کے واسطے لیا جائے تو بھی دلالت اس آیت کی اقل اور اکثر مدت
پر قطعی نہوسکے بلکہ آیت مؤول ہو جاوے گی چنانچہ سند اسکی درمختار اور رد المحتار سے
بیان ہوگئی پس رضاع کے دو برس معین پر دلالت یقینی آیت سے ثابت نہوئی کیونکہ
ان معنون سے تاویل کہلاتی ہی ہان امام صاحب کے معنی ظاہر آیت کے مطابق ہین اگر شبہہ
ہوتا ہی تو فقط یہی ہوتا ہی کہ آیت کو حدیث سے خاص کرتے ہین سو یہ امام صاحب کے نزدیک
جائز ہی چنانچہ تقریر اسکی اوپر گذر چکی کہ مدت رضاع مین اختلاف ہی امام صاحب ڈھائی برس
اسی آیت سے لیتے ہین اور امام مالک دو برس سے دو ماہ زیادہ کرتے ہین اور ایک روایت مین ایک
مہینہ اور ایک مین کچھ معین نہین کرتے بلکہ کہتے ہین کہ جب تک بچے کو دودھ کی احتیاج ہو پلانا چاہیے
اور بغوی نے معالم التنزیل مین حضرت علی رض سے روایت کی ہی کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رض
کی شان مین نازل ہوئی ہی انتہے پس اس صورت مین البتہ اقل اور اکثر مدت حمل اور رضاع کی
لینا درست ہو جائے گا کیونکہ قرینہ قائم ہی کہ حضرت ابو بکر صدیق کا حال مذکور ہی اور جس صورت مین
کہ عام لیا جاوے پھر بھی معنی یہی مراد ہون اور دوسرے معنی سے انکار کیا جائے تو بعید از انصاف
ہی البتہ ان معنون سے بھی بیشک اسمین تاویل ہی پھر قطعی الدلالت نہین چنانچہ صاحب عنایہ
لکھتے ہین کہ تائید کرتی ہی اسکی تاویل پر وہ روایت کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا پس
چھ مہینے مین وہ عورت لڑکا جنی پس حضرت عثمان رض کے پاس لائی گئی پس آپنے مشورہ لیا

معالم التنزیل بغوی

عنایہ شرح ہدایہ

چنانچہ تخریج زیلعی اور در مختار مین ہی وَمِثْلُهٗ لَا يُعْرَفُ اِلَّا سَمَاعًا یعنی اس قسم کی حدیث سنی ہوئی ہی عرف ہی اور رد المحتار مین فتح القدیر سے نقل کیا ہی اسلیے کہ مقدرات کیطرف عقل ہرگز راہ نہین پاسکتی سیپر کہا اوسمین بس ہوگی یہ حدیث حکم مین مرفوع حدیث کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی گئی ہو اور فتح القدیر مین اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی روایت کیا ہی اسی وجہ سے امام صاحب حمل کی مدت دو برس کہتے ہین کیونکہ حدیث سے تخصیص آیت کی ہوگئی اور رضاع کی مدت وہی ڈہائی برس جسپر آیت دلالت کرتی ہی باقی رہی البتہ اس صورت مین دو اعتراض واقع ہوتے ہین ایک یہ کہ قرآن کو حدیث سے متغیر کر دینا لازم آتا ہی دوسرے یہ کہ لفظ ثلثین کا ایک اطلاق مین ثلاثین یعنی تیس اور اربعۃ وعشرین یعنی چوبیس کے معنون مین استعمال کرنا پڑتا ہی اور یہ جمع ہی درمیان حقیقت اور مجاز کے جس سے منع کیا گیا ہی سوال اول اعتراض کا جواب در المختار مین یہ لکھا ہی وَالْاٰيَةُ مُؤَوَّلَةٌ لِتَوْزِيْعِهِمُ الْاَجَلَ عَلَى الْاَقَلِّ وَالْاَكْثَرِ فَلَمْ تَكُنْ دَلَالَتُهَا قَطْعِيَّةً یعنی آیت تاویل کی گئی ہی بسبب تقسیم کرنے اونکی اجل کو اوپر کم اور زیادہ کے پس نہوگی دلالت اوسکی قطعی انتہے اور کہا رد المحتار شرح در المختار مین قوله اَلْاٰيَةُ مُؤَوَّلَةٌ اَیْ قَابِلَةٌ لِلتَّاوِيْلِ بِمَعْنًى اٰخَرَ فَلَمْ تَكُنْ قَطْعِيَّةَ الدَّلَالَةِ عَلَى الْمَعْنَى الْاَوَّلِ فَجَازَ تَخْصِيْصُهَا بِخَبَرِ الْوَاحِدِ یعنی قول اوسکا الآیۃ مؤولۃ کے معنی یہ ہین کہ آیت قابل تاویل کے ہی بمعنی دوسری کے پس یہ آیت اول معنی پر قطعی دلالت نکرے گی پس جائز ہوا خاص کرنا آیت کا خبر واحد سے انتہے وَقَوْلُهٗ لِتَوْزِيْعِهِمْ اَیِ الْعُلَمَاءِ كَالصَّاحِبَيْنِ وَغَيْرِهِمَا الْاَجَلَ اَیْ ثَلٰثِيْنَ شَهْرًا عَلَى الْاَقَلِّ اَیْ اَقَلِّ مُدَّةِ الْحَمْلِ وَهُوَ سِتَّةُ اَشْهُرٍ وَالْاَكْثَرِ اَیْ اَكْثَرِ مُدَّةِ الرَّضَاعِ وَهُوَ ثِنْتَانِ فَالثَّلَاثُوْنَ بَيَانٌ لِمَجْمُوْعِ الْمُدَّتَيْنِ لَا لِكُلِّ وَاحِدَةٍ یعنی اور قول اوسکا واسطے تفریق کرنے اونکے کے یعنی علما کے مثل صاحبین اور سوا اونکے اجل کو یعنی تیس ماہ کو اوپر اقل کے یعنی اقل مدت حمل کے اور وہ ۶ ماہ ہین اور اوپر اکثر کے یعنی اکثر مدت رضاع کی اور وہ دو برس ہین پس تیس ماہ بیان ہی دونون

اوسکے نہ زیادہ ہونے رضاع میں دو برس سے اس لیے کہ دو برس قید ہیں واسطے وجوب دودھ پلانے ماکے اپنے بچے کو یعنی نہیں واجب ہے والدہ پر دودھ پلانا اپنے لڑکے کا وقت عذر کے مگر دو سال اور زیادتی اُسکی طرف سے احسان ہے یا دو سال قید ہیں واسطے واجب ہونے اجرت دودھ پلانی کے والد پر بسبب قرینہ قول اللہ تعالے کے اور والد پر ہے کھانا اور کپڑا اونکا یعنی نہیں واجب ہے باپ پر مگر اجرت دو برس کامل کی اونہیں سمجھا جاتا اس سے کہ نہ جائز ہو زیادتی رضاع کی زیادہ دو برس سے انتہے اس عبارت سے واضح ہوا کہ یہ آیتیں اس بارے میں ہیں کہ ماں کو دو برس دودھ پلانا یا والد کو اجرت دودھ پلانے دو سال کی دینا ضروری ہے رضاع جس سے دو برس کے اندر دودھ پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہے وہ مضمون ہرگز اس عبارت سے نہیں نکلتا بلکہ رضاع سے جو حرمت آتی ہے اوسکی آیت پہلے ہم بیان کر چکے ہیں اوسمیں مطلق رضاع سے حرمت ہے البتہ احادیث نے ایام طفلی کو خاص کر لیا اور اگر آیت کو بھی غور سے دیکھا جاوے تو بھی معلوم ہوتا ہے کہ لڑکپن میں ہی پینا معتبر ہے کیونکہ رضاع کیواسطے رضیع چاہیے اور ظاہر ہے کہ جوان رضیع نہیں ہوتا اور شیخ امام ابو نصر نے شرح قدوری میں لکھا ہے وحجۃ قولہما قولہ تعالے والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعۃ وقال وفصالہ فی عامین والجواب ان رضاع الام لا یتعلق بہ تحریم فعلم ان الفصل المذکور لیس ھو فصال فی التحریم وانما ھو فی وجوب النفقۃ علی الاب یعنی وجہ قول صاحبین کی یہ دونوں آیتیں ہیں اور جواب یہ ہے کہ رضاع والدہ کی ساتھ حرمت کے متعلق نہیں ہوتی تب جانا گیا کہ اس فصل سے مراد وہ فصال نہیں جو حرام کر دیتا ہے بلکہ یہ تو فقط نفقہ کے واجب ہونے میں ہے والد پر انتہے مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ یہاں والدہ کا اور اوسکے دو برس دودھ پلانے کا ذکر کیا ہے پس والدہ کو دودھ پلانے سے حرمت کے کیا معنی لگا حرمت تو غیر عورت کے دودھ پلانے سے ہوتی ہے پس معلوم ہوا کہ یہ فصال وہ فصال نہیں ہے کہ جس سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے بلکہ بیان اس کا بیان ہے کہ دو برس تک عذر میں دودھ پلانا اون کو ضرور

شرح قدوری

کہ اس آیت کو عام شخص کے واسطے لیا جاوے اور اگر اسکو خاص ایک شخص کے واسطے مثل حضرت
ابوبکر صدیق وغیرہم کے لیوین جیسا کہ اکثر تفسیرونمین مذکور ہی خصوصًا حضرت ابوبکر صدیق رضی کے
حق مین نازل ہونیکے تو اکثر مفسرین قائل ہین چنانچہ تفسیر معالم التنزیل مین ہی وقال
الآخرون نزلت فی ابی بکر الصدیق وابیہ وامہ اور دوسرون نے کہا کہ یہ
آیت حضرت ابوبکر صدیق اور اونکے والدین کے حق مین نازل ہوئی انتہے اور تفسیر احمدی مین
لکھا ہی وقیل فی حق ابی بکر الصدیق خاصۃ حیث کان فی بطن امہ
ستۃ اشہر وارتضع بعدہ حولین ویدل علیہ سیاق الآیۃ وتمامہا
وہو قولہ تعالی حتی اذا بلغ اشدہ الآیۃ یعنی کہا بعضون نے نازل ہوئی یہ
آیت خاص حضرت ابوبکر صدیق کے حق مین اس لیے کہ وہ اپنی والدہ کے شکم مین چھ مہینے رہے
ہین اور دودھ پیا ہی اونھون نے بعد اسکے دو سال اور دلالت کرتا ہی اسپر سیاق آیت کا اور
خاتمہ اوسکا اور وہ قول اللہ تعالے کا حتی اذا بلغ اشدہ آخر آیت تک ہی انتہے اور تفسیر
کبیر مین لکھا ہے کہ حکایت کیا واحدی نے ابن عباس اور قوم کثیر متاخرین مفسرین سے
اور متقدمین اونکے سے کہ تحقیق یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق کے حق مین نازل ہوئی ہی کہا اونھون
نے دلیل اسپر یہ ہی کہ اللہ تعالے نے معین کیا حمل اور فصال کو اس جگہ ساتھ ایسی مقدار
کے کہ معلوم ہی کہ کبھی وہ ناقص ہوتی ہی اور کبھی زیادہ بوجہ مختلف ہونے آدمیون کے ان احوال
مین پس ضرور ہوا کہ مقصود اس سے کوئی ایک شخص ہوتا کہ کہا جاوے کہ یہ مقدار اوسکے حال
کی خبر ہی پس ممکن ہی کہ حضرت ابوبکر صدیق کا بطن والدہ مین رہنا اور رضاع اونکا اسی مقدار
ہو پس فرمایا اللہ تعالے نے اسی شخص کی تعریف مین یہان تک کہ جسوقت پونہچا وہ اپنی
جوانی کو اور پونہچا چالیس برس کو کہا ای رب میرے الہام کر تو مجکو کہ شکر کرون مین تیری نعمت کا جو
مجھپر تو نے کی ہی اور میرے والدین پر اور معلوم ہی یہ بات کہ ہر شخص اس قول کو نہین کہا کرتا پس واجب ہوا
کہ مراد اس آیت سے کوئی شخص معین ہو کہ کہا ہو اوسنے اس قول کو لیکن ابوبکر رضی پس تحقیق کہا ہی

(حاشیہ: تفسیر معالم التنزیل — تفسیر احمدی صفحہ ۔۔۔ — تفسیر کبیر صفحہ ۔۔۔)

زیادہ کردین دو برس سے یا کم کردین اور یہ وسعت ہی لحد معین کرنے کے انتھے اس عبارت سے معلوم ہوا
کہ دو برس رضاع کے معین نہین بلکہ اسمین وسعت کی گئی ہی اس لیے کہ امام مالکؒ کہتے ہین کہ دو برس سے
زیادہ بھی اگر ضرورت پڑے تو بھی رضاع ہی اور امام زفر ایک سال زیادہ لیتے ہین کیون کہ اسمین
خوب تغیر واقع ہو جاتا ہی کیونکہ ہر فعل کی عادت ہو جاتی ہی تو پھر دودھ چھڑانے مین تکلیف کم ہوگی
اور امام صاحب نے ڈھائی برس لیے ہین اسلیے کہ یکایک بعد دو برس کے انقطاع کرنا دودھ کا بچے کو
دشوار اور باعث ہلاکت ہوگا پس کچھ مدت زیادہ ہوتا کہ اسمین اوسکو اور شی کھانے کی عادت
ہو جاوے اور چھ ماہ مین صلاحیت ہی کہ دوسری غذا کی عادت ہو جاوے کیونکہ یہ چھ ماہ ادنے
مدت حمل کے ہین اسقدر مین غذا کا تغیر ہو سکتا ہی اس لیے کہ جنین کی غذا رضیع کے مغایر ہی جنین
کی غذا اوسکی مان کی غذا ہی پھر وہ دودھ ہو کر رضیع کے کام آتی ہی ایسی ہی رضیع کی غذا مغایر ہوتی
ہی فطیم کی غذا کے یعنی جسکا دودھ چھڑایا ہو کیونکہ اسکو کبھی دودھ بھی پلایا جاتا ہی اور کھانا بھی دیا جاتا ہی
پس معلوم ہوا کہ غذا کا متغیر کرنا چاہیے اور تغیر غذا کا چھ مہینے مین ہوتا ہی چنانچہ جنین مین بیان ہدایہ عنایہ
ہوا اسلیے یہان بھی تغیر غذا کیواسطے چھ مہینے لیے گئے یہ تقریر ہدایہ اور عنایہ وغیرہ مین لکھی ہی
علاوہ اسکے وہ آیت ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا بھی ڈھائی برس کی تائید کرتی ہی چنانچہ تقریر اوسکی
اوپر ہمنے بیان کی پس اسی احتیاط کی وجہ سے امام صاحب نے ڈھائی برس لیے کیونکہ
حدیث مین تو جسکی حرمت مین شبہ ہو جاوے اوس سے بھی بچنے کو فرمایا ہی اور اسمین تو اسقدر
دلائل موجود ہین اس لیے امام صاحب نے احتیاطاً فرمایا کہ ڈھائی برس مین اگر کوئی دودھ تفسیر احمدی
کسی عورت کا پیے وہ مع اپنے اقربا کے اوس پر حرام ہو جاوے گا چنانچہ تفسیر احمدی وغیرہ مین اسکی
تصریح کردی ہی ہان البتہ اگر نص صریح دو برس کی پائی جاتی تو اوسوقت مین حرمت رضاع
مین احتیاط کرنی مناسب تھی بلکہ آیات کے سباق اور سیاق کو دیکھا جاوے تو خوب واضح
ہو جاوے کہ بیان والدین کے معاملات کا ذکر ہی حرمت رضاعی کا پتہ بھی نہین آپکو حولین کا
لفظ دیکھکر شبہ ہو گیا اور مخالفت کا حکم لگا دیا اگر آپ سیاق اور سباق آیت کا ہی ملاحظہ فرماتے

اوسکے رجم کرنے مین اور کہا ابن عباسؓ نے کہ اگر مین کتاب اللہ سے اسمین مخاصمہ کرون تو کر سکتا ہون کہا صحابہ نے کیونکر کہا حضرت ابن عباسؓ نے کہ اللہ تعالے فرماتا ہی وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا آلیس حضرت عثمانؓ نے چھوڑ دیا اوسکو انتہے پس معلوم ہوا کہ تاویل سے دونو معنی خالی نہین امام صاحب کے معنی گو ظاہر ہین لیکن اونمین بوجہ حدیث کے تغیر آگیا اور محدثین کے معنون مین بوجہ کمی بیشی لینے کے تاویل ہوگئی یہی وجہ ہی کہ دو سال کے تعین مین کوئی حدیث صحیح مرفوع نہین آئی ہی بلکہ حضرت ابن عباسؓ کا قول ہی کہ جسکے معنی استحقاق اجرت کے ہین جیساکہ قرآن شریف سے دو برس دودھ پلانا والدہ کا سمجھا جاتا ہی اسکا مطلق ذکر نہین کہ حرمت رضاع دو برس مین ہوگی فقط محدثین کا قول ہی ایسے ہی امام صاحب کا قول ہی تصریح آیت مین دونون کے قول کی نہین لیکن سیاق آیہ مؤید مذہب امام صاحب کے ہی البتہ بخاری اور مسلم کی روایت مین یہ آیا ہی اِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ یعنی رضاعت وقت طفلی ہی کے ہوتی ہی انتہے سو اس عبارت سے دو برس کا تعین کیسے ہوسکتا ہی بلکہ آیت مین بھی جو خاص حرمت رضاع کے بارے مین آئی ہی مطلق ارضاع ہی چنانچہ فرمایا اللہ تعالے نے وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَكُمْ یعنی اور حرام کین مائین تمھاری جنھون نے تمکو دودھ پلایا ہی انتہے باقی رہی آیت وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ اور دوسری آیت حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ سو اسکا جواب تفسیر احمدی مین مذکور ہی وَبِالْحَقِیْقَةِ لَیْسَ هُوَ حُجَّةً لَّهُمْ فِیْمَا ذَهَبُوْا اِلَیْهِ مِنْ عَدَمِ زِیَادَةِ الرَّضَاعِ عَلٰى حَوْلَیْنِ لِاَنَّهٗ قَیْدٌ لِوُجُوْبِ اِرْضَاعِ الْوَالِدَةِ وَلَدَهَا یَعْنِیْ اَنْ لَیْسَ الْوَاجِبُ عَلَى الْوَالِدَةِ اِرْضَاعُ وَلَدِهَا عِنْدَ الْعُذْرِ اِلَّا حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ وَالزِّیَادَةُ تَبَرُّعٌ مِنْهَا اَوْ قَیْدٌ لِوُجُوْبِ اُجْرَةِ الرَّضَاعِ عَلَى الْاَبِ بِقَرِیْنَةِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ یَعْنِیْ لَیْسَ الْوَاجِبُ عَلَى الْاَبِ اِلَّا اُجْرَةَ حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ وَلَا یُفْهَمُ مِنْهُ اَنْ لَا یَجُوْزَ زِیَادَةُ الرَّضَاعِ اَكْثَرَ مِنْ سَنَتَیْنِ یعنی درحقیقت یہ دونون آیتین اونکے لیے حجت نہین ہوسکتین اوس چیز مین کہ گئے ہین وہ طرف

بخاری و مسلم

تفسیر احمدی صفحہ ۱۱۱

اعظم کا مخالف قرآن اور حدیث کے ہی جو کہ ہدایہ مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنے محرمات ابدی مثل مان
اور بہن اور بیٹی اور اونکے سوا جنکو حرام کیا ہی خدا نے جا کر نکاح کر لے اور صحبت کرے اوسنے تو بھی
اوسپر حد نہین آتی اس لیے کہ محل شبہہ ہی کیونکہ تمام بیٹیان آدم کی موضوع ہین اولاد کے لیے اور وہ
مقصود اس جگہ بھی حاصل ہی انتہی **اقول** آپنے موافقت کا نام مخالفت رکھا ہی اسمین ہرگز مخالفت
نہین پائی جاتی آپکا قیاس مع الفارق ہی مسلہ کچھ ہی اور آپ حدیث کچھ لاتے ہین حدیث
مین تو یہ آیا ہی جو شخص اپنی مان یا اور کسی محرم سے نکاح کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اوسکا
کاٹنے کو اور مال لینے کو فرمایا اسمین فقط نکاح کا ذکر ہی وطی کا بیان نہین ہی اوسکی وجہ یہ تھی کہ
وہ شخص والدہ سے نکاح کرنے کو حلال جانتا تھا اور حکم شریعت کا انکار کرتا تھا چنانچہ لمعات
مین آیا ہی کہ اَنَّ الرَّجُلَ اِعْتَقَدَ حِلَّهٗ وَاَنْکَرَ حُکْمَ الشَّرِیْعَۃِ فَکَانَ مُرْتَدًّا فَلِذٰلِکَ
اَمَرَ بِقَتْلِهٖ وَاَخْذِ مَالِهٖ یعنی تھا وہ شخص کہ اعتقاد کیا تھا اوسنے حلال ہونے اس نکاح کا اور
انکار کیا تھا حکم شرعی کا پس ہو گیا وہ مرتد پس اسی وجہ سے حکم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اوسکے قتل کا اور مال چھین لینے کا انتہے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ بوجہ مرتد ہونے کے آپنے
اوسکے قتل کا اور اوسکے مال چھین لینے کا حکم فرمایا پھر امام صاحب کا مسلہ اس حدیث کے مخالف کیسے
ہو سکتا ہی علاوہ اسکے قتل کرنا تعزیر کے منافی نہین بلکہ سوا حد کے جو شارع کی طرف سے معین ہی
سب تعزیر مین داخل ہی نصاب التعزیر مین آیا ہی کہ الفرق بینہ وبین الحد علی ما فی
فتاوی نصاب الاحتساب ان الحد مقدر والتعزیر مفوض الی رای الامام
وان الحد یدرأ بالشبہات والتعزیر یجب مع الشبہات یعنی فرق درمیان
تعزیر اور حد کے جیسا کہ نصاب الاحتساب مین ہی یہ ہی کہ حد معین ہی اور تعزیر رای امام پر ہی اور
فرق یہ ہی کہ حد شبہہ سے زایل ہو جاتی ہی اور تعزیر شبہہ سے واجب ہو جاتی ہی اور درمختار وغیرہ مین
لکھا ہی ویکون التعزیر بالقتل یعنی تعزیر قتل سے بھی ہوتی ہی انتہے پس اس عبارت سے
معلوم ہوا کہ قتل کرنا بھی تعزیر ہی مگر تعزیر حب ہوگی کہ شبہہ ہو حد شبہہ مین ساقط ہو جاتی ہی چنانچہ

اور والدکو اسکی اجرت دینی چاہیے اس لیے کہ اسمین سبکا اتفاق ہے کہ استحقاق اجرت کے دو برس مین
چنانچہ قاضی خان اور بحر الرائق مین اسکی تصریح کردی ہے او تبیین الحقائق مین لکھا ہے پس اس تقریر سے
جانا گیا کہ فصال مذکور اس آیت مین فصال استحقاق اجرت کا والدہ ہے نہ فصال مدت رضاع
کا اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ یہ فصال مدت رضاع کا ہے اس صورت مین یہ بیان ہے کمتر مدت رضاع کا
نہ یہ کہ وہ واجب کردیتا ہے حرمت کو بعد اوسکے کیا نہین جانتا تو کہ رضاع اور حمل مین فرق ہے اور ارادہ
کیا ہے کمتر مدت حمل کا ایسے ہی ارادہ کیا ہے کمتر مدت فصال کا اور دلیل باقی رہنے مدت رضاع کی یہ ہے کہ
اللہ تعالی نے بعد اسکے فرمایا پس اگر ارادہ کرین والدین فصال کا رضامندی اپنی اور مشورے سے اوس
ذکر کیا اس آیت کو بعد حولین کے ساتھ حرف فا کے پس دلالت کی اس نے اوپر باقی رہنے مدت رضاع
کی بعد حولین کے اور اسیواسطے معلق کیا فصال کو بعد حولین کے ساتھ تراضی اونکے او سپر اور دودھ
چھڑانا مدت رضاع مین غیر معتبر ہے جسطرح کہ رضاع بعد مدت رضاع کے غیر معتبر ہے دودھ چھڑایا ہو یا نہ انتہی
اور شرح قدوری مین لکھا ہے وَقَوْلُهٗ تَعَالٰی حَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا لَيْسَ هٰذَا بَيَانًا
لِغَايَةِ الْفِصَالِ وَاِنَّمَا هُوَ بَيَانٌ لِاَقَلِّ مُدَّةِ الْاِنْفِصَالِ اَلَا تَرٰى اَنَّهٗ فَرَّقَ بَيْنَ
الْحَمْلِ وَالْفِصَالِ وَاَرَادَ اَقَلَّ مُدَّةِ الْحَمْلِ كَذٰلِكَ اَرَادَ اَقَلَّ مُدَّةِ الْفِصَالِ
یعنی یہ اللہ تعالی کا قول انتہاے فصال کا بیان نہین بلکہ یہ بیان ہے کمتر مدت فصال کا کیا نہین
دیکھتا تو کہ درمیان حمل اور فصال کے فرق ہے اور ارادہ کیا ہے کمتر مدت حمل کا ایسے ہی ارادہ کیا ہے
کمتر مدت فصال کا انتہی اور تفسیر مدارک مین آیۂ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا کے بعد لکھا ہے زَادَا عَلَى
الْحَوْلَيْنِ اَوْ نَقَصَا وَهٰذِهٖ تَوْسِعَةٌ بَعْدَ التَّحْدِيْدِ یعنی زیادہ کرین والدین دو برس
یا کم کرین اور یہ وسعت ہے بعد تعیین کے انتہی اور تفسیر کشاف مین لکھا ہے فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا
صَادِرًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْ ذٰلِكَ زَادَا عَلَى
الْحَوْلَيْنِ اَوْ نَقَصَا وَهٰذِهٖ تَوْسِعَةٌ بَعْدَ التَّحْدِيْدِ یعنی مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ
پس اگر ارادہ کرین والدین فصال کا خوشی اور مشورے سے تو کوئی گناہ اسمین اونپر نہین ہے

فتاوی قاضی خان بحر الرائق تبیین الحقائق

شرح قدوری

تفسیر مدارک

تفسیر کشاف صفحہ ۹۵

سب فرماتے ہین محل عقد ہین اور دونون مین نزاع لفظی ہی اس لیے کہ جو نفی کرتے ہین
مخالفت ۱۱ جاز اس عاقد یعنی نکاح کرنیوالے کے کہتے ہین کہ اسکے لحاظ سے محل عقد نہین ہو سکتا اور جو محل
اور یہ عقد کا ثبوت کرتے ہین اونکے نزدیک قطع نظر اس عاقد کے محل عقد ہین پس فی الجملہ محلیت نکاح ہونے
کو امام صاحب ثابت کرتے ہین تمام نظر ناکح کے نہین کہتا اسوجہ سے اوسکی علت یہ بیان کی کہ اونمین
قابلیت عامہ نکاح کی ہی ورنہ ظاہر ہی کہ اس ناکح کے اعتبار سے قابلیت نہین البتہ فی الجملہ یہی ہونا
امام صاحب کا مقصود ہی اس لیے کہ شبہہ وہ جو مشابہ ثابت کے ہو اور خود ثابت نہو اور ظاہر ہی کہ یہان
شبہہ ثبوت بوجہ من الوجوہ پایا جاتا ہی اسیوجہ سے امام صاحب اشد تعزیر اوسپر واجب کہتے ہین مگر
حد کی عقوبت روا نہین رکھتے پس معلوم ہوا کہ اونکے نزدیک یہان زنا سے مخفف ہی کہ اوسمین شبہہ
عقد واقع ہو گیا ہی پس مہر اور تعزیر ضروری ہی اور حدیث بھی اس قول کی تائید کرتی ہی اَیُّمَا امْرَأَۃٍ
نَکَحَتْ بِغَیْرِ اِذْنِ وَلِیِّھَا فَنِکَاحُھَا بَاطِلٌ فَاِنْ دَخَلَ بِھَا فَلَھَا الْمَھْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ
مِنْ فَرْجِھَا یعنی جو عورت نکاح کرے بغیر اذن ولی اپنے کے پس نکاح اوسکا باطل ہی پس اگر وہ وطی کرے
اوس سے پس واسطے اوس عورت کے مہر ہی بسبب جماع اوسکے انتہی یہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے حکم بطلان کا فرمایا اور مہر واجب کیا اور یہان بالاتفاق حد ساقط ہو جائیگی پس معلوم ہوا کہ نفس
عقد کو اتنا دخل ہی کہ حد ساقط کر دیتا ہی ورنہ اگر نکاح نہوتا تو حد لازم آتی یہ عقد نکاح کی برکت ہی کہ باوجود
باطل ہونے کے مہر لازم ہو گیا اور حد بالاتفاق ساقط ہو گئی ورنہ حد کے ساقط ہونے کی کوئی صورت نہ تھی
پھر نکاح محرمات باطل سے تو کسیطرح زیادہ نہین اسمین کیونکر شبہہ عقد نہوگا اور کیونکر حد ساقط نہو گی علی
القیاس بروایت ابن عباسؓ حدیث اِدْرَءُوا الْحُدُوْدَ بِالشُّبُھَاتِ اوپر گذر چکی اور حضرت
عمرؓ کا قول ہی لَاَنْ اُعَطِّلَ الْحُدُوْدَ بِالشُّبُھَاتِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُقِیْمَھَا بِالشُّبُھَاتِ
یعنی البتہ اگر موقوف کردون مین حدود کو شبہات سے تو اچھا جانتا ہون اس سے کہ قائم کرون
مین اونکو شبہات سے انتہی اور دوسری حدیث بروایت حضرت معاذ بن جبل و عبد اللہ بن مسعود
اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم آئی ہے قَالُوْا اِذَا اشْتَبَہَ عَلَیْکَ الْحَدُّ فَادْرَأْہُ یعنی کہا

تو بھی ایسے شبہے آپکو ہرگز نہ ہوتے اور اگر آپکو حنفیہ کی کتابوں پر نظر ہوتی تو او نہیں تو سب کچھ موجود
ہے کوئی بات نہیں چھوڑی ہی جسقدر ہمنے لکھا ہے یہ ایک شمہ ہے اوسکا پس حاصل کلام یہ ہوا کہ جب تک
یہ نہ ثابت ہو جاوے کہ اس آیت مین وہی دو برس مراد ہین جس سے حرمت متعلق ہوتی
ہے اور والدہ کو دو برس دودھ پلانا جبکہ کوئی دائی نہ ملے یا والد غریب ہو کہ دائی کو نوکر نہ رکھ سکتا ہو
یا وہ بچہ سوا اپنی والدہ کے کسی کا دودھ نہ پیتا ہو ضرور ہے ہرگز مخالفت نہیں ہو سکتی بلکہ اسقدر
اختلاف جو ہم نے بیان کیا اسیوجہ سے واقع ہوا کہ ہر طرف کا احتمال ہے ورنہ ایسے محققین
اپنی طرف سے کوئی بات نعوذباللہ منہا کہہ سکتے ہین جب تک کہ اوسکی کوئی سند قرآن اور حدیث
سے نہ پائی جائے یہ تمام تقریرات ہمنے واسطے رفع مخالفت کے بیان کیے ہین تا معلوم ہو جاوے
کہ امام صاحب نے مخالفت قرآن و حدیث کی ہرگز نہیں کی بلکہ اوسی سے اخذ کیا ہے چنانچہ خوب
مدلل ہوگیا البتہ فتوا اسوقت در مختار مین دونون پر ہے اور دوسری کتابون مین مذہب صاحبین
پر ہے چنانچہ فتح القدیر مین ہے اَلْاَصَحُّ قَوْلُهُمَا وَهُوَ مُخْتَارُ الطَّحَاوِیِّ یعنی صحیح تر قول
صاحبین کا ہے اور یہی مختار امام طحاوی کا ہے اور دوسری روایت امام صاحب کی بھی موافق صاحبین کے ہے چنانچہ علامہ ابن
قیم زاد المعاد فی ہدی خیر العباد مین لکھتے ہین وَعَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رِوَایَةٌ اُخْرٰی کَقَوْلِ
اَبِیْ یُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ یعنی امام صاحب سے دوسری روایت مثل قول صاحبین کے آئی
ہے اور رد المحتار حاشیہ در المختار مین بھی اسکو ترجیح دی ہے اور صاحب ہدایہ کا بھی رجوع ثابت
کیا ہے علی ہذا القیاس اور فتاوون مین بھی یہ لکھا ہے وَبِقَوْلِهِمَا نَاْخُذُ یعنی ساتھ قول
صاحبین کے ہم عمل کرتے ہین پس اس سے دوسرے قول مین مخالفت نہین ہو سکتی اس لیے کہ ائمہ محدثین
وغیرہ مین ہمیشہ اختلاف رہا ہے ایک کے قول پر عمل ہے دوسرے کا متروک ہے اس سے اون پر
کوئی اعتراض نہین آسکتا بلکہ اسکو من قبیل اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ کے کہتے ہین صحابہ مین بھی
تو اس قسم کا اختلاف ہوا ہے وہ عین صواب تھا ایسے ہی اختلافات ائمہ کا سمجھنا چاہیے
چنانچہ اس بحث کو ہم مفصل اسکی جگہہ مین بیان کرینگے **قال** مسئلہ سوم اور ایک مسئلہ اہم

البتہ کبھی بعض مواقع میں اختلاف فقہا میں واقع ہوا ہے کہ آیا یہ شبہہ قابلیت دفع کی رکھتا ہے یا نہیں سو ہمارا تو قول یہ ہے کہ شبہہ وہی ہے جو مشابہ ثابت کے ہو اور ثابت نہو انتہے ملخص فتح القدیر اور زیادہ تفصیل تحقیق اس مسئلہ کی مولوی ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی نے رسالہ القول الجازم فی سقوط الحد بنکاح المحارم میں کی ہے پس امام صاحب نے نکاح محرمات کو بھی داخل شبہات کیا ہے اگر انکو اسمین شبہہ ہے تو اوسکے دفع مین آپنے کوئی حدیث پیش کیون نہین کی یا کسی آیت سے سند لائے ہوتے امام صاحب کی جو حجت ہدایہ میں مذکور ہے اوسکی رد مین آپنے دو جواب لکھے ہین جسکا خلاصہ ہے چہ خوش گفت سعدی در زلیخا + کہنا چاہیے مارے گھٹنا پھوٹے آنکھ اسمین محض آپنے اپنی راے کو دخل دیا ہے جب آپکو کوئی حدیث نہین ملتی تو حنفیہ ایسی عنایت کیون ہے کہ خود آستین چڑھا کر لڑنے کو مستعد ہو جاتے ہین پھر اس سے کچھ بحث نہین کہ الفاظ اور معنی کو ربط ہو یا نہو بلکہ تا مقدور ربط کلام نہین دیتے اتفاقیہ کہین ہو جائے تو معذور ہین جب کچھ نہ بن پڑی تو بطور خلاصہ فرمانے لگے غرض کہ حنفیہ تو قرآن کی مخالفت سے ڈرتے ہین اور نہ حدیث کی انتہے جناب من قرآن اور حدیث کی مخالفت سے حنفیہ تو بیشک ڈرتے ہین مگر فرقہ ظاہریہ کی مخالفت سے البتہ اونکو کچھ باک نہین خلاصہ یہ ہے کہ قرآن شریف مین نکاح محرمات کے لیے کہین حد نہین آئی ہے باقی رہی حدیث سو اول تو وہ تعزیر کے واسطے ہے چنانچہ عبارت لمعات و فتح القدیر سے معلوم ہوا علاوہ اسکے قتل بھی تعزیر ہے البتہ کبھی حدیث میں رجم یا سو درہ آئی ہون اور خاص اسی واقعہ مین ہو تو اوسوقت بیشک ہم امام صاحب کے قول کو چھوڑ دینگے اور جب قول اونکا ہر طرح سے موافق ہو تو پھر ہمکو نعوذ باللہ اونسے کچھ عداوت تو ہے نہین جو مثل آپکے بے انصافی کرین اللہ ایسے تعصب سے بچاوے **قال** مسئلہ چہارم ایک مسئلہ امام اعظم رحمہ کا مخالف حدیث کے یہ ہے کہ حکم قاضی کا تمام عقود اور فسوق مثل نکاح اور طلاق اور بیع اور اقالہ مین امام اعظم کے نزدیک نافذ ہے ظاہرا اور باطنا الخ **اقول** آپکی بھی عجب تحریر ہے اور خلط کلام آتا ہے عام کو خاص اور خاص کو عام کرنا آپہی کا کام ہے یہ حدیث کہ جسکے مخالف قول امام صاحب کا آپ سمجھتے ہین جناب

مسئلہ چہارم

حدیث اِدرَءُوا الحُدُودَ بِالشُّبُهَاتِ مَا استَطَعتُم یعنی ساقط کر دیا کرو حدود کو شبہہ سے
جہان تک استطاعت رکھتے ہو انتہٰے اسپر دلالت کرتی ہی کہ کچھہ بھی شبہہ ہو تو حد ساقط کرنی چاہیے
باقی رہا شبہہ اسکے تعین کا سو کچھہ حدیث اور قرآن مین صراحۃً کہین مذکور نہین بلکہ مرا کینے استنباط
کیا ہی اور امام صاحب نے نکاح محرمات کو بھی شبہات مین داخل کیا ہی پھر انکا یہ فرمانا کہ پیغمبر کے حق مین یہ
اعتقاد کرنا ہی کہ اونھون نے اس مسلے کو نہین سمجھا انتہٰے جناب من خود آپ نہین سمجھے جو ایسا
شبہہ وارد کیا بیشک آپکے حق مین ہمارا بھی اعتقاد یہی ہی کہ بالکل آپ مطلب حدیث کا نہین سمجھے
چنانچہ دیکھو خلاصۂ فتح القدیر کا بیان ہوتا ہی یعنی نزدیک امام صاحب کے نفس عقد سے حد لگانے مین
شبہہ ہو جاتا ہی اگرچہ اوس عقد کی تحریم پر اتفاق ہو اور وہ جانتا بھی ہو اور نزدیک دوسرون کے
جسوقت وہ جانتا ہو یہ شبہہ نفس عقد کا ثابت نہوگا اس عبارت کو عربی کی آپ سمجھے نہین یا عمداً
تغیر کر دیا اور کہا عمداً نکاح کرنے سے محل شبہہ نہین اس مین عمداً اور غیر عمد کو کچھہ دخل نہین بلکہ امام صاحب
کے نزدیک نفس عقد ایسی شی ہی جس سے حد مین شبہہ واقع ہو جاتا ہی گو وہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو نیز
امام صاحب اور سفیان ثوری اور امام زفر یہ فرماتے ہین کہ اگر اوس نے نکاح محارم سے کیا اور
پھر وطی کی تو حد اوسپر واجب نہوگی گو جانتا ہو لیکن مہر واجب ہو جاویگا البتہ اوسکو تعزیر اشد جو
سب تعزیرون مین زیادہ ہو سیاسۃً دیجاویگی اوسکے واسطے کوئی حد شرعی مقرر نہین ہی
اور وہ حدیث جسمین آیا ہی کہ اوس شخص نے اپنی باپ کی بی بی سے نکاح کیا تھا اوسکے واسطے
آپنے حکم دیا کہ گردن اوسکی ماری جاوے اور مال اوسکا لے لیا جاوے اس لیے کہ وہ مرتد
ہوگیا ورنہ فقط نکاح سے یہ نہین لازم آتا کہ اوس نے وطی بھی کی ہو اور نہ کہین احادیث
مین وطی کا ذکر ہی بلکہ محض نکاح آیا ہی اسکی وجہ یہی ہی کہ وہ مرتد تھا احکام شرعی کا انکار کرتا تھا
کیونکہ سواے وطی کے اور فعل مین مثل نکاح وغیرہ کے حد نہین آتی نہ کہ قتل کرنا اور کل مال
لے لینا اسکا باعث فقط ارتداد ہی سو اسمین قتل بیشک آیا ہی اس لیے کہ حد گردن مارنا
اور مال لے لینا نہین ہی بلکہ یہ لوازمات کفر سے ہی پس صاحبین تو کہتے ہین کہ محارم محل عقد

اختلاف ہی البتہ اگر فقط اوسکی گفتگو پر کفایت کی جائیگی جیسا کہ ظاہر الفاظ حدیث کے تسیر دال ہین
تو اوسوقت ظاہراً تضاد واقع ہوگی اور امام صاحب بھی اسکے خلاف نہین کہتے البتہ جسمین گواہ اور
قسم ہو اوسمین امام صاحب فرماتے ہین کہ قضا قاضی کی ظاہر اور باطن مین نافذ ہوگی سو یہ بیان ہرگز
حدیث سے نہین نکلتا جو مخالفت ہو علاوہ اسکے اگر اس حدیث کو عام رکھا جاوے تو پھر جمہور
کی مخالفت لازم آتی ہے اس لیے کہ اسپر سب متفق ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احکام مین خطا
نہین ہوسکتی اور اگر ایسا ہوا تو خدا کی طرف سے اطلاع ہوگئی چنانچہ امام نووی جو محدثین سے
ہین اس بات کو تسلیم کرتے ہین بلکہ اسکو خاص کرتے ہین ساتھ غیر اجتہاد کے یعنی جسمین گواہ اور قسم
ہو پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث جمہور کے نزدیک خاص ہے عام نہین البتہ فرق اتنا ہے کہ محدثین بنیاد
بینہ اجتہاد کے ساتھ خاص کرتے ہین اور امام صاحب اموال مین خاص کرتے ہین غرض کہ
طرفین یعنی امام اعظم اور امام محمد اسکو مقید کرتے ہین اب ظاہر الفاظ حدیث سے اہل انصاف خود سمجھ
لین گے کہ اس سے قرینہ اموال کا ہے یا غیر اجتہاد کا علاوہ اسکے حدیث حضرت علی کی جسکو آپ موقوف
بتلاتے ہین اور قابل حجت نہین کہتے اس قول کی مؤید ہے اور حدیث موقوف امام شافعی کے یہان
حجت نہین چنانچہ خلاصۃ الخلاصہ مین لکھا ہے وَهُوَ لَيْسَ بِحُجَّةٍ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ یعنی اور موقوف
نہین ہے حجت نزدیک شافعی کے انتہی اور حنفیہ کے یہان بیشک حجت ہے چنانچہ لمعات مین آیا ہے
وَمِنْ مَذْهَبِ أَبِي حَنِيفَةَ رح وُجُوبُ تَقْلِيدِ الصَّحَابِيِّ فِيمَا قَالَ یعنی اور مذہب امام ابو حنیفہ
کا واجب ہونا تقلید صحابی کا ہے اوس چیز مین کہ کہا اونھون نے انتہی اور اتقانی مین لکھا ہے اِعْلَمْ
أَنَّ تَقْلِيدَ الصَّحَابِيِّ وَاجِبٌ یعنی جان تو کہ تحقیق تقلید صحابی کی واجب ہے انتہی اور یہ جو آپ
لکھتے ہین کہ حدیث معلق ضعیف اور مردود شمار کیجاتی ہے سو جناب من ہر معلق کا یہ حکم نہین بلکہ
بعضے اقسام معلق کے مقبول ہوتے ہین چنانچہ تصریح اسکی نخبۃ الفکر مین اور اوسکی عبارت منقول کے
بعد موجود ہے اگر ایسا نہ ہو تو تعلیقات بخاری مین قبل تصریح ابن حجر وغیرہ کے ضرور ضعف
ہوتا حالانکہ تعلیقات بخاری حکم مین اتصال کے ہین کچھ اونکی تصریح پر اوسکی صحت موقوف

خلاصہ میں حدیث موقوف حجت نہیں
لمعات
اتقانی
نخبۃ الفکر

اونھون نے جسوقت مشتبہ ہوجاوے تجہیز حد مین توقف کیا اوسکو انتقے اور اصحاب ظاہر یہ کہتے ہین
کہ حد بعد ثبوت کے حلال نہین ہے کہ موقوف کر دی جائے اور ان آثار مین جرح کرتے ہین کہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اسمین کوئی روایت ثابت نہین بلکہ بعض صحابہ رض سے بطرق ضعیفہ
منقول ہے اس لیے کہ بعض اوسکا مرسل ہے ہم یہ کہتے ہین کہ ارسال مین کچھ مضائقہ نہین اور یہان
موقوف بھی حکم مین مرفوع کے ہے اس لیے کہ واجب کو ساقط کر دینا بعد ثبوت اوسکے کسی شبہہ سے
خلاف مقتضائے عقل ہے بلکہ مقتضائے عقل یہ ہے کہ بعد متحقق ہونے ثبوت کے شبہہ سے مرتفع نہو پس جبکہ اسکو صحابی
نے ذکر کیا تو اوسکو رفع ہی پر محمول کیا جائے گا علاوہ اسکے تمام جہان کے فقہا کا اجماع ہوا ہے
کہ حدود شبہات سے ساقط کر دیے جاتے ہین کفایت کرتا ہے اسیواسطے بعض فقہا نے کہا کہ یہ
حدیث متفق علیہ ہے اور یہی یہ ہے کہ قبول کیا ہے اوسکو ایک جماعت نے اور بھی تتبع نبی صلی اللہ علیہ
وسلم اور صحابہ سے اس مسئلہ مین یقین ہو جاتا ہے کیونکہ جب ماعز سے آپنے باوجود اقرار صحیح کے یہ فرمایا
کہ شاید تم نے بوسہ لیا ہوگا یا ہاتھ لگایا ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ آپ تلقین کرتے تھے کہ کسی طرح
ہان کہدین اور اس سے دریافت کرنے مین اور کوئی فائدہ نہ تھا سوا اسکے کہ اونھون نے ہان کہا اور چھوڑ جاوین ورنہ جسنے
اقرار قرض کا کر لیا اوس سے آپنے کبھی یہ نفرمایا کہ شاید تیرے پاس امانت ہوگی پھر ہلاک ہو گئی ایسے ہی
چور سے فرمایا کہ کیا تو نے چوری کی ہے مجکو تو گمان نہین کہ تو نے چوری کی ہو اور غامدیہ سے بھی اسی
قسم کا کلام کیا ایسے ہی حضرت علی رض نے ایک عورت سے فرمایا شاید سوتے مین وہ تیرے اوپر آپڑا
یا زبردستی کی ہو یا تیرے مولے نے تیرا نکاح کر دیا ہے اور تو اوسکو چھپاتی ہے اور بہت اسکی نظیرین
ہین جنکا بیان کرنا طول کلام ہے پس حاصل ان سب تقریرون سے یہ ہوا کہ حد کے دفع کرنے مین حیلہ
کرنا بیشک جائز ہے اور ان استفسارات سے بھی جو کہ دفع حد کے لیے قصد احتیال کا فائدہ دیتی ہین
معلوم ہے کہ بعد ثبوت کے تھی کیونکہ بعد صریح اقرار ہی کے ثبوت ہوتا ہے جو یہان پایا گیا اور یہی ان
آثار کا حاصل ہے پس ان احادیث کے معنی جہت شارع سے یقینی ہو گئے اب اسمین کسی طرح کا
شک نکرنا چاہیے اور اسکے منکرین کی طرف مطلق التفات نکرنا چاہیے اور نہ اعتماد کرنا چاہیے

کون آئے گا پس مبتدع رہو گا افعال صحابہ میں اور احادیث مرفوعہ میں حتی الامکان تطبیق دین
خصوصاً خلفاے راشدین کے فعل اور قول کی جنکے حق میں حدیث عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ
الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ یعنی لازم پکڑو تم طریقہ میرا اور طریقہ میرے خلفاے راشدین کا آئی وارد
ہی اونکا قول تو ضروری ہی سند ہو گا علی الخصوص حضرت علیؓ کے حق مین اَقْضَاهُمْ عَلِیٌّ وارد ہی
یعنی سب صحابہ مین زیادہ اور عمدہ فیصلہ کرنے والے علیؓ ہین پھر یہ فرمانا حضرت علیؓ کا کہ تیرے
گواہون نے تیرا نکاح کرادیا صاف دلالت کرتا ہی کہ ایسے معاملات مین جو عقود سے تعلق رکھتے
ہین ظاہراً و باطناً قضا نافذ ہو جاتی ہی اور حدیث صحیحین کی جسکا سیاق دلالت کرتا ہی کہ
اموال مین وارد ہوئی ہی چنانچہ سند بھی اسکی ہم بیان کر چکے مطابق ہی پھر باوجود ایسی ظاہر ہو
کے انکار کرنا اسکو یون سمجھنا ہی کہ جیسے فرقہ ظاہریہ سمجھے کہ حدیث کو حضرت علیؓ بھی نہین سمجھے
اللہ ایسے عقیدہ فاسد سے محفوظ رکھے یہ لوگ یون سمجھتے ہین کہ قول پیغمبرؐ کے معنی جو ہم کہتے ہین
وہی مراد ہین اور مرنے کی انکی ٹانگ کیے جاتے ہین انکے اعتقاد مین صحابہ مرفوع حدیث کے
بالکل مخالف تھے اسی لیے صحابہ کا قول نہین مانتے نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ
یعنی بعض کے ساتھ ایمان لاتے ہین ہم اور بعض سے ہم انکار کرتے ہین انھین کے حق مین صادق ہی
چونکہ صاف صاف سب و شتم صحابہ کو کرتے ہوے ڈرتے ہین اس لیے حدیث مرفوع کے پردہ مین
بہت کچھ بے ادبی صحابہ کی شان مین کرجاتے ہین فی الواقع انکو صحابہ سے عداوت ہی جو صحابہ کے
خلاف قرآن و حدیث کے عمل کرنے کے قائل ہین اور انصاف مطلق نہین کرتے اپنی راے
کو مقدم سمجھتے ہین یون نہین تصور کرتے کہ ہم سے ہی کچھ معنی حدیث کے سمجھنے مین قصور ہوا ہوگا
صحابہ نے جو کچھ کیا موافق کیا اوسمین تطبیق دین کیا امکان ہی یا دوسرے کی بات مانین یہ تو
دور تک یہ سمجھتے ہین اور ہم کوئی بات اگر ایسی کہین تو کہتے ہین توبہ توبہ ایسی بات نہ کہنا کیون کہین
کہ ہم کو بھی تو اللہ نے یہ حکم نہین دیا کہ اس فرقے کے معنی حدیث اور قرآن کے لیے ہو سکیں
عمل کرنا بلکہ ہم خوب جانتے ہین کہ اگر امام صاحب سے قرآن اور حدیث کے معنی لینے مین

اموال میں ہے چنانچہ خاتم المحدثین جناب حافظ الحدیث مولانا مولوی احمد علی صاحب لکھتے ہیں
واحتجوا ای الحنفیۃ بان الحاکم قضے بحجۃ شرعیۃ فیما لہ ولایۃ الانشاء فیہ
فیجعل انشاء تحرزا عن الحرام والحدیث صریح فی المال ولیس النزاع
فیہ فان القاضی لا یملک دفع مال احد الی اخر ویملک انشاء العقود والفسوخ
یعنی اور حجت لائے حنفیہ بایں طور کہ حاکم حکم کرتا ہے حجت شرعیہ سے اوس چیز میں کہ اوسکو ولایت انشا
کی اوسمیں ہے پس گردانا جاویگا حکم اوسکا انشا واسطے بچنے کے حرام سے اور یہ حدیث مال میں صریح ہے اور
نہیں ہے گفتگو مال میں اسواسطے کہ قاضی نہیں مالک ہوتا ایک کے مال دینے کا طرف دوسرے کے
اور مالک ہوتا ہے بنیا کرنے عقد نکاح وغیرہ و فسخ نکاح وغیرہ کا انتہے اور امام طحاوی لکھتے ہیں وذھب
اخرون الی ان الحکم ان کان فی مال وکان الامر فی الباطن بخلاف ما استند الیہ
الحاکم من الظاھر لم یکن ذلک موجبا حلہ للمحکوم لہ وان کان فی نکاح او طلاق
فانہ ینفذ ظاھرا وباطنا وحملوا حدیث الباب الذی قبل ھذا الباب علی ما ورد
فیہ وھو المال یعنی اور گئے ہیں دوسرے فقہا طرف اسکے کہ حکم اگر مال میں ہو اور واقع میں اختلاف
ہو اوسکے کہ حکم دیا ہے حاکم نے ظاہر کا تو نہوگا یہ حکم واجب کرنے والا حلال ہونے اوسکے کا واسطے اوس
شخص کے کہ حکم کیا گیا ہے اوسکے لیے اور اگر ہوگا حکم نکاح میں یا طلاق میں تو تحقیق جاری ہوگا ظاہر
اور باطن میں اور حمل کیا اونھوں نے حدیث باب کو جو کہ پہلے اس باب کے ہے اوپر اوسکے کہ وارد
ہوئی ہے اوسمیں حدیث اور وہ مال ہے انتہے اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ حدیث خاص مال
میں وارد ہوئی ہے چنانچہ لفظ من حق اخیہ اور اقطع لہ قطعۃ من النار اس پر دلالت
کرتا ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ ظاہر اس حدیث کا دلالت کرتا ہے اسپر کہ یہ حدیث خاص ہے اوس حکم
میں کہ متعلق ہوتا ہے کلام خصم کے سن لینے سے اور گواہ اور قسم وہاں نہوں سو اسمیں نزاع نہیں
کیونکہ نزاع تو اوس حکم میں ہے جو گواہی پر مرتب ہو انتہے کیونکہ الحن بحجتہ جسکے معنے خوب
گفتگو کرنے والے کے ہیں جھوٹی بات کو بھی سچی کر دے اوس میں گواہ اور قسم کا کہیں ذکر نہیں جسمین

بخاری جلد ثانی مصری صفحہ ۱۰۴۵

بخاری جلد ثالث مصری صفحہ ۱۵۲

بخاری جلد ثالث صفحہ ۲۵

بخاری جلد ثانی مصری صفحہ ۱۰۴۵ بخاری جلد ثالث ۱۲۵

کہ جنکے اقوال جمہور کے مخالف نیل الاوطار مین موجود ہین پیش کردینا اور ایسے ہی اقوال ونکے مقلدین
سے نقل کردینا سراسر ہٹ دھرمی اور کج بحثی ہے بلکہ اسمین قول انکا چاہیے تھا کہ جنکو طرفین تسلیم کرتے
جیسے شاہ ولی اللہ صاحب چنانچہ وہ عقد الجید اور انصاف فی بیان سبب الاختلاف مین لکھتے ہین جان تو
کہ تحقیق ملت نے اجماع کیا ہے اسپر کہ اعتماد کرین وہ سلف پر شریعت کی پہچان سے مین پس تابعین
اعتماد کرین اسمین صحابہ پر اور تبع تابعین اعتماد کرین تابعین پر اور اسیطرح ہر طبقے مین اعتماد کرین
پچھلے علما اگلے علما پر اور عقل اوسکی خوبی پر دلالت کرتے ہین اسلیے کہ شریعت نہین پہچانی جاتی مگر
ساتھ نقل اور استنباط کے اور نقل نہین معتبر ہوتی مگر باین طور کہ اخذ کرے ہر طبقہ اپنے پہلون سے
بالاتصال اور استنباط کرنے مین یہ ضرور ہے کہ مذاہب متقدمین کے معلوم کرے تاکہ خارج نہوجاوے
اونکے اقوال سے والا خارق اجماع ہوجاوے گا اور چاہیے کہ بنا کرین اوسپر اور استعانت کرے
اوسمین اون سے جو پہلے اسکے ہین اور جبکہ اعتماد سلف پر متعین ہوگیا تو ضرور ہے اس سے کہ ہون
اقوال اونکے کہ جنپر اعتماد کیا جاتا ہے روایت کیگئی اسناد صحیح سے یا اونکی کتابون مشہورہ مین مجتمع ہون
اور یہ کہ ہون مخدومہ یعنی بیان کیا جاوے راجح محتملات اونکی سے اور خاص کیا جاوے عموم اونکا بعض
مواقع مین اور مقید کیا جاوے مطلق اونکا بعض جاپر اور جمع کیا جاوے مختلف فیہ اور بیان کیے جاوین
سبب اونکے احکام کے اور نہین تو صحیح نہوگا اعتماد اون پر اور نہین ہے کوئی مذہب اس زمانہ اخیر مین
اس صفت کا مگر یہ چار مذہب ہا اللہم مگر مذہب امامیہ اور زیدیہ کہ وہ اہل بدعت ہین نہین جائز ہے اعتماد
اوسپر انتہی مختصراً باقی تحقیق اس کتاب کی اول مین گذر چکی اگر جی چاہے ملاحظہ فرمالیجیے اب امام
صاحب کی طرف سے بعض دلائل اسکے کہ قضا ظاہر اور باطن مین سوا املاک کے جاری ہوجاتی ہے
شروع کرتے ہین فتح القدیر مین ہے کہ نزدیک امام صاحب کے ظاہر اور باطن مین قضا نافذ ہوگی
کہ جسمین قاضی کو انشای عقد ممکن ہو کیونکہ اگر دوسرے کی عدت مین ہوگی یا مطلقہ ثلث غیر کی ہوگی
تو اس صورت مین قاضی کو انشای عقد کا اختیار نہوگا کیونکہ قاضی دوسرے کی مال کی تملیک بلا عوض
عوض کے مالک نہین ہوتا اور مقصود قضا سے قطع منازعت ہے اور اس صورت مین جھگڑا قطع نہین ہوسکتا

[Right margin notes:]
تتمہ [illegible]
شہرت

بحث [illegible] قضاء قاضی [illegible] الاملاک [illegible]

نہین اور بعضون نے یہ فرق کیا ہی کہ جسمین امام بخاری صیغہ معروف لائے ہین جیسے قَالَ فُلَانٌ یا ذَکَرَ فُلَانٌ تو یہ صحیح ہی اور جو صیغہ مجہول لائے ہین جیسے قِیْلَ یا یُقَالُ تو اوسکی صحت مین البتہ کلام ہی لیکن چونکہ اس کتاب مین مروی ہی کوئی اصل اوسکی ہوگی پس ایسے شخصون کی تعلیقات کو ضعیف کہنا خالی از تعصب نہین حال آنکہ عادت مصنفین کی کبھی یہ بھی رہی ہی کہ کل سند کو حذف کر دیتے ہین اور فقط قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کہتے ہین چنانچہ تصریح اسکی مقدمہ مشکوٰۃ مین موجود ہی خصوصًا متقدمین کا تو یہی دستور تھا کہ وہ سند بیان نہین کرتے تھے اور وجہ اوسکی یہ تھی کہ جب تک کذب نہ تھا سچے لوگ تھے موافق اس حدیث شریف کے خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ اِلٰی مَا قَالَ ثُمَّ یَفْشُوا الْکِذْبُ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سب قرنون سے بہتر میرا قرن ہی پھر جو اوسکے متصل ہی پھر جو اوسکے متصل ہی پھر پھیل جائیگا جھوٹ انتہےٰ اور ظاہر ہی کہ آپکا زمانہ اور صحابہ کا ایک تھا اوسکے بعد تابعین کا زمانہ ہوا پھر تبع تابعین کا پھر اونکے بعد ایسا جھوٹ پھیلا کہ لوگون نے حدیثین وضع کرنی شروع کین اسی لیے امام بخاری نے شروط لگائے ورنہ حدیث سے کہین ان شروط کی تصریح نہین یہ شروط فقط احتیاطًا تھے اور اس غرض سے کہ اب جو کوئی حدیث نقل کرے اوسمین اتنی باتین دیکھ لی جائین جب اوس سے اخذ کیا جائے اوسکے یہ معنی نہ تھے کہ پہلے استاذ الاستاذ امام بخاری کی جو حدیثین بیان کر گئے ہین اون مین بھی سند اتصال ضرور ہی حاشا وکلّا یہ فقط فرقہ ظاہریہ کی ایجاد تازہ سے ہی بیشک امام محمد رح کے تعلیقات حکم مین اتصال کے ہین مثل امام بخاری کے چنانچہ اتفاق جمہور علماے حنفیہ ومصنفین شافعیہ کا اسپر دلیل بدیہی ہی اور تنقیح الاصول مین بحث شرائط راوی مین مرسلات امام محمد کو حجت لکھا ہی اور جو قواعد بعد اسکے کسی مصلحت کے واسطے جاری کیے گئے وہ پہلون پر کیونکر حجت ہو سکتے ہین یا پچھلے لوگ اوسکے پابند ہوکر تحقیقات سابق کسطرح ترک کر سکتے ہین البتہ اتنی بات ہمکو ضروری ہی کہ اگر کہین مخالفت دیکھین تو اوسمین تطبیق کر دین اس لیے کہ جب صحابہ ہی نعوذ باللہ مخالفت کرینگے تو پھر موافقت کس سے ہوگی

اسلام سے خارج سمجھے ان آپکے فہم مین خطا واقع ہوئی خیر یہ خطاے اجتہادی ہو اس مین آپ معذور ہین خداے تعالے آپکو ذہن رسا اور طبع سلیم عنایت فرماوے آمین ثم آمین **قال**

مسئلہ پنجم اور ایک مسئلہ امام اعظم اور اونکے شاگردون ابو یوسف و محمد کا مخالف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دو حدیثون کے ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق وغیرہ مین لکھا ہی مَنِ امْتَنَعَ مِنَ الْجِزْيَةِ أَوْ قَتَلَ مُسْلِمًا أَوْ سَبَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَوْ زَنَى بِمُسْلِمَةٍ لَمْ يَنْتَقِضْ عَهْدُهُ یعنی جو ذمی جزیہ دینے والا جزیہ دینے سے انکار کرے یا کسی مسلمان کو مار ڈالے یا گالی دے نبی علیہ السلام کو یا کسی مسلمان عورت سے زنا کرے تو ان امور سے اوسکا عہد ذمی کا نہین ٹوٹتا الخ **اقول** اس حدیث سے مخالفت ہرگز نہین سمجھی جاتی بلکہ اگر الفاظ حدیث آپ غور فرماتے تو بیشک موافق پاتے حدیث مین كَانَتْ تَشْتِمُ کا لفظ اسپر دلالت کرتا ہی کہ جو کرر سب و شتم واقع ہوا اور عادت ہو جائے تو اوسکو قتل کرنا چاہیے اس لیے کہ اس لفظ کے معنی ہین کہ سب و شتم کیا کرتے تھے یہ معنی نہین کہ ایکبار اوسنے شتم کیا ہوا اور قتل کی گئی ہو اور اگر ایکبار مراد ہوتی تو کانت شتمت ہوتا جس کے معنی ہین شتم کیا تھا اوسنے پس لفظ حدیث سے معلوم ہوا کہ جب تک مکرر نہو تو قتل نکرنا چاہیے سو امام صاحب بھی اسکے مخالف نہین کہتے اس لیے کہ رد المحتار مین جسکی عبارت آپنے نقل کی ہی اوسکے بعد وجہ توفیق بھی مرقوم ہی قَوْلُهُ وَبِهِ أَفْتَى شَيْخُنَا أَيْ أَبُو السُّعُودِ مُفْتِي الرُّومِ بَلْ أَفْتَى بِهِ أَكْثَرُ الْحَنَفِيَّةِ إِذَا أَكْثَرَ السَّبَّ كَمَا قَدَّمْنَاهُ عَنِ الصَّارِمِ الْمَسْلُولِ وَهُوَ مَعْنَى قَوْلِهِ إِذَا ظَهَرَ أَنَّهُ مُعْتَادُهُ وَمِثْلُهُ مَا إِذَا أَعْلَنَ بِهِ كَمَا مَرَّ فَهٰذَا مَعْنَى قَوْلِ ابْنِ الْهُمَامِ إِذَا أَظْهَرَهُ يُقْتَلُ بِهِ یعنی قول صاحب المختار کا اور ساتھ اسی کے یعنی قتل کے فتوا دیا ہی ہمارے شیخ نے یعنی ابو سعود مفتی روم نے بلکہ فتوا دیا ہی ساتھ اسکے اکثر حنفیہ نے جس وقت کثرت کرے گالی دینے کی جیسا کہ بیان کیا ہم نے اوسکو صارم مسلول سے اور یہی معنی قول مصنف کے ہین جس وقت ظاہر ہو جاوے کہ یہ عادت اسکی ہی اور مثل اسکے وہ صورت ہی کہ اعلان کرے ساتھ اسکے اسکو جیسا کہ گذرا اور یہی معنی ہین قول ابن ہمام کے جس وقت ظاہر کرے اوسکو قتل کیا جاوے

ایکہزار میں سو غلطیاں ہونگی تو دوسروں سے ہزار میں نو سو غلطیاں ہونگی اور چند حدیثیں معین جو
بعض صحابہ کو معلوم تہیں اونکو سندا ہر جگہ پیش کر دیتے ہیں اب جو حدیث آئی اپنی طرف سے معنی معین کر دیے
اور یوں سمجھے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یوں ہی سمجھا ہے پھر جواب دینے کو مستعد ہو گئے کہ اس حدیث کے
مخالف دوسری حدیث صحابہ کی اس وجہ سے ہوئی کہ اونکو بہت حدیثیں نہیں پہونچی تھیں یا صحابہ کا قول
قرآن اور حدیث کے مخالف نہیں ماننا چاہیے قرآن اور حدیث اون لوگوں نے نام اپنے فہم کا رکھا ہے
ع بریں عقل و دانش بباید گریست ؛ بلکہ امام اعظم رح کا مسلک تطبیق نہایت درست معلوم ہوتا ہے ہمکو کہیں خدا
اور رسول نے حکم نہیں دیا کہ قرآن اور احادیث میں باوجود تطبیق اور موافقت عقل کے خواہ مخواہ خلاف
عقل کریں ہاں جہاں تطبیق نہو سکتی ہو گو خلاف عقل ہو ہم اوسکو قبول کر لینگے اور اسمیں اپنا
قصور سمجھیں گے اور فقط ایک لفظ کو لے لینا اور دوسری لفظ کو غور نکرنا بلکہ اپنی عقل کو محض معطل سمجھنا
فرقہ ظاہریہ کا کام ہے عمدہ معنی موافق عقل کے چھوڑ کر خلاف عقل جاننا انھیں کا شیوہ ہے عقل کو یوں
سمجھتے ہیں کہ محض دنیا کے واسطے عنایت ہوئی ہے دین میں اس سے مطلق کوئی کام لینا نچاہیے بلکہ
دوسرا کیے تو اوسپر طعن کرتے ہیں چنانچہ ایک ظاہریہ کی نقل ہے کہ معقولیوں پر بہت طعن کیا کرتے تھے اور
کہتے تھے کہ ان کم بختوں نے قرآن اور حدیث کے بالکل خلاف کیا ہے اکثر باتیں خلاف بیان کر گئے
ہیں ایک روز ایک شخص نے دریافت کیا کہ جناب وہ کونسا قول ہے جو مخالف ہے کہا ایک ہو تو بتاؤں
سینکڑوں ہیں مگر خیر مشتے نمونہ از خروارے ایک بتلائے دیتا ہوں دیکھیے یہ سب منطقی متفق ہیں
کہ اجتماع نقیضین محال ہے اور اثبات اور نفی جمع نہیں ہو سکتا حالانکہ صریح مخالف ہے قرآن اور حدیث کے
کیونکہ دیکھیے لَا اِلٰہَ نفی ہوئی اور اِلَّا اللّٰہُ اثبات ہے انکو کلمہ بھی تو یاد نہیں ورنہ ایسی صریح مخالفت
نکرتے حاصل کلام یہ ہے کہ آدمی کو یوں سمجھنا کہ جو میں سمجھا ہوں دوسرا نہیں سمجھا بلکہ صریح مخالف
قرآن اور حدیث کی سمجھا ہے عین خطا ہے تمام کتابیں ائمہ اربعہ کے اختلافیات کی مع دلائل موجود
ہیں دیکھ لیجیے اور یہ نہ سمجھیے کہ آنکھوں پر پٹی باندھ کے ایک طرف کی بات لکھدی اور دوسری طرف کو
چھوڑ گئے اور نہ سمجھے بوجھے حکم لگا دیا کہ دیکھو یہ مخالف حدیث کے ہے اور قول قاضی شوکانی کا

یہان یہ شبہہ ہوتا ہی کہ جب یہ لفظ شتم ہوا تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وَعَلَیْکُمْ بواو عطف
کیون فرمایا اسکا جواب یہ ہی کہ یہ واو عاطفہ نہین بلکہ واسطے استیناف کے سر جملہ لاسکے ہین دوسرا
شبہہ یہ ہوتا ہی کہ کعب بن اشرف کیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون اوسکے قتل کا
ذمہ کرتا ہی اوس نے اللہ اور رسول کو اذیت دی ہی اور آپنے ایسے شخص کو اوسکی طرف بھیجا تھا
جس نے اوسکو دھوکے مین قتل کیا سو جواب اوسکا یہ ہی کہ اوسکو بعوض دشنام کے آپنے قتل
نہین کرایا بلکہ وہ آدمیون کو آپکے ساتھ لڑنے کو جمع کرتا تھا علاوہ اسکے وہ اہل ذمہ سے بھی
نہ تھا بلکہ مشرک تھا آپ سے مقابلہ کرتا تھا ایسا ہی بیان کیا شیخ الاسلام علامہ عینی نے شرح
بخاری مین پس باوجود بخاری کی حدیث کے اب عمل آپ کا کہان چلا گیا اور بخاری کی حدیثون سے
استنباط کون اوٹھا کر لے گیا غرض امام صاحب کے مخالف ہونا اور طعن کرنا آپ نے اپنے اوپر
فرض سمجھ لیا ہی جہان اپنے زعم مین خلاف واقع کے مخالفت پاتے ہو پھر کیسی ہی حدیث صحیح
موجود ہو فقط اپنی راے کو اوسوقت صائب جانتے ہو ذرا خدا سے بھی ڈرنا چاہیے اگر اسی
اپنے خیال کا نام مخالفت ہی تو خیر دنیا مین تو کون بازپرس کرتا ہی مگر فرداے قیامت اگر حق تعالی
آپ سے حجت طلب کرے کہ کونسی وجہ سے شیوہ طعن تمنے اختیار کیا تھا پھر تو بغلین جھانکو گے
آیندہ آپ جانین مگر یہ طریقہ انکا سب طریقون سے بدتر ہی گو آپ اپنے خیال مین کچھ سمجھین

قال ششم مسئلہ اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی چار حدیثون کے یہ ہی جو کہ چلپی حاشیہ شرح وقایہ
مین محیط سے نقل کرکے لکھا ہی اَنَّ مَا اَخَذَتْهُ الزَّانِيَةُ اِنْ كَانَ بِعَقْدِ الْاِجَارَةِ فَحَلَالٌ
عِنْدَ الْاَعْظَمِ لِاَنَّ اَجْرَ الْمِثْلِ طَيِّبٌ وَاِنْ كَانَ السَّبَبُ حَرَامًا یعنی جو چیز کہ لے
عورت زنا کرنیوالی بدلے زنا کرنے کے اگر لیا ہی مقرر کرکر یعنی جسطرح سے کہ کسبیان اپنا
خرچی زنا کرنے سے پہلے مقرر کر لیتی ہین تو حلال ہی امام اعظم کے نزدیک اس لیے کہ تحقیق مزدوری
یعنی مثل کی طیب ہی خواہ وہ سبب کہ جسکے بدلے وہ مزدوری لیتی ہی حرام ہی ہو انتہی اسی سبب سے
امام اعظم کے نزدیک جو شخص کہ خرچی دیکر کسی عورت سے زنا کرے اوسپر حد واجب نہین انتہی **اقول**

مگر جب قضا باطن میں نافذ ہو اسواسطے کہ اگر حرمت باقی رہیگی تو یہ مرد منازعت وطی کی طلب میں مکرر ہوگی
اور دوسرا منع کرے گا کیونکہ حقیقت حال جانتا ہی پس ضرور ہوا پہلے ہونا انشا کا پس گویا قاضی نے
کہہ دیا کہ میں نے تمہارا نکاح کیا اور اسکے ساتھ حکم دیا اوسکے بعد لکھا ہی وَقَولُ اَبِی حَنِیفَةَ رض اَوجَہ
یعنی اور قول امام صاحب کا مدلل زیادہ ہی انتہی اور امام طحاوی لکھتے ہیں فَیَثبُتُ الحِلُّ عِندَ اللہِ تَعَالیٰ
وَاِن اَثِمَ المُدَّعِی لِاِثمِ اِقدَامِہٖ عَلَی الدَّعوَی الکَاذِبَةِ یعنی پس ثابت ہوگی حلت
نزدیک اللہ تعالے کے اگرچہ گنہگار ہوگا مدعی گناہ پیش قدمی کرنے اپنے کا اوپر جھوٹے دعوے کے
انتہی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ گناہ اوسکو بیشک ہوگا ایسے ہی بحر الرائق کی اس عبارت سے واضح
ہوتا ہی لَا یَلزَمُ مِنَ القَولِ بِحِلِّ الوَطیِ عَدَمُ اِثمِہٖ فَاِنَّہٗ اٰثِمٌ بِسَبَبِ اِقدَامِہٖ عَلَی
الدَّعوَی البَاطِلَةِ وَاِن کَانَ لَا اِثمَ عَلَیہِ بِسَبَبِ الوَطیِ یعنی نہیں لازم آتا قائل ہونے حلت
وطی سے نہ گنہگار ہونا اوسکا اس لیے کہ وہ گنہگار ہی بسبب پیش قدمی کرنے اوسکے اوپر دعوا باطل کے
اگرچہ نہیں گناہ ہو اوسپر بسبب وطی کے انتہی اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ گناہ اوسکے ذمے پر رہیگا
پھر اوسکے واسطے جو کچھ وعید آئی ہی اسی کذب کا بدلہ ہوگا اسوجہ سے بھی قول امام صاحب کا حدیث کے
مخالف نہوا بلکہ عین موافق ہوگیا اور طحطاوی میں لکھا ہی کہ امام صاحب کی ایک یہ بھی دلیل ہی کہ اسمین
سب کا اجماع ہی کہ جو شخص کسی لونڈی کو خریدے پھر جھوٹا دعوا کرے فسخ بیع کا اور گواہ لاوے پس قاضی
حکم کر دے تو بائع کو وطی اوس کنیز کی حلال ہوگی اور اوس سے خدمت لینا بھی حلال ہوگا باوجود جاننے
اوسکے کہ دعوا مشتری کا جھوٹا ہی حال آنکہ اسمین تو آزاد کرکے بھی خلاصی پا سکتا ہی گو اوسکے مال کا تلف
ہو انتہی اسیطرح امام صاحب کہتے ہیں کہ یہاں مابہ الفرق کونسی شی ہی جس سے یہاں وطی جائز ہو اور
وہاں جائز نہو اور بہت دلائل امام صاحب کے بوجہ اختصار کے بیان نہیں ہوے ورنہ اس
بحث کو ایک دفتر چاہیے مگر حیف ہی کہ باوجود ایسے عمدہ دلائل اور براہین کے آپ کا مخالف قرآن اور حدیث
کے بتلانا دو حال سے خالی نہیں یا تو حدیث کا مطلب آپ خود نہیں سمجھے یا دانستہ یہ شیوہ اختیار کیا
مگر یہ احتمال تو ہم نہیں لے سکتے کیونکہ کونسا مسلمان ہی جو ایسی باتیں دانستہ کرکے اپنے تئیں دائرہ دین

کیونکہ اجرت مشروطہ ومسمی تو خبث سے خالی نہین اسسبب سے کہ بمقابلہ اسی اجارہ کے واقع ہوئی ہے
جو دراصل درست تھا مگر شرط حرام کی اقتران سے اس معقود علیہ مین حرمت آگئی لہذا مسمی بھی
خبیث بن گیا مگر جب شارع نے اوسکا اجارہ رد کیا اور شرط حرام کو لغو بنایا تو وہ منافع مباح کہ جو اوس
نے دیے اور مستاجر نے وصول کیے اونکو ضائع نہ کیا اوسکی اجرت مثل دلائی اوسمین کیا قبح ہے کہ خدمت
کے منافع تو اصلا حلال تھے اور اب بھی منافع خدمت ہی کی اجرت دلائی ہے نہ منافع بضع کی سو ان مین
کسی وجہ سے شرکت زنا کی نہین یہ ہر حال مین طیب ہے اور حدیث مین اجرت زانیہ کو حرام فرمایا ہے تو
زنا کی اجرت کو حرام کیا ہے زانیہ کی خدمت کے منافع کو تو حرام نہین کیا اگر زانیہ کسی قسم کی اجرت
مباح کرے تو وہ حرام نہین مثلا اگر کوئی شخص کسی عورت کو انگرکھا سینے پر دو روپیہ کو اجارہ دے اور یہ بھی شرط
کرے کہ زنا بھی کرونگا چنانچہ اوسنے انگرکھا بھی سیا اور اوس شخص کے ساتھ صدور زنا کا بھی ہو گیا پس اس صورت مین فقط
اجرت مثل یعنی انگرکھا سینے کی قیمت چار پانچ آنے اوسکو دلائے جائینگے اور دو روپے جو اجارہ کے
کے قرار پائے تھے رد کر دیے جائینگے کیونکہ وہ بھی بوجہ شرکت زنا حرام ہین اور زنا کی اجرت تو
قطعی حرام ہے اوسکو ہرگز نہین دلایا بلکہ فقط اجر مثل اوس اصل معقود علیہ کا ضائع نہ کیا کیونکہ سیا جو
امر مباح کی ہے ہان اگر زنا کی خرچی یا کل دام اوسکو دلائے جاتے تو حرام ہوتے جو دلایا ہے وہ حرام نہین
پس اسیطرح یہان یہ اجرت بھی ایسی ہی مباح امر کی ہے اور وہ شرط زنا کی جو اجارہ مین فضول
لگا دی تھی وہ رد ہی ہو گئی کیونکہ اوس مسمے کا اعتبار ہی نہین رہا فقط منافع کی اجرت مثل دلائی
جس مین شرط زنا کا نام و نشان بھی نہین پس کسب البغی کو اوسمین کچھ علاقہ اور دخل نہین رہا اور
مصداق اس حدیث کا ہرگز یہ واقعہ نہین ہوا اجرت مثل حلال اور طیب ہوئی نہ اجرت مسمے تو تحقق
الفرق وثبت الحق حکم مشتق مین معانی مشتق منہ کا مرعی ہونا واجب ہے اجرت زانیہ بوجہ
زنا حرام ہے نہ یہ کہ اجرت زانیہ بوجہ مباح کے بھی حرام ہو لے پس حاصل مذہب امام صاحب کا یہ ہوا کہ اجرت زنا
خواہ عقد اجارہ زنا سے ہو خواہ بلا عقد ہو حرام مطلق ہے کیونکہ اجارہ باطل ہے اور جو اجارہ فاسد ہو
باین طور کہ اصل معقود علیہ خدمت تھی اور شرط زنا کی اوسپر عارض ہو تو مسمی مشروط بھی حرام ہے

بسبب اوسکے انتہی اور منتقی مین لکھا ہی اذا لم یعلن فلو اعلن بشتمہ او اعتادہ قتل ولو امرأۃ
یعنی جسوقت ظاہر نکرتا ہو پس اگر ظاہر کرے شتم کو یا عادت کرے اوسکی قتل کیا جاوے گا اگرچہ
عورت ہو انتہی پس معلوم ہوا کہ امام صاحب کا قول مطابق حدیث کے ہی اور حدیث مین عادت
اور کثرت کیوجہ سے قتل ہی سو اسکا امام صاحب انکار نہین کرتے امام صاحب غیر معتاد کیواسطے
یہ حکم بیان کرتے ہین کہ قتل نہ کیا جاوے چنانچہ جو عبارت آپنے نقل کی ہی اوسمین لفظ سبّ
کہ ماضی ہی اسپر دال ہی جیسے قتل مُتلبساً سے ایک ہی قتل مراد ہی ایسے ہی سبّ سی ایک ہی سبّ مراد
ہی کوئی اسمین ایسا لفظ جو استمرار اور تکرار پر دلالت کرتا ہو نہین البتہ حدیث مین ایسا لفظ موجود ہی
کیونکہ لفظ کان فعل مضارع سے پہلے ہوتا ہی تو معنی استمرار اور تکرار کے دیتا ہی اس صورت مین
بیشک امام صاحب کے نزدیک بھی قتل ہی چنانچہ رد المحتار مین ہی کہ اصول حنفیہ سے یہ امر ہی کہ جس
چیز مین قتل مقرر نہین نزدیک حنفیہ کے جسوقت وہ فعل مکرر ہو پس چاہیے امام کو کہ اوسکے کرنے
والے کو قتل کرے انتہی اسکے بعد لکھا ہی فقد افاد انہ یجوز عندنا قتلہ اذا تکرر
منہ ذلک واظہرہ یعنی پس تحقیق فائدہ دیا اسنے اسکا کہ جائز ہی نزدیک ہمارے قتل
اوسکا جسوقت مکرر ہو اوس سے یہ اور ظاہر کرے اسکو انتہی اور شرح قدوری کے فصل جزیہ مین لکھا ہی
کہ ہماری دلیل وہ ہی جو حضرت عائشہ رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے ایک جماعت یہودیونکی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئی پس کہا اونھون نے السام علیک
کہا عائشہ صدیقہ نے پس سمجھ گئی مین اس لفظ کو پس کہا مین نے اور تم پر ہلاکت اور لعنت ہو پس
فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مت کہہ ایسا اے عائشہ تحقیق اللہ تعالی پسند کرتا ہی نرمی کو کل
کام مین پس کہا مین نے کیا آپنے سنا نہین جو اونھون نے کہا پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے تحقیق کہا مین نے اور تم پر پس یہ گالی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر ہوتی کسی مسلمان
سے تو حلال ہوجاتا خون اوسکا حالانکہ نہین قتل کیا آپنے اونکو انتہی اسیطرح کہا امام طحاوی
نے اور ظاہر یہ ہی کہ امام بخاری کا بھی یہی مذہب ہی چنانچہ ذکر کیا اسکو علامہ عینی نے شرح بخاری

رد المحتار جلد سوم صفحہ ۲۸۸

رد المحتار جلد سوم صفحہ ۲۹۴

شرح قدوری فصل جزیہ

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۲۵

خلاف نہین فقط فرق اتنا ہی کہ صاحبین نے شرط کو شرط نہین لکھا بلکہ معقود علیہ بنایا ہی اور اب اس زمانے
مین ایسا ہی ہی اور امام صاحب نے شرط زائد جانا اور اوس وقت مین ایسا ہی تھا یا نہ سہی مگر وہ
تقریر در صورت وجود اجارہ فاسد ہی اگر کہین پایا جاوے نہ در صورت بطلان اور حکم حلت اجرت
مثل کا فساد کی صورت مین لکھا ہی بطلان کی صورت مین نہین لکھا اگر فساد محقق ہو جاوے تو
صاحبین کو بھی تسلیم ہی اور اگر بطلان محقق ہو جاوے تو امام صاحب کو بھی حرمت مین کلام نہین
پس یا تو معترض صاحب ان معنون کو جو اونھون نے عبارت چلپی سے اجتہاد فرمائے ہین ثابت
کرین بشرطیکہ اون معنون سے اجارہ فاسد بنجائے جس مین چلپی کلام کرتا ہی اور ہماری طرف سے
اجازت ہی کہ اس مین اپنے اعوان اور انصار سے معترض صاحب استمداد بھی کرین ورنہ ایسے
بیہودہ مطاعن سے توبہ کرین اور بغیر مطلب سمجھے دخل نہ دیا کرین **قال** مسئلہ ہشتم اور ایک مسئلہ امام
اعظم کا مخالف پیغمبر کی تین حدیثون کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاوی
عالمگیری اور فتاوی قاضی خان وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی وَيَجُوزُ بَيْعُ الْكَلْبِ وَالْفَهْدِ
وَالسِّبَاعِ الْمُعَلَّمِ وَغَيْرِ الْمُعَلَّمِ فِي ذَلِكَ سَوَاءٌ یعنی جائز ہی بیچ کتے کی اور چیتے کی اور
درندون کی برابر ہی کہ سکھائے ہوئے ہون یا بے سکھائے ہوئے انتہی **اقول** کہا علامہ عینی نے
شرح بخاری مین فِيهِ اخْتِلَافُ الْعُلَمَاءِ فَقَالَ الْحَسَنُ وَرَبِيعَةُ وَحَمَّادُ بْنُ أَبِي
سُلَيْمَانَ وَالْأَوْزَاعِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَدَاوُدُ وَمَالِكٌ فِي رِوَايَةٍ ثَمَنُ
الْكَلْبِ حَرَامٌ وَقَالَ عَطَاءُ بْنُ رَبَاحٍ وَإِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ وَأَبُو حَنِيفَةَ وَأَبُو يُوسُفَ
وَمُحَمَّدٌ وَابْنُ كِنَانَةَ وَسُحْنُونٌ مِنَ الْمَالِكِيَّةِ الْكِلَابُ الَّتِي يُنْتَفَعُ بِهَا يَجُوزُ
بَيْعُهَا وَيُبَاحُ أَثْمَانُهَا وَعَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّ الْكَلْبَ الْعَقُورَ لَا يَجُوزُ بَيْعُهُ وَلَا
يُبَاحُ ثَمَنُهُ وَأَجَابَ الطَّحَاوِيُّ عَنِ النَّهْيِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ وَغَيْرِهِ أَنَّهُ كَانَ حِينَ
كَانَ حُكْمُ الْكِلَابِ أَنْ تُقْتَلَ وَكَانَ لَا يَحِلُّ إِمْسَاكُهَا وَقَدْ وَرَدَتْ فِيهِ أَحَادِيثُ
كَثِيرَةٌ فَمَا كَانَ عَلَى هَذَا الْحُكْمِ فَثَمَنُهُ حَرَامٌ ثُمَّ لَمَّا أُبِيحَ الِانْتِفَاعُ بِالْكِلَابِ لِلِاصْطِيَادِ

جب معترض صاحب فقہ کا مطلب نہیں سمجھتے اور اجارہ فاسدہ اور باطل میں فرق نہیں کر سکتے تو پھر کیون ائمہ پر طعن کرتے ہیں اور گنہگار ہوتے ہیں آنکھیں بند کر کے اعتراض کر دیا اور یہ نہ دیکھا کہ جلپی میں اجر مثل اوس اجارہ فاسدہ میں یہ گفتگو کی ہے اور معترض صاحب نے اوسکو اجارہ باطل قرار دیا اور اجر مثل کو زنا کی خرچی سمجھ گیے اتنا بھی غور نفرمایا کہ اجارہ فاسدہ میں جلپی نے اس اختلاف کو لکھا ہے زنا کی خرچی کیونکر مراد ہو سکتی ہے اب اسکا جواب سنیے کہ تمام حنفیہ کے نزدیک یہ کلیہ مسلم ہے اور سب کتب فقہ اسپر متفق ہیں کہ اجارہ باطل وہ ہے کہ باصلہ غیر مشروع ہو اور اجارہ فاسدہ وہ ہے کہ باصلہ مشروع اور بوصفہ غیر مشروع ہو کہ کسی شرط یا عارض کی وجہ سے اوسمین فساد آیا ہے ورنہ اصل میں وہ جائز اور حلال تھا اور یہ بھی متفق سبکا ہے کہ جس اجارے کا معقود علیہ معصیت ہووے گا وہ باطل ہوگا نہ فاسد بعد ان دونون قاعدون کے محقق اور متفق علیہ ہونے کے وہ کون عاقل ہے کہ زنا کی اجرت کو حلال کہہ سکے اور کسی ادنے عالم کی بھی یہ شان نہیں کہ اوس میں تامل کرے چہ جاے صاحب محیط و جلپی و ردمحتار خصوصًا جب نص صریح حدیث کی اوسمین وارد ہووے پس بالضرورت واجب ہے کہ اجرت زنا سب کے نزدیک حرام ہووے ایک ادنے عامی کا بھی اسمین خلاف نہین چنانچہ امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں اَمَّا مَهْرُ الْبَغِيِّ فَهُوَ مَا تَأْخُذُهُ الزَّانِيَةُ عَلَى الزِّنَاءِ وَسَمَّاهُ مَهْرًا لِكَوْنِهٖ عَلٰى صُوْرَتِهٖ وَهُوَ حَرَامٌ بِاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِيْنَ یعنی لیکن خرچی زانیہ کی پس وہ شی ہے کہ جسکو زانیہ بعوض زنا کے لیوے اور اوسکا نام اس لیے مہر رکھا ہے کہ وہ بصورت مہر ہے اور حرمت اوسکی تمام مسلمانون کے نزدیک بالاجماع ہے انتہے لہذا ضرور ہے کہ روایت محیط کے ایسے معنی ہون گے جس سے اجارہ فاسد کی صورت پیدا ہو کیونکہ وہ تو خود ہی کلام اجارہ فاسدہ میں کرتا ہے اور حلت اجرت کا درصورت فساد قائل ہوا ہے نہ درصورت بطلان پس سنیے وہ کہتا ہے کہ کسی نے کسی کو اسکے منافع خدمت پر ایام معین میں اجارہ لیا اور یہ بھی شرط کر لی کہ اس ایام میں زنا بھی کرون گا سو اصل معقود علیہ خدمت ہے کہ امر حلال ہے اور شرط حرام اوسکے ساتھ لگگئی ہے پس یہ اجارہ فاسدہ ہے نہ باطل اسکی اجرت مثل میں خلاف ہے نہ اجرت مقررہ یا مسمٰی

اورا گر یہ صورت نہو تو ایک جانب کی صحیح حدیثون کا انکار لازم آتا ہی کیونکہ دونون طرف کی حدیثین صحیح موجود ہین اور یہ فیصلہ قرین قیاس اور ظاہر تر معلوم ہوتا ہی آخر اس مین تو سب متفق ہین کہ ایک وقت مین آپنے اونکے مار ڈالنے کا حکم دیا تھا علی ہذا اس مین بھی اتفاق ہی کہ پھر قتل کی ممانعت کردی اور شکاری کتے وغیرہ کے پالنے کی اجازت دے دی چنانچہ مسلم شریف مین لکھا ہی اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْکِلَابِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُہُمْ وَبَالُ الْکِلَابِ ثُمَّ رَخَّصَ فِیْ کَلْبِ الصَّیْدِ وَکَلْبِ الْغَنَمِ یعنی ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مار ڈالنے کتون کا پھر فرمایا ان سے اور کتون سے کیا واسطہ پھر رخصت دی شکاری کتے اور کتے گلہ بکریون کے انتہی البتہ حدیث نہی کی نسخ مین اتفاق نہین بعض کے نزدیک منسوخ ہی جنمین شیخ ابن ہمام بھی داخل ہین اور بعض کے نزدیک منسوخ نہین سو اس اختلاف سے ہمارا مطلب نہین جاتا ایسے بہت اختلاف ہین اور ہر ایک کے دلائل موجود آپ عقلا خود غور کرلین گے کہ کون عقل اور نقل کے زیادہ موافق ہی ہان جو صاحب اسکے منسوخ ہونے کے قائل نہین تو جب تک اس بات کو ثابت نہ کردین گے کہ حدیث نہی کی پہلے حکم قتل کے آپنے فرمائی ہی یا بعد ممانعت قتل کے ارشاد ہوئی ہی ہرگز مدعا اونکا جو عدم نسخ ہی ثابت نہوگا کیونکہ جب پہلے یا بعد ارشاد ہوئی تو اس سے معلوم ہوگا کہ بیع کی ممانعت مطلق ہی وقت قتل کے نہین تھی اور یہ بات ثابت ہونا محال ہی ورنہ اختلاف ایسے کے ممکن نہ تھا اور یہ لکھنا آپکا کہ اس باب مین حنفیہ جتنی حدیثین لائے ہین اون سب حدیثون شکاری کتے کی بیع کا جائز ہونا ثابت ہوتا ہی نہ یہ کہ ہر قسم کے کتے کی بیع جائز ہو یہ بات محض غلط ہی اگر آپ تلاش کرتے اور کتابین حنفیہ کی ملاحظہ فرماتے تو ضرور پتا لگتا اس لیے کہ قرآن اور حدیث ہی جب کہین ان دونو مین نہین ملتا تو اوسوقت قیاس صحیح کرلیتے ہین کہ جسطرح خلفاء اور سب ائمہ نے ایسا ہی کیا ہی بلکہ صحابہ اجتہاد کیا کرتے تھے حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد کے اکثر قائل ہین غرض حنفیہ کے یہان اسکا بڑا التزام ہی کہ حتی المقدور جب تک حدیث ملے قیاس کو ترجیح نہین دیتے اسی واسطے کتب حنفیہ احادیث سے مالامال ہین فتح القدیر مین ایک

ہو جیساکہ معقود علیہ حرام تھا اگر بعد رد عمل خبیث ادا ہو سکے کہ اگر نفس امر مباح کی اجرت مثل ہووے تو
وہ درست ہے ہاں وجہ کہ اوسکے اجارے کو جسمین شرط فاسد تھی معدوم کر دیا جسکے سبب مسمی بھی
نہ دلایا گیا اور یہی نشان رد اجارہ کا ہے ورنہ بعد حاصل کرنے منافع کے رد کی کیا صورت ہو سکتی تھی
جب شارع نے مسمے یعنی اجرت فاسد کی نہ دلائی تو گویا اوس معقود علیہ ہی کو رد کر دیا اب اصل منافع
کا اجر مثل جو مباح ہے اپنی طرف سے تشخیص کر کے دلایا تو اسمین نہ زنا کا کوئی دخل رہا نہ اثر آیا ہاں اگر
اجرت مثل منافع زنا کی ہوتی تو لاریب حرام ہو جاتی یا زنا کی رعایت اجرت مین رہتی تو بھی بیشک
اجرت حرام ہوتی مگر یہاں تو کوئی امر محرم موجود نہین نہ زنا کی اجرت دلائی ہے نہ اجارہ فاسد کا
مسمے دلایا بلکہ خدمت کا اجر مثل یعنی جتنی اجرت فقط اوسکی خدمت مباح کی ہوئی ہے وہ دلوائی ہے لہذا
اجرت حلال ہے اگرچہ کسب اصل اور سبب اصلی کہ تسمیہ معقود علیہ ہے حرام تھا اور وہ سبب کہ اجارہ
فاسد تھا اب سبب بعید ہو گیا کیونکہ اجرت مثل کی سبب کا وہی سبب واقع ہوا ہے ورنہ کیون
یہ امر پیش آتا مگر صاحبین نے اس شرط کو شرط نہین جانا بلکہ عین معقود علیہ یا جزو معقود علیہ ٹھیرایا
تو اس صورت مین اجارہ باطل قرار دیا اور یہ حکم بطلان کا فرمانا یا بسبب احتیاط کے ہے یا بسبب
غلو زانیہ عورتون اور کثرت اور غلبہ اس فعل کے اونکے زمانے مین ہوا ہے بہرحال صاحبین کو اس تقریر
امام صاحب پر کلام نہین بلکہ اونھون نے شرط زنا کو جزو معقود علیہ ٹھیرایا ہے کیونکہ زانی کو مقصود
زنا ہوتا ہے نہ دیگر منافع کہ وہ یا زوائد ہین یا جزو مقصود ہین بہرحال یہ وجہ خلاف کی ہے اور یہ خلاف
اختلاف زمانے پر محمول ہو سکتا ہے فائدہ پس اس تقریر سے واضح ہوا کہ جو معنی معترض صاحب
اس عبارت کے لیتے ہین ہرگز ہرگز یہ معنی کسی طور سے نہین ہو سکتے سیاق اور سباق کے
بالکل خلاف ہے گفتگو چلپی نے اجارہ فاسدہ مین کی ہے معترض صاحب اوسکو اجارہ باطلہ بناتے
ہین جو سب کے نزدیک حرام ہے کسی مسلمان کا اوسمین اختلاف نہین اور معترض صاحب کے معنے لینے
اجارہ باطل ہوگا جس مین یہان بحث نہین اگر معترض صاحب اپنے ان معنون سے اجارہ فاسدہ
ثابت کر دین تو ہم سو روپیہ چہرہ شاہی اونکی نذر کرین پس امام صاحب اور صاحبین کے اصل قاعدہ

البتہ برین اس لیے اہل روایت محدثین ہوے اور اہل درایت محققین محدثین کے اجتہادات معتبر نہیں ہان روایت اونکی معتبر ہی اوسکے پرکھنے والے اور لوگ ہین یہ لوگ فرقۂ ظاہر یہ مطلق نہین سمجھتے کہ یہ امر واسطے وجوب کے ہی یا واسطے استحباب کے یا بیان جواز کیواسطے ہی علی ہذا القیاس نہی تحریمی ہی یا تنزیہی اس سے کچھ بحث نہیں اعتراض کرنے سے کام ہی اور مخالف کہدینا تو انکا تکیہ کلام ہی پہر عبارتین کتابون کی جو نقل کرتے ہین اونمین ایسا خلط ملط کرتے ہین کہ عامی اوسکو دیکھکر دھوکا کہا جاوے سوم البغی ہین تمام اہل اسلام کا اتفاق ہی کہ حرام ہی چنانچہ فقہ کی کتابین اس سے بہری ہین اور امام نووی نے بھی اجماع مسلمانون کا اسمین بیان کیا ہی اور بیع کلب مین اونھون نے ہرگز اجماع تمام اہل اسلام کا نہین کہا یہ فقط انکا حاشیہ ہی ہان بیع خمر اور خنزیر مین اجماع تمام مسلمانونکا لکہا ہی اسمین تو اونھون نے خود اختلاف لکہا ہی اور امام مالک کی تین روایتین لکھی ہین ایک مین بیع جائز نہین لیکن جو شخص تلف کرے اوسپر قیمت واجب ہی اور دوسری مین بیع درست ہی اور قیمت واجب ہی اور تیسری مین نہ بیع درست ہی نہ قیمت واجب ہان جس جگہ اکثر علما ایک طرف ہوتے ہین وہ اپنی عادت کے موافق جمہور علما تعبیر کرتے ہین گو علما شافعی ہون مگر اجماع مسلمین وہان کہتے ہین جہان چارون مذہب کے علما متفق ہون بس نہی کلب کو تحریمی کہنا کسی دلیل سے ثابت نہین ہوتا بلکہ نہی تنزیہی کہنا اوس حدیث کے مناسب معلوم ہوتا ہی جو عبد اللہ بن عباسؓ سے شیخین نے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور حجام کو اجرت اوسکی دی اور اگر اجرت حجام کی حرام ہوتی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اجرت نہ دیتے انتہٰی روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے حالانکہ جسطرح آپنے ثمن کلب سے ممانعت فرمائی اور اوسکو خبیث کہا ہی اسیطرح اجرت حجام کو بھی خبیث کہا ہی حالانکہ صحیح حدیثون سے اجرت دینا ثابت ہی پس محدثین یہان نہی تنزیہی لیتے ہین کیونکہ دونون حدیثین صحیح موجود ہین ایک مین ممانعت ہی اور دوسری مین جائز ہونا معلوم ہوتا ہی یہ کیسے ہوسکتا ہی کہ جس شی کی ممانعت ہو اوسکو خود کرلین بس معلوم ہوا کہ جہان منع کیا ہی اس سے نہی تنزیہی مراد ہی چنانچہ امام نووی شرح صحیح مسلم مین لکھتے ہین کہ جمہور نے حجت پکڑی ہی

وَتَحْرِيْمِ وَنَهْيٍ عَنْ قَتْلِهَا نُسِخَ مَا كَانَ مِنَ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِهَا وَتَنَاوُلِ ثَمَنِهَا یعنی ثمن کلب مین اختلاف ہی علما کا پس کہا حسن اور ربیعہ اور حماد بن ابی سلیمان اور اوزاعی اور شافعی اور احمد اور داود اور مالک نے ایک روایت مین کہ قیمت کتے کی حرام ہی اور کہا عطا ابن رباح اور ابراہیم نخعی اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور محمد اور ابن کنانہ اور سحنون نے مالکیہ مین سے کہ جن کتون سے نفع لیا جاتا ہی اونکی بیع درست ہی اور قیمت اونکی مباح ہی اور امام ابو حنیفہ سے روایت ہی کہ دیوانے کتے کی بیع جائز نہین اور نہ دام اوسکے مباح ہین اور جواب دیا ہی علامہ طحاوی نے ممانعت کا جو اس حدیث مین اور اوسکے غیر مین وارد ہی باین طور کہ یہ ممانعت اوسوقت تھی کہ جب حکم کتون کے مارنے کا دیا جاتا تھا اور حلال نہ تھا رکھنا اونکا اور تحقیق وارد ہین اسمین بہت حدیثین پس جو اس حکم پر تھا اوسکے دام حرام تھے پھر جب مباح ہوا نفع لینا کتون سے شکار وغیرہ کا اور نہی کی گئی اونکے قتل سے تو منسوخ ہوگیا حکم نہی بیع کا اور اوسکے دام لینے کا انتہی ملتقطاً اور نہایہ شرح ہدایہ مین لکھا ہی

فَبِذِكْرِ الرُّخْصَةِ تَبَيَّنَ انْتِسَاخُ مَا رُوِيَ مِنَ النَّهْيِ وَهٰذَا لِأَنَّهُمْ كَانُوا أَلِفُوا اقْتِنَاءَ الْكِلَابِ وَكَانَتِ الْكِلَابُ فِيهِمْ تُؤْذِي الصِّبْيَانَ وَالْغُرَبَاءَ فَنُهُوا عَنِ اقْتِنَائِهَا فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَأُمِرُوا بِقَتْلِ الْكِلَابِ وَنُهُوا عَنْ بَيْعِهَا تَحْقِيقًا لِلزَّجْرِ عَنِ الْعَادَةِ الْمَأْلُوفَةِ ثُمَّ رَخَّصَ لَهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ ثَمَنَ مَا يَكُونُ مُنْتَفَعًا بِهِ وَهُوَ كَلْبُ الصَّيْدِ وَالْحَرْثِ وَالْمَاشِيَةِ یعنی پس بسبب بیان کرنے رخصت کے ظاہر ہوا منسوخ ہونا نہی کا اور یہ اس لیے کہ اونھون نے الفت پکڑی تھی پالنے کتون کی اور کتے اون مین کہ تکلیف دیا کرتے تھے لڑکون کو اور مسافرون کو پس ممانعت کی گئی پالنے اونکے سے پس شاق گذرا یہ امر اونپر پس حکم کیے گئے واسطے مارڈالنے کتون کے اور ممانعت کی گئی بیچنے اونکے سے تاکہ باز رہین عادت مالوفہ سے پھر بعد اسکے رخصت دی گئی اونکو اوس کتے کی قیمت کی جس سے منتفع ہون اور وہ شکاری کتا اور کھیتی کا اور گلہ کا ہی اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ یہ حکم پیشتر تھا بعد موقوف ہوگیا اس صورت مین ممانعت اور اجازت کی حدیثون مین خوب مطابقت ہوجاوے گی

ایسے ثقہ اور فقیہ نا قبل کی بلکہ وہ مقبول ہیں چنانچہ سند لگے آگے ہی حیرت نے اسکو بھی تسلیم کیا اسکی
قوت کثرت طرق سے ایسی ہی کہ کوئی نادان بھی انکار نہیں کر سکتا گو مرسل ہی تو کیا ہوا اسوا اسکے ائمہ
کے نزدیک مرسل بھی حجت ہی چنانچہ ملا علی قاری نے شرح شرح نخبۃ الفکر میں لکھا ہی ولذا قال جمہور
العلماء ان المراسیل حجۃ مطلقا یعنی اور اسیواسطے کہا جمہور علماء نے کہ تحقیق مرسل
حدیثیں حجت ہیں مطلقا انتہے اور مقدمہ مشکوۃ شریف میں ہی وعند ابی حنیفۃ ومالک
المرسل مقبول مطلقا یعنی اور نزدیک ابو حنیفہ اور مالک کے مرسل مقبول ہی مطلقا انتہے
اسکے بعد لکھا ہی وعند الشافعی ان اعتضد بوجہ اٰخر مرسل او مسند وان کان
ضعیفا قبل یعنی اور نزدیک امام شافعی کے اگر قوت پائے دوسری حدیث سے مرسل ہو یا مسند
اگرچہ ضعیف ہو مقبول ہی انتہے اور مقدمہ ترمذی میں لکھا ہی والاصح التفصیل فما رواہ
بلفظ محتمل لم یبین فیہ السماع فحکمہ حکم المرسل وانواعہ وما رواہ
بلفظ مبین للاتصال کسمعت واخبرنا وحدثنا واشباہہا فہو محتج بہ یعنی صحیح
تدلیس میں تفصیل ہی پس جو کہ روایت کیا اوسنے اوسکو ساتھ لفظ محتمل کے کہ نہ بیان کیا گیا اوس میں
سننا پس حکم اوسکا حکم مرسل کا ہی اور اوسکے انواع کا اور جو کہ روایت کیا اوسنے اوسکو ساتھ ایسے
لفظ کے کہ بیان کیا گیا ہی واسطے اتصال کے جیسے سنا میں نے اور خبر دی ہمکو اور حدیث بیان کی
جیسے اور مثل اسکے پس وہ حجت ہی انتہے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حنفیہ کے یہاں دونوں قسمیں
معتبر ہیں اور مقدمہ بخاری شریف میں ہی واما المرسل فہو عند الفقہاء واصحاب الاصول
والخطیب الحافظ ابی بکر البغدادی وجماعۃ من المحدثین ما انقطع اسنادہ
علی ای وجہ کان انقطاعہ فہو عندہم بمعنی المنقطع یعنی لیکن مرسل پس وہ نزدیک
فقہا اور اصولیوں اور خطیب حافظ ابو بکر بغدادی اور ایک جماعت محدثین کی وہ ہی کہ منقطع ہو اسناد اوسکی
کسی وجہ ہو انقطاع اوسکا پس مرسل نزدیک اونکے بمعنی منقطع کے ہی انتہے اسکے بعد لکھا ہی ومذہب
مالک وابی حنیفۃ واحمد واکثر الفقہاء انہ یحتج بہ ومذہب الشافعی انہ

وَفِی اُسْتِدْلَالِ فِی الْاَسْرَارِ وَغَیْرِہٖ مِنَ الشُّرَّاحِ عَلٰی عُمُوْمِ بَیْعِ الْکَلْبِ بِاَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَوٰی عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَضٰی فِیْ کَلْبٍ بِاَرْبَعِیْنَ دِرْھَمًا وَلَمْ یُخَصِّصْ نَوْعًا مِنْ اَنْوَاعِ الْکِلَابِ یعنی تحقیق استدلال کیا بیچ کتاب اسرار وغیرہ مین شروح سے اوپر عام ہونے بیع کلب کے باین طور کہ عبد اللہ بن عمرو رض نے روایت کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ تحقیق آپنے حکم دیا ایک کتے مین چالیس درہم کا اور نہین خاص کیا کسی قسم کو کتون کے اقسام سے انتہے اور عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی قَالَ قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ کَلْبٍ بِاَرْبَعِیْنَ دِرْھَمًا فَذِکْرُہٗ مُطْلَقًا مِنْ غَیْرِ تَخْصِیْصٍ فِیْ اَنْوَاعِ الْکَلْبِ بِالتَّضْمِیْنِ وَتَضْمِیْنِ الْمُتْلِفِ دَلِیْلٌ عَلٰی تَقَوُّمِہٖ وَمَالِیَّتِہٖ اَوْ نَقُوْلُ ثَبَتَ جَوَازُ بَیْعِ الْکَلْبِ الْمُعَلَّمِ بِقَوْلِہٖ اِلَّا کَلْبَ صَیْدٍ وَجَوَازُ بَیْعِ الْکَلْبِ الْغَیْرِ الْمُعَلَّمِ سِوَی الْعَقُوْرِ بِقَوْلِہٖ اَوْ مَا شِیَۃٍ فَاِنَّ کُلَّ کَلْبٍ یَصْلُحُ لِحِرَاسَۃِ الْمَاشِیَۃِ اِذْ مِنْ عَادَتِہِ النُّبَاحُ عِنْدَ حِسِّ الذِّئْبِ اَوِ السَّارِقِ یعنی کہا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رض نے کہ حکم دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کتے مین چالیس درہم کا پس ذکر کیا اوسکو اونھون نے مطلق بغیر تخصیص کے اقسام کلب مین ساتھ ضمان دلانے کے اور ضمان دلانا تلف کی ہوئی چیز کا دلیل ہی اوسکی قیمتی اور مال ہونے پر یا کہین گے ہم کہ ثابت ہوا جواز بیع کتے تعلیم یافتہ کا قول آنحضرت اِلَّا کَلْبَ صَیْدٍ سے اور جائز ہونا بیع کتے غیر معلم کا سوا دیوانے کتے کے قول آنحضرت وَمَا شِیَۃٍ سے پس تحقیق ہر کتا صلاحیت رکھتا ہی بکریون کی نگہبانی کی اس لیے کہ اوسکی عادت سے بھونکنا ہی وقت دریافت کرنے بھیڑیے کے یا چور کے انتہے اور کہا علامہ عینی نے کہ اس حدیث کو امام طحاوی ساتھ اسناد صحیح کے مرسل لائے ہین اور کہا اونھون نے کہ اسمین روایت صحابہ اور تابعین سے کی گئی ہی انتہے **قال**

اس مسند کو امام اعظم رح کی جمع کی ہوئی کہنا محض کذب ہی **اقول** اسقدر درست ہی بیشک امام صاحب نے اپنے ہاتھ سے جمع نہین کیا بلکہ اونکے شاگردون وغیرہ نے لکھا ہی جیسے مسند امام شافعی کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے جمع کی ہی لیکن یہ کہنا کہ اسکی حدیثین غیر معتبر ہین

فتح القدیر بیع
بیع الکلب
بیع شرح ہدایہ
حاشیہ فتح القدیر

عادت بکریون اسکے مفت دے ڈالنے کی اور مستعار دینے کی اور جوان مردی کرنے کی ساتھہ دینے اونٹنے کے جیسا کہ یہی اکثر ہی پس اگر ہو اوس بیناسے کہ نفع دے اور بیچا اوسکو صحیح ہی بیع اور ہوگی قیمت اوسکی حلال یہ مذہب ہمارا ہی اور مذہب کل علما کا مگر وہ کہ روایت کی ابن منذر نے ابو ہریرہ اور طاؤس اور مجاہد اور جابر بن زید سے یہ کہ نہین جائز ہی بیع اوسکی اور حجت لائے وہ ساتھہ حدیث کے اور جواب دیا جمہور نے اوس سے بایں طور کہ تحقیق یہ حدیث محمول ہی اوس پر جو ذکر کیا ہمنے پس یہی جواب عمدہ ہی انتہٰے اس سے معلوم ہوا کہ جمہور اسی کے قائل ہین کہ یہان نہی تنزیہی ہی اور بیع بلی کی جائز ہی مگر آپ حضرات تو باوجود قول جمہور کے اوسکو مخالف ہی جانتے ہین اس لیے ہم کہتے ہین کہ آپ معنی اور مطلب اوس کا بین حدیث حنفیہ سے دریافت کر لیا کیجیے جسکا کام ہوتا ہی وہی اوسکی تہ کو سمجھتا ہی آپکا شیوہ یہ نہین ع کار بوزینہ نیست نجاری ہان گھر کے اندر بیٹھکے جس پر چاہیے لعن طعن کیجیے گالیان دیجیے ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند

قال مسئلہ نہم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی حدیث کے یہ ہی کہ جو در المختار مین لکھا ہی
بِخِلَافِ الشَّاةِ الْمُصَرَّاةِ فَلَا يَرُدُّهَا مَعَ لَبَنِهَا اَوْ صَاعِ تَمْرٍ بَلْ يَرْجِعُ بِالنُّقْصَانِ
یعنی بخلاف بکری بند کی گئی کے پس واپس کرے خریدار اوسکو ساتھہ دودھ اوسکے کے یا ساتھہ ایک صاع کھجورون کے بلکہ لیوے اوسکو کم قیمت کرکے الخ **اقول** معترض صاحب نے شاید گمان کیا ہی کہ حنفیہ نے حدیث مصراۃ کو محض بوجہ مخالفت قیاس معمول بہ نہ ٹھیرایا حاشا وکلا امام صاحب تو حدیث ضعیف کو بھی قیاس پر ترجیح دیتے ہین حال یہ کہ اس مقام پر تو اس حدیث کے مخالف دوسری حدیث نہایت صحیح جس پر تمام امت کا عمل در آمد ہی موجود ہی اور قاعدہ ہی کہ جو حکم شارع کی طرف سے عام ہو اوسکے مقابلے مین حکم خاص کو ترجیح نہوگی بلکہ اوسکو مورد خاص پر جسکی وجہ ہماری عقل مین نہین آئی محمول کیا جائے گا یا یون کہا جاوے گا کہ حکم عام اس حکم خاص کا ناسخ ہی بہرحال امام صاحب نے ایک حدیث کو جسمین حکم عام تھا دوسری حدیث خاص پر ترجیح دی ہی محض قیاس کو دخل نہین دیا جیسا کہ ظاہر پر کا قیاس ہے گمان ہی البتہ امام شافعی حکم

حدیث اوروں سے زیادہ جانتے تھے روایت کرنا شی دیگر ہے جاننا نہ جاننا امر آخر بقول آپکے اگر لسان
فقاہت اور ثقاہت و دینداری کا کثرت روایت اور احادیث کے جمع کرنے پر موقوف ہوتا تو امام
بخاری و مسلم وغیرہ محدثین کو صحابہ پر تفضیل اور ترجیح ہو جاتی کہ انسے کثرت روایت و تدوین احادیث
ثابت نہیں ہوتی حالانکہ صحابہ کو باوجود نہ جمع کرنے احادیث کے ساری امت پر مطلقا فضل و بزرگی
ہے اسیطرح امام اعظم رح کی فضیلت و بزرگی کہ باتفاق ثقات محدثین کے تابعی ہیں دیگر محدثین متاخرین
پر سمجھنا چاہیے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ پہلے ہی کتابیں حدیث کی مدون ہو چکی تھیں اور فقہ کا استنباط
قرآن اور حدیث سے شہرہ آفاق ہو چکا تھا بڑے بڑے محدثین مان گئے تھے امام صاحب کی
حدیث کا انکار کرنا جیسے دن میں طلوع آفتاب کا انکار کرنا ہے چنانچہ بحث اسکی تیرہویں مغالطے کے جواب
میں مفصل آئے گی آخر یہ تمام مسائل کہاں سے استنباط ہوے اور علم اصول اور فقہ کہاں سے
اخذ کیا سبکا ماخذ قرآن اور حدیث ہے یہ کہنا کہ اصول کے خلاف ہو تو حنفیہ حدیث نہیں مانتے تو
اصول کیا ہے اصول بھی حدیث ہی سے ماخوذ ہے غرض جو بات تحقیق اور تدقیق کی حنفیہ کی یہاں موجود
ہے کہیں نہیں امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے یہاں تو یہ بات میسر ہی نہیں پھر فرقہ ظاہریہ
کس شمار میں ہیں جو خلاف سمجھو اپنا مذہب جانتے ہیں جسوقت روز ازل میں خدا کی طرف سے
مطالب قرآن اور احادیث اور غرض اور مقصود کلام تقسیم ہوتا تھا خدا جانے یہ لوگ کہاں چھپے ہوے ایسی
نعمت عظمی سے محروم رہ گئے پھر طرہ یہ کہ خیر جو کچھ عنایت ہوا تھا صبر کرتے اہل تحقیق کے پیچھے نہ پڑتے مگر حسد کا
کیا علاج قاعدہ ہے جو بزرگی میں بڑا ہوتا ہے اوسپر لوگوں کو حسد بھی زیادہ ہوتا ہے لقب امام اعظم رح کا من
جانب اللہ تمام عالم میں مشہور ہو گیا ہے ظاہر ہے کہ مٹانے سے ہرگز نہ مٹے گا ع چراغے را کہ
ایزد برفروزد ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد انکو رشک آیا کہ حنفی مذہب کے اسقدر مقلد
کیوں ہیں ہزاروں تدبیریں کیں کہ کسی طرح انمیں تفریق پڑے آمین کہا کہ انکی جماعتیں ضعیف
ہیں کبھی کہا کہ اپنی عقل سے یہ لوگ کہتے ہیں کیوں نہ کہیں آخر اولو الالباب یہی لوگ ہیں غیر
ذوی العقول تو نہیں جو اپنی عقل کو بالاے طاق رکھدیں خدا نے عقل اسیواسطے دی ہے کہ غرض کلام کی

قضیہ شخصیہ پر عمل کیا کہ شارع نے خلاف قیاس کے مورد خاص شخص معین میں جو ہماری عقل میں نہیں آتا
حکم فرمایا تھا اور عمل در آمد دین کا خلاف قیاس پر معین ہوتا بلکہ امت کے واسطے حدیث الحکم [illegible]
خود ارشاد ہوچکی ہے غرض امام صاحب نے اس باب میں حدیث صحیح پر جو معمول بہ تمام امت کے ہے عمل
کیا اور امام شافعی نے اوسکو خاص کرلیا ہے اور امام صاحب نے اوس قضیہ شخصیہ کو مخصوص کیا ہے
اونکی نظر میں اسکو ترجیح ہے انکی نظر میں اوسکو طرفین سے صحیح حدیث موجود ہے اور عقود الجواہر المنیفہ
فی ادلہ مذہب الامام ابی حنیفہ میں ہے کہ عیسی بن ابان محدث نے کتاب الحجہ میں لکھا ہے کہ حکم مصراۃ
کا اوس وقت تھا کہ جب معصیت کی عقوبت اخذ اموال تھی چنانچہ اسی قسم سے وہ حدیث ہے جو زکوۃ
میں روایت ہے کہ جو شخص زکوۃ کو بخوشی ادا کرے گا اوسکا اجر پاوے گا ورنہ ہم اوس سے زکوۃ اور نصف
مال اوسکا لیویں گے اور اسی قبیل سے وہ حدیث ہے جو عمرو بن شعیب سے درباره سارق ثمر غیر محرز
کے روایت ہے کہ اوس سارق کے چند درے عقوبۃ مارے جاویں اور دو مثل اوس ثمر کا اوس سے
لیا جاوے پس جبکہ شروع اسلام میں ایسا حکم تھا یہاں تک کہ ربا کو بھی اللہ تعالے نے منسوخ
کردیا تو اشیاء ماخوذہ جنکے امثال ہیں اپنے امثال کی طرف عود کرائیں اور جن کے امثال نہیں
وہ اپنی قیمت کی طرف پھیر گئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریہ سے منع فرمایا تھا اور فرمایا
تھا کہ بیع مصراۃ کی فریب اور دغابازی ہے اور مسلمانوں کو فریب دینا حلال نہیں پس جس
شخص نے ایسا کیا اور ایسی شی کو بیع کیا جسکی بیع سے مخالف حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ہوگیا اوسکے واسطے یہ سزا مقرر تھی کہ تین دن کا دودھ مشتری بعوض ایک صاع کے دیوے
اور شاید وہ دودھ چند صاع کے مساوی ہو پھر یہ سزاے مالی منسوخ ہوگئی اور اشیاء نے اپنے
امثال یا قیمت کیطرف عود کیا اور کہا امام طحاوی نے کہ جس دودھ کو مشتری نے تین روز تک لیا ہے
بعض اوسکا ملک بائع میں قبل شرا تھا اور بعض ملک مشتری میں بعد شرا پیدا ہوا ہے کیونکہ اوس نے
کئی بار اوسکو دوہا ہے لیکن وہ دودھ جو ملک بائع میں تھا مبیع ہوگیا جب بکری کی بیع فسخ ہوگئی تو اوس
دودھ کی بھی بیع فسخ کیجاے گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشتری مصراۃ کیواسطے

حدیث عبد اللہ بن عباس سے اور عمل کیا اونھون نے احادیث نہی کو تنزیہیہ پر اور منتفع ہونے پر [illegible]
کسب سے اور برانگیختہ کرنے پر عمدہ کاسون کے اور شریف پیشون کے اونسے اسی قسم کی توجیہ بلی کی
قیمت مین بھی کی ہی چنانچہ سوال آیندہ کے جواب مین ہم لکھین گے پس کون سی وجہ ہمکو مانع ہی
کہ کتے کی قیمت مین یہ تقریر نکرین کہ یہان بھی نہی تنزیہی ہی اور اسوجہ سے ممانعت فرمائی ہی کہ
آدمی کو خصوصا شرفا کو یہ بات ہرگز زیبا نہین کہ کتے اور بلی کو بیچتے پھرا کرین بلکہ عالی ہمت ہون
اور رذیل پیشہ اختیار نکرین اگر بالفرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو [illegible] لگانے کی ضرورت
نہ پڑتی تو حضرات ظاہریہ تو ہرگز یہ توجیہ سنتے گو کیسی ہی موافق عقل کے ہوتی لیکن مقلدین تو جو نص
مخالف قیاس کے آوے اوسکو اوسکے مورد پر رکھتے ہین اور اگر موافق قیاس ہو تو اوس مین
قیاس کرکے علت اوسکی نکالتے ہین اور فرقہ ظاہریہ خواہ موافق قیاس ہو یا نہو اوسکو اوسکے
مورد پر رکھتے ہین اس لیے ربا مین جو حدیث وارد ہوئی ہی اوسمین فقط سونا چاندی گیہون جو
چھوارے نمک کا ذکر ہی قیاس نہین کرتے چنانچہ شرح مسلم مین امام نووی لکھتے ہین فقال اهل
الظاهر لا ربا في غير هذه الستة بناء على اصلهم في نفي القياس قال جميع
العلماء سواهم لا يختص بالستة بل يتعدى الى ما في معناها وهو ما يشاركها
في العلة واختلفوا في العلة التي هي سبب تحريم الربا في الستة يعني کہا اہل ظاہر
نے نہین سود ہوتا سوا ان چھہ چیزون کے بنا بر اپنے قاعدے کے کہ جو نفی قیاس مین ہی کہا تمام
علما نے جو سوا اونکے ہین کہ نہین خاص ہی ساتھ چھہ چیزون کے بلکہ تجاوز کرتا ہی طرف اوسکے جو
انکے معنون مین ہی اور وہ وہ ہی جو شریک ہو انکی علت مین اور اختلاف کیا اونھون نے اوس علت
مین کہ جو سبب ہی حرام کرنے سود کا ان چھہ چیزون مین انتہی اور ابن جریج راوی کو آپنے ضعیف
کہا ہی اور دلیل اوسپر شافعی مذہب کے قول کی سند لائے ہین جنکے یہان مرسل مین دوسری وجہ سے
اگر قوت ہو جاوے تو اوسکو مانتے ہین ورنہ حجت نہین گردانتے اور تقریب مین تو ابن جریج کو ثقہ
فقیہ فاضل لکھا ہی اسکو آپ خلاف دیانت قصدا چھوڑ گئے بیشک تدلیس آپکی مذموم ہی نہ [illegible]

کی روایت مین ہے عن سوید بن غفلة لقیت ابی بن کعب فقال اخذت صرة فیها مائة دینار
فاتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال عرفها حولا فعرفتها حولا فلم
اجد من یعرفها ثم اتیته فقال عرفها حولا فعرفتها فلم اجد یعنی
سوید بن غفلہ نے کہا کہ ملاقات کی مین نے ابی بن کعب سے پس کہا اونھون نے پائی
مین نے ایک تھیلی جسمین سو دینار تھے پس آیا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت مین
پس فرمایا آپنے ایک سال تک اسکو مشہور کر سو مشہور کیا مین نے پس نہ پایا مین نے اوس
شخص کو جو اسکو پہچانے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا پس فرمایا
ایک سال اور مشہور کر سو شہرت دی مین نے پس نہ پایا مین نے انتہی اور مسلم اور بخاری
اور ابوداود کی روایت مین تیسری مرتبہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سال
بھر اور شہرت دو انتہی اور بعضی روایتون مین اسی حدیث ابی بن کعب مین ایک
سال ہی فقط آیا ہے بعضی حدیث مین مطلق تعریف آئی ہے کوئی مدت معین نہین ہے یعنے
مین تعریف بھی نہین چنانچہ ابوداود مین ہے عن جابر بن عبد اللہ قال رخص لنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فی العصا والحبل والسوط واشباهه یلتقطه الرجل وینتفع
بہ یعنی جابر رض سے روایت ہے کہ کہا اونھون نے رخصت دی ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے لکڑی اور رسی اور کوڑی اور اس کے مثل کی کہ کوئی شخص اسکو اوٹھا لے اور
اوس سے منتفع ہو انتہی اور بخاری مین ہے عن انس قال مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بتمرة فی الطریق فقال لولا انی اخاف ان تکون من الصدقة
لاکلتها یعنی انس رض سے روایت ہے کہ کہا اونھون نے گذرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ایک کھجور پر راستے مین پس فرمایا اگر یہ خیال نہوتا کہ صدقہ ہوگا تو مین اسکو کھا لیتا
انتہی حیران چیزون مین بوجہ کم قیمت ہونے کے تعریف کی چندان ضرورت نہین اور
ایک حدیث مین تو ایک دینار کہ اسلئے بھی تعریف مذکور نہین بلکہ مضمون حدیث سے

وَاِذَا انْضَمَّ اِلَى الْمُرْسَلِ مَا يَعْضُدُهُ اُحْتُجَّ بِهٖ یعنی اور مذہب مالک اور ابو حنیفہ اور احمد رح تینون امامون کا اور اکثر فقہا کا یہ ہی کہ مرسل ساتھ حجت پکڑی جاوے اور مذہب امام شافعی کا یہ ہی کہ جسوقت ملے طرف مرسل کے ایسی شی جو قوت دے اوسکو حجت گردانی جائے انتہٰی پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مرسل اور منقطع ایک شی ہی اور مرسل حجت ہی پھر آپکا لکھنا کہ مرسل اور منقطع حجت نہین محض بے اصل ہی اور یہ جو آپ فرماتے ہین کہ بمقابلہ صحیح کے حجت نہین سو یہ مقابلہ محض آپکے خیال مین ہی ورنہ دونون حدیثین اپنی اپنی جگہ پر درست اور بجا ہین مطلق ایک دوسرے کے خلاف نہین چنانچہ تحقیق اسکی گذر چکی اور کتاب طحاوی حنفیہ کی نہایت معتبر کتاب ہی اوسکو ہم یہ نہین کہتے کہ مثل بخاری اور مسلم کے ہی البتہ جن احادیث سے ایمہ نے استخراج مسائل کیا ہی وہ احادیث بیشک صحیح ہین گو بعد کے لوگ اوسکو ضعیف کہین اونکے وقت مین ہرگز ضعیف نتھا

قال مسئلہ ششم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے یہ ہی جو کہ فتاوی قاضی خان اور فتاوی عالمگیری مین لکھا ہی بَیْعُ السِّنَّوْرِ وَالسِّبَاعِ الْوَحْشِ وَالطَّیْرِ جَائِزٌ عِنْدَنَا مُعَلَّمًا کَانَ اَوْ لَمْ یَکُنْ یعنی بیچنا بلی اور درندے وحشی اور جانور کا جائز ہی نزدیک ہمارے سکھایا ہوا ہو یا نہ سکھایا ہوا الخ

اقول اسمین مخالفت حدیث کی نہین آپنے کتابین نہین ملاحظہ فرمائین ورنہ موافق حدیث کے جانتے اسکی وجہ امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین اَمَّا النَّهْیُ عَنْ ثَمَنِ السِّنَّوْرِ فَهُوَ مَحْمُوْلٌ عَلٰی اَنَّهٗ لَا یَنْفَعُ اَوْ عَلٰی اَنَّهٗ نَهْیُ تَنْزِیْهٍ حَتّٰی یَعْتَادَ النَّاسُ هِبَتَهٗ وَاِعَارَتَهٗ وَالسَّمَاحَةَ بِهٖ کَمَا هُوَ الْغَالِبُ فَاِنْ کَانَ مِمَّا یَنْفَعُ وَبَاعَهٗ صَحَّ الْبَیْعُ وَکَانَ ثَمَنُهٗ حَلَالًا هٰذَا مَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ الْعُلَمَاءِ کَافَّةً اِلَّا مَا حَکَی ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَطَاؤُسٍ وَمُجَاهِدٍ وَجَابِرِ بْنِ زَیْدٍ اَنَّهٗ لَا یَجُوْزُ بَیْعُهٗ وَاحْتَجُّوْا بِالْحَدِیْثِ وَاَجَابَ الْجُمْهُوْرُ عَنْهُ بِاَنَّهٗ مَحْمُوْلٌ عَلٰی مَا ذَکَرْنَا فَهٰذَا هُوَ الْجَوَابُ الْمُعْتَمَدُ یعنی لیکن ممانعت بلی کی قیمت سے پس محمول ہی اسپر کہ نفع نہین دیتی یا اسپر کہ یہ نہی تنزیہی ہی تاکہ آدمی

کی روایت میں یا زعم نہیں جیسے شی ہو اوسکو اوسی طور سے مشہور کرنا چاہیے اگر کم قیمت ہو
ایک سال ورنہ اگر زیادہ قیمت کی ہو تو زیادہ دن یہ حدیث سے ثابت نہیں ہو کہ ہر شی کیواسطے ایک
ہی سال تعیین ہی بلکہ مختلف روایتیں وارد ہوئی ہیں اور سب صحیح حدیثوں کی ہیں پس بلکہ تعیین
کر لینا خلاف حدیث ہی **قال** مسئلہ نجاہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہی کہ بکری اور
گائے اور اونٹ گم ہوے کا پکڑنا مستحب ہے الخ **اقول** تبیین الحقائق میں لکھا ہی
وَمَا رَوَاهُ كَانَ فِي دِيَارِهِمْ إِذَا كَانَ لَا يُخَافُ عَلَيْهَا مِنْ شَيْءٍ وَنَحْنُ نَقُولُ
فِي مِثْلِهِ يَتْرُكُهَا وَالَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ مَا رَوَاهُ عُثْمَانُ أَمَرَ بِمَعْرِفَتِهَا
ثُمَّ تُبَاعُ فَإِذَا جَاءَ صَاحِبُهَا أُعْطِيَ ثَمَنَهَا یعنی وہ جو روایت ہی کہ اونٹ گم شدہ کو نہ پکڑو
یہ اونکی ملک میں اوسوقت تھا جبکہ اونپر کسی قسم کا خوف نہ تھا اور ہم بھی کہتے ہیں کہ ایسے
وقت میں چھوڑ دے اونکو اور اس پر دلالت کرتی ہی روایت عثمان رضی کہ حکم دیا کہ اول اونکی
شہرت کیجاوے پھر فروخت کیے جائیں پس جسوقت مالک اونکا آوے قیمت اونکی دیجاے
انتہے اور امام نووی اس حدیث مسلم مَنْ آوَى ضَالَّةً فَهُوَ ضَالٌّ مَا لَمْ يُعَرِّفْهَا
کی شرح میں لکھتے ہیں وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِالضَّالَّةِ هُنَا ضَالَّةَ الْإِبِلِ
وَنَحْوِهَا مِمَّا لَا يَجُوزُ الْتِقَاطُهَا لِلتَّمَلُّكِ بَلْ إِنَّمَا يُلْتَقَطُ لِلْحِفْظِ عَلَى صَاحِبِهَا
یعنی اور جائز ہی کہ مراد یہاں ضالہ سے ضالہ ابل وغیرہ ہو اوس چیز سے جسکا لینا واسطے
مالک ہونے کے جائز نہیں بلکہ پکڑ لینا اوسکا واسطے حفاظت کے مالک کے لیے جائز ہی
انتہی اور مبسوط میں ہی کہ یہ امر اوسوقت تھا جبکہ صالحین اور امانت داروں کا غلبہ تھا
کہ کسی خائن کا اوس پر قابو نہیں ہوتا تھا جب اوسکو چھوڑ دیا جاتا تو مل جاتا تھا لیکن
ہمارے زمانے میں خائن کے دست اندازی کا خوف ہی پس اوسکے پکڑ لینے میں زندہ
اوسکی اور حفاظت ہی انتہی اور فتح القدیر میں ہی کہ یہ بات حق معلوم ہوتی ہی کیونکہ یہ امر قطعی
ہی کہ شارع کا مقصود اوس کے مالک تک پہونچ جانا ہی اور شارع نے اسکا طریق بتایا

خاص کو حکم عام پر ترجیح دیتے ہین چنانچہ علم اصول مین بحث اسکی مفصل مندرج ہو اور حق یہی ہو کہ
حکم کلی حکم جزئی پر ترجیح رکھتا ہو اس لیے کہ جزئی مین احتمالات بہت ہین لہذا امام صاحب حتی الامکان
حکم عام کو معمول بہ گردانتے ہین خصوصًا اوسوقت جبکہ حکم خاص مین چند روایتین مختلف وارد ہون
اور جمیع قیاسات کے مخالف ہو پس اس صورت مین بدرجۂ اولی حکم عام قابل عمل ہوگا ہو خاص
بوجہ تعارض عام کے صورت خاص پر محمول کیا جائے گا ترمذی شریف مین ہو عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى اَنَّ الْخَرَاجَ بِالضَّمَانِ وَهٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ یعنی
عائشہ رض سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ خراج کا استحقاق بوجہ ضمان
ہوتا ہو اور یہ حدیث صحیح ہو اوسکے حاصل اسکا یہ ہو کہ مثلاً کوئی شخص کسی غلام کو خریدے اور اجرت
اوسکی جو بعد خریدنے کے آئی ہو خود رکھلے تو وہ اوسکا مستحق ہو کیونکہ وہ شی جو اوسنے خرید کی ہو
اگر ہلاک ہو جاتی تو اوسیکا مال ہلاک ہوتا جب وہ شی اوسکی ضمانت مین ہو تو جو منافع اوسکے ہونگے
اونکا وہی خریدنے والا مالک ہوگا اور بایع کو وہ منافع واپس نکیے جائین گے بلکہ مشتری بوجہ ضمان
کے اونکا مستحق ہو پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بکری مصرات جو اوسکی ضمان مین آگئی ہو اوسکا
دودھ مشتری کو مباح ہو اور وہ اسکا بوجہ ضمان مستحق ہو پس اگر دوسری حدیث سے یہ بات ثابت
ہو کہ دودھ کا عوض دینا چاہیے تو ظاہر ہو کہ ان دونون حدیثون مین تعارض ہوگا حالانکہ دونو
حدیثین صحیح ہین پس حدیث اَلْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ کو کہ جسپر جمہور امت کا عمل درآمد ہو چنانچہ قول امام ترمذی
وغیرہ سے معلوم ہوتا ہو حدیث مصرات پر ترجیح دی جائے گی اس لیے کہ اوسکے الفاظ مین بہت
اختلاف ہو کیونکہ مسلم کی روایت مین صَاعًا مِنْ تَمْرٍ ہو یعنی ایک صاع کھجور دے اور دوسرا
لفظ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ غَيْرَ سَمْرَاءَ مرقوم ہو یعنی ایک صاع طعام سوا گندم کے دے اور
ابوداود کی روایت مین مِثْلَ اَوْ مِثْلَيْ لَبَنِهَا قَمْحًا ہو یعنی برابر دودھ کے یا دونے اوسکے
گیہون دے پس اس معاملے مین چار امر ارشاد ہین یا تو اونپر عمل نہ کیا جاوے گا اور رجوع
دوسری نص کی طرف ہوگا یا اونکو خاص محل پر محمول کیا جاوے گا لہذا امام صاحب نے تو اس واقعہ کو

علیہ وسلم نے اجازت دی تھی وہ غنی تھے اسیوجہ سے علامہ زیلعی نے لکھا ہے کہ ابی بن کعب کی
حدیث ثابت نہیں ہو سکتی اس لیے کہ حکایت حال ہے تو شاید کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے
فقر کو معلوم کر لیا ہو یا تو قرض کیوجہ سے یا بوجہ کمی مال کے یا آپ نے منتفع ہونیکا اذن فرمایا ہو یہ ہمارے
نزدیک بھی جائز ہے امام کو کہ بطور قرض دیدے اور یہ بھی احتمال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم
کر لیا ہو کہ یہ مال کسی کافر حربی کا ہے بلکہ بظاہر یہی ہے اس لیے کہ دار الاسلام میں اوسوقت وسعت نہ
تھی اور اگر کسی مسلمان کا مال ہوتا اونپر پوشیدہ نرہتا انتہے پھر قرآن شریف میں بھی آیا ہے وَلَا تَأْكُلُوا
أَمْوَالَكُمْ بِالْبَاطِلِ یعنی نہ کھا جاو مال ایک دوسرے کا باطل سے انتہے پس حدیث اور قرآن سے
ثابت ہو گیا کہ غنی اور صاحب نصاب کو لنگا کسی کا مال کھانا نہیں چاہیے بلکہ امام اگر اجازت بھی دے
تو اوسکو صرف کرے مگر اوسکے ذمے وہ شی رہے گی جب مالک آویگا دینی پڑے گی اور فقیر کے واسطے
صدقہ بالاجماع ثابت ہے پھر حدیث میں بھی اوسکی تائید ہے پس حنفیہ کے طور پر تطبیق بین الاحادیث
خوب ہو جائے گی اور آپ کے مسلک پر صورت رفع تناقض کی بن نہ آوے گی پہلے سوچیے تو پھر اعتراض
کیجیے ع حرف بے تامل گفتار دم **قال** مسئلہ پنجاہ و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے
کہ جو شخص درخت پر سے میوہ چراوے اسکا ہاتھ کاٹنا واجب نہیں اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے
سو امام اعظم نے اس مسئلے میں خلاف کیا ہے عمرو بن شعیب کے اس حدیث کا جو کہ مسند حنبل
و غیرہم میں ابو داؤد اور نسائی کی روایت سے قریب گذرے **اقول** مسئلہ ہدایہ کا تو یہ ہے جو
شخص درخت پر سے میوہ چراوے تو ہاتھ اوسکا نہ کاٹا جاوے اور اگر جرین میں سے چراوے تو
ہاتھ کاٹا جاوے معترض صاحب نے ہدایہ کی اول صورت لکھی اور اوسکو حدیث جرین کے
مخالف ٹھہرایا ہم حیران ہیں کہ معترض صاحب کے کچھ دماغ میں بوجہ پیرانہ سالی کے خلل آگیا
یا روز ازل سے یہ بلادت اور کجی فہمی اونکے حصے میں آئی یہ غور کا مقام ہے کہ عدم قطع سر درخت
میں ہے محفوظ جگہ یعنی جرین میں جو قطع ید حدیث میں وارد ہوا ہے وہ ہمیں تو ہدایہ میں بھی قطع ید لکھا ہے
اسمیں تو ظاہری مخالفت بھی نہ تھی جو معترض صاحب نے بیسبب طعن کیا دعوا کچھ کرتے ہیں اور دلیل کچھ لاتے

مخالفت ہی اسکا حنفیہ انکار نہین کرتے بیشک شغار کی جو حقیقت اور ماہیت ہی وہ جائز نہین شغار مین تو یہ شرط ہی کہ بالکل مہر نہو جیسے اہل جاہلیت کی عادت تھی کہ وہ مطلق مہر نہین دیتے تھے فقط بدلا نکاح کا نکاح سے ہوجاتا تھا یہ صورت ہمارے نزدیک نہین جائز ہی اور اگر کسی نے ایسا کیا تو مہر مثل واجب ہوگا اگر فقہ مین یہ صورت بیان ہوتی کہ مہر مثل بھی دینا نہ آوے گا تو بیشک مخالف حدیث ہوجاتا اگر کہین حدیث یا لغت مین شغار کی تعریف یہ آئی ہو جسمین مہر بھی کسی صورت سے داخل ہو تو مخالفت ہوگی یا شغار کی تعریف مین حدیث اور لغت سے مہر کا نہونا ثابت ہو جب بھی مخالفت ہوجاوے گی اسمین کوئی عاقل کیا بلکہ ابلہ بھی فرق کرسکتا ہی کہ ایک صورت مین مہر ہی اور دوسری مین مہر کی نفی ہی دونون مین فرق بین ہی ایسی بدیہی فرق کو ایک سمجھنا اور مخالفت کا الزام دینا کمال سفاہت ہی سہ ابتک شوے منز سخن سے آگاہ ÷ لاحول ولا قوۃ الا باللہ ہان اس نکاح کی کراہیت مین ہمکو بھی کلام نہین مگر اسکے فساد پر بھی کوئی دلیل نہین اور فتح القدیر مین ہی اِنَّ مُتَعَلَّقَ النَّهْيِ وَالنَّفْيِ مُسَمَّى الشِّغَارِ وَمَأْخُوذٌ فِي مَفْهُومِهِ خُلُوُّهُ عَنِ الصَّدَاقِ وَكَوْنُ الْبُضْعِ صَدَاقًا وَنَحْنُ قَائِلُونَ بِنَفْيِ هَذِهِ الْمَاهِيَّةِ وَمَا يَصْدُقُ عَلَيْهَا شَرْعًا فَلَا نُثْبِتُ النِّكَاحَ كَذَلِكَ بَلْ نُبْطِلُهُ یعنی متعلق نہی اور نفی کا مصداق شغار ہی اور شغار کے مفہوم مین مہر سے خالی ہونا اور بضع کا مہر ہونا پایا جاتا ہی اور ہم تو قائل ہین اس ماہیت کی نفی کے اور جو شی اسپر صادق آوے آپس نہین جائز رکھتے ہم ایسے نکاح کو بلکہ ہم اوسکو باطل جانتے ہین انتہی **قال** مسلہ جہل و نہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہی کہ اگر کوئی شخص کوئی چیز پڑی ہوئی پاوے اور وہ اگر قیمت مین کم دس درہم سے ہو تو مشہور کرے لوگون مین چند روز اور اگر قیمت مین دس درہم یا دس درہم سے زیادہ ہو تو مشہور کرے لوگون مین برس دن تک اور بعضون نے کہا کہ صحیح یہ ہی کہ ان مقدارون مین سے لازم ایک بھی نہین الخ

اقول پڑی ہوئی شی جو شخص اوٹھاوے اوس کے مشہور کرنے مین احادیث مختلف ہین کسی حدیث مین دو برس تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشہور کرنیکا حکم دیا ہی چنانچہ بخاری

پھوٹے ہم کون پوچھتا ہے ❊ چہ خوش گفت ست سعدی در زلیخا ❊ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا ❊ **قال** مسئلہ پنجاہ و سوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حکم گری ہوئی چیز کے اوٹھانیکا حل اور حرم کا برابر ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلے میں خلاف کیا ہے اوس حدیث کا جو کہ مسلم میں روایت ہے عبد الرحمن بن عثمان تیمی سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا حاجیوں کی گری ہوئی چیز کے لینے سے **اقول** امام نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے قَوْلُهُ نَهَى عَنْ لُقَطَةِ الْحَاجِّ يَعْنِي عَنِ الْتِقَاطِهَا لِلتَّمَلُّكِ وَأَمَّا الْتِقَاطُهَا لِلْحِفْظِ فَقَطْ فَلَا مَنْعَ مِنْهُ وَقَدْ أَوْضَحَ هٰذَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَدِيثِ الْآخَرِ وَلَا تَحِلُّ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ یعنی قول راوی کہ ممانعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجیوں کے لقطے سے مراد اس سے اوٹھا لینا اوس کا واسطے مالک ہونے کے ہے لیکن اوٹھانا اوسکا فقط واسطے حفاظت کے سو نہیں ممانعت اوسمیں اور تحقیق واضح کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو اپنے قول میں جو دوسری حدیث میں وارد ہے کہ نہیں حلال ہے لقطہ مکے کا مگر واسطے شہرت دینے والے کے انتہی اور یہ صحیحین میں موجود ہے اور علامہ ابن ہمام نے اس حدیث صحیحین سے اول استدلال کر کے دلیل عقلی یہ لکھی ہے کہ اس زمانے میں حاجیوں کی گری ہوئی چیز واسطے تعریف کے اوٹھا لینی چاہیے کیونکہ چوری مکے میں بہت پھیل گئی ہے اور جب احکام کے مشروعیت باعتبار کسی شرط کے پائی جائے پھر بر تقدیر مشروعیت اوسکے کسی مفسدہ کو متضمن پائی جاوے تو اوس حکم کا انقطاع معلوم ہوگا بخلاف اون چیزوں کے کہ جو کسی سبب سے جاری ہوئیں اور اوسکے باقی رہنے میں مفسدہ نہو جیسے طواف میں رمل اور اضطباع واسطے اظہار شجاعت کے انتہی اس تقریر سے معلوم ہوا کہ دوسری حدیث صحیحین کی اول حدیث کی مفسر واقع ہوئی ہے پس حاجیوں کا لقطہ واسطے حفاظت کے اوٹھانا جائز ہوا خصوصا آجکل تو مکہ معظمہ میں چوری کا ایسا شیوع ہے کہ اظہر من الشمس ہے گو یہ کام وہاں کے اہل اعتبار اور غربا اور اراذل قوم کا ہے شرفا اس فعل سے محفوظ ہیں مگر حجاج تو بیچارے جنکی چوری ہوجاتی ہے

معلوم ہوتا ہی کہ اوسمین مطلق تعریف نہین کی گئی اور ایک سال کا تو احتمال بھی نہین ہوتا
چنانچہ ابوداؤد مین ہی کہ علی رضی گھر مین آئے اور دونو صاحبزادے حضرت حسن اور حسین
رضی اللہ عنہما رو رہے تھے فرمایا کیون روتے ہین حضرت فاطمہ رضی نے کہا کہ بھوک سے روتا ہین
پس حضرت علی رضی باہر تشریف لائے تو ایک دینار بازار مین پڑا پایا گھر آئے اور فاطمہ رضی کو
خبر دی اونھون نے کہا کہ فلان یہودی کے پاس جاؤ اسکا آٹا اوس سے لیلو پس حضرت
علی کرم اللہ وجہہ اوس یہودی کے پاس آئے اور اوس دینار کا آٹا خریدا یہودی نے کہا
تم اوسکے داماد ہو جو اپنے تئین اللہ کا رسول بتلاتے ہین فرمایا ہان کہا اوس نے تو اپنا دینار
اور آٹا لیجاؤ پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ اوس آٹے کو مکان مین لے آئے اور حضرت
فاطمہ رضی سے اس امر کی اطلاع کی اونھون نے کہا تم فلانے قصاب کے پاس جاکے ایک درہم
کا گوشت لیلو آپ تشریف لے گئے اور اوس دینار کو ایک درہم کے گوشت کی عوض مین گرو
کر دیا اور گوشت لے آئے پس حضرت فاطمہ رضی نے آٹا گوندھا اور ہانڈی چڑھائی اور روٹی پکائی
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین کسی شخص کو بھیجا آپس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لائے تو فاطمہ رضی نے عرض کیا کہ مین آپ سے اس کھانے کی کیفیت بیان کرتی ہون پس اگر آپ
اسکو حلال سمجھین تو ہم بھی کھائین اور آپ بھی ہمارے ساتھ کھائیے یہ کھانا ایسا اور ایسا ہی تب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھاؤ بسم اللہ پس کھایا اونھون نے پس ہنوز اپنی جگہہ پر
بیٹھے تھے کہ یکایک ایک لڑکا خدا کا اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوا دینار طلب کرتا نکلا آپس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے حکم دیا وہ بلایا گیا اوس سے دریافت کیا تو اوسنے کہا بازار مین مجھسے گر پڑا تھا فرمایا آپ نے
اے علی تم قصاب کے پاس جاؤ اور ہمارا نام لو کہ وہ دینار بھیجدو اور درہم تمھارا ہمارے ذمے ہی اوس
قصاب نے وہ دینار بھیجدیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس لڑکے کو دیدیا انتہی مختصراً اس
حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ تعریف نہین کی اور کی بھی تو شاید گھڑی دو گھڑی مگر سال بھر تو
کسی صورت سے ثابت نہین ہو سکتا اسی وجہ سے صاحب ہدایہ نے کہا ہی کہ صحیح یہ ہی کہ

نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے کی ہے کہ ڈھال کی قیمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے
میں دس درہم تھے انتہی اور تیسری روایت نسائی کی عطا سے ہے قَالَ اَدْنٰی مَا یُقْطَعُ
فِیْہِ ثَمَنُ الْمِجَنِّ وَثَمَنُ الْمِجَنِّ عَشَرَۃُ دَرَاھِمَ یعنی کہا اونھون نے ادنی وہ کہ جس میں
ہاتھ کاٹا جاتا ہے قیمت سپر کی ہے اور قیمت ڈھال کی دس درہم تھا انتہی اسی قسم کی روایتیں دارقطنی
اور مسند ابی حنیفہ اور طبرانی اور مسند امام احمد اور عبد الرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ میں آئی
ہیں اور موطای امام محمد میں ہے وَقَالَ اَھْلُ الْعِرَاقِ لَا تُقْطَعُ الْیَدُ فِیْ اَقَلَّ مِنْ عَشَرَۃِ
دَرَاھِمَ وَرَوَوْا ذٰلِکَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَنْ عُمَرَ وَعَنْ عُثْمَانَ وَ
عَنْ عَلِیٍّ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَعَنْ غَیْرِ وَاحِدٍ فَاِذَا جَاءَ الْاِخْتِلَافُ فِی
الْحَدِّ وَ اُخِذَ فِیْھَا بِالثِّقَۃِ یعنی اور کہا اہل عراق نے نہ کاٹا جاوے ہاتھ کمتر دس درہم سے
اور روایت کیا اونھون نے اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عمرؓ سے اور عثمانؓ سے اور علیؓ
سے اور عبد اللہ بن مسعود سے اور بہتون سے پس جبکہ حدود میں اختلاف ہو تو جو امر حدود میں
احوط ہو اوسکو اخذ کرنا چاہیے انتہی اور فتح القدیر میں ہے کہ ابن خسرو نے امام محمد کے واسطے سے جو
حدیث روایت امام صاحب سے کی ہے کہ دس درہم سے کم میں ہاتھ نہ کاٹا جاوے یہ حدیث متصل
اور مرفوع ہے اور اگر موقوف ہے تو بھی اس کے واسطے حکم مرفوع ہوئیگا ہے کیونکہ مقدار شرعی میں
عقل کو کچھ دخل نہیں ہے پس موقوف بھی مرفوع کا حکم رکھتی ہے انتہی اور بیضہ کی جو معترض صاحب
نے حدیث نقل کی ہے شاید بیضے کے معنی انڈے کے سمجھے ہیں یہ تو سوء الفہم ظاہر ہے کسی کے
معنی مذہب بھی نہیں ورنہ جمہور کے نزدیک دس اور تین میں حکم دائر ہے وہ بیضے کے معنی خود
کے لیتے ہیں ایسے ہی بعضی روایتوں میں حبل کا لفظ بھی آیا ہے اوسکی تفسیر خود اعمش نے
جو راوی اس حدیث کے ہیں کر دی ہے وَ کَانَ مِنَ الْحِبَالِ مَا یُسَاوِیْ عَشَرَۃَ دَرَاھِمَ
یعنی تحقیق بعضے رسیاں دس درہمون کی قیمت رکھتے ہیں انتہی خلاصہ تمام تقریر کا یہ ہے
کہ دس درہم کی حد میں کسی کا اختلاف نہیں اور کم میں صحابہ کا اختلاف ہے چنانچہ مذکور ہوا لیس [illegible]

کردیا پس جب ماننے کا انقلاب ہو جاوے اور وہ شی تلف ہونے لگے تو حکم اوسکا اوسوقت مثل ملکیت
خلاف اوسکے ہوگا اور وہ پکڑ لینا واسطے حفاظت اور لوٹانے کے ہی انتہی علاوہ اسکے حدیث
سے چھوڑ دینے کا فقط جواز نکلتا ہی وجوب نہین نکلتا پس مخالفت کسی صورت سے نہین
ہو سکتی ہے آپکے فہم کا قصور ہی سرچکر مخالف حدیث کہدیا اکابر انا دستور ہی ابن عیینہ کی
عادت بد کو چھوڑ دیجئے بے سمجھے بوجھے کسی کی نکتہ گیری نت کیجیے **شعر** سیاہ رو شود آنکس
کہ عیب بین گردد * جو طعنہ بر سخن ہیچ کس مدار انگشت **قال** مسلہ پنجاہ و یکم ہدایہ وغیرہ فقہ
کی کتابون مین لکھا ہی کہ پڑی ہوئی چیز کو اگر غنی نے اوٹھالیا تو اوسکو اپنے کام مین لانا اوسکا
درست نہین انتہی **اقول** اگر اس حدیث کے یہ معنی ہون گے کہ بعد ایک سال کے وہ شخص
مالک ہوجاتا ہی خواہ غنی ہو خواہ فقیر تو بخاری کی حدیثون مین تناقض واقع ہوگا کیونکہ بخاری
مین روایت ہی کہ ایک شخص نے لقطہ کا مسلہ پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک
سال تعریف کر پھر اوسکو خرچ کرلے پھر اگر مالک اوسکا آوے اوسکو وہ شی ادا کردے انتہی
اور مسلم کی روایت مین ہی پس خرچ کرلے اور چاہیے کہ وہ شی امانت رہے نزدیک تیرے
پس اگر طالب اوسکا کسی دن آوے تو ادا کردے اوسکو انتہی ان دونون صحیحین کی حدیثون سے معلوم
ہوا کہ وہ شی اسکے پاس امانت ہوتی ہی جسوقت طالب اوسکا آوے فوراً اوسدے اگر خرچ بھی
کرلے تو بھی واپس دے گو وہ شخص دس بارہ سال کے بعد آوے اور مسند بزار اور دار قطنی مین ہی فَاِنْ
جَاءَ صَاحِبُهٗ فَلْيُؤَدِّهٖ اِلَيْهِ وَاِنْ لَمْ يَاْتِ فَلْيَتَصَدَّقْ بِهٖ فَاِنْ جَاءَ فَلْيُخَيِّرْهُ بَيْنَ
الْاَجْرِ وَبَيْنَ الَّذِيْ لَهٗ یعنی پس اگر آوے مالک اوسکا پس چاہیے کہ دیدے اوسکو اور اگر نہ
آوے پس مناسب ہی کہ صدقہ کردے اوسکو پھر اگر آجاوے تو اوسکو اختیار ہی خواہ ثواب لے
خواہ شی انتہی اسیوجہ سے حنفیہ کہتے ہین کہ غنی کو بطور ملک اوسکا خرچ کرلینا نہین چاہیے
البتہ اگر محتاج ہو خرچ کرلے ورنہ دوسرے شخص کو جو محتاج ہو اوسکو تصدق کردے اور صدقہ
بالاجماع فقیر کے واسطے ہوتا ہی اور کسی حدیث سے یہ ثابت نہین ہوا کہ جسکو آنحضرت صلی اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لڑکا لایا گیا اوس نے کپڑے پر پیشاب کر دیا آپ نے پانی
منگوا لیا پس بہا دیا اوسکو کپڑے پر انتہی اور شرح معانی الآثار میں ہے عن عائشۃ قالت
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یؤتی بالصبیان فیدعو لہم فاتی
بصبی مرۃ فبال فقال صبوا علیہ الماء صبا یعنی عائشہ رض سے مروی ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت میں لڑکے لائے جاتے تھے پس آپ اونکے واسطے دعا
فرماتے تھے پس ایک بار ایک لڑکا لایا گیا اوس نے پیشاب کر دیا پس فرمایا آپ نے اسپر خوب پانی
ڈالدو انتہی اور دوسری روایت میں ہے فاتبعہ الماء یعنی اسپر پانی بہا دیا انتہی پس
ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ نضح کے معنی پانی ڈالنے کے ہیں چنانچہ شرح معانی الآثار میں
لکھا ہے فکان اتباع الماء حکمہ حکم الغسل الا تری ان رجلا لو اصاب ثوبہ عذرۃ
فاتبعہا الماء حتی ذہب بہا فان ثوبہ قد طہر وعن ام الفضل قالت یا
رسول اللہ اعطنی ازارک اغسلہ قال انما یصب علی بول الغلام ویغسل
من بول الجاریۃ فہذہ ام الفضل فی حدیثہا ہذا انما یصب علی بول
الغلام فی حدیثہا الذی ذکرناہ فی الفصل الاول انما ینضح من بول الغلام
فثبت ان النضح الذی اراد بہ فی الحدیث الاول ہو الصب المذکور حتی
لا یتضاد الاثران فثبت بہذہ الآثار ان حکم بول الغلام ہو الغسل الا
ان ذلک الغسل یجزی منہ الصب فدل ذلک ان النضح عندہم ہو
الصب وہذا قول ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمد یعنی بہانا پانی کا حکم اسکا
حکم دھونیکا ہے کیا نہیں معلوم کہ اگر کسی شخص کے کپڑے پر گندگی لگ جائے پھر وہ شخص پانی
اوسپر ڈالدے یہانتک کہ وہ نجاست زائل ہو جاوے پس تحقیق کپڑا اوسکا پاک
ہو جائے گا اور ام فضل سے روایت ہے پس کہا میں نے یا رسول اللہ اپنا تہبند مجکو دیجئے
اوسے دھودوں فرمایا پانی ڈالا جاتا ہے لڑکے کے پیشاب پر اور دھویا جاتا ہے پیشاب لڑکی کا

طحاوی باب حکم بول الغلام والجاریۃ

طحاوی باب حکم بول الغلام والجاریۃ

طحاوی باب حکم بول الغلام والجاریۃ

ہین اونکے دعوے اور دلیل مین ربط مطلق نہین مگر ہان جاہل ان پڑھ لوگون کے بہکانے کو ایک مسئلہ اور ایک حدیث بمقابلے اوسکے کافی ہے غالبًا معترض صاحب نے سو مسائل کی سنت مانی ہے اسی لیے اونھون نے واسطے القاے بذر شکے ہدایے کا مسئلہ تو درخت سے سرقہ کا لکھا اور اوسکو مخالف اوس حدیث کے بتلایا جسمین لفظ جرین ہے یعنی اگر جرین سے جسکا ترجمہ معترض صاحب نے کھلیان کیا ہے میوہ چرایا جاوے تو ہاتھ کٹیگا ہم پوچھتے ہین کہ کیا درخت پر سے میوہ لینا اور کھلیان ایک شئی ہے جو مخالفت حدیث لازم آوے ع برین عقل و دانش بباید گریست + آخر سو مسئلون کا التزام بھی تو ضرور ہے وہ کیونکر ہو سکتا ہے اونکو کسی کسی طرح پورا کرنا چاہیے حنفیہ کے نزدیک بھی جرین سے اگر چرائے گا تو بیشک ہاتھ کاٹا جائے گا البتہ درخت پر سے چرانے مین قطع نہین چنانچہ ابوداود مین رافع بن خدیج کی روایت سے حدیث آئی ہے انہ سمع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول لا قطع فی ثمر یعنی تحقیق اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے نہین قطع ہے پھل مین انتہی اور ثمر کے معنی قاموس مین حمل الشجر کے لکھے ہین یعنی وہ پھل جو درخت مین لگا ہو پھر حنفیہ نے کیا قصور کیا جو حدیث کے موافق کہدیا اور جرین تو وہ جگہ ہے جہان کھجورین وغیرہ خشک کرنے کے واسطے جمع کی جاتی ہین اوسمین قطع ہے چنانچہ ہدایے مین لکھا ہے والذی یؤدیہ الجرین فی عادتھم ھو الیابس من الثمر وفیہ القطع یعنی وہ جگہ جسکو جرین ٹھکانا دے اونکی عادت مین وہ خشک پھل ہوتا ہے اور اوسمین قطع ہے انتہی غرض کسی فقہ کی کتاب سے ثابت نہین ہوتا کہ جرین سے چوری کرنے مین ہاتھ نہ کاٹا جائے بلکہ درخت پر سے چوری کرنے مین قطع نہین اوسکی سند مین ابوداود کی حدیث لکھی جسنے لکھدی ہے پس موافق حدیث کے یہ مسئلہ ہے دوسری جو صورت لیجیے مخالف پڑے گی اور وجہ اوسکی یہ ہے کہ جرین محفوظ ہوتا ہے اور درخت محفوظ نہین ہوتا اس لیے سرقہ اوسمین صادق آتا ہے اور اسمین نہین آتا پس معترض صاحب کی سمجھ کا پھیر تھا کہ سیدھی بات کو اولٹا سمجھ گئے ہدایے مین تو کوئی وجہ مخالفت کی نہ تھی زبردستی واسطے اغواے عوام کے یہ بھی لکھدیا مارے کھٹنا

نَجِسَةٌ وَحُكْمُهَا حُكْمُ دِمَائِهَا لَا حُكْمُ أَلْبَانِهَا وَلُحُومِهَا قَالُوا فَأَمَّا مَا رُوِيَ
فِي حَدِيثِ الْعُرَنِيِّينَ فَذَلِكَ إِنَّمَا كَانَ لِلضَّرُورَةِ فَلَيْسَ فِي ذَلِكَ دَلِيلٌ
أَنَّهُ مُبَاحٌ فِي غَيْرِ الضَّرُورَةِ لِأَنَّا قَدْ رَأَيْنَا أَشْيَاءَ أُبِيحَتْ فِي الضَّرُورَاتِ
وَلَمْ تُبَحْ فِي غَيْرِ الضَّرُورَاتِ وَقَدْ رُوِيَتْ فِيهَا الْآثَارُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ الزُّبَيْرَ
وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ شَكَوَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَمْلَ
فَرَخَّصَ لَهُمَا فِي قَمِيصِ الْحَرِيرِ فِي غَزَاةٍ لَهُمَا قَالَ أَنَسٌ فَرَأَيْتُ عَلَى كُلِّ
وَاحِدٍ مِنْهُمَا قَمِيصًا فَهَذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَبَاحَ الْحَرِيرَ
لِمَنْ أَبَاحَهُ لُبْسَهُ مِنَ الرِّجَالِ لِلْحِكَّةِ الَّتِي كَانَتْ بِمَنْ أَبَاحَ ذَلِكَ وَكَانَ ذَلِكَ مِنْ
عِلَاجِهَا وَلَمْ يَكُنْ فِي إِبَاحَتِهِ ذَلِكَ لَهُمْ لِلْعِلَّةِ الَّتِي كَانَتْ بِهِمْ مَا يَدُلُّ
أَنَّ تِلْكَ كَانَ مُبَاحًا فِي غَيْرِ تِلْكَ الْعِلَّةِ فَكَذَلِكَ أَيْضًا مَا أَبَاحَهُ رَسُولُ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْعُرَنِيِّينَ لِلْعِلَلِ الَّتِي كَانَتْ بِهِمْ فَلَيْسَ فِي إِبَاحَتِهِ
ذَلِكَ لَهُمْ دَلِيلٌ أَنَّ تِلْكَ كَانَ مُبَاحًا فِي غَيْرِ تِلْكَ الْعِلَلِ یعنی کہا اونھوں
نے کہ پیشاب اونٹ کا ناپاک ہے اور حکم اوسکا حکم خون اوسکا ہے نہ حکم دودھ کا اور گوشت کا اور
کہا اونھوں نے لیکن وہ حدیث عرنیین کی جو تم نے بیان کی پس یہ تو بوجہ ضرورت کے تھا
اس مین اس امر کی دلیل نہین کہ وہ بلاضرورت بھی مباح ہے کیونکہ بہت اشیا دیکھتے ہین کہ بوجہ
ضرورت مباح کردی گئی ہین اور بلاضرورت مباح نہین ہین اور اوسمین احادیث مروی ہین یعنی
انس سے روایت ہے کہ زبیر اور عبدالرحمن بن عوف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
جون کی شکایت کی آپ نے ریشم کا کرتہ پہننے کی اونکے غزوہ مین اجازت فرمائی اور انس کہتے ہین
کہ مین نے دونون کو کرتا حریر کا پہنے دیکھا ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنکو حریر پہننا
مباح کیا تھا سو بسبب اونکی خارش کے تھا پس یہ علاج اوسکا ہوا اور اس کا
علت سے جو اونکو لاحق تھی مباح کرنے مین دلیل نہین ہو سکتی کہ سوا اوس بیماری کے

بیٹھے رہجاتے ہین اور ادائی کان حج بوجہ مفلسی کے اونپر دشوار ہوجاتا ہے اگر کوئی اوسوقت
اونکی مہربانی او ٹھا کر شکر گزار ہو کر اونکو لیجاوے تو یہ بات عمدہ اور موافق حدیث صحیحین کے ہوگی
یا یہ اعتراض ہے کہ اوسکو ویسے ہی چھوڑ دے اور کوئی سارق اوسکو اوٹھا لے ہمکو تو نقل اور
عقل سے انکا اوٹھا لینا بہتر معلوم ہوتا ہی چنانچہ صحیحین کی حدیث مین خود اوسکی تصریح ہی کہ حرف کو اوٹھا
لینا چاہیے پھر اعتراض مخالفت کیسا بغیر دیکھے کتب حدیث کے اعتراض کر دینا اپنے اوپر
الزام لینا ہی ہے چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی **قال** مسئلہ پنجاہ و چہارم ہدایہ وغیرہ
فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جو شخص دس درہمون کی قیمت سے کم قیمت کی چیز چوری کرے اسکا
ہاتھ نہ کاٹنا چاہیے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سوا امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہے
ان تین حدیثون کا الخ **اقول** جاننا چاہیے کہ ڈھال کی قیمت مین اختلاف ہی بعضے قائل
ہین کہ قیمت اوسکی تین درہم تھی اور بعضے دس درہم بتلاتے ہین چنانچہ دو قسم کی حدیثین وارد
ہوئی ہین مگر دس درہم مین کسی کا بھی خلاف نہین اس لیے حدود مین اکثر دس درہم لیے تاکہ شبہہ
جس سے حدود ساقط ہوجاتے ہین نہ رہی ابوداود مین ہی عن ابن عباس قال قطع رسول
الله صلى الله عليه وسلم يد رجل في مجن قيمته دينار او عشرة دراهم
یعنی ابن عباس رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا ہاتھ بوجہ سپر کے
جسکی قیمت ایک دینار یا دس درہم تھی کاٹا انتہی اور نسائی مین ہی عن ایمن قال لم يكن
تقطع اليد على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم الا في ثمن المجن و
قيمته يومئذ دينار یعنی ایمن رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے نہین ہاتھ کاٹا جاتا
تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین مگر ایک ڈھال کی قیمت مین اور قیمت اوسکی اوسوقت
ایک دینار تھی انتہی اور ترمذی مین ہی وقد روي عن ابن مسعود انه قال لا قطع
الا في دينار او عشرة دراهم یعنی تحقیق روایت کی گئی ہی ابن مسعود سے کہ فرمایا
اونھون نے نہین قطع ہی مگر ایک دینار مین یا دس درہمون مین انتہی اور دوسری روایت ایسا ہے

اوسکو سات بار بہلا انکا ساتھ مٹی کے اقوال بنایہ شرح ہدایہ مین ہی کہ دارقطنی نے
ابوہریرہ سے روایت کی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دھویا جاوے برتن کتے
کے مونھ ڈالنے سے تین بار یا پانچ بار یا سات بار اور ابن عدی نے کامل مین ابوہریرہ سے
مرفوع روایت کی ہی کہ جسوقت کتا کسی کے برتن مین مونھ ڈالدے پس چاہیئے کہ اوسکو خالی
کرے اور تین بار دھو ڈالے اور دارقطنی نے اسی حدیث کو سند صحیح سے ابوہریرہ سے روایت کی
ہی کہ جب کتا برتن مین مونھ ڈالدے پس خالی کر دو اوسکو اور برتن کو تین بار دھو ڈالو اور طحاوی
نے بھی اسکو اسناد صحیح سے روایت کیا ہی اور عبدالرزاق نے اپنی مصنف مین معمر سے روایت
کی ہی کہ زہری سے سوال کیا گیا کہ کتا برتن مین مونھ ڈالدیتا ہی فرمایا تین بار دھو ڈالا جاوے
پس زہری کے نزدیک اگر سات بار کا منسوخ ہونا ثابت ہوتا تو وہ فتوا ندیتے جو ابوہریرہ نے
دیا ہی اسیوجہ سے امام صاحب کہتے ہین کہ تین بار دھویا جاوے قیل ابن حزم کسطرح کہتے ہین کہ
تین بار دھونا کسی صحابی سے مروی نہین انتہی اور فتح القدیر مین ہی مذہب ابوہریرہ سے تین بار
ثابت ہونا قرینہ اس امر کا ہی کہ مرفوع حدیث یعنی تین بار دھونے کی راوی ضعیف نے ٹھیک
بیان کی ہی اور اسوقت سات بار کی حدیث کے معارض ہوجاویگی اور اوس پر ترجیح
دیجاویگی کیونکہ سات بار کی حدیث مقدم معلوم ہوتی ہی اسلیئے کہ جسوقت کتون کے معاملہ
مین شدت کیجاتی ہی یہان تک کہ حکم اونکے قتل کا دے دیا تھا سات بار دھونے کی تشدید
اوسوقت کے مناسب ہی اور اوسکا منسوخ ہونا ثابت ہی پس یہ احادیث مرفوع جو ابوہریرہ
کی حدیث سے تائید یافتہ ہین سات بار کی حدیث پر عمل مین مقدم ہونگے پس سات بار کی
حدیث ابتدا پر عمل کیجاویگی اور اگر اس مرفوع حدیث کو بالکل ترک بھی کر دیا جاوے تو بھی
ابوہریرہ کا مخالف سات بار کی حدیث کے (حال آنکہ وہی راوی اس کے بھی ہی) عمل کرنا کافی
کرتا ہی کیونکہ محال ہی کہ وہ قطعی حدیث کو اپنی راے سے چھوڑ دین اور وجہ اوسکی یہ ہی کہ خبر
کی ظنیت باعتبار غیر راوی کے ہوتی ہی لیکن باعتبار اوسکے کہ جس نے اوسکو رسول

حدود میں ایسی صورت ہوگی جسمیں کسی قسم کا شبہہ بھی نہو کیونکہ شبہہ سے حدود ساقط ہوجاتی ہیں
پس اعتراض معترض صاحب کا بیجا ہے عقل ہو تو کچھہ اون سے کہا جاوے اندھے کے آگے
رونا آنکھیں کھونا ہے ع زفیض ابر و بیابد ضمیر کج طبعان ٭ کجا بہار کند سبز شاخ آہو را ٭

قال مسئلہ نجاہ و نہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ پیشاب اگر شیشے پر لگ جاوے
تو بدون دھوئے پاک نہیں ہوتا فائدہ عینی شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ جو لڑکا کہ ہنوز طعام
نہیں کھاتا پیشاب اوسکا پلید ہے کپڑے وغیرہ پر اگر لگ جاوے تو بدون دھوئے پاک نہیں
ہوتا اور یہ مذہب امام اعظم اور تمام اہل علم کا ہے لیکن امام شافعی رح کے نزدیک نجاست خفیفہ
ہے اور اوزاعی کے نزدیک جبتک لڑکا دودھ پیتا ہے تب تک اوسکا پیشاب اگر کپڑے وغیرہ
پر لگجاوے تو کپڑا پلید نہیں ہوتا اور داؤد ظاہری جو لڑکا کہ ہنوز کھانا نہیں کھاتا اوس کے
پیشاب کو پاک سمجھتے ہیں سوا امام اعظم وغیرہ نے اس مسئلے میں خلاف کیا ان تین حدیثوں کا
الخ **اقول** حنفیہ کے نزدیک اس حدیث میں نضح کے معنی پانی ڈال لینے کے ہیں یا چھڑکنے کے
نہیں چنانچہ دوسری حدیثوں میں اسکی تفسیر موجود ہے مسلم میں ہے عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اُتِیَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِصَبِیٍّ یَرْضَعُ فَبَالَ فِیْ حِجْرِہٖ فَدَعَا بِمَاءٍ
فَصَبَّہٗ عَلَیْہِ یعنی عائشہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لڑکا
دودھ پیتا لایا گیا اوس نے آپ کی گود میں پیشاب کر دیا پس آپ نے پانی منگوایا پس ڈالدیا اوسپر
انتہی اور دوسری حدیث مسلم کی روایت میں ہے فَنَضَحَہٗ عَلٰی ثَوْبِہٖ وَلَمْ یَغْسِلْہُ غُسْلًا
یعنی پس ڈالا اوس پانی کو اوسپر اور نہ دھویا اوسکو دھونا انتہی اس روایت سے بھی معلوم ہوا ہے
کہ دھونے میں مبالغہ جیسے اور نجاستوں میں کیا جاتا ہے نہیں کیا کیونکہ مفعول مطلق واسطے
تاکید فعل کے واقع ہوا ہے اوسکی نفی سے فقط خفیف دھونا باقی رہتا ہے اور بخاری میں ہے عَنْ
عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنَّہَا قَالَتْ اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِصَبِیٍّ
فَبَالَ عَلٰی ثَوْبِہٖ فَدَعَا بِمَاءٍ فَاَتْبَعَہٗ اِیَّاہُ یعنی عائشہ رض سے روایت ہے کہ لایا اونھوں نے

حرام ہی پس بیچ دار مین اوسی ثمر کی شرط کیجاے گی جو علٰحدہ بھی جائز ہو ایسا ہی درخت میں ثمر کا شرط سے داخل ہونا اس وجہ سے ہی کہ علٰحدہ بھی بیچ اوسکی جائز ہو چنانچہ مسلم اور ترمذی وغیرہ میں حدیث آئی ہی وَمَنِ ابْتَاعَ عَبْدًا فَمَالُهُ لِلَّذِي بَاعَهُ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ یعنی جو شخص کسی غلام کو خریدے پس مال اوسکا اوس شخص کا ہی جسنے غلام کو بیچ کیا ہی انتہی اور یہ الفاظ مسلم کے ہین اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ اس مال کی علٰحدہ بیچ بھی درست ہی کیونکہ اگر مال شراب یا سور ہوگا تو بیچ شرط سے فاسد ہو جائے گی پس شرط اوسی مال کی ہوگی جسکی بیچ علٰحدہ بھی درست ہو اور جسکی بیچ علٰحدہ درست نہوگی اوسکی شرط بھی جائز نہوگی پس معلوم ہوا کہ ثمر کا بیچ مین شرط کرنا اوسیوقت ہی جب اوسکی بیچ علٰحدہ بھی جائز ہو اور دوسری حدیث امام مالک کی موطا مین عمرہ بنت عبد الرحمن سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے ایک شخص نے ایک باغ کے پھل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین خریدے پس اوسکی درستی اور اصلاح کی پھر اوسمین نقصان آگیا اوس نے باغ والے سے کہا یا تو دام کم کر دو یا دام پھیر دو اوس نے قسم کھائی کہ ایسا نکرونگا پس مشتری کے باپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آئے اور یہ کیفیت عرض کی آپ نے فرمایا عمدہ بات سے انکار کرتا ہی پس باغ والے نے سنا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور کہا دام دونگا پس اگر بیچ درست نہوئی تھی تو پھیر ا قالہ کیونکر صحیح ہوا اگر کوئی کہے کہ یہ کیسے معلوم ہوا کہ بیچ اوسکی پکنے سے پہلے تھی جواب اوسکا یہ ہی کہ نقصان اور آفت سے معلوم ہوتا ہی کہ پیشتر فروخت کیا ہی کیونکہ حدیث مین ممانعت قبل آفت کے ہی پس آفت اور نقصان کا احتمال اوسی وقت ہی جبتک پکا نہین کیجاتا ہی اور جب پک گیا پھر نقصان ہونے سے بائع کو کیا علاقہ باقی رہا یہ امر کہ جب حدیث مین ممانعت آئی ہی تو پھر حنفیہ اوسکو کیون جائز رکھتے ہین اوسکا جواب یہ ہی کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ اگر اس شرط پر فروخت کرے کہ درخت پر پھل چھوڑ دے تو ایسی بیچ ناجائز ہی اور اسکی سوا سب صورتین اس حدیث مین داخل نہین البتہ یہ صورت حنفیہ کے نزدیک بھی ناجائز ہی پس مسئلہ اس حدیث کے مخالف نہوا بلکہ یہی ہمسئلہ کی حدیث کے جو ثمرہ کا

پس تمام الفصل میں جنسے یہ روایت ہی اور انہیں کی حدیث میں جو پہلی فصل میں مذکور ہوئی نضح
کا لفظ ہی پس ثابت ہوا کہ اول حدیث میں نضح سے مراد پانی ڈالنا ہی تاکہ دونوں حدیثیں متفق ہو
جائیں پس ان تمام حدیثوں سے ثابت ہوا کہ لڑکے کے پیشاب کا حکم بھی دھونیکا ہی مگر اس
دھونے کو فقط پانی ڈالدینا کافی ہوجاتا ہی پس دلالت کی اسنے کہ نضح نزدیک اونکے بمعنی صب یعنی
پانی ڈالنے کے ہی اور یہی مذہب امام صاحب اور امام ابو یوسف اور امام محمد کا ہی انتہی ملخصا +
پس یہ مضمون مخالف حدیث شریف کے کہاں ہوا تمنے مجھے بیجا اعتراض کر دیا مرزا سخن کو
سمجھنا کام ہی یا قافیہ نگارانہ نا قافیہ نگاری خامہ ہر چند دود لیک بمعنی نرسد ہستی ہو وہی مدعی جن
ہووے استعداد **قال** مسئلہ پنجاہ و ششم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہی کہ اونٹ کا پیشاب
پینا دوا کے لیے بھی حلال نہیں اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے میں خلاف
کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور ترمذی میں روایت ہی انس سے کہ آئے لوگ عرینہ میں سے
مدینے میں نزدیک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس ناموافق ہوئی اونکو ہوا مدینے کی پس اونکو
بھیجا اونکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ اونٹوں صدقات کے اور فرمایا اونکو پیو دودھ اونکا
اور پیشاب اونکا **اقول** اس حدیث سے خود معلوم ہوتا ہی کہ ضرورۃً اون کو اجازت دی تھی
اسکا امام صاحب بھی انکار نہیں کرتے بلکہ ضرورت میں تو امام صاحب کے نزدیک قطعی حرام
بھی مباح ہوجاتا ہی مثلاً کوئی شخص حالت اضطرار میں مردار کا گوشت کہا لے یا غایت تشنگی میں
یا حلق میں لقمہ پھنس جائے بشرطیکہ حلال شی میسر نہو تو شراب کے گھونٹ سے رفع تشنگی کر لے
یا لقمہ اوتار لے مباح ہی اور بلا ضرورت بطور دوا کے پیشاب پینا جائز نہیں جیسا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرورت معلوم ہو گئی تھی اگر کسی شخص کو معلوم ہو جائے تو کیا مضائقہ ہی البتہ اگر
کسی حدیث سے یہ ثابت ہو جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا ضرورت بھی پیشاب
پلوایا ہی تو اوسوقت امام ابو حنیفہ کا مسئلہ مخالف ہو جائے گا اور یہ امر حدیث سے ثابت ہونا
محال ہی پس مخالفت حدیث بھی محال ہوگی شرح معانی الآثار میں ہی قال حدثنا ابن ابی داؤد

اوسکو بوتے ہین سو اس حدیث سے قطعاً معلوم ہوتا ہے کہ نہی اس بات کی ہے کہ بیع عنب کی واقع قبل
عنب ہونے کے اور یہ نہین ہو سکتا ہے مگر اس شرط پر کہ ہونے انگور تک اوسکو چھوڑ دیا جاوے تو یہ
نہی کا مصداق یہ ہوا کہ پختہ کی بیع قبل پختگی ہو جاوے اور اسپر دلالت کرتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا علت بیان کرنا کہ اگر اوس مین پھل نہ آوے تو کیونکر اپنے بھائی کے مال کو بائع حلال جانتا
پس معنی اس حدیث کے یہ ہوے کہ جب تم عنب کو قبل عنب ہونے کے اس شرط پر فروخت
کرتے ہو کہ اوسکو عنب ہونے تک چھوڑ دیا جاوے پس اگر خدا پھلونکو منع کر دے اور وہ عنب نہو
تو کسکی عوض مین بائع مشتری کے مال کو حلال سمجھتا ہے اور اگر بیع مین کاٹ لینا شرط کر لیا جاوے
تو اوسمین یہ بات متصور نہین پس نہی اوسکو شامل نہوگی اور جب نہی کا محل وہ بیع ہوئی کہ جسمین شرط
ہو کہ تا خروج پختگی ثمر درخت پر چھوڑ دئے جاوین پس ہمنے موافق اس نہی کے اس بیع کو فاسد
کر دیا اور مطلق بیع جو اس نہی کو بوجہ من الوجوہ شامل نہو باقی رہے گی اور اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ حدیث
تابیر کی جس سے ہم استدلال لائے ہین عام نہین کہ اوسکو خاص معارض ہو جو کہ حدیث بدو صلاح کی ہے تاکہ ترجیح
خاص کو بوجہ مانع ہونے کے ہماری حدیث پر جو مبیح ہے دیجاوے بلکہ ایک حدیث دوسری کو شامل نہین
حاصل یہ ہے کہ جس ثمر مین ابھی صلاحیت پختگی نہین آئی اگر اوسکو بشرط قطع بیع کیا جاوے تو بالاتفاق
جائز ہے کیونکہ نہی اوسکو شامل نہین چنانچہ دلیل اسکی ہم بیان کر چکے اور اگر مطلقاً فروخت کیا جاوے
اگر حکم اوسکا لزوم قطع ہے تو مثل بیع بشرط قطع کے ہو جاوے گی لیکن محل نہی کا سوا بیع بشرط ترک
کے کوئی صورت باقی نہ رہی اور ہم قائل ہین کہ اسی صورت سے بیشک بیع فاسد ہو گی انتہی مختصراً

قال مسئلہ پنجاہ و نہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ جائز ہے بیچنا تر کھجورون کا
عوض سوکھی کھجورون کے برابر الخ **اقول** ابو داؤد مین ہے نہی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم عن بیع الرطب بالتمر نسیئۃ یعنی ممانعت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے بیع تر کھجور کی بدلے خشک کے بطور ادھار کے انتہی اسی طرح اس حدیث کو حاکم نے اور
طحاوی نے شرح معانی الآثار مین اور دارقطنی نے روایت کی ہے اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہوتی ہے چنانچہ

بھی مباح ہو الیساہی اوس چیز کو کہ عرنیین کے واسطے آپنے مباح کی تھی بوجہ بیماریون اون کی کے تھی
پس اونکے واسطے مباح ہونے مین یہ دلیل نہین ہو سکتی کہ سوا اون بیماریون کے اور ہین بھی
جائز تھا انتہے اور پیشاب کی حرمت مین حدیث وارد ہی اِسْتَنْزِهُوا مِنَ الْبَوْلِ فَاِنَّ
عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ یعنی بچا کرو پیشاب سے اسواسطے کہ تحقیق عام عذاب
قبر کا اوسی سے ہوتا ہی انتہے اور علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر مین لکھا ہی کہ اس حدیث کو
حاکم نے ابوہریرہ کی روایت سے نقل کیا ہی اور کہا ہی کہ یہ اوپر شرط شیخین کے ہی انتہے اور
علامہ عینی نے لکھا ہی لِاَنَّ الْبَوْلَ مُحَلًّى بِالْاَلِفِ وَاللَّامِ فَیَعُمُّ جَمِیْعَ الْبَوْلِ
یعنی اسلیے کہ لفظ بول پہ الف لام داخل ہی پس تمام پیشابون کو مشتمل ہوگا انتہی حاصل کلام ہی
کہ حدیث عرنیین سے حلت اور طہارت اوسکی ثابت نہوئی پس اس حدیث سے کہ تمام ابوال
کو شامل ہی حرمت اوسکی ثابت ہی پس دونون حدیثون مین تعارض بھی نہوا کیونکہ بوجہ ضرورت
اباحت اوسکی مقتضی نہین کہ بلاضرورت بھی جائز ہو جاوے ورنہ دونون حدیثون مین تعارض صریح
ہو جاوے گا اور علامہ اکمل نے لکھا ہی کہ بعضون نے کہا ہی یہ حدیث مانند مثلہ کے منسوخ
ہی تصریح اسکی علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین کی ہی پس امام صاحب نے اگر بلاضرورت
بھی حرمت بیان کی تو کیا خلاف ہوا معترض صاحب صرف اعتراض کر دینا جانتے ہین اور
کج فہمی سے سیدھا سا مطلب بھی اونکی سمجھ مین نہین آتا ع کج را بتکلف نتوان راست نمودن
کی تیر نتوان ساختن از چوب کمانہا **قال** مسئلہ پنجاہ و ہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین
لکھا ہی کہ کتے کے جھوٹے برتن کو تین بار دھونا چاہیے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام
اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم مین روایت ہی عن
ابی ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ پیوے کتا
بیچ باسن ایک تمہارے کے پس چاہیے کہ دھووے اوسکو سات بار اور مسلم کی ایک روایت مین
یون ہی کہ کہا پاکی باسن ایک تمہارے کی جسوقت کہ پی جاوے اوس مین کتا یہ ہی کہ دھووے

في الصلوة وتقريره صلى الله عليه وسلم من الادلة الشرعية وتعين
السهو حسي من ترك الاعتدال تلزمه الاعادة ولا اشكال في وجوب الاعادة
اذ هو الحكم في كل صلوة اديت مع كراهة التحريم فانت علمت
حال الطمانينة وينبغي ان تكون القومة والجلسة واجبتين للمواظبة
وكذا روى اصحاب السنن الاربعة والدارقطني والبيهقي من حديث
ابي مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم لا تجزئ صلوة لا يقيم الرجل
فيها صلبه في الركوع والسجود قال الترمذي حديث حسن صحيح ولعله
كذلك عندهما ويدل عليه ايجاب سجود السهو فيه كما ذكر في
فتاوى قاضي خان في فصل ما يوجب السهو قال المصلي اذا ركع ولم يرفع
راسه من الركوع حتى خر ساجدا ساهيا تجوز صلاته في قول ابي
حنيفة رضي الله عنه ومحمد رحمه الله وعليه السهو ويحمل قول
ابي يوسف رحمه الله انها فرائض على الفرائض العملية وهي الواجبة
فيرتفع الخلاف وانت علمت ان مقتضى الدليل في كل من الطمانينة
والقومة والجلسة الوجوب یعنی تحقیق حدیث فالمد دیہی ہے موقوف ہونے
نماز کا اوپر طمانینت کے اور رد قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ جو شخص اسمیں سے ناقص
کرے گا پس نماز تیری ناقص ہو جائے گی ان الفاظ کو ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے بیان
کیا ہے ابوداؤد نے تو ابوہریرہ رض کی روایت سے اور ترمذی نے رفاعہ بن رافع کی روایت
سے پس معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم لوٹانے نماز کا اسوجہ سے کیا تھا تا کہ نماز
مکروہ تحریمی نہ ہووے یہ کہ بوجہ فساد کے حکم دیا اور جو شئی کہ اسپر دلالت کرتی ہے اگر زیادتی ان الفاظ
حدیث کی نہ بھی ہوتی تو وہ چھوڑنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اوس شخص کو تا اوتمام
نماز ہو اور اگر طمانینت نہ ہونا مفسد صلوٰۃ ہوتا تو پہلے ہی رکعت میں نماز فاسد ہو چکی تھی

صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے سنا ہی قطعی ہی بیان کر او سے اگر قطعی الدلالت ہوتا اوسکا
اپنے معنی مین پایا جاتا تو آیت قرآن بھی منسوخ ہوجانے کی پس اس سے لازم آیا کہ اونھون
نے نہین ترک کیا اوسکو مگر بوجہ یقین کرنے اونکے کی نسخ کا کیون کہ ضمین متروک ہوئی قطعی
مگر قطعی سے پس قول اونکا باطل ہوا جو کہتے ہین کہ جائز ہی کہ اونکے اجتہاد مین جو محتمل خطا کو ہی
ثبوت نسخ ہوگیا ہو پس جب پہچانا تو نے اوسکو تو ہوگیا ترک کرنا اونکا ہمنزلہ روایت کرنے اونکے
کے ناسخ کو بلا شبہہ پس دوسری حدیث بالضرورت منسوخ ہوگی انتہی **قال** مسئلہ پنجاہ و ہشتم
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ درخت پر میوہ بیچنا خواہ پک گیا ہو خواہ خام ہو جائز ہی اور
مذہب امام اعظم کا یہی ہو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی ان تین حدیثون کا الخ **اقول**
بخاری اور مسلم وغیرہ مین ہی اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَاعَ
نَخْلًا قَدْ اُبِّرَتْ فَثَمَرُھَا لِلْبَائِعِ اِلَّا اَنْ یَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ یعنے تحقیق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص درخت کھجور کا بعد جوڑ و لگانے کے جیسا کہ کھجور مین نر مادگی کا
دستور ہی فروخت کرے پس پھل اوسکے واسطے بائع کے ہین مگر اوسوقت کہ شرط کرے خریدنے
والا انتہی اس حدیث سے ثمر کی بیع مطلقاً جائز معلوم ہوتی ہی کیونکہ اسمین قید پکنے ثمر کی نہین ہی
اور حدیث نہی کا مطلب آگے آتا ہی البتہ شبہہ ہوتا ہی کہ پھل ثمر بالتبع درخت مین داخل ہوجائین گے جیسے فنا
دار مکان کے خریدنے مین داخل ہوجاتا ہی علیحدہ ثمر کی بیع کا جائز ہونا کہانسے معلوم ہوا اسکا
جواب یہ ہی کہ فنامی دار تو بلا شرط بھی داخل ہوجاتا ہی اور ثمر بغیر شرط کے بیع درخت مین داخل نہین ہوتا
پس جو شی بلا شرط بالتبع داخل ہوجاتی ہی اوسکی تو علیحدہ بیع درست ہی اور جو شی بلا شرط نہین داخل
ہوگی اوسکو تو بہ نسبت پہلی شی کے زیادہ استقلال ہوگا پس دوسری شی کے ساتھ جب جائز ہوگی
تو علیحدہ بھی بیع اوسکی درست ہو مثلاً اگر گھر بیع کیا جائے تو اوسکا مال اوسمین داخل ہوگا جب
شرط ہو تو بیع مال کی علیحدہ بھی جائز ہی اس لیے شرط مین داخل ہوجائے گا ورنہ اگر شراب و خنزیر
وغیرہ حرام چیزون کی اگر شرط کرے گا تو بیع فاسد ہوجائے گی اوجہ اسکے کہ علیحدہ بیع اوس کی

اتا ہے ورنہ یون چاہیے کہ نماز باطل ہو جاتی ہے علاوہ اسکے جیسے ان چیزون کا حکم فرمایا ہو اسیطرح
تکبیرون پر ہاتھ اٹھانے کا اور سبحانک اللہم اور سبحان اللہ کہنے کا بھی تو حکم قرآن مجید
اسمین اگر کوئی شخص ترک کرے تو نماز بالاجماع فاسد نہین ہوتی حکم دونون کے برابر ہین پھر اسکے
کیا معنی کہ ایک کو فرض کہو اور دوسرے کو سنت لہذا حنفیہ کا مسئلہ موافق قرآن اور حدیث
کے ہو گیا اور ان چیزون کی فرضیت پر کوئی دلیل نہین ومن ادعی فعلیہ البیان
پس معترض صاحب کو سواے اعتراض لایعنی اور طعن بے معنی کرنے کے اور کچھ نہین آتا کتاب
تو بالکل انکا و نہین مطلب کا سمجھنا کجا اس بے استعدادی پر دعواے اجتہاد ہے استغفر اللہ جبکہ
کتاب کا مطلب انکی سمجھ مین نہ آوے کاش بے فہم اگر چشم بد ورزد بکتاب ✤ تواند بدیدہ ہی کہ
در خواب ✤ کی غور کنند در سخن بے مغزان ✤ غواصی بحر نیست مقدور حباب **قال** مسئلہ بیست
و نہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ شہر والے اگر گاؤن مین اپنی قربانی بھیج دین تو انکو
بعد صبح قبل نماز عید قربانی کر لینی جائز ہے الخ **اقول** حدیث سے فقط اتنا ثابت ہوتا ہے کہ نماز
پڑھنے والون کو شہر مین قبل نماز قربانی نہین چاہیے اگر اسمین حنفیہ مخالف ہوتے تو بیشک
خلاف حدیث تھا اور اسکے حنفیہ خود قائل ہین کہ شہر مین قربانی درست نہین چنانچہ بخاری
اور مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنوز نماز تمام نہین کی تھی
کہ راستے مین دیکھا کہ قربانی ہو گئی اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ
ہنوز نماز ہوئی نہین یہان قربانی پہلے سے کر لی اس سے فقط اتنا ثابت ہوتا ہے کہ حدیث
مین جو ممانعت آئی ہے وہ شہر کی قربانی سے قبل نماز ہے اور اگر کوئی شخص شہر سے باہر دیہات مین کسی
جگہ قربانی کرا دے تو اسکو حدیث کی نہی ہرگز شامل نہ ہوگی حدیث کا مورد خاص شہر ہے
اسکو عام کر لینا فقط اپنی طرف سے مضمون خانہ زاد ہے حدیث سے بالکل یہ بات نہین پائی
جاتی اسی وجہ سے حنفیہ کے یہان دو چار دس پانچ کوس کا بھی احتیاطا حکم شہر کا ہے کہ
حدیث کے مخالفت کا وہم بھی نہ باقی رہے ہان اگر اتنی دور بھیجوا دے جسمین قصر صلوۃ ہو تو

جواب مین مذکور ہی موافق ہو گیا اول ہم چند مسئلے بیان کرین جسمین سبکا اتفاق ہی اور جمہور امت
اونکے قائل ہین پھر علامہ ابن ہمام کے کلام سے ثابت کرینگے کہ حدیث کا یہ مطلب نہین جو معترض
صاحب نے ظاہر الفاظ دیکھکر مخالفت کا حکم لگا دیا ہی وہ مسائل متفق علیہ یہ ہین اسمین کسی کا خلاف
نہین کہ پہلے نمودار ہونے پھل کے بیع ناجائز ہی اور اسمین بھی کسی کا خلاف نہین کہ بعد نمودار ہونے
پھل کے اور پہلے پکنے کے اس شرط پر کہ درخت پہ چھوڑ دینگے بیع ناجائز ہی اور پہلے شروع پکنے
کے اس شرط پر کہ پھل توڑ لینگے اور پھل بھی ایسے ہو گئے ہون کہ اون سے آدمی یا چوپایے منتفع
ہو سکتے ہون اُسکے جواز مین کسیکو کلام نہین ایسیہی اس مین بھی کسیکو کلام نہین کہ جب بدو صلاح
ہو جائے اوسکے بعد بیع جائز ہی گو اسکی تفسیر مین خلاف ہو کہ ہمارے نزدیک تو جب آفت اور فساد
سے محفوظ ہو جاتا ہی تو بیع جائز ہوتی ہی اور امام شافعی کے نزدیک جب اوسمین حلاوت شروع ہو جا
تو بیع جائز ہی مگر بدو صلاح مین سبکا اتفاق ہی اب رہا مسئلہ مختلف فیہ وہ یہ ہی کہ قبل پکنے کے صلاحیت
کے اوسکو بلا شرط قطع بیع کیا جائے یہ صورت حنفیہ کے نزدیک جائز ہی اور حدیث کے مخالف نہین
فتح القدیر مین ہی کہ ہماری حجت قول علیہ السلام کا ہی جو شخص درخت خرید سے تبیر شر اوسکا بائع کا ہی
مگر جب مشتری شرط کرلے پس مشتری کیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط سے مباح کر دیا
پس دلالت کی اس حدیث نے کہ مطلقا بیع ثمر کی جائز ہی کیونکہ داخل ہو جائیگی او وقت شرط بیع کے بدو
صلاح سے مقید نہین کیا لیکن حدیث نہی کی کہ اوسمین یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو عدم
جواز کے علت واقع ہوا ہی بھلا اگر خدا پھل نہ آنے دے تو کس وجہ سے بائع مشتری کا مال حلال جانیگا
اس امر کو مستلزم ہی کہ معنی حدیث کے یہ ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل پکنے کے پکونکے دام دینے
اور اونکے بیع کرنے سے منع فرمایا ہی کیونکہ عادت لوگون کی یہ ہی کہ پھلون کو پہلے کٹنے کے بیع کر دیتے تھے
پس اس بیع سے منع کیا جب تک کہ اونمین سرخی اور زردی نہو یا آفت سے امن نہو جائے اور
وہ جو حدیث ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ کی ہی جسنے بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگور
کی بیع سے منع فرمایا جب تک سیاہ نہو جاوے حالانکہ وہ قبل سیاہی کے غنب نہین کہلاتا بلکہ حصرم

قال دانش گر ز علم پیوستہ نادان دو زیست خفت دانم خویش اسپد ار می بیند بجوات

مسئلہ شصت و نہم عینی شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ ایک رکعت نماز وتر پڑھنی درست نہیں ہے

مسئلہ شصت و ہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ نماز وتر کی تین ہی رکعت ہے الخ مسئلہ شصت و نہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب تین رکعت وتر پڑھے تو دو رکعت پڑھ کر سلام نہ پھیرے آخر مسئلہ ہفتادم عینی شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ تین رکعت وتر میں دو رکعت پڑھ کر تشہد میں بیٹھے اور سلام نہ پھیرے تیسری رکعت پڑھ کر سلام پھیرے انتہی

اقول وتر کی نسبت احادیث مختلف وارد ہوئے ہیں مگر یہ اختلاف جب تک تھا کہ جب کوئی امر اسمیں قرار نہیں پایا تھا اور صحابہ اگرچہ اسمیں مختلف رہے مگر تین رکعت وتر بہت سے احادیث و آثار سے ثابت ہے چنانچہ دارقطنی میں حدیث آئی ہے قال لا توتروا بثلاث اوتروا بخمس او سبع الحدیث یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر تین نکرو ساتھ یا پانچ کرو انتہی حالانکہ تمام امت کا اجماع ہے کہ تین رکعت وتر کی جائز ہے اور مسلم میں عائشہ رضہ کی روایت سے ہے انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کان یصلی من اللیل ثلاث عشرۃ رکعۃ یوتر من ذلک بخمس لا یجلس فی شیء منہا الا فی اٰخرھا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے شب میں تیرہ رکعت پانچ اون میں سے وتر کرتے اور کسی رکعت میں نہ بیٹھتے مگر آخر میں انتہی اور بخاری اور مسلم میں ہے کہ ہر دو رکعت میں سلام پھیرتے تھے اور حاکم نے عائشہ رضہ سے روایت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بثلاث لا یسلم الا فی اٰخرھن یعنی کہا حضرت عائشہ رضہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر پڑھا کرتے تھے اور سلام نہ پھیرتے مگر آخر اونکے میں انتہی اور نسائی میں ہے قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یسلم فی رکعتی الوتر یعنی کہا عائشہ رضہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام نہیں پھیرتے تھے دو رکعتوں وتر میں انتہی اور حاکم نے روایت کی ہے قیل للحسن ان ابن عمر کان یسلم فی الرکعتین من الوتر فقال کان عمر افقہ منہ

شرح مواہب الرحمن میں لکھا ہی کہ اذا صحت الزیادۃ یجب قبولها علی المختار عند المحدثین وان کان الاکثر لم یروها یعنی جس وقت صحیح ہوجاوے زیادتی کسی لفظ کی تو واجب ہی قبول کرنا اوسکا موافق مذہب مختار کے نزدیک محدثین کے اگرچہ اکثر نے اوسکو روایت نہ کیا ہوا انتہی اور فسخ بیع کرنا حنفیہ بھی ناجائز کہتے ہیں پس یہ حدیث اونکے موافق ہی مخالف نہیں مخالفت تو معترض صاحب کی ہی کہ ہر جگہ بطور تکیہ کلام اس کی ایک رٹ چلی جاتی ہی اس سے کیا حاصل سوا اسکے جز اینکہ بطعنہ زند خلق وخندہا اطفال **قال** مسئلہ شصتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہی کہ اگر شہر والون کو تکلیف نہ پہونچے تو شہر سے باہر جاکر غلہ لانیوالے قافلے کو آگے ملکر اون سے غلہ خرید کرنے مین قباحت نہین انتہی **اقول** امام صاحب کے نزدیک بھی یہ بیع ممنوع ہی مگر اوسصورت مین ممنوع نہین جب شہر والون کو نقصان نہو اور بھاؤ سے زیادہ نہ لے یا اونکا دلال نہ بنے اگر اسمین سے کوئی صورت ہوگی تو موافق ارشاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے امام صاحب بھی جائز نہیں رکھتے اور مکروہ تحریمی کہتے ہیں چنانچہ احادیث کے مضامین سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ بوجہ ضرر کے ممانعت فرمائی ہی بلکہ ابن عباس رض کے قول سے جو کہ فرماتے ہیں کہ اوسکا دلال نہو یہی معلوم ہوتا ہی کہ جسمین مضرت اوسکی ہو وہ فعل جائز نہیں اور بطور الدین النصیحۃ کے اگر بلا ضرر وہ شی بکوا دے تو اس مین کچھ مضائقہ نہین پس یہ صورت نہی مین داخل نہوگی چنانچہ بخاری رح نے اسکا باب باندھا ہی باب ہل یبیع حاضر لباد بغیر اجر وہل یعینہ او ینصحہ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا استنصح احدکم اخاہ فلینصح لہ ورخص فیہ عطاء یعنی کیا بیع کرے شہر والا واسطے گانون والے کے بغیر اجر کے اور کیا اعانت کرے اوسکی یا بھلائی چاہے اوسکی اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی نصیحت چاہے تو نصیحت کرے اوسکو اور رخصت دی اس بیع مین عطا نے انتہی آگے متعلق بخاری نے دو حدیثین بیان کی ہین ایک مین النصح لکل مسلم اور دوسری مین ابن عباس کا قول کہ دلال ہونیسے منع فرمایا ہی پس

اس لیے فقط واسطے تعلیم کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو طریقہ اوسکا بتلا یا تا اونکے فرض سے
امتیاز ہو جاوے کل باتین تیمم کی نہین بتلائین چنانچہ امام نووی نے اس کی تصریح شرح
مسلم کی کتاب التیمم مین کر دی ہے پس چونکہ اسمین یہ احتمال ہے اس لیے صریح حدیثین صحیح جسمین دو ضربین
مذکور ہین کیونکر ترک ہو سکتی ہین طحاوی مین ہے عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَاہُ رَجُلٌ
فَقَالَ اَصَابَتْنِی جَنَابَۃٌ وَاِنِّی تَمَعَّكْتُ فِی التُّرَابِ فَقَالَ اِضْرِبْ هٰكَذَا فَضَرَبَ
بِيَدَيْهِ اِلَى الْاَرْضِ فَمَسَحَ وَجْهَهٗ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ اِلَى الْاَرْضِ فَمَسَحَ بِيَدَيْهِ
اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَقَالَ هٰكَذَا التَّيَمُّمُ یعنی ابو الزبیر جابر رض سے روایت کرتے ہین کہ اونکے پاس
ایک شخص آیا پس کہا اوسنے مجکو جنابت ہو گئی یا در مین خاک مین لوٹا پس کہا اونھون نے کیا تو
گدھا ہو گیا جسطرح وہ لوٹتا ہے ہو سیطرح تو لوٹا پس دونون ہاتھ اپنے جابر رض نے زمین پر مارے
پھر مونھ پر ملے پھر دونون ہاتھ زمین پر مارے پھر دونون ہاتھون کو کہنیون تک ملا اور فرمایا
تیمم ایسے کرتے ہین انتہی اور طبرانی کی معجم اوسط مین ہے کہ جنگل کے رہنے والے لوگ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا اونھون نے کہ ہم لوگ ریت مین تین چار چار
مہینے قیام کرتے ہین اور ہم لوگ جنب اور حائض اور نفسا ہو جاتے ہین اور ہمکو پانی نہین ملتا ہے
فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے تیمم کرو پھر آپنے اپنے ہاتھ کو زمین پر مارا ایک ضرب مونھ
کیواسطے پھر دوسری ضرب زمین پر لگائی پس ہاتھون کو کہنیون تک ملا انتہی ان احادیث سے
ثابت ہوا کہ تیمم کی دو ضربین ہین اور یہی مذہب حنفیہ کا ہے مطابق حدیث کے نہ مخالف **قال** مسئلہ بیستا دوم
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ بعد مدت رضاعت کے اندر خواہ بچہ تھوڑا دودھ پیے خواہ بہت پیے حرام کرتا ہے
اقول فتح القدیر مین ہے وَالْجَوَابُ اَنَّ التَّقْدِيْرَ مُطْلَقًا مَنْسُوْخٌ صَرَّحَ بِنَسْخِهٖ اِبْنُ عَبَّاسٍ
حِيْنَ قِيْلَ لَهٗ اِنَّ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ الرَّضْعَةَ لَا تُحَرِّمُ فَقَالَ كَانَ ذٰلِكَ ثُمَّ نُسِخَ وَ
عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اٰلَ اَمْرُ الرَّضَاعِ اِلٰى اَنَّ قَلِيْلَهٗ وَكَثِيْرَهٗ يُحَرِّمُ وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ الْقَلِيْلَ يُحَرِّمُ
یعنی جواب یہ ہے کہ تقدیر مطلقاً منسوخ ہے تصریح کی اوسکی منسوخی کی ابن عباس رض نے جب اونسے کہا گیا کہ آدمی کہتے ہین

عه صحیح مسلم

عه مجمع الزوائد

مسئلہ رضاعت

عه فتح القدیر جلد اول

درست نہیں ہیں اور شکار مدینے کا اگرچہ چند صحابہ نے اسکو حرام کہا ہی مگر جمہو صحابہ نے مدینہ شریف
کے جانورون کے شکار کا انکار نہیں کیا ہی اور ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکار مدینے
مین کوئی حدیث ایسے طریق سے نہیں پہونچی جسپر اعتماد کیا جاوے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ابو عمیر سے فرمایا کہ تمہارا لال کیا ہوا اگر حرام ہوتا تو آپ وقت ضرورت بیان کے
سکوت نفرماتے انتہی اور جمہو کے نزدیک شکار مین جزا انہون نے بھی حرم مکہ سے فرق ہی
یہ فقط بعض کی رائے ہی کہ حرم مکہ اور مدینہ احکام مین ایک ہی مگر جمہو صحابہ اور ائمہ دونون مین
فرق کرتے ہین اور ان دونو حدیثون سے بھی معلوم ہوا کہ دونون کا ایک حکم نہین چونکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مدینے کو فرمائی تھی اور مسلمان آباد ہوتے جاتے تھے اسلیے اوسکی زیب و زینت کیواسطے
ممانعت فرمادی تا کہ لوگ اگر درخت وغیرہ توڑکر لیجاوینگے تو زینت اوسکی جاتی رہیگی
اور اوجاڑ سا معلوم ہوگا ورنہ اگر دونونکا ایک حکم ہوتا تو پتے توڑنے کو نفرماتے **قال**
مسئلہ شصت و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ رکوع اور سجود مین طمانینت فرض نہین
ہی الخ مسئلہ شصت و سوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ قومہ مین یعنی رکوع سے سر
اوٹھانیکے بعد کھڑا ہونا فرض نہین ہی الخ مسئلہ شصت و چہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین
لکھا ہی کہ دونون سجدون کے درمیان بیٹھنا فرض نہین ہی الخ **اقول** فتح القدیر مین ہی
إِنَّ الْخَبَرَ يُفِيْدُ عَدَمَ تَوَقُّفِ الصِّحَّةِ عَلَيْهِ وَهُوَ قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَا
انْتَقَصْتَ مِنْ هٰذَا شَيْئًا فَقَدِ انْتَقَصْتَ مِنْ صَلَاتِكَ أَخْرَجَ هٰذِهِ الزِّيَادَةَ
أَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ فَأَبُوْ دَاوُدَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ
وَالتِّرْمِذِيُّ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ فَعُلِمَ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّمَا أَمَرَهُ
بِإِعَادَتِهَا لِيُوْقِعَهَا عَلَى غَيْرِ كَرَاهَةٍ لَا لِلْفَسَادِ وَمِمَّا يَدُلُّ عَلَيْهِ لَوْ لَمْ تَكُنْ هٰذِهِ
الزِّيَادَةُ تَرْكُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهُ بَعْدَ أَوَّلِ رَكْعَةٍ حَتَّى أَتَمَّ وَلَوْ كَانَ
عَدَمُهَا مُفْسِدًا لَفَسَدَتْ بِأَوَّلِ رَكْعَةٍ وَبَعْدَ الْفَسَادِ لَا يَحِلُّ الْمُضِيُّ

وَفِي ذٰلِكَ لَا يَكُونُ مِلْكًا لَهُ قَبْلَ الْقَبْضِ یعنی اوسمین ثابت ہی امر کہ انھون نے اوسکو
ہبہ مین سپرد کیا ہو اور واقعہ ایک ہی تھا پس اس زیادتی مین اضطراب ہی اور اضطراب موجب ضعف
ہی اور احتمال ہی کہ صدقہ کہنا اونکا بعد ملجانے جاورکے ہو اور اسمین ملک قبض سے پہلے نہین
ہوگی انتہی پس مسئلہ ہدایہ کا حدیث کے کیونکر مخالف ہوسکتا ہی معترض صاحب اپنے ذہن
مین ایک بات خلاف حدیث متعین کر لیتے ہین اور بے دھڑک حکم مخالفت کا لگا دیتے ہین
فقط مخالفت اونکے ذہن نارسا کی ہی فی الواقع تو مخالفت ہرگز نہین عقلا اسکو خوب جانتے ہین
اور معترض صاحب کی دھوکے بازیان بھی بخوبی پہچانتے ہین کہ معترض صاحب کی آنکھون پر
تعصب اور حسد کا پردہ پڑا ہوا ہی خواہی نخواہی بنے بانہ بنے زبردستی ہر مسئلے مین الزام مخالفت
حدیث کا لگا دیتے ہین درحقیقت الزام سفاہت اور جاہلیت کا اپنے اوپر لیتے ہین سو
بھلا اسمین کسی کا جرم کیا ہی بدنصیبون سے تجھے اپنے گلا ہی **قال** مسئلہ مختار دیگر شرح
وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ سوا نماز وتر کے اور نمازون مین دعاے قنوت پڑھنی
جائز نہین الخ **اقول** احادیث مین دونون صورتین وارد ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فجر کی نماز مین قنوت پڑھا ہی اور نہین بھی پڑھا ہی پس جو حدیثین اس قسم کی ہین کہ
جنمین تصریح اس امر کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک قنوت پڑھا یا بوقت
حدوث حادثہ کے پڑھتے تھے ان احادیث کی مفسر ہوجاوینگی پس معلوم ہوا کہ جن احادیث مین
قنوت پڑھنا ثابت ہوتا ہی اوس سے یہ مراد ہی کہ وقت حدوث حادثہ کے پڑھتے تھے اور جن مین
قنوت کی نفی ہی اوس سے مراد یہ ہی کہ بلا حدوث کسی امر کے نہین پڑھتے تھے اور یہی مذہب حنفیہ
کا ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَمْ يَقْنُتْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي الْفَجْرِ قَطُّ إِلَّا شَهْرًا وَاحِدًا إِلَّا أَنَّهُ حَارَبَ حَيًّا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَنَتَ يَدْعُوْ
عَلَيْهِمْ یعنی نہین قنوت پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر مین ہرگز مگر ایک ماہ اس لیے
کہ ایک قبیلہ مشرکین سے محارب تھے قنوت پڑھتے تھے اونپر بددعا کرتے تھے انتہی کہا امام

اور بعد فاسد ہونے کے نماز پڑھنا حلال نہ تھا اور ثابت رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور
خبر عید میں سے ہے کہ نماز باطل نہیں ہوئی تھی اور امام سرخسی سے منقول ہے کہ اعتدال کے ترک
کرنے سے لوٹانا نماز کا لازم ہے اور اسکے وجوب اعادہ میں کوئی اشکال نہیں کیونکہ جو نماز بکراہ تحریمی
ادا ہوگی اسمیں یہی حکم لوٹانیکا ہے حال طمانینت کا تو پہچان لیا تو نے اور حال قومہ اور جلسے
کا بھی ایسا ہی ہونا چاہیے کہ یہ دونوں بھی واجب ہوں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اسکے واسطے دوام کیا اور فرمایا ہے کہ نہیں کافی ہوتی نماز اوس شخص کی جو رکوع اور سجود میں پیٹھ
اپنی سیدھی نہ کرے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور شاید نزدیک صاحبین کے بھی
واجب ہے اور اسکے وجوب پر سجدہ سہو کا واجب کرنا دلالت کرتا ہے چنانچہ فتاوی قاضی خان میں
مذکور ہے کہ نماز پڑھنے والا رکوع کرے اور رکوع سے سر اپنا نہ اوٹھاوے اور سجدے میں بھول کر
چلا جاوے تو نماز اوس کی ہو جائے گی لیکن اوسپر سجدہ سہو کا صاحبین کے نزدیک واجب ہے
اور امام ابو یوسف کا قول کہ یہ فرض ہے اسپر محمول ہوگا کہ فرائض عملیہ سے ہے اور فرائض عملیہ واجب
ہوتے ہیں پس تینوں کا اتفاق ہو جائے گا اس حدیث اور تقریر سے معلوم کر لیا تو نے کہ
ہر ایک قومہ اور جلسہ اور طمانینت واجب ہے انتہے مختصراً پس حدیث سے معلوم ہوا کہ نقصان
ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ نقصان فساد کو نہیں کہتے بلکہ فساد کی صورت میں تو صلوٰۃ صادق ہی نہیں
آتی یہاں حدیث میں اوسکو نقص نماز ارشاد فرمایا ہے پس معلوم ہوا کہ رکوع میں اسقدر ٹھیرنا فرض
ہے کہ جسمیں لفظ رکوع موافق آیت کے صادق آجائے اور زیادہ ٹھیرنا جسکا نام اطمینان ہے وہ
فقط واجب ہے فرض نہیں اگر کوئی شخص زیادہ نہ ٹھیرے گا یا دونوں سجدوں کے درمیان میں خوب
نہ بیٹھے گا یا رکوع سے کھڑا نہ ہوگا تو نماز اوسکی باطل نہ ہوگی بلکہ لوٹانا نماز کا اوسپر واجب ہوگا چنانچہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اوسکی لوٹائی تھی اور اگر نماز باطل ہو جاتی تو پھر باقی رکعتوں
کے پڑھنے سے آپ ممانعت فرما دیتے بلکہ باوجود اعتدال نہ ہونے کے اوسکو باقی نماز ختم کرنے
دی اور بعد طریقہ اوسکا بتلایا پھر یہ بھی فرمایا کہ ان چیزوں کے نقصان سے نماز میں نقصان

کرتے ہین کہ فرمایا اونھون نے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت
پڑھا اور ابوبکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی پس قنوت نہ پڑھا اور عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی پس قنوت نہ پڑھا
اور عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھا اور علیؓ کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھا
پھر فرمایا بیٹا تحقیق یہ بدعت ہی انتہی اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن حبان نے اور کہا حافظ
نے سند اس حدیث کی اوپر شرط مسلم کے ہی انتہی اور ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود اور ابن عمر اور ابن عباس
ابن الزبیر سے روایت کی ہی کہ وہ صبح کی نماز مین قنوت نہین پڑھتے تھے اور ابوبکر اور عمر
اور عثمانؓ نے بھی ایسی روایت کی ہی انتہی اور امام محمدؒ نے کتاب الآثار مین اسود بن یزید
سے روایت کی ہی کہ مین عمرؓ کے ہمراہ سفر اور حضر مین دو برس تک رہا پس نہ دیکھا مین نے اونکو قنوت
پڑھتے فجر مین انتہی اور ابن ابی شیبہ نے علیؓ سے روایت کی ہی کہ جب اونھون نے فجر مین قنوت
پڑھا تو لوگون نے اوس پر انکار کیا پس فرمایا کہ ہم نے اپنے عدو پر مدد چاہی تھی انتہی اور اوسمین یہ بھی
کہ یہ اور آدمیون کو منکر معلوم ہوا اور آدمی یا تو صحابہ تھے یا تابعین پس معلوم ہوا کہ ابوداؤد اور
ترمذی اور مسلم مین جو روایت ہی وہ اوسوقت کی ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے واسطے
دعا یا بد دعا کرتے تھے کیونکہ ایسی صریح حدیثین نہایت صحیح اوسکی تفسیر واقع ہوئی ہین علی
القیاس ابوداؤد مین انسؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھا ہی
اور بعد رکوع کے پڑھا ہی اسی پر محمول ہی کہ ایک مہینہ یا بوقت ضرورت ایسا واقع ہوا اور یہ انس
سے خود مسلم کی حدیث مین ثابت ہو چکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل رکوع قنوت
ایک مہینہ پڑھا تھا اور یہ بھی اوس سے ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ قنوت نہ
پڑھتے تھے اور خود انسؓ نے بھی نہین پڑھا پس امام صاحب تو حدیث کے موافق ہوئے مگر
معترض صاحب مخالف ہو گئے ۵ تم ہمکو ہی کہتے ہو کچھ اپنی بھی خبر ہی + **قال** مسئلہ
وشت تسمیہ ہی شرح ہدایہ مین محیط سے نقل کر کے لکھا ہی کہ وتر جماعت کر کے پڑھنے بھی اور سوا اوسکے
بھی جائز نہین ہین انتہی | **اقول** طحاوی مین اسناد صحیح سے روایت ہی عن نافع عن

جائز نہیں چنانچہ فتاوی قاضی خان میں یہ شرط لکھی ہے کہ اس مقدار دور ہو جاوے جسمیں نماز کا قصر ہوتا ہے اگر پہلے نماز کے اتنی دور پر قربانی کرا دے گا تو ہرگز خلاف حدیث نہو گا پس صاحب رسالہ کو باوجود خاص ہونے کے عام لینا اور مخالف کہدینا کمال بے انصافی ہے اور نہایت سے بے بصری ہے ع بے بصیرت را ابنا شد درحق و باطل تمیز ٭ کور رکیا اند عصا سے سحر و اعجاز کلیم

قال مسئلہ شصت و ششم فتاوی عالمگیری مین جامع صغیر سے نقل کر کے لکھا ہے کہ عقیقہ کرنا لڑکے اور لڑکی دونوں کا مکروہ ہے نہ کیا جاوے الخ **اقول** ظاہر ہے کہ کراہت سے مراد طریقہ جاہلیت کی کراہت ہے اور امام محمد علیہ الرحمہ نے موطا مین لکھا ہے أَمَّا الْعَقِيقَةُ فَبَلَغَنَا أَنَّهَا كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَقَدْ فُعِلَتْ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ نَسَخَ الْأَضْحَى كُلَّ ذَبْحٍ كَانَ قَبْلَهُ وَنَسَخَ شَهْرُ رَمَضَانَ كُلَّ صَوْمٍ كَانَ قَبْلَهُ وَنَسَخَ غُسْلُ الْجَنَابَةِ كُلَّ غُسْلٍ كَانَ قَبْلَهُ وَنَسَخَتِ الزَّكٰوةُ كُلَّ صَدَقَةٍ كَانَتْ قَبْلَهَا كَذٰلِكَ بَلَغَنَا یعنی لیکن عقیقہ پس معلوم ہوا ہمکو کہ وہ ایام جاہلیت مین تھا اور اول اسلام میں بھی کیا گیا پھر منسوخ کردیا قربانی نے ہر ذبح کو کہ پہلے اوسکے تھا اور منسوخ کردیا رمضان نے ہر روزے کو کہ پہلے اوسکے تھا اور منسوخ کیا غسل جنابت نے ہر غسل کو کہ پہلے اوس کے تھا اور منسوخ کیا زکوۃ نے ہر صدقے کو کہ پہلے اوسکے تھا اسی طرح ہمکو پہونچا ہے انتہی اور شرح موطا مین لکھا ہے وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ أَنَّهَا مُبَاحَةٌ یعنی فرمایا امام صاحب نے کہ عقیقہ کرنا جائز ہے انتہی پس جب سب حدیثوں مین تطبیق دیجاوے گی تو بجز جواز کے اور کوئی صورت نہو گی بلکہ امام محمد تو کہتے ہین کہ ہمکو عقیقہ کا منسوخ ہونا پہونچا ہے سو منسوخ ہوا اور جو سکے کا ہوگا ورنہ احادیث سے جواز معلوم ہوتا ہے وجوب کسی حدیث سے ثابت نہین ہوتا پس امام صاحب نے باوجود اس حدیث سے منسوخ ہونے کے اگر مباح کہدیا تو کونسا خلاف حدیث ہوگیا معترض صاحب کو ایسے طعن بیجا اور الزام ناروا سے کوئی نہ مانیگا بلکہ بالکل جاہل متعصب جانیگا تو بجا ہے خود جلا ہیں وہ فاضل بے بدل جنھین اس سے کیا ہوتا ہے ع از ف

صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد صبح کی نماز کے ممانعت فرمائی ہے جب تک کہ آفتاب نکل آوے پس یہ حدیث
کی اس حدیث پر مقدم ہوگی جیسا کہ ابھی ہم ذکر کر چکے ہین انتہی علاوہ اس کے ان دونون حدیثون
مین جو معترض صاحب نے لکھی ہین محدثین کو کلام ہے چنانچہ ترمذی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے
کہ اونکے نزدیک یہ حدیث قابل حجت نہین اور ملا علی قاری نے شرح مشکوۃ مین لکھا ہے کہ یہ
حدیث ثابت نہین قطع نظر اسکے حدیث نہی کی مقدم ہوتی ہے خصوصاً اوس وقت کہ دوسری حدیث
جس سے جواز ثابت ہوتا ہے ایسی قوت نہین رکھتی جیسے کہ حدیث نہی کی قوت رکھتی ہے پس بعد نماز
صبح کے سنتون کا پڑھنا خلاف احتیاط ہے **قال** مسئلہ ہفتاد و ہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون
مین لکھا ہے کہ استسقا مین جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی سنت نہین ہے الخ مسئلہ ہفتاد و نہم ہدایہ
وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ نماز استسقا مین چادر پلٹنا کرا اور بعضی امام کو بھی اور مقتدیون
کو بھی سنت نہین ہے مسئلہ ہشتادم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ استسقا مین خطبہ نہین
الخ **اقول** فتح المنان مین لکھا ہے کہ امام صاحب کے نزدیک استسقا دعا اور استغفار ہے
کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے اِسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ
مِدْرَارًا یعنی طلب مغفرت کرو پروردگار اپنے سے وہ بخشنے والا ہے بھیجتا ہے اوپر تمہارے مینہ برسنے
والا علاوہ اسکے اکثر حدیثون مین طریقے استسقا کے مرقوم ہین اونمین نماز نہین ہے مگر
ایک صورت مین فقط نماز ثابت ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ
تشریف لے گئے اور نماز پڑھی اور خطبہ پڑھا اور یہ حدیث مع تمام خصوصیات اپنی کے حد صحت
کو نہین پہنچی یعنی خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اور سنت وہ ہے جس پر رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے ہمیشگی کی ہو مگر کبھی ترک بھی کر دیا ہو اور یہان نماز کا نہ پڑھنا زیادہ ہے فقط نماز تو
ایک دفعہ پڑھی ہے اور یہ حدیث بھی صحیح ہے کہ عمر نے استسقا کیا اور فقط دعا مانگی اور استغفار
کیا اور نماز نہین پڑھی اگر نماز مسنون ہوتی عمر رض ترک نہ کرتے حالانکہ یہ امر صحابہ کے روبرو
کیا گیا اور رعیت کا دعا مانگنا باوجود عموم صحبت کے اور قرب زمانہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم

وَكَانَ يَنْهَضُ فِي الثَّانِيَةِ بِالتَّكْبِيْرِ یعنی کہا گیا حسن بصری رح سے کہ ابن عمر رض دو رکعتون
مین وتر کی سلام پھیرتے تھے فرمایا اونھون نے عمر رض اونسے زیادہ حدیث سمجھنے والے تھے وہ دوسری
رکعت مین تکبیر کہکر کھڑے ہوجاتے تھے (یعنی سلام نہین پھیرتے تھے) انتہی اور سکوت کرنا حاکم کا اس
حدیث کی صحت پر دال ہے اور طحاوی رحمہ اللہ اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور صحیح ابن
حبان اور مستدرک مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر پڑھتے تھے اول رکعت مین
سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى اور دوسری مین قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور تیسری مین
قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اور معوذتین پڑھتے تھے پس اول رکعت کو وتر سے کہنا اسپر دال ہے کہ
ایک رکعت وتر نہین ہوتی ایسا ہی تیسری رکعت کو کہنا بھی اسیکا مقتضی ہے کہ تین رکعت
وتر ہین ورنہ یون آتا کہ وتر کی رکعت مین قل ہو اللہ پڑھتے تھے اور موطا مین امام محمد رح کی ہے
کہ ابوہریرہ رض سے ابو مرہ نے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کسطور سے پڑھتے تھے کہا
راوی نے ابوہریرہ رض نے کچھ جواب نہ دیا پھر اوس نے سوال کیا پھر خاموش رہے پھر اوس نے
دریافت کیا فرمایا اگر کہے تو اپنا فعل بتادون مین کیسے پڑھتا ہون جب مین عشا کی نماز
پڑھ لیتا ہون اوسکے بعد پانچ رکعتین پڑھتا ہون پھر سوجاتا ہون پس اگر رات کو اوٹھا تو
دو رکعت پڑھ لیتا ہون اور اگر صبح ہوگئی تو وتر میرے ہوگئے انتہی اس حدیث سے
بھی معلوم ہوا کہ ابوہریرہ رض تین رکعت وتر کی پڑھتے تھے اور دوسری حدیث موطا مین ہے
عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رض أَنَّهُ قَالَ مَا أُحِبُّ أَنِّي تَرَكْتُ الْوِتْرَ بِثَلَاثٍ وَأَنَّ لِي
حُمْرَ النَّعَمِ یعنی عمر رض سے روایت ہے کہ کہا اونھون نے نہین پسند کرتا ہون مین کہ تین
رکعت وتر کی چھوڑدون اور میرے لیے سرخ اونٹ بعوض اوسکے ہون انتہی اور تیسری
حدیث موطا مین ہے عَنْ عُبَيْدَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ الْوِتْرُ ثَلَاثٌ كَصَلَاةِ
الْمَغْرِبِ یعنی ابو عبیدہ رض سے روایت ہے کہ کہا اونھون نے فرمایا عبد اللہ بن مسعود نے
وتر تین رکعت ہین مثل تین رکعت مغرب کے انتہی اور چوتھی حدیث موطا مین ہے عن

مین وارد ہی ورنہ عمر رض اگر یہ طریقہ اکثری ہوتا تو ہرگز ترک نکرتے اور صحابہ رض ضرور متنبہ کر دیتے پس نہ ہیچ
دینا دعا اور استغفار کا اور نماز نہ پڑھنا عمر رض کا اور صحابہ رض کا سکوت کرنا اس پر دال ہی کہ طریقہ مسنو[ن]
یہی ہی وہ نہین گو فقط جواز اوسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہو گیا ہی وضو مین
بھی تو آخر ایک ایک بار اور دو دو بار دھونا فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی مگر مسنون
وہی ہی جو اکثر تین تین بار اعضا کو دھویا ہی پس معلوم ہوا کہ امام صاحب کی جو غرض ہی وہ حدیث
کے مطلق مخالف نہین حاشا و کلا جبر یا اینہمہ چونکہ حنفیہ کو ثابت ہو گیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے خطبہ و جماعت کے ساتھ پڑھی گو ایکبار ہی اسلیے صاحبین کے مذہب پر فتوی ہی اور حسب حنفیہ
نماز استسقا پڑھتے ہین مع جماعت اور خطبہ اور قلب ردا کرتے ہین مگر یون کہنا کہ فلانے مجتہد نے خلاف
کیا محض خطا ہی اگر اختلاف ماخذ نہوتا تو بیشک اختلاف ائمہ نہوتا اور اختلاف ماخذ بوجہ مصلحت شفقت
کے رکھا گیا ہی ورنہ شارع سے رفع اختلاف کی تدبیر ممکن تھی اور اس اختلاف مین بندگان کے واسطے بڑی مصلحتین
مصلحتین ہین ع دم مزن در احکام شریعت مزن از راه خطا * هر چه بود از شارع همه خیر است و صواب

قال مسئلہ ہشتاد و یکم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ عورتین خواہ ثیبہ ہون خواہ باکرہ نئی ہو خواہ پرانی باری
مین برابر ہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو
کہ بخاری اور مسلم مین روایت ہی ابی قلابہ سے الخ **اقول** مذہب امام صاحب کا اس مقام پر قرآن
و حدیث سے ماخوذ ہی اعتراض مخالفت کتاب و سنت کا اوسپر نہین ہو سکتا ابو داؤد اور ترمذی اور
نسائی اور ابن ماجہ اور امام احمد اور حاکم نے ابو ہریرہ رض سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جس شخص کی دو عورتین ہون پس مائل ہو طرف ایک کے تو قیامت کے دن وہ شخص آویگا
اس حال مین کہ ہو نصف اوسکا ٹیڑھا ہوگا انتہی اور ابو داؤد اور نسائی اور ترمذی اور ابن ماجہ مین عا[ئشہ]
سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسمت کرتے اور برابر کرتے اور فرماتے خدایا یہ تقسیم ہی میری جو
میرے اختیار مین ہی پس جو غیر اختیاری ہی مجھکو ملامت نکر یعنی بعض سے قلب کا میل اختیار نا[ئل]
ہو انتہی اور خدا تعالی فرماتا ہی فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدة یعنی پس اگر خوف کرو تم کہ عد[ل]

کہ نہ سلام پھیرا کر آخر رکعت مین انتہی مختصراً ان احادیث سے معلوم ہوگیا کہ وتر کے
تین رکعت ہین زیادہ اور کم نہین اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ دو رکعتون مین وتر کے سلام پھیرنا نہیں
چاہیے اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ دو رکعتون مین فقط تشہد کے واسطے بیٹھنا چاہیے غرض کہ
تین رکعت وتر کی اسقدر کثرت سے روایات ہین کہ اگر اختصار منظور نہوتا تو اوسکی تفصیل مین
ایک دفتر ہوجاتا ع در بند آن مباش کہ مضمون نماندہ است ـ صد سال می توان سخن از زلف
یار گفت **قال** مسئلہ ہفتاد و ہفتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ جو شخص مالک نصاب ہو
یعنی جسکے پاس ساڑھے باون روپے چہرہ شاہی یا اسقدر چاندی ہو تو اوسکو زکوٰۃ دینی
درست ہے اگرچہ تندرست ہو اور کسب کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہو الخ **اقول** جائے
غور اور مقام افسوس ہے کہ معترض صاحب نے حدیث کے معنی محض اسی وجہ سے کہ امام صاحب کے
مخالفت ہوجائے بدل دیے واہ ری جرأت ہم مار ازین گیا ضعیف این گمان نبود چونکہ
ان دو شخصون نے سوال کیا تھا اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو دیکھا تو تندرست
پایا پس سوال کرنا اونکا ناگوار گذرا قوی آدمی کو سوال درست نہین اور یہی معنی اس ارشاد کے ہین کہ
غنی کو اور قوی کو صدقہ حلال نہین یعنی سوال کرکے صدقہ لینا تو درست ہی نہین ورنہ اگر قوی
کو زکوٰۃ دینا حرام اور ناجائز ہوتا اور زکوٰۃ اوس سے ادا نہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یون
نفرماتے کہ اگر چاہو تو زکوٰۃ دے دون اس کی تفسیر معترض صاحب نے بوجہ تعصب مذکور یون کی
کہ اگر حرام کھانا چاہو تو دے دون کیا خوب امام صاحب کے اثبات مخالفت مین ایسے محو
ہوے کہ یہ بھی خیال نرہا کہ انبیا کی طرف فعل حرام کی نسبت ہوجائے گی خیر کچھ ہو مگر مخالفت نہ
ہاتھ سے جانے ع شادم کہ از رقیبان دامن فشان گذشتی ـ گو مشت خاک ما ہم برباد
رفتہ باشد ـ حدیث مین زکوٰۃ دینے کا جواز صراحۃً معلوم ہوتا ہے حرام فقط آپنے نکالا ہے حدیث
کے بالکل مخالف ہے بلکہ ایسے معنی کہنے کمال سوء ادبی ہے علاوہ اسکے کسی لفظ سے ان معنون کا
استنباط نہین ہوسکتا بلکہ فقط سوال کی حرمت نکلتی ہے اور زکوٰۃ دینا اسی حدیث سے

میں کہا ہو واشیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ اورد احادیث وروایات مشتملۃ علی تعدد
حسنۃ ومثبتۃ لمذہب الحنفیۃ وتکلم علی احادیث تعدد الرکوع بانہا اضطربت
فیہا الرواۃ وان منہم من یروی رکوعین ومنہم من یروی ثلث رکوعات فوجبان
یصلی علی المعہود وھو الموافق لروایات الاطلاق نحو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا کان
کذالک فصلوا یعنی شیخ ابن ہمامؒ احادیث روایات متعددہ سے لائے ہیں جو صحیح اور حسن اور
ثابت کرنیوالی مذہب حنفیہ کی ہیں اور کلام کیا ہے اونھوں نے تعدد رکوع کی حدیثوں میں با ینطور کہ
اونمیں راوی مضطرب ہیں کیونکہ بعضے دو رکوع کی روایت کرتے ہیں اور بعضے تین رکوع کی پس
ہوا کہ نماز بطور معمول پڑھی جاوے اور روایات مطلقہ کو موافق ہو مثل قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پس جب کہ ایسا ہو پس نماز پڑھو انتہی اور تبیین الحقائق میں ہے کہ ہماری حجت وہ حدیث ہے جو ابو داؤد
میں قبیصہ رضی سے ساتھ اسناد صحیح کے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی دو رکعتیں نماز
سورج گہن کی انتہی اور روایت کیا ہے دو رکعتوں کو ایک جماعت نے صحابہ رضی کی اونمیں سے عبداللہ بن
عمر اور سمرہ بن جندب اور ابو بکرہ اور نعمان بن بشیر ہیں اور اس حدیث سے اخذ کرنا اولی ہے کیونکہ اسکا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے اور امر فعل پر مقدم ہوتا ہے اور بوجہ کثرت راویوں کے اور صحت
احادیث کے اور موافق ہونے اسکے طریقہ معہودہ کو اور حدیث عائشہ رضی اور ابن عباس رضی سے اون
لوگون کی حجت قائم نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ امر ثابت ہے کہ مذہب اون دونوں کا برخلاف اسکے ہے اور جب
مذہب راوی کا خلاف اسکے ہو جسکو روایت کرتا ہو تو وہ روایت حجت نہیں ہو سکتی علاوہ اسکے یہ
روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکوع کیے ایک رکعت میں اور چار رکوع کیے ایک رکعت
میں اور پانچ رکوع کیے ایک رکعت میں اور چھہ رکوع کیے ایک رکعت میں اور آٹھ رکوع کیے ایک
رکعت میں اور اس روایت کو اختیار نہیں کرتے پس جو جواب دو رکوع سے زیادتی پر ہوگا وہی جواب
ایک رکوع کی زیادتی پر ہوگا اور ایک رکوع سے زیادہ روایت کی یہ وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے طول رکوع بہت کیا تھا کیونکہ جنت اور نار پیش کی گئی تھی پس بوجہ دیر کے بعض شخص

تیئدست محتاج کو زکوٰۃ درست ہی **قال** مسئلہ ہشتاد و دوم شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی
کتابوں میں لکھا ہی کہ تیمم میں دو ضربیں ہیں ایک ضرب تو مونھ کے لیے اور ایک ضرب کہنیوں
تک ہاتھوں کے لیے انتہی **اقول** حاکم اور دارقطنی نے روایت کی ہی انہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام قال التیمم ضربۃ للوجہ وضربۃ للذراعین الی المرفقین
یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ تیمم ایک ضرب واسطے مونھ کے ہی اور
ایک ضرب واسطے ہاتھوں کے کہنیوں تک انتہی کہا حاکم نے یہ حدیث صحیح الاسناد ہی
اور کہا دارقطنی نے اس حدیث کے سب رجال ثقہ ہیں اور طبرانی میں روایت ہی انہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام قال التیمم ضربتان ضربۃ للوجہ وضربۃ
للیدین الی المرفقین یعنی تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیمم دو ضرب ہیں
ایکبار مونھ کے لیے اور ایکبار ہاتھوں کے لیے کہنیوں تک ہی انتہی اور مسند بزار میں
روایت ہی انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال فی التیمم ضربتان ضربۃ
للوجہ وضربۃ للیدین الی المرفقین یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ تیمم دو ضرب ہیں ایکبار مونھ کے واسطے اور ایکبار ہاتھوں کے واسطے کہنیوں تک ہی انتہی
اور ابو داؤد میں ہی عن عمار بن یاسر انہ کان یحدث انہم تمسحوا وہم مع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالصعید لصلوٰۃ الفجر فضربوا باکفہم
الصعید ثم مسحوا وجوہہم مسحۃ واحدۃ ثم عادوا فضربوا باکفہم
الصعید مرۃ اخری فمسحوا بایدیہم یعنی عمار بن یاسر سے روایت ہی کہ صحابہ رض
نے مسح کیا درحالیکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھی مٹی سے نماز صبح کے واسطے
پس ہاتھوں کو مٹی پر مارا پھر مسح کیا مونھ کا ایکبار پھر دوبارہ ہاتھوں کو مٹی پر مارا اپنے ہاتھوں
مسح کیا انتہی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اور اصحاب کو طریقہ تیمم کا کہ دو ضربیں ہیں معلوم
تھا فقط عمار بن یاسر کو معلوم نہ تھا کہ جنابت میں بھی ضربیں ہوتی ہیں یا کل بدن پہ مٹی ملتے ہیں

نہیں ہوسکے گا تو ایک ہی عورت کر رکھتی تھی پس معلوم ہوا کہ ازواج میں خواہ باکرہ ہوں خواہ ثیبہ برابری چاہیے
اور جسین بیشی میں شروع نکاح میں باکرہ کیواسطے سات روز اور ثیبہ کیواسطے تین روز ہیں حنفیہ اسکا انکار
نہیں کرتے مگر یہ کہتے ہیں کہ جتنے دن اسکے پاس رہیگا اوتنے ہی روز دوسری کے پاس رہنا پڑیگا ورنہ خلاف حدیث
اور قرآن لازم آویگا اور مسلم کی حدیث جو وارد ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہؓ سے نکاح کیا اور تین دن
تک رہے اور فرمایا اگر چاہو تو سات دن رہوں مگر سات سات دن اور بیبیوں کے پاس بھی رہونگا انتہی اگر سبب
یہ نہیں معلوم ہوتا اگر تین دن رہینگے تو دوسری ازواج کے پاس بھی تین تین روز قیام نہوگا بلکہ یہ فرمانا آپ کا
پھر رہینگے پاس بھی اسیقدر رہونگا صریح دلالت کرتا ہی کہ برابری چاہیے البتہ بوجہ ابتدای نکاح کے باکرہ کے پاس
سات روز کی اجازت اور ثیبہ کے پاس تین روز کی دی گئی ہی اس حیثیت سے خواہ مخواہ زبردستی یہ اخذ کرنا کہ
دوسری کو اسقدر استحقاق نہوگا خالی تعصب اور سوء فہمی سے نہیں جبکہ انصاف ہی کہ خود عقل سے خالی ہوں
اور اہل الرای یعنی عقلا پر اعتراض کریں اور مخالفت حدیث کا الزام دیں حالانکہ جب ظاہر یہ کو سمجھ نہیں
تو پھر مطلب حدیث کو موافق مقصود قائل کے کیونکر سمجھینگے سبحان اللہ اونکو خبر درایت تو ادنی غرض قائل کی تک بھی نہیں
اہلسنت۔ **قال** مسئلہ ہشتاد و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہی کہ مدعی کو قسم نہ دیجاوے اور یہ
امام اعظم کا ہی سوا امام اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہی ان دو حدیثونکا پہلی حدیث مسلم اور ابوداؤد اور
نسائی میں روایت ہی ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا
قسم اور گواہ پر اور کہا اسناد اسکی جید ہی دوسری حدیث ترمذی میں روایت ہی جعفر بن محمد رضی اللہ تعالی عنہ
سے کہ نقل کیا اونسے اپنے باپ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا ساتھ قسم کے ساتھ ایک گواہ کے
کہا اور حکم کیا ساتھ اسی کے حضرت علی رضی اللہ عنہ بیچ تمہارے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث اصح ہی **اقول**
مسلم میں ابن عباس رض کی روایت سے حدیث آئی ہی اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ یُعْطَی النَّاسُ
بِدَعْوَاهُمْ لَادَّعٰی نَاسٌ دِمَاءَ رِجَالٍ وَاَمْوَالَهُمْ وَلٰکِنَّ الْیَمِیْنَ عَلَی الْمُدَّعٰی عَلَیْہِ یعنی تحقیق نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی اگر آدمی موافق دعوی اپنے کے دیے جاینگے تو آدمیوں کی جان و مال کا
دعوی کرینگے ولیکن قسم مدعا علیہ پر ہی انتہی اور بیہقی میں ابن عباس رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ

کہ پیا دودھ پینا حرام نہیں کرتا فرمایا سیلئے تھا پھر منسوخ ہو گیا اور ابن مسعودؓ سے روایت ہو کہ فرمایا او نہون
نے رجوع کیا امر رضاع سے طرف اسکے کہ تھوڑا اور بہت حرام کر دیتا ہی اور ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ
قلیل رضاع حرام کر دیتا ہی انتہی اور عقود الجواہر المنیفہ مین لکھا ہی اَبُو حَنِیفَةَ عَنِ الْحَکَمِ بْنِ عُتَیْبَةَ
عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَیْمِرَةَ عَنْ شُرَیْحِ بْنِ هَانِیٍ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِی طَالِبٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ
اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا یَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ قَلِیْلُهُ
وَکَثِیْرُهُ کَذَا رَوَاهُ الْاِمَامُ اَبُوْ یُوْسُفَ عَنْهُ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی
کہ رضاع سے وہ شی حرام ہو جاتی ہی جو نسب سے حرام ہوتی ہی قلیل رضاع ہو یا کثیر ہو السیہی روایت کیا
اس حدیث کو امام ابو یوسف نے انتہی اور استذکار مین لکھا ہی کہ یہی قول علی اور ابن مسعود اور
ابن عمر اور ابن عباس اور ابن المسیب اور حسن بصری اور مجاہد اور عروہ اور عطا اور طاؤس اور مکحول
اور زہری اور قتادہ اور حکم اور حماد اور ابو حنیفہ اور مالک اور انکی اصحاب اور ثوری اور لیث
اور اوزاعی اور طبری کا ہی انتہی اور لیث نے کہا ہی کہ مسلمانون نے اسپر اجماع کیا ہی کہ تھوڑا دودھ
پینا اور بہت پینا حرام کر دیتا ہی انتہی پس معلوم ہوا کہ مَصَّةٌ وَمَصَّتَانِ کی حدیث منسوخ ہی

قال مسئلہ چہاردہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ چور کا ہاتھ کاٹنے کے لیے قاضی
کے حکم دینے کے بعد جسکی چوری ہوئی وہ اپنی چیز اگر چور کو بخش دے تو قاضی کو اوسکا ہاتھ کاٹنا جائز
نہین الخ **اقول** اس حدیث سے یہ امر ثابت نہین ہوتا کہ صفوان بن امیہ نے اوس چادر کو دیدیا
تھا اور سارق کو سونپ بھی دیا تھا تا کہ مسئلہ حنفیہ کا اس حدیث کے مخالف ہو کیونکہ ہدایہ مین یہ
شرط لکھی ہی کہ جب اوسکو تسلیم کر دے گا اسوقت ہاتھ نہین کاٹا جائے گا اگر یہ صورت معترض
صاحب ثابت کر دین کہ اونکو تسلیم کر دیا ہو تو ہم بھی تسلیم کرین گے علاوہ اسکے یہ حدیث مضطرب ہے
اور اضطراب باعث ضعف ہوتا ہی چنانچہ فتح القدیر مین لکھا ہی وَلَمْ یَثْبُتْ اَنَّهُ سَلَّمَهُ اِلَیْهِ
فِی الْهِبَةِ ثُمَّ الرِّوَایَةُ وَاحِدَةٌ فَکَانَ فِی هٰذِهِ الزِّیَادَةِ اِضْطِرَابٌ وَالْاِضْطِرَابُ
مُوْجِبٌ لِلضُّعْفِ وَیَحْتَمِلُ کَوْنَ قَوْلِهِ هُوَ صَدَقَةٌ عَلَیْهِ کَانَ بَعْدَ الرَّفْعِ اِلَیْهِ

اور نیز اسکے کوئی وجہ مسنون ہونے آمین کی نہیں ہوگی اگر بعض اوقات جہر ہوا تو ہم اسکا برابر اقرار کرتے
ہیں چنانچہ بعض دعاؤں میں بھی بعض اوقات جہر ثابت ہی گفتگو اکثر اوقات میں ہی اسکے حنفیہ منکر ہیں اور حدیث مگر
کہیں اسکا پتا نہیں اگر قیامت تک تلاش کیجیے گا تو کوئی حدیث ایسی نہیں ملیگی جس سے اکثری فعل جہر دعا کا
ثابت ہو بلکہ دونوں قسم کی احادیث موجود ہیں اور ہر طرح سے ترجیح اخفا کو ثابت ہی کیونکہ اکثر صحابہ اور تابعین سے
اخفا معلوم ہوتا ہی اور قرآن سے تو صریح قطعی اخفا ہی کیونکہ قرآن میں دعا کی اخفا کا ارشاد ہی اور آمین کے
دعا ہونے میں یا اسم اسمای الٰہی سے ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہی تعجب ہی کہ معترض صاحب نے حدیث اور قرآن کی
سند پیش کی ہی کہ اوسمیں دعا کے معنی نہیں آئے ع برین عقل و دانش بباید گریست * معترض صاحب نے
شارع کے ذمہ اظہار معنی لغوی بھی تصور فرمایا ہی اسکے معنی لغت میں کہے ہوتے کہ دعا ہیں یا نہیں خدا اور رسول
احکام بتلاتے ہیں یا آپکو لغت تعلیم کرتے ہیں پھر اگر عطا تابعی نے اسکو کہدیا تو کونسی وجہ سے قابل حجت نہوگا
دعا کا اقرار معترض صاحب کو ہر طور سے کرنا پڑیگا یا اسمای الٰہی میں سے ماننا پڑیگا ع یار است بیان ہجو
باید بود * یا معترف فتنہ و شر باید بود * ورنہ بچنین حیلہ و کیا دی خویش * دو چشم پر از خون جگر باید بود *
اور ان دونوں کے واسطے اخفا کا حکم ہم آیت سے بیان کر چکے ہیں لہذا خالی از استحباب نہوگا مزید برآن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخفا ثابت ہوتا ہی چنانچہ شروع جواب میں احادیث ہمنے نقل کر دی ہیں
اور جہر کی احادیث سے بجز بعض اوقات کے ثابت نہیں ہوتا اول تو وہ حدیثیں خود ضعیف ہیں چنانچہ ہم
بیان کر چکے ہیں کہ کسی میں انقطاع اور کسی میں ضعف ہی اور اگر مانا جاے تو بیش برین نیست کہ گاہی گاہی
ایسا اتفاق ہوا ہو ورنہ درمیان احادیث اور قرآن کے تطبیق دشوار ہوگی اور بجز تاویلات واہیہ اور
کچھ نہو سکیگا معترض صاحب کا ایک تکیہ کلام ہی کہ آپکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعبیر کرتے ہیں اپنے کلام
اور استدلال کو بعینہ منطوق حدیث تصور کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ اگر یہ معنی ہیں تو کیا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی سمجھ میں نہیں آیا یا دیدہ و دانستہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کا خلاف کیا معوذ
باللہ ایسے سخت الفاظ کہے جاتے ہیں اور کچھ پاک نہیں کرتے خود تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کو سمجھتے
نہیں جب حدیث اور قرآن میں موافق عندیہ انکے کے تناقض ہوتا ہی تو پھر دعوی پیغمبری کا دربردہ

ابن ہمام نے ھذا الحدیث لا غبار علیہ یعنی اس حدیث میں کچھ غبار نہیں یعنی صحیح الاسناد
ہے انتہی اور مسلم میں ہے عن عاصم عن انس قال سألتہ عن القنوت قبل
الرکوع او بعد الرکوع فقال قبل الرکوع قال قلت فان ناسا یزعمون
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنت بعد الرکوع فقال انما قنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہرا یدعو علی اناس قتلوا اناسا من
اصحابہ یقال لھم القراء یعنی انس سے میں نے دریافت کیا کہ قنوت رکوع سے پہلے ہے یا
بعد رکوع کے فرمایا کہ پہلے رکوع کے میں نے کہا آدمی گمان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے بعد رکوع کے قنوت پڑھا ہے فرمایا نہیں قنوت پڑھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے مگر ایک مہینے (یعنی رکوع کے بعد) بد دعا کرتے اون لوگوں پر جنہوں نے آپکے صحابہ میں سے
اون لوگون کو قتل کیا تھا جنکو قاری کہتے تھے انتہی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قنوت قبل
رکوع کے تھا اور عاصم بن سلیمان سے روایت ہے کہ میں نے انس رض سے کہا کہ ایک قوم کہتی ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے فرمایا جھوٹ کہتے ہیں نہیں
قنوت پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر ایک ماہ بد دعا کرتے تھے قبیلوں پر مشرکین
کے انتہی اور کتاب القنوت میں انس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نہیں قنوت پڑھتے تھے مگر جسوقت کسی کے واسطے دعا کرتے یا کسی پر بد دعا فرماتے
انتہی علامہ ابن ہمام نے لکھا ہے کہ سند اس حدیث کی صحیح ہے اسیوجہ سے انس رض صبح کی نماز میں
قنوت نہیں پڑھتے تھے چنانچہ طبرانی نے غالب بن فرقد سے روایت کی ہے کہ میں انس رض کے ہمراہ
دو مہینے تک رہا ہوں صبح کی نماز میں اونھوں نے قنوت نہ پڑھا اور ابن حبان نے ابوہریرہ رض
سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں قنوت پڑھتے تھے فجر میں مگر جبکہ دعا
کریں یا بد دعا انتہی اور اس حدیث کی بھی سند صحیح ہے اور امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن
ماجہ اور طحاوی نے ابو مالک سعد بن طارق سے روایت کی ہے وہ اپنے والد سے روایت

فصل ہے اگر جہر آمین ثابت ہوتا ہی تو اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم سے اخفای آمین سمجھا جاتا ہی فقط ان دو حدیثوں کو
کہ جنکو کتابوں میں آنے سے معترض صاحب نے بہت سا شمار کرلیا ہو اور اسقدر جسکو ترقی دی کہ غیر جہر کی حدیثیں
بھی اونمیں شامل کرکے اکیس حدیثیں کردیں پھر اونپر ناز کرتے ہیں حالانکہ اصل امر حقیقت میں اونکی دو
حدیثیں ہیں کہ اونمیں بھی کلام ہی اسی وجہ سے ہمنے جواب میں تبرکاً دیا ہی کہ گیارہ حدیثیں متعدد کتابونکی
جنمیں صریح اخفای آمین مذکور ہی لکھدیں اور دس حدیثیں اخفای بسم اللہ کی کہ جسپر بھی معترض کا اعتراض
تھا بیان کردیں اسقدر سمجھ کے بہلانیکو کافی ہی کیونکہ معترض صاحب اوس چیز سے جو گنتی میں زیادہ ہو
بہت خوش ہوتے ہیں جیسے اطفال خردسال تعدد غیر عدد کا مطلق خیال نہیں کرتے جو چیز شمار میں زیادہ ہو
اوسکو لیکر خوش ہوجاتے ہیں ہـ قولہ ناقصان را شاہدی بجوہری باید کہ جز طفلان خریدار نیست
تیغ چوبین را دان اکیس حدیثونپر فخر کرنے میں بھی معترض صاحب نے بعینہ لڑکپن کو کام فرمایا ہی اگر ہمکو
اختصار منظور نہوتا تو اونکے واسطے اس قسم کی سو حدیثیں بلکہ زیادہ لکھدیتے اسکے بعد معترض صاحب نے
الزامی جواب دیا ہی کہ حنفیہ اس آیت کے بموجب ہر دعا کا خفیہ ہی کہنا لازم جانتے ہیں تو الحمد وغیرہ دعائیں قرآن کی
وغیرہ میں کیوں پکار کر پڑھتے ہیں جواب اسکا کئی طرح پر ہی اول تو حنفیہ دعا کو خفیہ کہنا لازم نہیں جانتے بلکہ
مستحب کہتے ہیں دوسرے یہ کہ الحمد کو یا اور کسی آیت کو جو دعا کے معنی میں ہی نماز میں بطور دعا نہیں پڑھتے بلکہ آیت قرآن
سمجھکر پڑھتے ہیں اسلیے اور سورت جو دعا پر دلالت نہیں کرتی ہی اوسے بھی نماز میں جائز رکھتے ہیں جو حنفیہ کو فقط غیر قرآن
پڑھنا مقصود ہی دعا وغیرہ نماز میں اس سے بحث نہیں البتہ التحیات اور درود اور قنوت کو بطور دعا کے پڑھتے ہیں
اسی وجہ سے جہر نہیں کرتے اور خارج نماز اگر قرآن کی آیت سے دعا مانگتے ہیں تو اوسکو بھی آہستہ کہنا بہتر جانتے ہیں تیسرے
یہ کہ الحمد وغیرہ کا تینوں نمازوں میں جہر سے پڑھنا احادیث مشہورہ اور اجماع امت سے ثابت ہی اور حنفیہ کے نزدیک
حدیث مشہور سے زیادتی کتاب اللہ پر ہوجاتی ہی البتہ حدیث آحاد سے نہیں ہوتی اور جہر الحمد میں تو اجماع
امت بھی موجود ہی لہذا الحمد وغیرہ کا جہر سے پڑھنا خلاف قرآن مجید نہوا پس معترض صاحب کا الزام محض
لغو اور ہمارا مدعا ثابت ہوگیا ہـ جواب اول ہی تمسے بن نہ آئی تو آخر آپ تمنے ہند کی کھائی
اسکے بعد معترض صاحب نے کچھ اصول تفسیر میں بحث کی ہی حالانکہ حنفیہ کے اس مسلک سے کہ آمین مخفی پڑھیں

ابنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ وَيُوْتِرُ بِالْاَرْضِ وَيَزْعُمُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ كَذٰلِكَ یعنی نافع ابن عمر سے روایت کرتے ہین کہ وہ نماز سواری پہ پڑھتے تھے اور وتر زمین پر اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے انتہی اور عقود الجواہر مین ہے اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّهٗ صَحِبَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ مِنْ مَكَّةَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ يُوْمِيْ اِيْمَاءً اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ وَالْوِتْرَ فَاِنَّهٗ كَانَ يَنْزِلُ لَهُمَا یعنی مجاہد سے روایت ہے کہ وہ عبد اللہ بن عمر کے ساتھ مکے سے مدینے تک رہے نماز پڑھتے تھے اپنی سواری پر اشارے سے مگر فرض اور وتر مین تحقیق ان دونون کے واسطے نیچے اوترتے تھے انتہی پس تطبیق دونون حدیثون مین یون کیجائے گی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عذر کیوجہ سے مثل کیچڑ پانی وغیرہ کے سواری پر وتر پڑھی ہو کیونکہ واقعہ حال ہے عام نہین پانی کیچڑ کے عذر مین تو فرض نماز بھی سواری پر جائز ہے یا قبل ورود تاکید کے پڑھی ہو اس لیے کہ وتر بعد نماز پنجگانہ کے واجب ہوگی ہے پس دونون حدیثون مین تناقض نہوگا اور علامہ طحاوی نے بعد تفصیل احادیث کے شرح معانی الآثار مین لکھا ہے فَمِنْ هٰذِهِ الْجِهَةِ عِنْدِيْ ثَبَتَ نَسْخُ الْوِتْرِ عَلَى الرَّاحِلَةِ یعنی اسیوجہ سے میرے نزدیک وتر کا سواری پر پڑھنا منسوخ ہوگیا انتہی **قال** مسئلہ بفتاوٰی وہ مختصر ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ اگر کسی سے فجر کی سنتین نہ پڑھی گئی ہون تو پڑھنا اونکا او سکو نہ تو بعد فرض صبح قبل نکلنے آفتاب کے جائز ہے اور نہ بعد نکلنے آفتاب کے جائز ہے الخ

اقول مسلم مین عمرو بن عبسہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے مین تشریف لائے مین آپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا مین نے کہ وقت جائز نماز کا مجھے بتلا دیجیے فرمایا صبح کی نماز پڑھکر پھر ٹھہر جا نماز سے یہان تک کہ آفتاب طلوع کرے انتہی اور فتح القدیر مین ہے کیونکہ سنتین بعد نماز فجر محض نفل ہوگئی ہین بنا بر اسکے کہ حدیث اون کے واسطے وارد نہین ہوئی ہے یا وارد ہے تو وہ معارض ہے بخاری اور مسلم کی حدیث کے کہ آنحضرت

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوی تصور کرتے ہین مخالف ہوا جاتا ہے اسلیے معترض صاحب بہت گھبرائے ہین اور
ذکر کرتے ہین خدا خیر کرے ٭ آج وہ شوخ غضب ہے خدا خیر کرے ٭ غصے مین بایہ پہ تیر خدا خیر کرے
قولہ پہلا مسئلہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا الخ اقول
عرفات اور مزدلفہ مین جمع کی حدیثین اس کثرت سے موجود ہین کہ آحاد کی حد سے گذر کر مشہور بلکہ معنی متواتر مین
اور اجماع صحابہ رضی کا بھی موجود ہے پس حنفیہ کے نزدیک اس قسم کی حدیث سے یقین ہوجاتا ہے اور زیادتی اوسکی کتاب اللہ
پر کہ من وجہ نسخ ہے درست ہے کوئی حدیث آحاد بیش کیجیے اور ایک آیت قطعی الدلالۃ اوسکے نقیض مین اگر مخالف
ہوگی تو بیشک حنفیہ کے نزدیک آیت پر عمل ہوگا آپکو حنفیہ کے مسلک سے مطلق خبر نہین یا خبر ہے مگر عوام الناس کو
اشتباہ مین ڈالنے کے واسطے اس قسم کے مغالطے شروع کیے ہین قولہ دوسرا مسئلہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے
حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّهٰتُکُمْ وَبَنٰتُکُمْ الخ اقول اس آیت مین کہین نہین سمجھا جاتا کہ سوای ان
عورتون کے دوسری عورتین حرام نہین فقط اس آیت سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ یہ عورتین جو آیت مین مذکور
ہین قطعی حرام ہین اور دوسری عورتون سے آیت ساکت ہے جیسے حمار اہلی کا قرآن مین ذکر نہین اور حدیث
مین اوسکی حرمت وارد ہے پس حدیث مخالف قرآن کے نہوئی البتہ جو عورتین قرآن مین انکو [illegible]
اگر بالفرض کسی عورت کی حلت حدیث مین وارد ہوتی تو اوس وقت حنفیہ خبر احاد سے جبتک مشہور نہ ثابت
ہوتی قرآن کو ترک نکرتے اور یہ پہیلی اور یہ خیال کہ قرآن مین کہین پتا بھی نہین پس اس حدیث کو قرآن
کے مخالف سمجھنا سراسر جہالت ہے جسمین فرق بین ہو معترض صاحب نے اسکو بھی بیباکانہ لکھدیا ہے تاکہ
عوام تصور کرین کہ مسائل حنفیہ بھی کیسے خوب ہین حالانکہ معترض صاحب کو حدیث کا مطلق علم نہین نہ سمجھتے
اور نہ تطبیق دینا جانتے ہین مگر محض حدیثونکی نقل کرنے مین تاجر ہین اور حنفیہ کچھ کہتے ہین اور یہ معترض صاحب
اونکی طرف سے اور کچھ اختراع کرتے ہین اور ناحق مسائل فقہیہ کے مطلب سمجھنے کا دم بھرتے ہین ٭
نا پسندہ خرد خرد بین ٭ مدعیت مسئلہ توئی جست چاق ٭ تو روی بہ بی تصدیق ٭ دوان پی [illegible]
فاین الوفاق ٭ قولہ تیسرا مسئلہ آیت اُمَّهٰتُکُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَکُمْ الخ اقول اس آیت سے بھی
نہین معلوم ہوتا کہ سوای ان دو قسم کے اور حلال ہین ایک شے کی حرمت بیان کرنے سے دوسری

پہنچا ہے اور باوجود جاننے کے ترک کر دیا اور یہی وجہ ہے اور بعض صحابہ کا تنبیہ کرنا نہایت مستبعد ہے اور جو
امام صاحب کی مراد اس قول سے کہ استسقا میں جماعت نہیں ہے یہ ہے کہ جماعت مع خصوصیات
ودیگر کے مسنون نہیں ہے نہ یہ کہ اگر شخص نماز پڑھیگا بطور نفل کے اور دعا اور استغفار کر لیگا تو جائز
ہے بلکہ مستحسن ہے اور احادیث جو استسقا میں مروی ہیں اضطراب سے خالی نہیں اور اکثر طرق
جنمیں خصوصیات اور کیفیات مذکور ہیں خالی از ضعف نہیں پس امام صاحب نے اوسکا خلاصہ اور
مقصود اصلی جو دعا اور استغفار ہے اخذ کر لیا ہے اور نماز کو سوای جماعت اور خطبہ جائز رکھا ہے بوجہ اخذ
اونکے کے امر یقینی کو اور فتوی نزدیک حنفیہ کے صاحبین کے قول پر ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے فعل سے خطبہ اور جماعت ثابت ہے اور خصوصیت کی کوئی دلیل نہیں پائی جاتی انتہی اور فتح القدیر
میں ہے کہ چادر پلٹنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بطور نیک فالی کے تھا چنانچہ اسکی تصریح مستدرک میں
جابر رض کی روایت سے آئی ہے اور وہ صحیح حدیث ہے فرمایا اونہون نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
چادر اسلیے قلب کی تاکہ قحط سالی منقلب ہو جاوے اور طوالات طبرانی میں انس رض سے روایت ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر کو پلٹا تا قحط سالی بدلکر ارزانی ہو جاوے اور مسند اسحق میں ہے کہ چادر کا قلب
اسوجہ سے تھا کہ سختی آسانی کیطرف منقلب ہو جاوے اور کتب اربعہ سے جو حدیث ابن عباس رض کی روایت
سے آئی ہے اگر وہ خطبہ پر دلالت نکرے تو کوئی اشکال نہیں ورنہ ترمذی نے گو صحیح کہا ہے مگر حاکم نے اوسپر سکوت
کیا ہے اور سکوت اونکا ضعف پر اس حدیث کے دلالت کرتا ہے اور حافظ منذری نے اسکو مرسل کہا
ہے اور مسند امام احمد میں جو روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آئی کہ استسقا کیواسطے تشریف
لائے پس نماز قبل خطبہ کے شروع کی اور امام محمد رح نے خطبہ کو استسقا میں مسنون نہیں کہا ہے تو معلوم ہوا
کہ یہ حدیث اونکے نزدیک ضعیف ہے اور تونے معلوم کر لیا ہے کہ حدیث کا ضعیف ہونا اسپر موقوف
نہیں کہ بعض راوی اسکے ضعیف ہوا کریں بلکہ علتیں ضعف حدیث کی اور بہت ہیں انتہی مختصرا
خلاصہ تحریرات یہ ہے کہ امام صاحب طریقہ مسنون ہونے کا انکار کرتے ہیں اور اسکے فی الواقع جب ولیہ الذی
مسنون کے یہ معنی ہونگے کہ اکثری ہو تو بیشک استسقا میں اکثر تو دعا اور استغفار فقط اعادہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بشرطیکہ اگر ثابت ہو جاوے اور کیونکہ سبب احادیث میں بہت فرق ہو گیا ہے
لہذا ایسے موقع پر کہ قرآن کے حدیث آحاد برخلاف ہو بہتر سمجھنا سہل ہے کہ یہ راوی سے کوئی غلطی سہو ہو گیا ہوگی
خدا کی طرف ایسی نسبت کرنی حضرات ظاہریہ ہی کا کام ہے یا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خبر آحاد
مخالف قرآن کی نسبت کرنی انھیں حضرات کا شیوہ ہے جنھوں نے احادیث میں ابن جہ کا غلو کیا ہے کہ اوسکے
مقابلہ میں قرآن کی کچھ بھی حقیقت نہیں سمجھتے اور ایک دو شخص کے قول کو خدا کے قول پر ترجیح دیتے ہیں
حالانکہ خدا کا کذب محال ہے اور راوی کا محال نہیں قرآن میں ابراہیم علیہ السلام کا قول انی سقیم
آیا ہے جسکے یہ معنی ہیں کہ تحقیق میں بیمار ہوں اور حدیث میں وارد ہے کہ ابراہیم علیہ السلام تین بار جھوٹ بولے
ہیں ایک تو اوسمیں یہی صورت ہے کہ اپنکو بیمار بتلایا اور امام فخر الدین رازی باوجود صحیح حدیث ہونے کے اسکے
انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پیغمبر کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنے سے مجکو یہ امر سہل معلوم ہوتا ہے کہ راوی
کی طرف نسبت کروں چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں قَالَ بَعْضُهُمْ ذٰلِكَ الْقَوْلُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ كَذِبَةٌ
وَرَوَوْا فِيْهِ حَدِيْثًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ مَا كَذَبَ اِبْرَاهِيْمُ اِلَّا ثَلٰثَ كَذِبَاتٍ
قُلْتُ لِبَعْضِهِمْ هٰذَا الْحَدِيْثُ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُقْبَلَ لِاَنَّ نِسْبَةَ الْكَذِبِ اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ لَا تَجُوْزُ فَقَالَ
ذٰلِكَ الرَّجُلُ فَكَيْفَ يُحْكَمُ بِكَذِبِ الرُّوَاةِ الْعُدُوْلِ فَقُلْتُ لَمَّا وَقَعَ التَّعَارُضُ بَيْنَ نِسْبَةِ
الْكَذِبِ اِلَى الرَّاوِيْ وَبَيْنَ نِسْبَتِهِ اِلَى الْخَلِيْلِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ مِنَ الْمَعْلُوْمِ بِالضَّرُوْرَةِ اَنَّ نِسْبَةَ
الْكَذِبِ اِلَى الرَّاوِيْ اَوْلٰى یعنی بعضوں نے کہا کہ یہ کہنا ابراہیم علیہ السلام کا جھوٹ ہے اور بیان کی اوسموں نے
ایک حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرمایا آپنے نہیں جھوٹ کہا ابراہیم نے مگر تین بار میں نے اوسکے کہا
حدیث قبول کرنیکے لائق نہیں اسلیے کہ جھوٹ کی نسبت ابراہیم علیہ السلام کی طرف جائز نہیں پس کہا
اوس شخص نے کیونکر حکم کیا جاوے ساتھ جھوٹ بولنے ثقہ راویوں کے میں نے کہا جبکہ درمیان نسبت کرنے جھوٹ کی طرف
راوی کے اور درمیان نسبت کرنی جھوٹ کی طرف ابراہیم خلیل اللہ کے تعارض واقع ہوا تو بالضرور جانا جاویگا
کہ نسبت جھوٹ کی طرف راوی کے بہتر ہے انتہی حاصل یہ ہے کہ حدیث میں سوائے ان دو قسموں کے
(جو قرآن شریف میں مذکور ہیں) آگے مخالف قرآن نہیں ہو سکتی ہے حکم اوسکا ہے اور وہ دلول ہو سکی ہو

مالوں ہوئے اور اونھوں نے اپنے سر کو اوٹھایا یا یہ گمان ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک
اوٹھایا ہے پس اونھوں نے بھی سر اوٹھایا یا آپنے سر کو موافق عادت روزمرہ رکوع کے اوٹھایا پس
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رکوع میں پایا پس رکوع کیا پس اسیطرح دوسری بار اور تیسری بار کیا پس
جو لوگ انکے پیچھے تھے اونھوں نے بھی ایسا ہی کیا اس گمان سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایسا کیا ہے پھر ہر ایک نے موافق اپنے گمان کے روایت کر دی اور ایسا اشتباہ جو لوگ آخر صف میں
ہوتے ہیں کبھی ہو جاتا ہے کیونکہ عائشہ رض تو عورتوں کی صف میں تھیں اور ابن عباس رض لڑکوں کی
صف میں تھے اور جو امر کہ اس تاویل پر دلالت کرتا ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مدینہ شریف میں سورج گہن کی ایک ہی مرتبہ نماز پڑھی ہے پس کل امور کا ایک مرتبہ میں ثابت ہونا محال ہے
پس معلوم ہوا کہ راویوں سے بوجہ اشتباہ کے اختلاف ہو گیا اور بعضوں نے کہا ہے کہ خود رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سر اوٹھاتے تھے تاکہ آفتاب کو دیکھیں کہ منجلی ہوا ہے یا نہیں پس بعضوں نے اسکو
رکوع گمان کر لیا پس اوسپر لفظ رکوع اطلاق کر دیا پس اون احادیث کی جو ہمنے روایت کی ہیں یہ حدیثیں
باوجود ان احتمالات کے معارض نہو نگی انتہی اب وہ حدیث سنیے جسمیں صریح فقط ایک رکوع کا ایک
رکعت میں کرنا ثابت ہے ابو داؤد اور نسائی اور شمائل ترمذی میں عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ
کہا اونھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گہن ہوا پس قیام کیا آپنے بہت دیر تک پھر
رکوع کیا بہت دیر تک پھر سر اوٹھایا پس ٹھہرے رہے بہت دیر تک پھر سجدہ کیا بہت دیر تک پھر سر اوٹھایا اور بیٹھے رہے بہت
دیر تک پھر سجدہ کیا بہت دیر تک پھر اوٹھے پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا اور حاکم نے بھی اس حدیث کو
روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ہر رکعت میں فقط ایک رکوع کیا اور ابو داؤد اور نسائی میں سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور نماز پڑھائی پس قیام کیا اور نمازوں سے بہت زیادہ کہ ہم آپکی آواز نہیں
سنتے تھے پھر رکوع کیا طول رکوع کہ ہمکو کچھ آواز آپکی نہیں آتی تھی پھر سجدہ کیا اور سجدوں سے زیادہ کہ
ہم آواز آپکی نہیں سنتے تھے پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا انتہی مختصرا اور بخاری میں ابو بکرہ

مگر حنفیہ کے قواعد اور کلیات ایسے نقص سے پاک ہین البتہ جو شخص حنفیہ کے مذہب سے آگاہی نہین رکھتا وہ
لاعلمی سے جو چاہتا ہی کہتا ہی مگر اسکا کچھ تعجب نہین اسواسطے کہ جب قرآن اور حدیث پر لوگون نے اعتراض کیے
ہین یہ جاہل مقلدین اور اپنے مجتہدین ہین ۔ مانجا اللہ والرسول معا ۔ من لسانی الو میں فکیف انا
اور اندھی کا خارج ہونا خود آیت ہی سے سمجھا جاتا ہی کیونکہ لفظ سعی اسمین موجود ہی اور ظاہر ہی کہ سعی
نابینا سے دور ہی مگر بااینہمہ حنفیہ کے نزدیک اگر یہ لوگ جمعہ مین شامل ہوجائینگے تو پھر ظہر کی نماز اونسے ساقط
ہو جائیگی اور لڑکا تو بالاجماع مرفوع القلم ہی اور حدیث مین بھی تین شخصونکے لیئے ارشاد ہی کہ اونسے قلم تکلیف کا
اوٹھا لیا گیا ہی ایک نابالغ دوسرا سویا ہوا تیسرا مجنون اسیوجہ سے حنفیہ اور شرط جمعہ کے موافق اور احادیث
کے بڑھاتے ہین چنانچہ حاکم کی شرط ابن ماجہ وغیرہ کی حدیث سے معلوم ہوتی ہی جابر بن عبداللہ سے
روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانو تم کہ اللہ تعالی نے تم پر جمعہ فرض کیا ہی میرے اس مقام
مین اور میرے اس دن مین اور میرے اس مہینے مین اور میرے اس سال مین قیامت تک پس جو شخص اوسکو
ترک کریگا میری زندگی مین یا بعد میرے اور حال یہ ہی کہ واسطے اوسکے امام عادل یا جابر ہوگا واسطے آسان سمجھنے
اوسکے اور انکار اوسکے کے پس نہ جمع کرے پریشانی اوسکی اور نہ برکت دے اللہ اوسکے کام مین خبردار نہیں ہی
نماز اوسکی اور نہ زکوۃ اوسکی اور نہ حج اوسکا اور نہ روزہ اوسکا انتہی مختصرا اور کہا شیخ الاسلام عمدۃ
المحدثین علامہ عینی نے یہ حدیث بوجہ کثرت طرق اور وجوہ متعددہ کے روایت کی گئی ہی اسیوجہ سے تحقیق
قوی ہی پس حجت ہونے سے منع نہین کرتی انتہی اس حدیث سے شرط ہونا حاکم کا واسطے جمعہ کے ثابت ہوا کیونکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس حال مین کہ امام عادل یا جابر ہو ترک کرنے جمعہ پر وعید فرمائی پس معلوم ہوا
کہ امام یعنی حاکم کا ہونا جمعہ کے واسطے شرط ہی مگر حنفیہ نے تو ہندوستان مین بھی باوجود مسلمان حاکم
نہونیکے جمعہ کا فتوی دیا ہی اور کہتے ہین کہ اہل اسلام جمع ہوکر جسکے پیچھے جمعہ پڑھینگے وہی امام ہی مگر حدیث
سے معلوم ہوتا ہی کہ امام کے معنی حاکم کے ہین کیونکہ صفت اوسکی عادل یا جابر مذکور ہی یہ صفت
حکام مین ہوتی ہی نہ سچے امام کے واسطے کہنا مجمل ہی مگر احتیاطا متاخرین حنفیہ نے حاکم کی قید کو بھی
ادا کیا ہی ... سے ثابت ہی معلوم ہوتا ہی جو امام صاحب کی شرط ہی اور حسن بصری سے بھی منقول ہی

ابن ماجہ
ابو یعلی
[illegible]
[illegible]
بیہقی

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا و لیکن گواہ لانے مدعی پر ہین اور قسم کھانی مدعا علیہ پر ہے انتہی اور اللہ تعالی
فرماتا ہے وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ یعنی دو مرد
گواہ طلب کرو پس اگر دو مرد نہون تو ایک مرد اور دو عورتین ہون انتہی اور شاہد اور یمین کی حدیث کو
علامہ زیلعی نے لکھا ہے کہ یحیی ابن معین نے اسکو رد کیا ہے اور سہیل نے اسکا انکار کیا ہے پس بعد انکار راوی کے
حجت نہین ہو سکتی علاوہ اسکے یہ بھی احتمال ہے کہ معنی اس حدیث کے یہ ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایکبار قضا جنس شاہد سے حکم کر دیا اور کبھی یمین سے حکم کیا پس اس حدیث سے دونونکا جمع کرنا ایک
شخص مین نہین پایا گیا اور مثال اسکی ایسی ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ زید گھوڑے اور خچر پر سوار ہوا اور مراد
علی التعاقب ہوتی ہے اور اگر تسلیم بھی کیا جائے کہ یہ حدیث جمع کو مقتضی ہے مگر مدعی کی یمین پر کہان سے
دلالت کرتی ہے بلکہ جائز ہے کہ قسم مدعا علیہ کی مراد ہو اور ہم اسکے قائل ہین اسلیے کہ ایک گواہ کا اعتبار نہین
عدم و وجود اوسکا برابر ہے پس مدعا علیہ کی قسم پر رجوع کیا جائیگا واسطے عمل کرنے کے مشہور احادیث پر
انتہی حاصل کلام یہ ہے کہ اول تو شاہد و یمین کی حدیث مین بعضون نے کلام کیا ہے اور قطع نظر اسکے اس حدیث
مین بہت احتمال ہین پس خواہ مخواہ ایک احتمال کو خاص کرکے مخالف حدیث مشہور اور قرآن کر دینا اچھا
نہین بلکہ حدیث اور قرآن سے ثابت ہو گیا کہ دو گواہ ضرور ہین مگر گواہ دونون مدعی پر ہین اور قسم مدعا علیہ
پر اس تقسیم سے معلوم ہوا کہ دونون چیزین ایک مین جمع نہونگی جیسے مدعا علیہ کے گواہ مسموع نہونگے ایسے ہی
مدعی کی قسم کا اعتبار نہوگا پس اگر شرکت لیجائیگی تو منافی تقسیم کے ہو جائیگی پس باوجود احادیث مشہور کے
اور دلالت قطعی آیت کے نہ ماننا اور اس حدیث کے ظنی معنونکو حجت گردانا پھر مریدی بران امام صاحب
کو جو موافق حدیث اور قرآن کے ہی مخالف جاننا بجز تعصب اور کج فہمی کے کوئی بات نہین ہے
مسئلہ ہشتاد و سوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابونمین لکھا ہے کہ سورج گہن کی نماز **قال** تعصب کیوجہ سے اسپر گفتگو کیا ہے
ہر رکعت مین ایک ہی رکوع ہے الخ مسئلہ ہشتاد و چہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابونمین لکھا ہے کہ نماز گہن مین حنفیہ قائل ہین الخ
مسئلہ ہشتاد و پنجم شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابونمین لکھا ہے کہ گہن کی نماز مین قرات آہستہ پڑھنی چاہیے اور
یہ مذہب امام اعظم رحمہ اللہ کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے بخاری اور مسلم سے الخ **اقول** فتح المنان

ثم اكل سويقا ثم صلى المغرب ولم يتوضأ وفي معناه احاديث كثيرة كحديث الجمع بين
الصلاتين بعرفة والمزدلفة وسائر الاسفار والجمع بين الصلوات الفائتات يوم الخندق
وغير ذلك یعنی دلیل جمہور کی احادیث صحیحہ ہین کہ اونمین سے ایک تو یہی حدیث مسلم کی اور دوسری حدیث
انس کی صحیح بخاری مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے واسطے ہر نماز کے اور ہم لوگونکو ایک
وضو جبتک حدث نکرے کافی ہوجاتا تھا اور تیسری حدیث سوید بن نعمان کی کہ صحیح بخاری مین آئی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی پھر ستو کھائے پھر مغرب کی نماز پڑھی اور وضو نہ کیا
اور اسی معنی کی بہت حدیثین وارد ہین جیسے حدیث جمع بین الصلاتین عرفہ اور مزدلفہ مین اور تمام
سفرونمین اور حدیث جمع قضا نمازونکی دن خندق کے اور سوا اسکے موجود ہین انتہی اسیطرح کی حدیثین
ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ وغیرہ تمام کتب حدیث مین موجود ہین اور داود ظاہری جو فرقہ ظاہریہ کے
مقتدا او پیشوا ہین وہ ہرگز جائز نہین رکھتے کہ ایک وضو کی نمازونکو کافی ہوجاے بلکہ ہر نماز کے واسطے تازہ
وضو واجب جانتے ہین پس فرقہ ظاہریہ کو مناسب تھا کہ یہ تمام حدیثین اور اجماع امت اسمین نقل کرتے
اور کہتے کہ یہ مسئلہ اونکا صحیح احادیث اور اجماع صحابہ اور تابعین کے برخلاف ہی امام صاحب کا کچھ قصور نہین
بلکہ ہر ایک کا ماخذ موجود ہی ونہ کوئی مخالفت حدیث سے پاکدامن نہین اگر ایک حدیث کے موافق ہی تو دوسری کے
مخالف ہم تو اسمین کسیکا حال ظاہر کرنا اچھا نہین سمجھتے ورنہ اس قسم کی مخالفت کو قابل جہنم نعوذ باللہ
جانتے ہین اگر ہمارا خدانخواستہ معترض صاحب کا سا عقیدہ بھی ہوتا تو پھر ہم تو ایسی غلطی دس لکھ کی
لکھوں تک پہونچایا ہوتا شاید اسیلیے فقط ہم اشارہ پر اکتفا کر جاتے ہین اگر معترض صاحب زیادہ چون و چرا کرینگے
تو پھر اونکو مشکل پڑجائیگی اور انشاء اللہ جس قدر دقتین ہین وہ جب طلینگے ہم اونکا پیچھا نچھوڑینگے اور جواب صواب سے
منہ نموڑینگے ؎ میدان ہی کاغذ تو قلم اپنا ہی چوگان * ہان مرد جو ہو آئے مقابل مین مرے یان
اگر اونکو ان مسائل مین شبہ ہوتا تو مناسب تھا کہ الفاظ مذاہب لکھکر رفع اشتباہ کر لیتے خلاصہ
یہ ہی کہ داود ظاہری باوجود کثرت احادیث کے اس آیت کو باوجود خاص ہونیکے تمام لیتے ہین اور منسوخ ہونا
قرآن کا حدیث سے جائز نہین رکھتے چنانچہ تفسیر کبیر مین اونکا مذہب مع جواب مفصل موجود ہی مگر تعجب یہ ہی

العلانیۃ سبعون ضعفاً ولقد کان المسلمون یجتہدون فی الدعاء وما یسمع لہم
صوت ان کان الا ہمساً بینہم وبین ربہم وذلک ان اللہ سبحانہ یقول ادعوا ربکم
تضرعاً وخفیۃ وان اللہ تعالیٰ ذکر عبداً صالحاً ورضی فعلہ فقال اذ نادی ربہ نداءً
خفیاً انتہیٰ یعنی خفیہ کے معنی سر کے ہین کہا حسن بصری نے درمیان پوشیدہ اور ظاہر دعا کے ستر حصہ ہین اور تحقیق تھے
جمیع مسلمان کوشش کرتے دعا مین اور نہین سُنی جاتی تھی آواز اونکی آواز نہین تھی مگر آہستہ درمیان اونکے
اور پروردگار اونکے کے اور یہ اسلیے کہ خدای تعالیٰ فرماتا ہی دعا کرو پروردگار اپنے سے خشوع کرتے ہوے اور آہستہ
اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے بندۂ صالح کا ذکر کیا اور اوسکے فعل سے راضی ہوا پس فرمایا جسوقت دعا کی اوسنے پروردگار
اپنے سے دعای خفی انتہی اسیطرح تفسیر کشاف وغیرہ مین لکھا ہی پس باوجود اجماع لغت اور تفسیر کے معترض صاحب
وہی دلیل کیے جاتے ہین جو جہر کو شامل ہو اور اپنی رای کے مقابل سب کو بالای طاق رکھدیا اگر ذرا انصاف کی
کسیکو تلاش ہو تو معترض صاحب کے یہان آپ بوٹ باندھے ہزار سن چالین چلتے ہین مگر کوئی چال اونکی قرآن اور
تفسیر کے مقابلہ مین نہین چلتی اس آیت مین گفتگو کرکے نہایت مضطرب ہوگئے ہین برابر تاویلین کرتے
ہین حیلے بہانہ کرتے ہین مگر حق بات مخفی نہین رہتی کوئی عاقل ان تاویلات رکیکہ کو پسند نہین کرتا
مگر وہ مجبور ہین کیا کرین حالت مخمصہ اور اضطرار مین آدمی معذور ہوتا ہی اسکے بعد فرماتے ہین کہ اگر فرض بھی
کیا جاوے کہ اس آیت سے مراد ایسی آہستگی ہی جسمین آواز نہ نکلے تو بھی حکم آمین کا اس سے مستثنیٰ اور مخصوص ہوسکیگا
جواب اسکا یہ ہی کہ جبتک معترض صاحب کسی حدیث سے یہ امر ثابت نہ کردینگے کہ جہر آمین اور بعض دعا جو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہی بطور تعلیم نہ تھا ہرگز آیت مخصوص نہین ہوسکتی ہم بعض اوقات جہر
دعا کے خود قائل ہین سو یہ بوجہ تعلیم صحابہؓ کے تھا اور دلیل اسپر یہ ہی کہ اکثر جہر سے دعا کا پڑھنا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین ہوتا بلکہ بعض خاص وقائع مین ثابت ہی اوس سے قرآن کی کیونکر تخصیص
ہوکر جہر مسنون ہوسکتا ہی بلکہ اکثر دعائین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آہستہ ہی فرمائی ہین بعض
اوقات جہر کسی غرض سے خلاف قرآن نہین ہوسکتا بلکہ خود احادیث اور آثار بھی ہمنے بیان کردیے
جس سے ثابت ہوگیا کہ دعا کا اخفا کرنا بہتر ہی پس تنازع فیہ فقط یہ امر ہی کہ آمین کا جہر کثری ثابت نہین

علیہ وسلم او رصحابہ کا عمل تھا مگر حضرات ظاہریہ بعینہ اسی شوق سے صریح آیت اور حدیث کو باطل کرتے
ہیں اور آیت و رحدیث میں تناقض پیدا کرتے ہیں خود تو دعوی کرتے ہیں کہ آیت و رحدیث کو
مطابق کرنا چاہیے مگر خود کار بند ہو سکے نہیں فی الانصاف کرنا چاہیے کہ آیت میں صریحاً لفظ خفیہ موجود
ہے اور آمین کا دعا ہونا لغات و کلام عرب پر موقوف ہے کچھ حدیث و قرآن الفاظ کے معنی بتلانے کو
(اس لفظ کے دعا کے معنی ہیں یا نہیں) موضوع نہیں بلکہ واسطے تعلیم احکام کے وارد ہیں قرآن اور
حدیث کچھ لغت نہیں کہ معترض صاحب اس میں آمین کے معنی تلاش کریں آمین کے معنی لغت میں دیکھیے
ہوتے کہ دعا کے ہیں یا نہیں تمام لغت کی کتابوں میں آمین کے معنی دعا اور اسم باری تعالی کے موجود
ہیں اسی لیے علما تابعین نے بیان کر دیا کہ یہاں آمین کے معنی دعا ہیں فقط ایک معنی کے حصر کرنے میں اونکی رائے
ہے اسکو کوئی اگر تسلیم نہ کرے اور کہے کہ دوسرے معنی بھی آئے ہیں تو کچھ مضایقہ نہیں مگر نفس ان معنوں کا انکار
کرنا اور حدیث اور قرآن میں اوسکی سند طلب کرنا چہ خوش گفتست سعدی در زلیخا کے قبیل سے
ہوگا جیسے قرآن میں تبیاناً لکل شیء آیا ہے اور اسیطرح جناب باری نے ولا رطب ولا یابس الا فی
کتاب مبین فرمایا ہے جسکے معنی ہیں کہ قرآن میں رطب و یابس ہر شے کا بیان ہے اور مراد اوس سے احکام اجمالی
و تفصیلی ہیں یہ معنی نہیں کہ آمین اور دیگر الفاظ لغت کے معنی ہیں پس جب آمین کے معنی دعا کے لیے جاوینگے
تو یہ آیت صریح اخفا پر دلالت کرتی ہے اور اگر نام خدا معنی خدا کے ناموں سے مراد ہے تو دوسری آیت واذکر ربک
فی نفسک سے اخفا اسکا لازم ہوگا اگر اس امر کو واسطے وجوب کے نہ لیا جاویگا چنانچہ مذہب جمہور ہے تو
استحبابی لینا ضرور ہے ورنہ آیت بیکار ہو جاویگی اور در صورتیکہ حدیث او رفعل صحابہ بھی اخفاے آمین
میں موجود ہے تو اس صورت میں آیت اور حدیث میں زیادہ موافقت ہوگی بخلاف آیت میں اخفا کے
معنی کو خلاف لغت لینا اور حدیث اور فعل صحابہ کو بھی ترک کر دینا لازم آویگا ہماری رای میں حدیث
اور قرآن میں پوری پوری تطبیق بھی ہوگی کہ آیت بوجہ قطعی الدلالت ہونے کے ماول نہو اور جہر کی حدیث
بعض اوقات پر محمول کیجاوے ورنہ جہر آمین لینے میں آیت اور حدیث اور افعال صحابہ کے کوئی وجہ معلوم
نہیں ہوتی بجز اسکے کہ تاویل در تاویل کرتے چلے جاو جیسے کہ معترض صاحب کو مشکل پڑ گئی ہے کہ آیت

آتے ہیں جناب من آپکی سمجھ میں معنی آیت کے نہیں آئے یا آپ دیدہ و دانستہ اوسکے برخلاف کرتے ہیں کیونکہ آپکے نزدیک حدیث کتاب اللہ سے مقدم شمار کیجاتی ہے کتاب اللہ کو تو آپ صاحبوں نے بالکل بالائی طاق رکھدیا ہے اگر کوئی بخاری کی حدیث کی سند بیان ہو تو جتنا اوسکا آپکے نزدیک اعتبار ہوگا ہرگز آیت قرآن کا گو کیسی قطعی الدلالۃ ہو ایسا اعتبار نہوگا آپ تو ضعیف حدیثوں سے استدلال کرتے ہو اور دوسرا جو صریح قرآن کی آیت پیش کرے تو اوسکو قابل استدلال نہ سمجھو گویا قرآن محض تلاوت ہی کیواسطے نازل ہوا ہے احکام کا استدلال اوس سے صحیح نہیں باوجودیکہ الفاظ کلام اللہ بعینہٖ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آجتک متواتر ہو چلی آئی ہیں اور احادیث میں یہ بات میسر نہیں بلکہ اونمیں اس درجہ کا اختلاف ہے کہ بیان سے باہر احاد ضعیفہ تو درکنار احادیث صحیحہ کہ جنکے تمام راوی ثقہ ہیں اونمیں اس درجہ کا اختلاف ہے کہ جبتک کوئی بڑا ماہر نہو غرض نبوی صلی اللہ علیہ وسلم معلوم نہیں کر سکتا پس حیف ہے کہ احادیث ضعیفہ تو ایک وسیلہ کی مؤید ہو جائیں اور قرآن کی آیت کو تایید میں کچھ دخل نہو بخاری کو بعد کتاب اللہ علمانے لکھا ہے مگر حضرات تو قبل کتاب اللہ سمجھتے ہیں چنانچہ کتابیں اونکی موجود ہیں اور مشتی نمونہ از خروارے یہی معترض صاحب کی کتاب کو ملاحظہ کرلیجئے کہ آیت کو حدیث کے مقابلہ میں نہیں مانتے آیتاں تو ایسی تاویلیں گڑھتے ہیں جو کوئی ابلہ بھی اوسکو پسند نہیں کریگا اور احادیث کے الفاظ کو یوں جانتے ہیں کہ بلاواسطہ ہمکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہونچے ہیں اور یہی الفاظ بعینہٖ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہیں خدا جانے اونکے رائی ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے یہی الفاظ اور اونسے یہی غرض ہے یا اونھوں نے کوئی خواب دیکھا ہے اپنے خیال خام میں خوش ہیں بھلا آمین کے بارہ میں اکیس حدیثیں بڑا ناز ہے اگر سطلق آمین مراد ہیں تو اسکو ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آمین کی فضیلت اور اخفا اور جہر میں اس سے کلام نہیں ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ جہر آمین میں اکیس حدیثیں ہیں چنانچہ معترض صاحب کے قول سے یہی معلوم ہوتا ہے تو یہ قول محض لغو اور بالکل بے اصل ہے چنانچہ پہلے ہم اسکو بیان کرگئے ہیں اونمیں بجز ابوہریرہؓ اور وائل بن حجرؓ کی حدیث کے کسی اور حدیث سے جہر ثابت نہیں ہوتا اور علیؓ کی حدیث تو بزعم اونکے ثابت ہوتی ہے چنانچہ کئی کتابوں سے سند اوسکی لکھدیا ہے اور بعض صحابہؓ

ڈرتے ہیں کہ اللہ نے اوس شے کا حکم نہیں دیا بلکہ اونھون نے اونکو اپنا امام اور پیغمبر سمجھ لیا ہے وہ لوگ سلطان
نہیں مشرک ہیں وہ ظالم اور بڑے بے انصاف ہین اگر خدا نے فیصلہ دن قیامت کے مقرر کیا ہوتا تو ابھی ان
لوگونکا فیصلہ ہو جاتا اور عذاب دردناک ونیز آجاتا مگر قیامت کو ہوگا مگر دا اوو ظاہری اعمدہ جو نے
نذیر حسین صاحب نے تو ائمہ کی نسبت ایسا نہیں کہا جیسا کہ حشرات الارض انکے اتباع کرنے والون نے ایدا ہے
نہ کرنے کو موجب ثواب سمجھا ہے ایسے لوگونکو بہت برا تو نصیب ہونی بھی مشکل ہے مانو ہر طرح کی ناخالی نجات کا
دنیا یا دین مین انشاء اللہ اسکا مزہ چکھین گے غرض کہ دلیل حنفیہ ہر طور قوی معلوم ہوتی ہے ہدایہ مین
مین لکھا ہے ولنا حدیث وائل انہ علیہ السلام قال امین وخفض بہا صوتہ رواہ احمد
وابوداؤد والدارقطنی وقال عمر بن الخطاب یخفی الامام اربعا التعوذ والبسملۃ وامین
وربنا لک الحمد ویروی مثل قولہ عن جماعۃ من الصحابۃ بعضھم یقول اربعۃ
تخفیھن الامام وبعضھم یقول خمسۃ وبعضھم یقول ثلثۃ وکلھم یعد
التامین منہا ولانہ دعاء فیکون مبناہ علی الاخفاء یعنی ہماری حجت حدیث وائل
حجر کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی اور اخفا کیا اوسکو روایت کیا اسکو امام احمد اور
ابوداؤد اور دارقطنی نے اور فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے چار چیزونکو امام اخفا کرے اعوذ باللہ اور بسم اللہ
آمین اور ربنا لک الحمد اور مثل اسی قول عمر کے صحابہ کی ایک جماعت سے روایت ہے بعضے کہتے ہین کہ چار چیزونکو
امام اخفا کرے اور بعضے کہتے مین پانچ چیزونکو خفی کرے اور بعضے تین کہتے ہین اور کل اونکی آمین کو
اون مین شمار کرتے ہین اور اسلیے کہ آمین دعا ہے پس بنا اوسکی اخفا پر ہوگی انتہی اور حاکم نے اخفا آمین کی
حدیث کو صحیح الاسناد کہا ہے پس حنفیہ کا قول موافق آیت تو ظاہر ہے اور حدیث صحیح اور فعل صحابہ کے بھی موافق
ہوا پس جہر کی کوئی صورت باقی نہ رہی مگر واسطے تعلیم کے احیاناً صادر ہوا ہو لہذا جسنے حنفیون پر
اعتراض کیا اوسنے سوای اپنے امام کے (کہ شاید داؤد ظاہری یا راوی یہان سمجھا ہے) سبکا خلاف کیا خدا
مخالف تو صاف صاف وہ شخص ہو گیا اور پیغمبر کی بھی مخالفت ظاہر ہے پس اعتراض کسی پر جو اتھا
کسی پر نہ تھا کی نوبت مکر آمدی اصول + بابت شرم از حق خدا اسے وز رسول

مذہب اخفائی امین حنفیہ الصلوٰۃ

ہوتی ہی اور حدیث آحاد مفید ظن ہی قطعی کو چھوڑ کر فقط ایک شخص کی خبر کو کہ اوسمین بہت سے احتمالات ہین
تسلیم کر لینا نہ چاہیے یعنی اگر صریح آیت کے ایک شخص کی خبر برعکس ہو تو اوسوقت آیت قرآنی پر عمل کرنا چاہیے مطلق
خبر نہیں ورنہ اعتراض کرتے (تھے) مگر اونکے شیوہ قدیم اور عادت ذمیم سے کچھ بعید بھی نہیں کیونکہ جس شخص نے باوجود ہونے
احادیث مرفوعہ اور عمل صحابہ رض کے سو مسلونکو بیدھڑک قلمبند کر دیا اور کچھ خدا کا خوف نکیا پھر مدعی ہی ان کو
مخالف حدیث اور قرآن بتلا دیا اور پھر ان مسائل کی وجہ سے جسقدر طعن اور تشنیع ائمہ مجتہدین پر کی ہی گویا اپنی
خباثت تعصب مذہبی کی داد دی ہی ایسا شخص جو کچھ لکھے تھوڑا ہی اسیوجہ سے ہمکو تو اوسکے ایمان میں شک معلوم ہوتا ہی
کیونکہ اس ظفر مبین میں اونھون نے دربردہ صحابہ رض اور تابعین بلکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں سوء ادبی
کی ہی حال آنکہ اس مسلہ کو آمین میں کچھ تعلق نتھا خود بخود حنفیہ کیطرف سے ضعیف جواب گڑھکر اوسکا جواب
الجواب معترض صاحب دینے لگتے ہین پھر تعجب یہ ہی کہ حنفیہ کے مسلک شرعی سے بالکل آگاہی نہین بجز نواب صاحب
امیر بھوپال کے رسالون کے کسی محقق کی کتاب بلاحظہ سامی سے ہنوز نہین گذری مگر دخل در معقول دینے کو آمادہ ہین
چنانچہ سمجھنا اوسکی آگے آتی ہی چنانچہ فرماتے ہین کہ ہم امام اعظم کے مقلد اگر نماز مین آمین پکار کر اسلیے نہین کہتے
کہ الجہر جواب اسکا یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پکار کر آمین بعض اوقات میں ثابت ہوتی ہی اسکے سوا اگر
آپکے پاس کوئی سند ہو تو لائیے فَأْتُوْهَا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ورنہ صحابہ رض کا فعل ہرگز اخفا نہو
اور گفتگو استحباب اور عدم استحباب میں ہی حنفیہ جہر آمین کو جائز جانتے ہین مگر مستحب نہین جانتے البتہ اگر کوئی
بطور تعلیم جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہر کیا ہی کریگا تو کوئی قباحت نہین مگر آجکل ظاہر ہی کہ تعلیم کی
کوئی ضرورت نہین ہی سبکو یہ احکام معلوم ہین لیکن جسقدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا ہی
وہ بیشک موافق مرضی خدای تعالی کے ہی اور اوسمین جو غلو اور ترقی ہو گئی ہی پہر گز رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا فعل ثابت نہین ہوتا پس حنفیہ کو جہر کی حدیث گو اوسمین کلام ہی اور اخفا کی حدیث صحیح الاسناد
بقول عالم ہی یا ایہمہ اسکا اقرار ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کبھی جہر بھی صادر ہوا ہی تاکہ اخفا
اور جہر کی حدیثون مین تطبیق ہو جاے اور فعل صحابہ رض بھی بجا ہی خود رہے لیکن جسکا حنفیہ انکار کرتے ہین وہ امر حدیث سے
ثابت نہین اور جسکا اقرار کرتے ہین وہ حدیث سے تو ثابت ہوتا ہی مگر معترض صاحب کے کہ اپنے دعوی کو دیدہ

عمل اکثروں کا ہے اور تحقیق اشارہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف صحابی و تابعی کے ساتھ قول اپنے کے کہ
خوشخبری ہو اوس شخص کو کہ دیکھا اوسنے مجکو اور اوس شخص کو کہ دیکھا اوسنے اوسکو جسنے مجکو دیکھا ہے پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط دیکھنے پر اکتفا کی ہے میں کہتا ہوں کہ اس تعریف سے امام اعظم رح سلسلۂ تابعین
مین داخل ہین اسلیے کہ اونھون نے انس رض اور سوا اونکے اور صحابہ کو دیکھا ہے چنانچہ ذکر کیا اسکو شیخ جزری نے
اسمای رجال قرا مین اور تورپشتی نے تحفۃ المسترشدین مین اور صاحب کشف نے کشاف کے سورۂ مؤمنین مین اور
صاحب مرآۃ الجنان وغیرہم نے علمای معتبرہ سے پس جس شخص نے امام صاحب کے تابعی ہونیکی نفی کی یا اوسنے
قصور نظر کے یا بوجہ تعصب شبہ کیا ہے انتہی اور ابن جوزی نے تلقیح میں لکھا ہے ابو حنیفۃ لم یسمع من
احد من الصحابۃ وانما رای انس بن مالک بعینہ یعنی امام صاحب نے نہین سماعت کی کسی صحابی سے
بلکہ انس رض کو دیکھا ہے انتہی اور جلال الدین سیوطی تبییض الصحیفہ مین لکھتے ہین کہ حافظ ابن حجر عسقلانی سے
امام صاحب کی روایت صحابہ و تابعین سے سوال کیے گئے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ نے ایک جماعت صحابہ کا زمانہ پایا اسلیے
کوفہ مین ولادت اونکی سن اسی ہجری مین ہوئی ہے اور وہان عبد اللہ بن ابی اوفی تھے کیونکہ وفات اونکی بعد
اس سن کے ہے اور اوسوقت بصرہ مین انس بن مالک تھے کیونکہ وفات اونکی سن نوے مین یا اسکے بعد ہے اور ابن سعد
نے ایسی سند سے جسمین کوئی حرج نہین روایت کی ہے کہ امام صاحب نے انس رض کو دیکھا ہے اور سوا ان دو کے اور
صحابہ بھی چند شہرون مین زندہ تھے انتہی مختصرا اور قاسم نے معجم مین لکھا ہے کہ ان علمای ثقہ دارقطنی اور ابن سعد
اور خطیب اور ذہبی اور ابن حجر اور ولی عراقی اور سیوطی اور علی قاری اور اکرم سندی اور ابو معشر اور حمزہ اور یافعی
اور جزری اور تورپشتی اور ابن جوزی اور سراج صاحب کشف الکشاف نے امام صاحب کے تابعی ہونے پر تصریح کر دی
ہے اور جنہون نے انکار کیا ہے اونہین نے انکو صحابہ سے روایت کرنیکا انکار ہے اور دوسری جماعت محدثین اور مورخین
نے بھی اسکی تصریح کی ہے اور ہمنے عبارتین انکی بوجہ طول کلام کے ترک کردین اور جو کچھ ہمنے نقل کیا ہے بعض
ان کتابون سے نقل کیا ہے بجہت اعتماد نقل دوسرون کے نہین کیا اور جو شخص ان کتابون مذکور کو دیکھیگا ہماری نقل کی
تصدیق ہو جاویگی لیکن انتقال اقتضا ہما ہے کہ اسی باب مین اثبات بیشمار ہے اور جسنے مورخین مین سے امام صاحب
کی تابعیت کا انکار کیا ہے وہ شخص اعتماد اور قوت حفظ اور وسعت نظر مین ان مثبتین تابعیت کے مرتبہ کو

تنزی کیونکہ جلیت اوس قول سے ہوسکتی ہی دوسری شی کے حکم سے وہ قول ساکت رہتا ہی جبتک
دوسرا حکم اوس دوسری شی کے واسطے نہو اول حکم اسکے واسطے کافی نہوگا جسمین وہ حکم وارد نہین اور
رہیگا پس جو احکام قرآن مین مذکور نہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی تصریح کردی ہے
اونکو تسلیم کرلینا عین ایمان ہی ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم جو قرآن مین موجود ہے بیجا
ہی بیکار ہوگا پس جب ہمکو یہ معلوم ہوجاے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قول بیشک فرمایا ہی
اوسوقت موافق آیت کے اطاعت واجب ہی لیکن اگر ہمکو اوسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے
ہونے مین یقین نہو اور پھر آیت کے وہ قول مخالف بھی ہو تو اوسوقت ہم اوسکو اس حیثیت سے ترک نہین کرتے
کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہی بلکہ بوجہ عدم تیقن ارشاد ہونے کے آیت پر ترجیح نہین دیتے
ورنہ جس شخص نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کوئی ایسا ارشاد سُنا کہ وہ اپنے
معنی مین قطعی الدلالۃ ہی تو اوس شخص کو اوسپر عمل کرنا واجب ہوگا گو کتاب اللہ کے مخالف ہو اسلیے کہ اوسوقت
اوسے نسخ کتاب سمجھا جائیگا پس جو حدیثین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہین اسی وجہ سے
اونمین تفصیل کیجاتی ہی کہ ایک حدیث متواتر کہلاتی ہی جسکے اسقدر راوی ہر زمانہ مین چلے آئے ہون
کہ اونکا کذب پر مجتمع ہونا عقل محال تصور کرتی ہو اور دوسری حدیث مشہور ہی کہ ابتدا مین تو اوسکو
ایک دو نے بیان کیا پھر وہ حدیث اسقدر پھیلی کہ اوسے صحابہ رض اور تابعین وغیرہ اوسکو برابر روایت کرتے
چلے آئے کہ اونکا کذب پر مجتمع ہونا محال ہو پس ان دو قسمون سے قرآن کی آیت منسوخ ہو جاتی ہی
اور تیسری قسم حدیث آحاد ہی جسکے ایک دو راوی ہون یہ قسم موجب ظن ہوتی ہی اگر مخالف قرآن
ہوگی تو آیت اوسکی وجہ سے منسوخ نہین ہوگی بلکہ عمل آیت پر کہ یقینی ہی کیا جائیگا اور حدیث ظنی میں
تاویل معقول کردیجائیگی پس حدیث آحاد بوجہ ہونے بہت سے واسطون کے ترک کیجائیگی کیونکہ بلاواسطہ علم
مین اور علم بواسطہ مین فرق ظاہر ہی اور اگر مخالف قرآن وہ حدیث نہوگی تو اگرچہ وہ ظنی ہی عمل کرنا
واجب ہی اور یہ امر بدیہی ہی کہ بلاواسطہ علم اور بواسطہ تواتر موجب یقین ہوتا ہی اور اگر ایک دو شخص
کسی بات کو بیان کرین تو اونکے بیان مین ضرور کوئی وجہ ہوگی ورنہ خلاف تواتر واقع نہوتا پس رسول اللہ

علیہ الصلوٰۃ والسلام خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم رواہ الشیخان یعنی تحقیق ثابت ہو گیا امام صاحب کا بعض صحابہ کو اور اختلاف کیا گیا ہے روایت کرنے مین امام صاحب کے صحابہ سے اور اعتماد کیا گیا ہم ثبوت روایت کا چنانچہ بیان کیا مینے اسکو مسند الامام شرح مسند الامام مین وقت اسناد اونکی ہکے طرف بعض صحابہ کرام کے پس امام صاحب تابعین کبار سے ہین جیسا کہ بڑے بڑے علما نے ثابت کیا ہے فی الذین اتبعوہم باحسان کے تحت مین اور عمومیت قول علیہ السلام خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم مین تصریح کر دی ہے جو روایت کیا اس حدیث کو بخاری و مسلم نے انتہی اور مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی صاحب جنا صاحب غفار الغی کے جواب مین لکھتے ہین وَاَمَّا ثَانِیًا فَھُوَ اَنَّ عِبَارَتَہٗ ھٰذِہٖ تُوْھِمُ اَنَّ الْحَنَفِیَّۃَ مُقْتَصِرُوْنَ عَلٰی اِثْبَاتِ الْمُعَاصَرَۃِ وَلَیْسَ کَذٰلِکَ فَاِنَّ اَکْثَرَھُمْ بَلْ کُلَّھُمْ ذَھَبُوْا اِلٰی رُؤْیَۃِ الصَّحَابَۃِ وَاِنَّمَا اخْتَلَفُوْا فِیْ رِوَایَتِہٖ عَنِ الصَّحَابَۃِ فَجَمْعٌ مِّنْھُمْ نَفَوْھَا کَجَمْعٍ مِّنَ الْمُحَدِّثِیْنَ وَجَمْعٌ مِّنْھُمْ اَثْبَتُوْھَا وَقَالُوْا ھُوَ الْمَذْھَبُ الْمَتِیْنُ وَلَقَدِ اقْشَعَرَّ جِلْدِیْ وَتَوَحَّشَ فُؤَادِیْ حِیْنَ رَاَیْتُ عِبَارَۃَ الْاَبْجَدِ وَمَا فَہِمْتُ مِنْ فَحْوَاھَا اَنَّھَا تَجَاوُزٌ عَنِ الْحَدِّ وَھُوَ الَّذِیْ اَزْعَجَنِیْ اِلَی الْجَمْعِ نُبَذًا مِّنْ مُّسَامَحَاتِہٖ فِیْ تَصَانِیْفِہٖ لِئَلَّا یَغْتَرَّ الْجَاھِلُوْنَ بِاَمْثَالِ ھٰذِہِ الْکَلِمَاتِ فِیْ تَالِیْفَاتِہٖ وَاللّٰہَ اَسْاَلُ اَنْ یُّجَنِّبَنِیْ وَیُجَنِّبَہٗ مِنْ اَمْثَالِ ھٰذِہِ الْمُغَالَطَاتِ یعنی چوتھا اعتراض یہ ہے کہ یہ عبارت اونکی وہم ہے کہ فقط حنفیہ امام صاحب کا ہمعصر صحابہ ہونا ثابت کرتے ہین حال آنکہ ایسا نہین ہے پس تحقیق اکثر اونکے بلکہ کل اونکے رویت صحابہ کے قائل ہین اور جز این نیست کہ اختلاف اونھون نے امام صاحب کی روایت مین کیا ہے پس ایک جماعت اونمین سے نفی روایت کی ہے مثل ایک جماعت کے محدثین سے اور ایک جماعت نے اونمین سے روایت کو ثابت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہی مذہب قوی ہے اور تحقیق کانپ اوٹھا بدن میرا اور ڈر گیا دل میرا جبکہ عبارت ابجد العلوم کی تصنیف نواب صاحب بھوپال کی مینے دیکھی اور جسنے اوسکو سمجھا کہا یہ عبارت حد سے تجاوز کر گئی ہے اور اسی نے مجھکو برانگیختہ کیا جمع کرنے مسامحات اونکی پر تصانیف اونکی مین تاکہ دھوکہ مین نہ آجاوین جاہل اسطور کے کلمات سے جو اونکی تالیفات مین ہین اور اللہ تعالیٰ سے مین سوال کرتا ہون کہ مجکو اور اونکو اس قسم کے مغالطات سے بچاوے انتہی اب روایات امام صاحب کی جو صحابہ سے ہین

احکام احادیث مین مذکور ہین اور قرآن مین نہین کیا اونمین مخالفت ہی جو حدیث مشہور یا متواتر کی ضرورت
پڑے تا ایسے مسائل کو قطعی اور ظنی کی بحث مین لکھنا انشانہ مضحکہ عام و خاص کا بننا ہی معترض صاحب کو مطلق
خیال نہین ایسے مسائل کو مثل حاطب اللیل کے اخذ کرتے ہین اور پھر طرہ اوسپر یہ ہی کہ ندامت تو درکنار انکو
فخر یہ لوگونکے سامنے پیش کر دیتے ہین خیر خدا تعالی اونکو اس تلبیس سے بچاوے اور ان افعال اور اقوال کے
توبہ نصیب فرماوے آمین **قولہ** چوتھا مسئلہ فرمایا اللہ تعالی نے یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ
مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ الخ **اقول** یہ آیت مطلق نہین بلکہ مقید ہی اور مقید ظنی ہوتی ہی پس ظنیات سے
اوسکو خاص کر لینا جائز ہوا چنانچہ فتح القدیر مین لکھا ہی وَلَا شَکَّ اَنَّ اِطْلَاقَ قَوْلِہٖ تَعَالٰی فَاسْعَوْا
مُقَیَّدٌ بِخُصُوْصِ مَکَانٍ وَمَخْصُوْصٌ مِنْہُ کَثِیْرٌ کَالْعَبِیْدِ وَالْمُسَافِرِیْنَ فَجَازَ تَقْیِیْدُہٗ بِنَظِیْرِہٖ
آخَرَ فَیَخُصُّ بِمَنْ اَمَرَہُ السُّلْطَانُ اَیْضًا یعنی نہین شک ہی اسمین کہ مطلق ہونا آیت فَاسْعَوْا الخ کا سا
خاص مکان کے مقید ہی اور بہت اشیا اوس سے خاص کی گئی ہین مثل غلامون اور مسافرون کے پس جائز ہوا
خاص کرنا اوسکا ساتھ ظنی دوسری کے پس خاص کیا جاویگا وہ اوس شخص سے بھی جسکو بادشاہ امر کرے انتہی
اور برہان شرح مواہب الرحمن مین لکھا ہی اِنَّ قَوْلَہٗ تَعَالٰی فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ لَیْسَ عَلَی الْاِطْلَاقِ
اِتِّفَاقًا بَیْنَ الْاَئِمَّۃِ اِذْ لَا یَجُوْزُ اِقَامَتُہَا فِی الْبَرَارِیْ اِجْمَاعًا یعنی تحقیق فرمانا اللہ تعالی کا کہ چلو
طرف ذکر اللہ کے مطلق نہین ہی بوجہ اتفاق سب اماموں کے اسلیے کہ قائم کرنا جمعہ کا جنگلون مین بالاجماع جائز
نہین انتہی پس جب یہ آیت مطلق نہوئی بلکہ مقید بالاجماع ہوئی تو مسافر اور عورت اور مریض پر بموجب حدیث
جمعہ واجب نہوگا کیونکہ آیت مین بعضی چیزونکے بالاجماع خاص ہونے سے احتمال اس امر کا پیدا ہو گیا کہ
شاید دوسری اشیا بھی اس سے خاص ہون لیس اوس وقت ظنی حدیث بھی کافی ہو جاویگی اور آیت مین دوسری
تخصیص پیدا کر دیگی البتہ جو آیت مطلق ہی اوسمین حدیث ظنی سے تخصیص نہین ہوتی پس ان مقیدات
اسکو شمار مین پیش کرنا اور حنفیہ کے مذہب کو خلاف اصول مقررہ کے واسطے مغالطہ دہی عوام کے بیان کرنا غایت درجہ
کی فریب دہی ہی ع وای بر قدر کہ ہمت شان * جملہ گیا دہی و دغا باشد * حنفیہ کے موافق قرآن اور
حدیث کے وہ اصول مقرر کیے ہین کہ کسی ملت ہی مین ایسے گئے نہین حتی کہ منطق کے کلیہ ٹوٹ جاتے ہین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جو شخص واسطے اللہ کے مسجد بناوے اگرچہ مثل آشیانہ قطاۃ کے
ہو بناویگا اللہ واسطے اوسکے مکان جنت مین اقول هذا الحديث صحيح بل متواتر یعنی مین کہتا ہون
کہ یہ حدیث صحیح ہے بلکہ متواتر ہے روینا الی ابی سعید السمعان ثنی ابو محمد عبد الله بن
كثير الرازي ثني عبد الرحمن بن ابي حاتم الرازي ثني عياش بن محمد بن الدوري
ثني يحيى بن معين عن ابي حنيفة انه سمع عن عائشة بنت عجرد رضي الله عنها
تقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اكثر جند الله في الارض الجراد لا اكله
ولا احرمه یعنی امام ابو حنیفہ رح سے روایت ہے کہ سنا اونھون نے عائشہ بنت عجرد سے کہتی تھین فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر لشکر اللہ کا زمین مین ٹڈی کا ہے نہ مین اوسکو کھاتا ہون اور نہ
اوسکو حرام کرتا ہون اقول هذا الحديث متنه صحيح اخرجه ابو داود من حديث سلمان
وصححه الضياء في المختارة یعنی کہتا ہون مین یہ حدیث متن اسکا صحیح ہے ذکر کیا اسکو ابو داود نے
حدیث سلمان رض سے اور صحیح کہا اسکو ضیا نے مختارہ مین قال ابن النجار انا القاضي ابو الحسين
عبد الرحمن بن احمد عن ابي عبد الله البلخي ثني ابو الفضل بن خيرون قال قرأت على
القاضي ابي سعيد عبد الملك بن عبد الرحمن بن محمد بن الراجي ثنا ابي ثني محمد بن
عبد الله انا ابو علي بن الحسن بن علي بن الدمشقي ثنا الحسن بن عباس بن القاضي
البغدادي ثني محمد بن موسى ثني الجلودي محمد بن عباس عن اليمامي يحيى بن
القاسم عن ابي حنيفة عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال جاء رجل من
الانصار الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال له يا رسول الله ما رزقت ولدا قط
قال فاين انت عن كثرة الاستغفار والصدقة يرزق الله بها الولد قال فكان
الرجل يكثر الصدقة ويكثر الاستغفار فولد له سبعة من الذكور یعنی امام ابو حنیفہ
جابر رض سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا اونھون نے ایک شخص انصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے کبھی اولاد نہین ہوئی فرمایا تو کثرت استغفار

کہ یہ چیزین بادشاہ کی تفویض مین ہین کہ اونہین سے جمعہ و عیدین بھی ہے پھر اگر امام صاحب نے امام کی
شرط فرمادی باوجودیکہ کسی حدیث مین اوسکی نفی نہین پائی جاتی بلکہ ان دونون حدیثون سے شرط امام جمعہ
کیواسطے معلوم ہوتی ہے تو خلاف حدیث ہوا یا موافق حدیث کے ہوا سو نہین کہو تو کہ ہے اسمین کسکی رای صواب
اور آیت کو ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہین کہ بوجہ تخصیص اجماع کے ظنی ہو گئی ہے پس خلاف قاعدہ اصول
اور خلاف قرآن بھی نہوا البتہ امام کا شرط نہونا خلاف حدیث ہوگا اور علی رض کی امامت بروقت
محصور ہونے عثمان رض کے (گو اسکی تصریح نہین آئی کہ اونھون نے اجازت لی تھی یا نہین مگر موافق اس حدیث
کے) محمول بر اذن کیجائیگی ورنہ عدم اذن کہین ثابت نہین ہوتا ہے پس خلاف حدیث محمول کرنا بعید
ہے اور اگر اوسوقت اذن سے مجبوری ہوگی تو بھی اس حالت مین حنفیہ کے نزدیک نماز جائز ہے چنانچہ امام المحدثین
علامہ عینی نے لکھدیا ہے کہ ہمارے نزدیک ایسی صورت مین کہ حاکم کا اذن لینا ممکن نہو تو جمعہ ایک شخص کے پیچھے
جس سے لوگ راضی ہو جائین جائز ہے باقی رہی شرط شہر ہونے کی وسکے واسطے بھی حدیث موجود ہے مصنف ابن
ابی شیبہ مین علی رض سے روایت ہے کہ فرمایا اونھون نے لَا جُمُعَةَ وَلَا تَشْرِيقَ وَلَا صَلٰوةَ فِطْرٍ وَلَا اَضْحٰے
اِلَّا فِي مِصْرٍ جَامِعٍ اَوْ مَدِيْنَةٍ عَظِيْمَةٍ یعنی نہین جمعہ اور نہ تشریق اور نہ عیدین مگر مصر جامع مین یا بڑے
شہرین انتہی اور فتح القدیر مین ہے وَصَحَّحَهُ ابْنُ حَزْمٍ وَكَفٰى بِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ قُدْوَةً یعنی صحیح کہا اس حدیث کو
ابن حزم ظاہری نے اور کفایت کرتا ہے اتباع علی رض کا انتہی اور مسند عبد الرزاق مین بھی یہ حدیث موجود ہے
اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی حدیث حکما مرفوع ہوتی ہے کیونکہ یہ امر عقل سے ثابت ہونا بعید ہے پس اگر دوسرے
صحابی کے قول سے معارضہ ہوگا تو علی رض کا قول مقدم شمار کیا جائیگا حال آنکہ ابتک کوئی حدیث معارض
اس حدیث کے مذکور نہین ہے یہی وجہ ہے کہ صحابہ رض سے یہ امر منقول نہین کہ جب ونھون نے شہرونکو فتح کیا ہو
تو منبر اور جمعہ کا گانؤنمین بھی حکم دیا ہو بلکہ شہرونمین جمعہ کیواسطے حکم دیتے اور منبر رکھوا دیتے اور اگر کہین گانؤن
مین بھی حکم دیا ہوتا تو کوئی روایت گو آحاد ہی سہی ضرور مروی ہوتی اور مصر جامع کی تفسیر مین اختلاف ہے
امام صاحب سے اسمین مختلف روایتین ہین ایک یہ ہے کہ مصر جامع وہ جگہ ہے جہان حوائج ضروری متعلق عیال و
اطفال کے مہیا ہون اور دوسری یہ ہے کہ جہان امیر اور قاضی احکام اور حدود جاری کرتے ہون اور

فی الخارج کما ان ابا بکر و عمر رضی الله عنهما لما اشتغلا بمصالح المسلمین العامة لم یظهر
عنهما من روایة الحدیث مثل ما ظهر عمن دونهما حتی من صغار الصحابة رضی الله عنهم
وکذلک مالک والشافعی لم یظهر عنهما مثل ما ظهر عمن تفرغ للروایة کابی زرعة و
ابن معین لاشتغالهما بذلک الاستنباط علی ان کثرة الروایة بلا فی الدرایة
لیس فیه کثیر مدح بل عقد له ابن عبد البر بابا فی ذمه ثم قال الذی علیه فقهاء
جماعة المسلمین وعلماؤهم ذمهم الاکثار من الحدیث بدون تفقه ولا تدبر

یعنی بیان ہو چکی یہ بات کہ امام ابو حنیفہؒ نے چار ہزار مشائخ ائمہ تابعین وغیرہم سے حدیث اخذ کی ہے
اسیوجہ سے ذہبی وغیرہ نے اونکو حافظون حدیث کے طبقہ مین ذکر کیا ہے اور جو شخص گمان کرتا ہے قلت حدیث کا
پس یا تو بوجہ مسابلہ کرنے اوسکے کے اہل حدیث سے یا بوجہ حسد اوسکے کے ہے اسلیے کہ جس شخص کو
چند حدیثین حاصل ہو گئی ہون کیونکر ایسا استنباط مسائل بیشمار کا ہو سکتا ہے باوجودیکہ امام ابو حنیفہؒ
اول ان لوگونکے ہین جنھون نے ادلہ کے بطور خاص جیسے حنفیہ مین امام ابو حنیفہؒ سے مشہور ہین استنباط کیا ہے
اور اسی امر مہم کی وجہ سے حدیث امام ابو حنیفہؒ کی خارج مین ظاہر نہوئی جیسے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما
بسبب مشتغل ہونے کے مصالح عام مسلمانون کے روایت حدیث اونسے ایسی ظاہر نہین ہوئی جیسے سوا اونکے اور صحابہ
حتی کہ صغار صحابہ سے ظاہر ہوئی اسیطرح امام مالک اور امام شافعیؒ سے اسقدر روایت ظاہر نہین ہوئی
جسقدر راویون اور لوگون سے ظاہر ہوئی جو اوسکے واسطے فارغ ہو گئے تھے جیسے ابو زرعہ اور یحیی بن معین بسبب
مشتغل ہونے امام مالک اور امام شافعیؒ کے ساتھ اسی استنباط کے علاوہ اسکے کثرت روایت بدون
سمجھے کے ہے کہ اوسمین کچھ زیادہ تعریف نہین بلکہ ابن عبد البر نے اسکی مذمت مین ایک باب باندھا ہے
پھر کہا ہے کہ جسپر فقہا جماعت مسلمانون کے اور علما انکے ہین مذمت کثیر بیان کرنی حدیث کی ہے بدون
فقاہت اور فکر کرنیکے انتہی اب امام صاحب کے چند مشایخ جنسے امام صاحب نے حدیث کی روایت کی ہے
اور چند شاگرد جنھون نے امام صاحب سے حدیث روایت کی ہے لکھے جاتے ہین تبییض الصحیفہ مین ہے کہ روایت
کی امام ابو حنیفہؒ نے ابراہیم بن محمد بن المنتشر اور اسمعیل بن عبد الملک بن ابی الصغیر اور حبلہ

حاصل کلام یہ ہی کہ ابن عباس رضؓ جو بڑے جلیل القدر صحابی اور بڑے مفسر ہیں اسکی تقدیر میں من
النوم متعلق تو محذوف مانتے ہیں پس معلوم ہوا کہ حدث کی قید اسمیں ضرور ہی مطلق نہین اور
تفسیر کشاف میں لکھا ہی قُلْتُ یَحْتَمِلُ اَنْ یَکُوْنَ الْاَمْرُ لِلْوُجُوْبِ فَیَکُوْنُ الْخِطَابُ لِلْمُحْدِثِیْنَ خَاصَّةً
وَاَنْ یَکُوْنَ لِلنَّدْبِ فَاِنْ قُلْتَ هَلْ یَجُوْزُ اَنْ یَکُوْنَ الْاَمْرُ شَامِلًا لِلْمُحْدِثِیْنَ وَغَیْرِهِمْ
لِهٰؤُلَاۤءِ عَلٰی وَجْهِ الْاِیْجَابِ وَلِهٰؤُلَاۤءِ عَلٰی وَجْهِ النَّدْبِ قُلْتُ لَا یعنی میں جواب دیتا ہوں کہ احتمال
ہی کہ امر واسطے وجوب کے ہو پس ہوگا خطاب خاص واسطے بے وضو لوگونکے اور یہ بھی احتمال ہی کہ امر واسطے
استحباب کے ہو پس اگر کہے تو کیا جائز ہی کہ امر باوضو اور بے وضو دونوں کو شامل ہو اونکو بطور ایجاب کے اور انکو بطور
استحباب کے میں کہونگا نہیں جائز ہی انتہی حاصل یہ ہی کہ اگر امر واسطے وجوب کے لیا جاتا ہی تو بالاتفاق
بے وضو لوگ مراد ہیں اور اگر امر ندبی ہی تو اوسوقت باوضو لوگ ہی آئینگے مگر بے وضو کے واسطے آیت ساکت
ہوگی باوجودیکہ ضرورت بیان کی اسمیں زیادہ ہی اور اوسمیں تحصیل حاصل ہی گو مستحب ہی اور تفسیر فتح البیان
میں لکھا ہی وَالتَّقْدِیْرُ اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ وَاَنْتُمْ عَلٰی غَیْرِ طُهْرٍ وَهٰذَا اَحَدُ اخْتِصَارَاتِ الْقُرْاٰنِ
وَهُوَ کَثِیْرٌ جِدًّا انتہی اور تقدیر آیت کی جسوقت کھڑے ہو تم طرف نماز کے اور حال یہ ہی کہ تم بے وضو ہو اور
یہ تقدیر مجملہ اور اختصارات قرآن کے ہی اور یہ بکثرت ہی انتہی پس اس تفسیر سے بھی جسکی معترض صاحب
سند لائے ہیں معلوم ہوا کہ یہان یہ لفظ مقدر ہی اور اس قسم کا اختصار بہت آیا ہی اور قرینہ اسپر اسی آیت سے
آگے وَاِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا کا موجود ہی یعنی اگر بے وضو ہو تو وضو کرلو اور اگر جنابت ہو تو غسل کرلو
پس یہ آیت عام نہولی بلکہ خاص دونوں کے حق میں وارد ہوئی جو طہارت سے نہوں اور مقدر الفاظ کو
مذکور کئے ہوئے ہیں پس اسکو عام سمجھکر حنفیہ پر اعتراض کرنا محض بیجا الفہمی ہی پھر کثرت سے احادیث بھی اسکی
موجود ہیں چنانچہ امام نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہی وَدَلِیْلُ الْجُمْهُوْرِ الْاَحَادِیْثُ الصَّحِیْحَةُ
مِنْهَا هٰذَا الْحَدِیْثُ وَحَدِیْثُ اَنَسٍ فِیْ صَحِیْحِ الْبُخَارِیِّ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
یَتَوَضَّأُ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوةٍ وَکَانَ اَحَدُنَا یَکْفِیْهِ الْوُضُوْءُ مَا لَمْ یُحْدِثْ وَحَدِیْثُ سُوَیْدِ
ابْنِ النُّعْمَانِ فِیْ صَحِیْحِ الْبُخَارِیِّ اَیْضًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلَّی الْعَصْرَ

ابن مسلم الرازی اور ابو مطیع الحکم بن عبد اللہ البلخی اور حماد بن الامام اعظم ابی حنیفہ اور حمزہ بن حبیب الزیات
اور خارجہ بن مصعب الضبعی اور داؤد بن نصیر الطائی اور زفر بن ہذیل التمیمی اور زید بن حباب العکلی اور
سابق الرقی اور سفیان بن السمات قاضی شیراز اور شعیب بن ابی الجہینہ العالوی اور شعیب بن سالم بن
ابی السعاد البصری اور سالم بن سالم البلخی اور سلیمان بن عمرو النخعی اور سہل بن مزاحم اور شعیب بن اسحق
الدمشقی اور صباح بن محارب اور صلت بن الحجاج الکوفی اور ابو عاصم الضحاک بن مخلد اور عمار بن
الفرات النسوی اور عابد بن حبیب بن عباد العوام اور عبد اللہ بن المبارک اور عبد اللہ بن یزید المقری
اور عبد الحمید بن عبد الرحمن الحمانی اور عبد الرزاق بن ہمام اور عبد العزیز بن خالد الترمذی اور عبد الکریم
ابن محمد الجرجانی اور عبد الحمید بن ہلال الحنفی اور عبد العزیز بن ابی داؤد اور عبد الوارث بن سعید اور عبید
ابن الزبیر القرشی اور عبید اللہ بن عمرو الرقی اور عبید اللہ بن موسی اور عتاب بن محمد بن شوذب اور
علی بن ظبیان الکوفی القاضی اور علی بن عاصم الواسطی اور عمرو بن محمد العنقری اور ابو قطن عمرو بن الہیثم
القطعی اور فضل بن دکین اور فضل بن موسی الشیبانی اور قاسم بن الحکم العرنی اور قاسم بن معن المسعودی
اور قیس بن الربیع اور محمد بن ابان العنبری اور محمد بن بشر العبدی اور محمد بن الحسن الشیبانی اور محمد بن
خالد الوہبی اور محمد بن یزید الواسطی اور مروان بن سالم اور مصعب بن المقدام اور معافی بن عمران الموصلی
اور مکی بن ابراہیم البلخی اور ابو سہل نصر بن عبد الکریم البلخی المعروف بالصیقل اور نصر بن عبد الملک
العتکی اور ابو غالب النضر بن عبد اللہ الازدی اور نضر بن محمد المروزی اور نعمان بن عبد السلام الاصبہانی
اور نوح بن دراج القاضی اور ابو عصمہ نوح بن مریم اور ہشیم بن سفیان اور ہوذہ بن خلیفہ اور ہیاج بن
بسطام البرجمی اور وکیع بن الجراح اور یحیی بن ایوب المصری اور یحیی بن نصر بن الحاجب اور یحیی بن یمان
اور یزید بن زریع اور یزید بن ہارون اور یونس بن بکیر الشیبانی اور ابو اسحق الفزاری اور ابو یحیی الحمانی اور ابو
سعد الصاغانی اور ابو شہاب الحناطی اور ابو مقاتل السمرقندی اور قاضی ابو یوسف انتہی۔ اب اور کیا چاہیے
جس شخص کے استاد اور استاذ اور شاگرد حدیث ہوں اگر بالفرض چار ہزار قطع نظر کیجاے۔ تو بھی ساتھ سو ہین
کیا ایسے شخص سترہ حدیثوں کی روایت کی ہے کوئی اندھا بھی ایسی بات زبان سے نہیں نکالیگا ہاں البتہ جسکو

کہ خاص کو عام کر لینا حال آنکہ کوئی قرینہ اوسپر موجود نہیں بلکہ خصوصیت کا قرینہ خود عبارت میں موجود ہے پھر احادیث صحیحہ بخاری و مسلم کو اونھوں نے اسکے مقابلہ میں ایک نہ مانا پس معلوم ہوا کہ ظاہریونکا یہ عقیدہ ہے کہ جیسا قرآن کو داؤد ظاہری سمجھے تھے ویسا پیغمبر بھی نہیں سمجھے ورنہ ایک وضو سے کئی نمازیں نہ پڑھتے کیا یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چھپی تھی جو ظاہر ہوئی امام پر اوتری ہی یا دیدہ و دانستہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا خلاف کیا ہے مسلمان کی تو یہ شان نہیں کہ انمیں سے کوئی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تجویز کرے لیکن یہ حوصلہ امام داؤد کے مقلدوں کا ہے اور کسیکا نہیں حال آنکہ خدا ہی تعالی فرماتا ہے مَن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ یعنی جسنے اطاعت کی رسول کی اوسنے اطاعت کی اللہ کی انتہی اور دوسری آیت لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ یعنی تمہارے واسطے رسول اللہ میں طریقہ ہے اچھا انتہی اور تیسری آیت قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللهُ یعنی کہدو ای پیغمبر اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تمکو دوست رکھیگا انتہی پس مولوی محمد حسین لاہوری کا قول ظاہریوں کے حق میں بہت ٹھیک صادق آتا ہے کہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو صحیح مانکر قدح اور جرح سے سالم جانکر اوسکے مقابلہ میں قرآن کی آیت پڑھتے ہیں بیشک یہی اعتقاد رکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے معنی نہیں سمجھے ورنہ حدیث کے مقابلہ میں کبھی قرآن سے اخذ نکریں بلکہ دونوں کو باہم موافق کریں جیسے حنفیہ کرتے ہیں لیکن چونکہ یہ بات ظاہر ہے صاف صاف عوام میں نہیں کہہ سکتے ہیں اسلیے وہ ایک ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلتے ہیں کہ آیت قطعی ہوتی ہے اور حدیث ظنی اور قطعی کے مقابلہ میں ظنی پر عمل جائز نہیں ہے پس وضو کی آیت اونکے نزدیک عام اور قطعی ہے اور احادیث ظنی ہیں اسلیے اونکے امام داؤد ظاہری نے آیت پر عمل کیا اور صحیح صحیح حدیثیں بخاری اور مسلم کی آیت کے مقابلہ میں ترک کردیں پس ظاہریوں کو اول اپنے گریبان میں منہ ڈالنا چاہیے کہ اونکے امام کیا کہتے ہیں اوسکے بعد دوسروں پر اعتراض کریں پس انصاف سے کہنا چاہیے کہ یہاں فرقہ ظاہریہ کا حدیث پر سے عمل کہاں چلا گیا اور اس قاعدے کو کہ حدیث کے مقابلہ میں قرآن کی آیت نہیں پڑھنی چاہیے کون اوٹھا کر لے گیا پر ان تمام تقریرات سے قرار واقعی واضح ہو گیا کہ آیت ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً پر رسول اللہ صلی اللہ

جو مشہور ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام امام قشیری کی کتاب نہر آسمان سے اوتر کر عمل کرینگے اسکو بھی رد کرتے
ہیں کہ ایسا کلام جس سے منقصت انبیاء لازم آوے نہ کہنا چاہیے باقی رہا یہ امر کہ وہ کتابیں بالفعل نہیں
پائی جاتیں سو جواب اسکا یہ ہے کہ اگر مراد اس سے یہ ہے کہ وہ کتابیں بعینہ موجود نہیں سو ایسی کوئی کتاب
مصنف کیوقت کی موجود نہیں ہے نہ اصل بخاری کا پتا ہے نہ مسلم کا اور اگر مراد مطلق کتابیں حدیث
کی ہیں تو وہ بیشک موجود ہیں جیسے امام شافعی کی مسند اور امام مالک کی موطا کہ خود اونکی جمع کی ہوئی
نہیں بلکہ اونکے شاگردوں نے جمع کر دیا ہے اسیطرح امام صاحب کی احادیث بھی خود امام صاحب نے
اپنے ہاتھ سے جمع نہیں کیں بلکہ اونکے شاگردوں نے جمع کر لیا ہے اونکا ذکر فتح القدیر وغیرہ میں برابر موجود ہے
اور کم ذکر کرنیکی وجہ یہ ہے کہ شافعیہ اور حنفیہ سے زیادہ مقابلہ رہا ہے اسلیے حنفیہ اونہیں کی کتب حدیث سے
سند لائے ہیں اور اونکو قائل کیا ہے اور کہیں امام صاحب کی حدیث بھی بطور تائید کے آتے ہیں چنانچہ زیلعی نے
حتی الامکان شافعیہ کی کتابوں سے سند لی ہے اور کہیں قول اس سند کا بھی بیان کر دیا ہے اگر کسی نے وہ کتابیں نہ
دیکھیں تو بھی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اونکا وجود بھی عالم ہستی سے ناپید ہو گیا ہو چنانچہ عقود الجواہر المنیفہ جو مطبع
میں چھپی ہے اوسکو ملاحظہ فرمائیے کہ تمام حدیثیں متعلق احکام کے خاص بروایت امام صاحب چودہ مسندوں
میں انتخاب کی ہیں اور برابر صحاح ستہ کے نشان ہر حدیث میں دیے ہیں کہ اس حدیث کو بخاری یا مسلم وغیرہ
نے بھی روایت کیا ہے چنانچہ دیباچہ میں لکھتے ہیں اما بعد فهذا کتاب نفیس ذکرت فیه احادیث الاحکام
التی رواها امامنا الاعظم المشار الیه روح الله روحه وادام الینا سره وفتوحه مما
وافقه الائمة الستة البخاری ومسلم وابو داود والترمذی والنسائی وابن ماجه
فی کتبهم المشهورة وسننهم المأثورة او بعضهم واشیر الی من وافقه منهم باللفظ فیما فی
المتن والسند او بالمعنی وقد ذکر غیرهم تبعا لهم معتمدا فیما اخرجته علی مسانید الامام
الاربعة عشر المنسوبة الیه من تخاریج الائمة فمنها ما لاصحابه الاربعة حماد
ابنه وابی یوسف ومحمد وزفر بالآثار والحسن بن زیاد اللؤلؤی روایتهم
عنه بلا واسطة وللائمة من بعدهم ابی محمد عبد الله بن محمد بن یعقوب

اور حدیث کو تخیلات لا طائلہ اور اوہام رکیکہ سے فاسد کرتے چلے جاتے ہین اونکے ذہن مین شاید یہ امر گزرتا
ہی کہ صحابہ رضی اور پیغمبر آیت کو نہین سمجھے جو اونھون نے اخفا کیا یا اخفا کے معنی جہر ہین کسی لغت مین اونھون نے
دیکھ لیے ہین ایسا امر صاحب پر اعتراض کرنا شارع پر اعتراض ہی کہ خدا نے اخفای دعا کا کیون حکم دیا
اسیطرح پیغمبر اور صحابہ رضی پر اعتراض ہی کہ اونھون نے خلاف معترض کیون کیا نعوذ باللہ منہا ایس
ایسی لوگونکے واسطے یہ آیت وارد ہی وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ
اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا
یعنی نہین ہی پہنچتا کسی مسلمان مرد اور عورت کو کہ جب اللہ اور رسول اوسکا کسی امر کا حکم کرے کہ پھر اونکو کچھ
اختیار ہو اپنے کام مین اور جو نافرمانی کرے اللہ اور رسول اوسکے کی پس وہ شخص گمراہ ظاہر ہوگیا انتہی پس
ظاہر ہی کہ اللہ تعالی نے حکم اخفا کا کردیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی سے بھی یہی منقول ہے
باوجود اسکے ظاہریہ اپنی رای کے مقابلہ مین نہین سنتے ہین تو بموجب اس آیت کے عاصی ٹھیرے خدا کی بھی نافرمانی کی
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی نافرمانی ہوئی اور پھر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جہر کے معنی اسی آیت سے
نسبت کرتے ہین باوجودیکہ اسمین لفظ خُفْيَةً موجود ہی اور جہر اسی آیت سے پیغمبر نے سمجھا تو اولٹے معنی کی
نسبت اونھون نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی خدا سے بھی خوف نکیا کہ اسمین تو موافقت نہین بلکہ برعکس ہوا جاتا ہی فقط
ہر قسم کے راویونکی روایت سے خواہ ضعیف ہون یا قوی ایسے معنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنے ہی قول امام
فخر الدین رازی کا صادق آتا ہی کہ راوی کی طرف نسبت سہو کی کرنی آسان ہی اور پیغمبر کی طرف
خلاف شان اونکے نسبت کرنی بہت بعید ہی اور آمین مین تو صریح آیت موجود ہی فقط ضعیف راویونکی
روایت سے آیت کو درہم برہم کردینا بیجا ہی حالانکہ ہم تو آیت اور حدیث مین برابر تطبیق دیتے ہین آیت کے انکار سے
تطبیق بدرجہا بہتر ہی اور دوسری آیت اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ
وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ یعنی کیا اونکے لیے شریک ہین
کہ اونکے واسطے دین کی وہ راہ نکالی ہی جسکا اللہ نے حکم نہین کیا اور اگر بات فیصلہ کی نہوتی تو فیصلہ کیا جاتا
اونمین بیشک ظلم کرنے والونپر عذاب ہی دردناک ہی انتہی یہ آیت صریح دلیل ہی اسپر جو لوگ خلاف حکم خدا کے

ہیں گیارھوین مسند محمد بن محمد بن خالد الکلاعی ور محمد بن عبد الباقی الانصاری کی
بارھوین مسند ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن ابی العوام سعدی کی تیرھوین مسند ابو بکر مقری کی چودھوین
مسند حسین بن محمد بن خسرو کی اور تحقیق کل اسکو جمع کیا ہے امام ابو مؤید خوارزمی نے سنہ چھ سو
پچھتر میں ایک کتاب میں جسکا نام جامع المسانید رکھا ہے اوسمین سے بعض کا سماع متصل ہے اور بعض کا
بالمشافہ اجازت سے اور بعض شیوخ کی اجازت عامہ مین انتہی اور خیرات الحسان مین لکھا ہے
وَقَدْ خَرَّجَ الْحُفَّاظُ مِنْ اَحَادِيْثِهٖ مَسَانِيْدَ كَثِيْرَةً اِتَّصَلَ بِنَا كَثِيْرٌ مِّنْهَا كَمَا هُوَ
مَذْكُوْرٌ فِيْ مُسْنَدَاتِ مَشَايِخِنَا یعنی حافظون حدیث نے امام اعظم رح کی احادیث سے بہت سے مسند
لکھی ہین کہ اکثر اونکے کی بنا متصل ہے چنانچہ یہ ہمارے مشایخ کی سندون مین مذکور ہے انتہی اور شرح
مواہب الرحمن کو شیخ محدث دہلوی نے جو لکھا ہے کہ احادیث صحیحہ اور قرآن سے سند اوسمین ہو گی
بجا اور درست ہے وہ ایسی کتاب ہے خود تو معترض صاحب نے اوسکو دیکھا نہین شیخ محدث کے رسالہ
مین ایک طالب علم کی سند کا اعتبار کرلیا حالانکہ بفضلہ تعالی وہ کتاب نظر سے کسیکے نہین گذری تو
خیالی گفتگو ہے یا کوئی فرضی کتاب ہے یہ کتاب اونھون نے قطعا نہین دیکھی ورنہ صحیح حدیث کا انکار کرنا
بدیہی البطلان ہے اور اگر بالفرض وہ اونکے پاس موجود ہے تو بجز اسکے کہ مطالب فہمی عالم بالا معلوم شد ہم اور
کیا کہین سچ ہے ع اپنی آنکھین کھو دیے ائمہ کے آگے رکھ دیے ۔ مسئلہ چہارم کے جواب مین ہمنے انوار
بسم اللہ مین احادیث صحیحہ بخاری اور مسلم وغیرہ کی اوسی کتاب سے نقل کی ہین ناظرین اوسکو ملاحظہ
فرمائیں تاکہ کذب بیانی معترض صاحب کا کھلجاے اونھون نے یہ سمجھا کہ سوا لاہور کے اور کہین یہ نسخہ
ہندوستان مین نایاب ہوگا اور اگر کہین ملا بھی تو عوام کے بہکانے کو اتنی عبارت بھی بہت ہے وہ
بیچارے صحیح اور سقیم حدیث کو کیا جانتا جو نیت امام کی سو وہی اپنی معترض صاحب نے سمجھا تو خدا کا خوف
کیا ہوتا جو کتاب اظہر من الشمس ہے اوسکا صحیح انکار کرجانا دن دھاڑے آفتاب کا انکار ہے وہ نہ یہان
تشریف لائے یا ورنہ وہ کتاب ملاحظہ فرمائیے کہ اوسمین صحیح حدیثین استدلال مسائل مین لکھی ہوئی
نہین اور گھر بیٹھے دشمنی جلا ہونکو بہکانے کیواسطے کہدینا محض بے انصافی ہے آخر خدا کو بھی منہ

[illegible]

قال ور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والونکو دیتے ہین کہ امام اعظم کے پاس حدیث کی کتابونکے کئی صندوق تھے اور امام اعظم نے سوای جماعت صحابہ کے تین سو تابعین مشایخ سے سماع حدیث کی کی ہی اور اونکے مسند کی روایت پانسو آدمیون نے اونسے کی ہی اور سبکے سب امام اعظم کے استاذ حلم کے چار ہزار آدمی ہین یہ باتکو شیخ عبدالحق حنفی دہلوی نے شرح سفر السعادت مین نقل کیا ہی سو جواب اسکا یہ ہی کہ یہ کو شیخ عبدالحق وغیرہ حنفیہ کی خانہ ساز باتین ہین انکو بجز بعض متعصب امام اعظم کے مقلدونکے کوئی نہین مانتا اور اپنی دل سے تراشی ہوئی باتونکو سچا کوئی نہین جانتا الخ **اقول** معترض صاحب جب کوئی جواب نہ بنا تو اقوال محققین کو بناوٹی اور دل سے تراشی ہوئی باتین کہدیا اگر اسیکا نام جواب ہی تو ہمکو ایسا جواب بہت آسان ہی جو بات کسیکے مخالف ہوئی جھٹ اوسکو تراشیدہ قرار دیکر جھوٹ کہہ گئے یہ جواب بھی قابل وجد ہی آجتک کسیکو نہ سوجھا ہوگا خاص حصہ معترض صاحب کا ہی مگر ان باتونسے کیا ہوتا ہی واللہ متم نورہ ولو کرہ المنکرون ؎ خس بہ خانہ میبرد بر روی آب ⁂ آب صافی میرود بی اضطراب ⁂ اس جواب مین معترض صاحب نے امام صاحب کا دیکھنا صحابہ کو اور روایت کرنی صحابہ سے اور کثیر الحدیث ہونے امام صاحب کا انکار کیا ہی اور دو تین قول ضعیف نقل کیے ہین بعض سے نفی روایت اور بعض سے نفی رویت اور بعض سے قلت حدیث پائی جاتی ہی اب ہر ایک کو ہم بالترتیب ثابت کرتے ہین ملا علی قاری نخبۃ الفکر کی شرح شرح الشرح مین لکھتے ہین قَالَ العِرَاقِیُّ وَعَلَیْہِ عَمَلُ الْاَکْثَرِیْنَ وَقَدْ اَشَارَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الصَّحَابِیِّ وَالتَّابِعِیِّ بِقَوْلِہٖ طُوْبٰی لِمَنْ رَآنِیْ وَلِمَنْ رَاٰی مَنْ رَآنِیْ فَاکْتَفٰی بِمُجَرَّدِ الرُّؤْیَۃِ قُلْتُ وَبِہٖ یَنْدَرِجُ الْاِمَامُ الْاَعْظَمُ فِیْ سِلْکِ التَّابِعِیْنَ فَاِنَّہٗ قَدْ رَاٰی اَنَسًا وَغَیْرَہٗ مِنَ الصَّحَابَۃِ عَلٰی مَا ذَکَرَہُ الشَّیْخُ الْجَزَرِیُّ فِیْ اَسْمَاءِ رِجَالِ الْقُرَّاءِ وَالتُّوْرِبِشْتِیُّ فِیْ تُحْفَۃِ الْمُسْتَرْشِدِ وَصَاحِبُ کَشْفِ الْکَشَّافِ فِیْ سُوْرَۃِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَصَاحِبُ مِرْآۃِ الْجَنَانِ وَغَیْرُہُمْ مِنَ الْعُلَمَاءِ الْمُتَبَحِّرِیْنَ فَمَنْ نَفٰی اَنَّہٗ تَابِعِیٌّ فَاِنَّمَا مِنَ التَّتَبُّعِ الْقَاصِرِ اَوِ التَّعَصُّبِ الْفَاتِرِ انتہی یعنی کہا عراقی نے کہ اسپر (یعنی ابن حجر نے جو تعریف تابعی کی بیان کی ہی کہ تابعی وہ ہی جسنے صحابی کو دیکھا ہو یہی مذہب مختار ہی)

ابن الحسن نے شعر کہا ہی کہ ای طالب علم تیری تمام عمر روایت مین گئی چہ روایت مین فکر اور کم ہو جبکہ
اور علم کی رعایت زیادہ کر اسکی نہایت نہین ہی انتہی پس روایت امام صاحب کی روایت کے ساتھ آگئی
ہی اور فقہ ظاہر ہے یہ نعمت نہین پائی ہر سے جو عالم مین روایت سے روایت معتبر ہوتی ہو تو ہر ایک مرد
مانند امام اعظم کے ہجا تا ہو **قال** اور ایک مثال اللہ مثلا امام اعظم کے حدیث پر چلنے والونکو دیتے ہین کہ جو مرتبہ
امام اعظم کا ہی ائمہ مین سے اور کسیکا بھی نہین ہی اسلیے امام اعظم کی فضیلت مین انکا نام لیکر سچی چار حدیثین آچکی ہین
اقول کچھ ان احادیث پر امام صاحب کی فضیلت موقوف نہین حنفیہ فقط ان احادیث کی وجہ
سے امام صاحب کو سب سے افضل نہین جانتے بلکہ اونمین وہ اوصاف تھے جسکے سبب ائمہ اور جمہور علما چلے
آئے ہین او رمثل متواتر کے ہو گئے ہین چنانچہ اونمین سے ایک بارھوان خالطہ بھی امام صاحب کی کمال
فضیلت اور کرامت پر دال ہی اور ان احادیث کی نسبت درالمختار مین لکھا ہی قَالَ فِي الضِّيَاءِ المَعْنَوِيِّ
وَقَوْلُ ابْنِ الْجَوْزِيِّ اَنَّهٗ مَوْضُوْعٌ تَعَصُّبٌ لِاَنَّهٗ رُوِيَ بِطُرُقٍ مُخْتَلِفَةٍ یعنی ضیاء معنوی
مین کہا ہی کہ قول ابن جوزی کا کہ یہ حدیث موضوع ہی تعصب ہی اسواسطے کہ یہ حدیث طرق مختلفہ سے روایت
کی گئی ہی انتہی اور موضوع ہونا اس حدیث کا باعتبار اصطلاح محدثین کے ہی اور فی الواقع اسکے صحیح ہونے مین
کوئی استحالہ لازم نہین آتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی محال نہین علی ہذا راوی کا اگرچہ کاذب ہو
تبھی صادق ہونا محال نہین ہی اسلیے کہ محدثین کے نزدیک جو بات جھوٹھا آدمی روایت کرتا ہی اوسکی حدیث
کو موضوع نام رکھتے ہین اور واقع مین گو وہ بات اوسنے صحیح ہی کہدی ہو خیر ہم بھی تسلیم کرتے ہین کہ یہ حدیث
موضوع اصطلاحی ہی مگر بشارات امام صاحب کی صحیح حدیث بھی ہم ذکر کرتے ہین اور سوای اسکے اوسکے اوصاف
کالشمس فی نصف النہار ہین جنسے فضیلت اونکی سب ائمہ پر ثابت ہی اور جلال الدین نے تبییض الصحیفہ مین
لکھتے ہین کہ یہ بیان کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مالک کی بشارت اس حدیث مین دی تھا
ہی کہ قریب ہی کہ لوگ سواریونکو دوڑاتے ہوئے لاوینگے اور علم طلب کرینگے نہین پاوینگے کسیکو زیادہ جاننے والا
عالم مدینہ کے اور امام شافعی کی بشارت اس حدیث مین ہی کہ تم لوگ قریش کو برا مت کہو اسلیے کہ عالم اوسکا
زمین کو علم سے بھر دیگا مین کہتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام ابو حنیفہ کی بشارت بطور

نہیں ہو سکتا پس اونکے قول کا اعتبار نہیں ہے کہ وہ ان کے قول کا معارض ہو جاوے اور نیز یہی شیخ الاسلام کہ
ہمارے فقہ کے نزدیک نقل اونکی معتبر ہے اگر اکیلے امام صاحب کے تابعی ہونے کی تصریح کر دیتے تو بیشک اونکا قول
نفی کرنیوالونکے قول کی رد میں کافی تھا چہ جائیکہ موافق اونکے امام الحفاظ ابن حجر اور سائر ثقات کے ولی عراقی
اور خاتم الحفاظ سیوطی اور معتمد مورخین کے یافعی وغیرہم ہو گئے ہوں اور سبقت کی ہو طرف اسکے خطیب اور
دارقطنی نے اور تو جانتا ہی ہے خطیب اور دارقطنی کون ہیں بڑے امام اور معتمد اور مستند ہیں اور سوا اسکے ہے
پس اب منکر کے واسطے کوئی امر باقی نہیں سوا اسکے کہ ان ثقات کی تکذیب کرے پس اگر یہ مراد اوس سے واقع ہو تو اوسکا
ساتھہ کلام نہیں یا اقوال ادنی کو اعلی پر مقدم کرے پس اگر یہ کرے تو ترجیح مرجوح لازم آجاویگی اور یہ درست
علمای منصف سے بعد ملاحظہ ان تصریحات کے یہ ہے کہ اونکا انکار باقی نرہیگا انتہی اور ثبوت روایت امام صاحب
صحابہ سے یہ ہے کہ ابو معشر عبد الکریم بن عبد الصمد طبری شافعی اپنے رسالہ میں دربارہ روایت امام صاحب کہتے ہیں قال
الامام ابو حنیفة لقیت سبعة من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم وهم انس بن مالك وعبد الله
ابن انیس وعبد الله بن جزء الزبیدی وجابر بن عبد الله ومعقل بن یسار وواثلة بن
الاسقع وعائشة بنت عجرد رضی الله عنهم ثم روی عن انس ثلاثة احادیث وعن ابن جزء
حدیثا وعن واثلة حدیثین وعن جابر حدیثا وعن عبد الله بن انیس حدیثا وعن عائشة
بنت عجرد حدیثا یعنی فرمایا امام صاحب نے کہ ملا میں صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور وہ انس
ابن مالک اور عبد اللہ بن انیس اور عبد اللہ بن جزء زبیدی اور جابر بن عبد اللہ اور معقل بن یسار اور
واثلہ بن اسقع اور عائشہ بنت عجرد ہیں پھر روایت کی امام ابو حنیفہ نے تین حدیثیں انس رض سے اور ایک
حدیث ابن جزء سے اور دو حدیثیں واثلہ رض سے اور ایک حدیث جابر رض سے اور ایک عبد اللہ بن انیس رض سے
اور ایک حدیث عائشہ بنت عجرد رض سے انتہی اور طبقات حنفیہ میں ملا علی قاری لکھتے ہیں قد ثبت رؤیته
لبعض الصحابة واختلف فی روایته عنهم والمعتمد ثبوتها کما بینته فی سند الانام فی شرح
مسند الامام باسناده الی بعض الصحابة الکرام فهو من التابعین الاعلام کما
صرح به العلماء الاعیان داخل تحت قوله والذین اتبعوهم باحسان وفی عموم قوله

زحمت زیادہ نوافل نہیں پڑھی ورنہ کبھو تمام شب جاگے الخ **اقول** اَعِدْ ذِکْرَ نُعْمَانَ لَنَا اِنَّ ذِکْرَہٗ
ھُوَ الْمِسْکُ مَا کَرَّرْتَہٗ یَتَضَوَّعُ یعنی امام اعظم رح کا ذکر پھر بیان کر اسلیے کہ ذکر اونکا مانند مشک کے ہے کہ
جسقدر اوسکی تکرار کریگا خوشبو دیگا انتہی ترجمہ صاحب کو اور احادیث ہنوز اطلاع نہیں ورنہ ایسی عبادت کو
بدعت لکھتے اپنا سا حال سب کا تصور کرتے ہیں یہ نہیں جانتے کہ ان بزرگان دین کو کچھ مشقت و تکلیف
عبادت کثیرہ سے نہیں ہوتی تھی اور کسی حدیث سے کثرت عبادت کی جسقدر کہ طاقت ہو ممانعت نہیں کی گئی ہے
اور جہان نہی وارد ہے بوجہ ملالت طبع و گرانی خاطر وغیرہ کے منع کیا گیا ہے نہ مطلقاً کثرت عبادت اور
رہبانیت کی ممانعت آئی ہے ؎ ہر سخن وقتی و ہر نکتہ مکانی دارد * حال آنکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی عبادت تو ایسی تھی کہ قدم آپکے ورم کر جاتے تھے بخاری میں عائشہ رض سے روایت ہے کَانَ النَّبِیُّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَقُوْمُ لِیُصَلِّیْ حَتّٰی تَرِمَ قَدَمَاہُ فَیُقَالُ لَہٗ فَیَقُوْلُ اَفَلَا اَکُوْنُ
عَبْدًا شَکُوْرًا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوا کرتے نماز پڑھنے کو یہانتک کہ ورم کر جاتے تھے دونو
قدم آپکے پس کہا جاتا آپ سے پس فرماتے تھے کیا میں بندہ شکرگزار نہیں ہوں انتہی اور ترمذی میں مغیرہ رض سے روایت ہے
اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی
انْتَفَخَتْ قَدَمَاہُ فَقِیْلَ لَہٗ اَتَتَکَلَّفُ ھٰذَا وَقَدْ غُفِرَ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا
تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا یعنی کہا اونھوں نے نماز پڑھتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہانتک
کہ آماس کر جاتا قدم آپکے پس کہا گیا آپ سے آپ کیوں ایسی تکلیف اوٹھاتے ہیں حال آنکہ آپکے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے
گئے فرمایا کیا میں بندہ شکرگزار نہیں ہوں انتہی اور ابن ماجہ اور نسائی میں مغیرہ رض سے روایت ہے قَالَ صَلّٰی
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی تَوَرَّمَتْ قَدَمَاہُ فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ غَفَرَ اللّٰہُ
لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا یعنی کہا اونھوں نے
نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک کہ متورم ہو گئے قدم آپکے پس کہا گیا یا رسول اللہ البتہ
تو آپکے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے ہیں فرمایا کیا میں بندہ شکرگزار نہیں ہوں انتہی اور نسائی میں ابو ہریرہ رض سے
روایت ہے کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ حَتّٰی تَزْلَعَ قَدَمَاہُ یعنی رسول اللہ

مع اسناد و تقریب سیوطی کی نقل کیجاتی ہیں تبییض الصحیفہ میں جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں قال ابو معشر فی
جزئه انا ابو عبد الله الحسین بن محمد بن منصور الفقیه الواعظ ثنی ابو ابراهیم احمد
ابن حسین القاضی انبانا ابو بکر محمد بن حمدان الحنفی ثنی ابو سعید اسمعیل بن علی
السمان ثنی ابو الحسین احمد بن محمد بن محمود البزار ثنی ابو سعید الحسین بن محمد بن
المبارک ثنی ابو العباس احمد بن محمد بن الصلت بن المغلس الحمانی ثنی بشر بن الولید
الفانی عن ابی یوسف عن ابی حنیفة سمعت انس بن مالك رضی الله عنه یقول سمعت
رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول طلب العلم فریضة علی کل مسلم وبه عن انس
سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول الدال علی الخیر کفاعله وبه عن انس سمعت
رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ان الله یحب اغاثة اللهفان یعنی امام ابو حنیفہ سے روایت
ہو کہ سنا مینے انس رض سے کہتے تھے سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے طلب کرنا علم کا ہر مسلمان پر فرض ہے
اور امام ابو حنیفہ انس رض سے روایت کرتے ہیں کہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے بتلانیوالا
خیر کا مانند کرنیوالے خیر کے ہو اور امام ابو حنیفہ انس رض سے روایت کرتے ہیں کہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
کہ فرماتے تھے تحقیق اللہ تعالی فریاد رسی غمگین کی دوست رکھتا ہو اقول احمد بن مغلس مجروح والحدیث
الاول متنه مشهور فقد قال الشیخ محی الدین النووی فی فتاواه هو حدیث ضعیف
وان کان المعنی صحیحا وقال الحافظ جمال الدین المزی روی من طرق تبلغ رتبة الحسن
قلت عندی انه یبلغ رتبة الصحیح لانی وقفت له علی نحو خمسین طریقا وقد جمعتها فی جزء
والحدیث الثانی متنه صحیح ورد من روایة جمع من الصحابة واصله فی صحیح مسلم من حدیث
ابن مسعود رضی الله عنه بلفظ من دل علی خیر فله مثل اجر فاعله والحدیث الثالث
متنه صحیح ورد من روایة جمع من الصحابة وصححه ضیاء المقدسی فی المختارة من حدیث
بریدة یعنی کہتا ہوں مین احمد بن مغلس جرح کیا گیا ہی اور پہلی حدیث متن اوسکا مشہور ہے اور کہا شیخ محی الدین
نووی نے فتاوی اپنے مین یہ حدیث ضعیف ہے اگرچہ معنی اوسکے صحیح ہیں اور کہا حافظ جمال الدین مزی نے

مختصراً اور نسائی اور ابن ماجہ میں ابوذر غفاری رضہ سے روایت ہے قال قام رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم حتی اصبح بآیۃ والآیۃ ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفر لھم
فانک انت العزیز الحکیم یعنی کہا اونھوں نے کھڑے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہانتک کہ
صبح کردی ایک آیت میں اور آیت یہ ہے کہ اگر تو عذاب کرے انپر پس تحقیق بندے تیرے ہیں اور اگر بخش دے
انکو پس تحقیق تو غالب حکمت والا ہے انتہی اور اگر معترض صاحب کی یہ غرض ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ہمیں اجازت اسکی نہیں دی ہے کہ جتنی آدمی کو طاقت ہو اوتنی عبادت کیا کرے سو اسکا جواب سنیے
بخاری میں عائشہ رضہ سے مرفوع روایت ہے علیکم ما تطیقون من الاعمال فان اللہ لا یمل
حتی تملوا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لازم پکڑو تم اعمال کو جسقدر طاقت رکھتے ہو پس تحقیق
خدا ناخوش نہیں ہوتا یہانتک کہ تم ملول ہو انتہی اور ابو داؤد میں ہے عن عائشۃ رضہ قالت ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اکلفوا من العمل ما تطیقون فان اللہ لا یمل
حتی تملوا فان احب العمل الی اللہ ادومہ وان قل وکان اذا عمل عملا اثبتہ
یعنی عائشہ رضہ سے روایت ہے کہا اونھوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکلیف اوٹھاؤ تم عمل سے جسقدر
طاقت رکھتے ہو اسلیے کہ اللہ ناراض نہیں ہوتا جبتک تم ملول نہو کیونکہ محبوب تر عمل کا طرف اللہ کے دائم تر ہے
اگرچہ تھوڑا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی عمل کرتے تو ثابت رہتے اوسپر انتہی اور اقامۃ الحجۃ میں ہے
واذا ثبت جواز العمل حسب الطاقۃ الی ان یحصل الاعیاء والملل فنقول طاقۃ الناس
مختلفۃ فکم من رجل یطیق شیئا ولا یطیقہ آخر وکم من رجل یمل من شیء ولا یمل
منہ آخر وکم من رجل اعطی السرعۃ فی القراءۃ ولم ینلھا الآخر یعنی جبکہ ثابت ہوگیا
عمل کا موافق طاقت کے یہانتک کہ تھکان اور ملالت حاصل ہو پس ہم کہتے ہیں کہ آدمیوں کی طاقت مختلف
ہوتی ہے بہت آدمی ایسے ہیں کہ ایک شی کی طاقت رکھتے ہیں اور دوسرا اوسکی طاقت نہیں رکھتا اور بہت
آدمی ایسے ہیں کہ ایک چیز سے ملول ہو جاتے ہیں اور دوسرا اوس سے ملول نہیں ہوتا اور بہت آدمیوں کو سرعت
قرأت عطا کی گئی ہے اور دوسرا اوسکو نہیں پہونچا انتہی اور اسی کتاب کے دوسرے مقام میں لکھا ہے کہ آنحضرت

أبو معشر أنا عبد الله ثني أبو إبراهيم ثني أبو بكر الحنفي ثني أبو سعيد السمان ثني أبو علي
الحسين بن علي بن محمد بن إسحاق اليمني ثني أبو حصين علي بن دنا موقة الأسوادي
ثنا أبو داود الطيالسي عن أبي حنيفة قال ولدت سنة ثمانين وقدم عبد الله بن
أنيس الكوفة سنة أربع وتسعين ورأيته وسمعت منه وأنا ابن أربعة عشر سنة
سمعته يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حبك الشيء يعمي ويصم یعنی مجھ ابو معشر نے
امام ابو حنیفہؒ سے روایت کی کہ فرمایا اونھوں نے کہ پیدا ہوا میں سن اسی میں اور آئے عبد اللہ بن انیس کوفہ میں سن
چورانوے ہجری میں اور دیکھا میں نے اونکو اور سنا میں نے اون سے اور میں اوسوقت چودہ برس کا تھا سنا میں نے اونکو کہتے
تھے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت رکھنا تیرا کسی شی سے اندھا اور بہرا کر دیتا ہے هذا الحديث رواه
أبو داود في سننه من حديث أبي الدرداء وأصعب ما هنا أن يقال إن عبد الله بن
أنيس الجهني الصحابي المشهور مات سنة أربع وخمسين وذلك قبل مولد أبي حنيفة
بدهر والجواب أن الصحابة المسلمين عبد الله بن أنيس خمسة فلعل الذي روى
عنه الإمام أبو حنيفة واحد آخر منهم غير الجهني المشهور یعنی اس حدیث کو ابو داود نے سنن
اپنی میں ابو درداء کی حدیث سے روایت کیا ہے اور دشوار اس جگہ یہ ہے کہ کہا جا سکے عبد اللہ بن انیس الجهنی صحابی مشہور کا
انتقال سن چون میں ہوا ہے اور یہ ایک زمانہ قبل ولادت امام ابو حنیفہؒ کے ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ صحابہ مسلمان
عبد اللہ بن انیس پانچ ہیں پس شاید کہ جس سے امام ابو حنیفہؒ نے روایت کی ہے کوئی اور صحابی اونمیں سے
سوای جہنی مشہور کے ہوں قال أبو معشر أنا عبد الله ثني أبو إبراهيم أنا أبو بكر الحنفي ثني
أبو سعيد بن السمان ثني أبو علي الحسن بن علي بن مالك المشتقي ثني أبو الحسن علي
بن غياث القاضي البغدادي ثني محمد بن موسى ثني ابن عباس العجلودي عن
السمان يحيى بن القاسم عن أبي حنيفة سمعت عبد الله بن أبي أوفى يقول سمعت رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقول من بنى لله مسجدا ولو كمفحص قطاة بنى الله له بيتا
في الجنة یعنی امام ابو حنیفہؒ سے روایت ہے کہ سنا میں نے عبد اللہ بن ابی اوفی سے کہتے تھے سنا میں نے

ابن عفان فبدأ بام القرآن فقرأ حتى ختم القرآن ثم ركع وسجد ثم اخذ نعليه
فلا ادري اصلى قبل ذلك شيئا ام لا یعنی عثمان بن عبدالرحمن تیمی روایت کرتے ہیں کہ
میرے باپ نے مجھ سے کہا آجکی رات میں مقام پر غالب ہونگا پس جبکہ عشا کی میں نے نماز پڑھی مقام کو
پہونچا پس میں وہاں کھڑا ہی تھا کہ ناگاہ ایک شخص نے میری پیٹھ پر ہاتھ رکھا دیکھتا کیا ہوں کہ
وہ عثمان ہیں پس انہوں نے الحمد شروع کی پھر پڑھتے رہے یہانتک کہ قرآن ختم کردیا پھر رکوع کیا اور سجدہ
کیا پھر نعلین اپنی اوٹھالیں پس نہیں جانتا میں کہ اس سے پہلے نماز انہوں نے پڑھی یا نہیں حدثنا
سلیمان بن احمد نا ابو یزید القراطیسی نا اسد بن موسی نا سلام بن مسکین
عن محمد بن سیرین قال قالت امرأة عثمان حین اطافوا به یریدون قتله
ان تقتلوه او تترکوه فانه کان یحیی اللیل کله فی رکعة یجمع فیها القرآن یعنی محمد بن سیرین
سے روایت ہے کہ کہا انہوں نے کہ زوجہ عثمان رضی نے جسوقت کہ لوگوں نے انکا ارادہ قتل کا کیا تھا
اگر تم قتل کرو انکو یا چھوڑدو بیشک یہ تمام رات ایک رکعت میں جاگتے تھے کہ جسمیں قرآن ختم کیا کرتے تھے انتہی اور
ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں عمر رض کا یہ حال لکھا ہے کان یصلی بالناس العشاء ثم یدخل بیته
فلا یزال یصلی الی الفجر وما مات حتی سرد الصوم یعنی تھے عمر رض کہ لوگونکو عشا کی نماز
پڑھا دیتے پھر اپنے گھر میں چلے جاتے پس برابر فجر تک نماز پڑھے جاتے اور نہیں انتقال کیا یہانتک کہ برابر روزے
رکھنے لگے انتہی اور عبداللہ بن عمر رض کو حلیۃ الاولیا میں لکھا ہے حدثنا سلیمان نا ابو یزید نا اسد
ابن موسی نا الولید بن مسلم نا ابن جابر حدثنی سلیمان بن موسی عن نافع
ان ابن عمر کان یحیی اللیل صلوة ثم یقول یا نافع اسحرنا فیقول لا فیعاود الصلوة
فیقول یا نافع اسحرنا فاقول نعم فیقعد و یستغفر الله و یدعو الی الصبح یعنی نافع
تابعی سے روایت ہے کہ ابن عمر رض رات بھر نماز پڑھتے پھر کہتے ای نافع سحر ہوگئی وہ کہتے نہیں پھر نماز
پڑھنے لگتے پھر کہتے نافع سحر ہوگئی میں کہتا ہاں پس بیٹھ جاتے اور اللہ سے استغفار اور دعا صبح تک
کرتے حدثنا محمد بن احمد بن الحسن نا بشر بن موسی نا خلاد بن یحیی نا عبد

اور صدقہ کیون نہین کرتا اللہ تعالی اوسکی وجہ سے اولاد عنایت کریگا کما جابر رضی اللہ عنہ پس وہ شخص صدقہ بہت
دیا کرتا اور استغفار بہت کیا کرتا پس اوسکے سات لڑکے پیدا ہوے انتہی اب غور کرنا چاہیے کہ اتنے بڑے
محقق نے ان احادیث کا پتا اور نشان بتلا دیا اور خوب تحقیق منصفانہ کردی پس ابن جوزی وغیرہ
کا اونکو موضوع کہنے سے کیا ہوتا ہی ع باطل ست آنچہ مدعی گوید ✽ بلکہ اسمین خود محدثین ہی اونکا
اعتبار نہین کرتے اونھون نے تو بعض حدیثین بخاری کی بھی تسلیم نہین کی ہین البتہ بعض نے ان احادیث
کو ضعیف کہا ہو سو اوسکی تحقیق جلال الدین سیوطی نے بیان کردی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ احادیث
اکثر صحیح ہین پھر جو شخص متہم ہو اوسکی بھی روایت جب ثقہ کے مطابق ہو مقبول ہوتی ہی اور ان احادیث
مین تو کوئی ایسا راوی نہین جو موضوع حدیثین روایت کرتا ہو اوسکا انکار کرنا محض تعصب اور حسد ہی
اور نہایت بد ہی ع شیشۂ بغض و حسد کو سنگ سے انصاف کے ✽ توڑ دے اور راہ بیہودگی دل سے چھوڑ دے
اور ملا علی قاری وغیرہ کے اقوال سے بھی اول ہی واضح ہو چکا ہی کہ قوت ثبوت روایت کو ہی پس اگر
بعض نے اوسکی صحت کا انکار کیا اور اکثر نے ثبوت روایت کا اقرار کیا تو ثبوت کو بہر نہج ترجیح ہوئی باقی
رہا امام صاحب کی قلت حدیث کا جواب سو وہ بھی سن لیجیے کہ کم روایت کرنا حدیث کا اس امر کو مقتضی
نہین کہ حدیث اونکو آتی نہین تھی ایسا قول وہ شخص کہیگا جو تعصب کا پتلا ہو ع گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ✽
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ✽ اور چار ہزار مشایخ امام صاحب کے شیخ عبد الحق دہلوی نے اپنی طرف سے نہین بیان کیے
بلکہ محدثین شافعیہ بھی اسکو ذکر کر گئے ہین اگر معترض صاحب کتابین محققین کی دیکھتے تو ایسے پاک لوگو پر اتہام
نکرتے یہ شیوہ تو حضرات ظاہریہ کا ہی کہ اپنی طرف سے دھوکا دینے کو عبارت بدل دیتے ہین ابن حجر مکی شافعی
خیرات الحسان مین لکھتے ہین ومر انہ اخذ عن اربعۃ الاف شیخ من ائمۃ التابعین وغیرہم
ومن ثم ذکرہ الذہبی وغیرہ فی طبقات الحفاظ من المحدثین ومن زعم قلۃ اعتنائہ
بالحدیث فہو اما لتساہلہ او لحسدہ اذ کیف یتاتی لمن ہو کذلک استنباط
مثل ما استنبطوا من المسائل التی لا یحصی کثرتہ مع انہ اول من استنبط من الادلۃ
علی الوجہ المخصوص المعروف فی اصحابہ عنہ ولاجل اشتغالہ بہذا الاہم لم یظہر حدیثہ

احتراز فرماتے بلکہ یہ شیخین درحقیقت انبیا اور صحابہ سے ہیں اس عبادت میں امام صاحب کچھ مخصوص نہیں تو
اور معترض صاحب الزام بدعت دیتے ہیں بلکہ بڑے بڑے صحابہ اور تابعین نے ایسی عبادت شاقہ کی ہے
کہ جو بیان سے ممکن نہیں ہے جسقدر حالات ہمنے جلیل القدر صحابہ کے نقل کیے ہیں اگر شارع کی طرف سے اسکی ممانعت
یا اجازت نہوتی تو ایسی عبادت صحابہ ہرگز نکرتے بلکہ ادنی صحابی بھی بدعت سے اجتناب کرتے تھے نہ کہ حضرت
عثمان رض اور حضرت عمر رض اور حضرت علی رض اور عبد اللہ بن عمر رض وغیرہم ایسے امر کا ارتکاب کرتے حاشا
وکلا ع کار پاکان را قیاس از خود مگیر + گرچہ ماند در نوشتن شیر شیر + اویس قرنی رح کے حال میں حلیۃ الاولیا
میں لکھا ہے حدثنا ابو بکر محمد بن احمد حدثنا الحسن بن محمد نا عبد اللہ بن عبد الکریم
نا سعید بن اسد بن موسی نا ضمرۃ بن ربیعۃ عن اصبغ بن زید قال کان
اویس القرنی اذا امسی یقول ھذہ لیلۃ الرکوع فیرکع حتی یصبح وکان اذا امسی
یقول ھذہ لیلۃ السجود فیسجد حتی یصبح یعنی اویس قرنی جب شام ہوتی تو کہتے یہ شب
رکوع کی ہے پس رکوع کرتے یہانتک کہ صبح کر دیتے اور پھر جب شام کرتے کہتے یہ رات سجدہ کی ہے پس سجدہ کرتے
یہانتک کہ صبح کر دیتے انتہی اور سعید بن المسیب جو بڑے جلیل القدر تابعی ہیں اونکے حال میں اسی کتاب میں
لکھا ہے حدثنا ابو محمد نا احمد بن محمد بن حامد نا عبد المنعم بن ادریس عن ابیہ قال
صلی سعید بن المسیب الغداۃ بوضوء العتمۃ خمسین سنۃ یعنی عبد المنعم نے
باپ ادریس سے روایت کرتے ہیں کہ کہا اونھوں نے سعید بن مسیب نے صبح کی نماز عشا کے وضو سے پچاس
برس تک پڑھی ہے اور ثابت بن اسلم تابعی جنھوں نے عبد اللہ بن عمر رض اور عبد اللہ بن زبیر رض سے روایت کی
اور حضرت انس رض کی خدمت میں چالیس برس رہے ہیں اونکے حال میں اوسی کتاب مذکور میں لکھا ہے حدثنا
عثمان بن محمد العثمانی نا اسمعیل بن علی الکرابیسی حدثنی محمد بن سنان نا
سنان عن ابیہ قال انا واللہ ادخلت ثابتا لحدہ ومعی حمید الطویل او رجل
غیرہ شک محمد فلما سوینا علیہ اللبن سقطت لبنۃ فاذا انا بہ یصلی فی قبرہ
فقلت للذی معی الا تری قال اسکت فلما سوینا علیہ التراب اتینا ابنتہ

حیثم اور ابو ہند الحارث بن عبدالرحمن الہمدانی اور حسن بن عبداللہ الحکم بن عتیبہ اور حماد بن
ابی سلیمان اور خالد بن علقمہ اور ربیعہ بن ابی عبدالرحمن اور زبید الیامی اور زیاد بن علاقہ اور سعید بن
مسروق الثوری اور سلمہ بن کہیل اور سماک بن حرب اور ابو روبہ شداد بن عبدالرحمن القشیری اور شیبان
ابن عبدالرحمن النحوی اور طاؤس بن کیسان اور طریف بن سفیان السعدی اور ابو سفیان طلحہ بن
نافع اور عاصم بن کلیب اور عامر الشعبی اور عبداللہ بن ابی حبیبہ اور عبداللہ بن دینار اور عبدالرحمن بن
ہرمز الاعرج اور عبدالعزیز بن رفیع اور عبدالکریم بن ابی امیۃ البصری اور عبدالملک بن عمیر اور عدی بن
ثابت الانصاری اور عطاء بن ابی رباح اور عطاء بن السائب اور عطیہ بن سعد العوفی اور عکرمہ مولی
ابن عباس اور علقمہ بن مرثد علی بن اقمر اور علی بن الحسن الزراد اور عمرو بن دینار اور عون بن عبداللہ
ابن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود اور قابوس بن ابی ظبیان اور قاسم بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود
اور قتادہ بن دعامہ اور قیس بن مسلم الجدلی اور محارب بن دثار اور محمد بن زبیر الحنظلی اور محمد بن السائب
الکلبی اور ابو جعفر محمد بن علی بن ابی طالب اور محمد بن قیس الہمدانی اور محمد بن مسلم بن شہاب الزہری اور
محمد بن المنکدر اور مخول بن راشد اور مسلم البطین اور مسلم الملائی اور معن بن عبدالرحمن اور مقسم اور منصور
ابن المعتمر اور موسیٰ بن ابی عائشہ اور ناصح بن عبداللہ المحلمی اور نافع مولی ابن عمر اور ہشام بن عروہ
اور ابو ہشام الہیثم بن حبیب الصراف اور ولید بن سریع المخزومی اور یحییٰ بن سعید الانصاری اور ابو محمد یحییٰ بن
عبداللہ الکندی اور یحییٰ بن عبداللہ الجابر اور یزید بن صہیب الفقیر اور یزید بن عبدالرحمن الاودی
اور یونس بن عبداللہ بن ابی الجہم اور ابو جناب الکلبی اور ابو حصین الاسدی اور ابو زبیر المکی اور ابو السوداء
اور ابو عون الثقفی الجہنی اور ابو شعبہ مولی ابن عباس اور ابو الغفور العبدی سے اور روایت کی امام ابو حنیفہ
سے ابراہیم بن طہمان اور ابیض بن اغر بن صباح المنقری اور اسباط بن محمد القرشی اور اسحق بن ابی یوسف
اور اسود بن عمرو البجلی اور اسمعیل بن یحییٰ الصوفی اور ایوب بن ہانی الجعفی اور بشر بن یزید الضبی اور
اور جعفر بن عون اور حارث بن ہانی اور حبان بن علی العنزی اور حسن بن زیاد اللؤلؤی اور حسین بن
فرات القزاز اور حسین بن حسن بن عطیہ العوفی اور جعفر بن عبدالرحمن البلخی القاضی اور حکام

ہو جائینگے اور بدلا بدعت ہو جائیگا پس دلالت کی اس امر نے تو بھی کہ اپنی عبادت مین اسقدر جہد سے
کہ ملال خاطر اور کسی طرح کی شورش ہو یا حقوق شرعیہ مین خلل واقع ہو جاوے تو ممنوع ہی اور دلالت اسکی
مطلق منع پر نہین اور جواب حدیث جماعت صحابہ کا یہ ہی کہ اونھون نے عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
بہت کم جانا اور گمان کیا کہ آپ بوجہ مغفور ہونیکے عبادت مین زیادہ کوشش نہین کرتے اور بوجہ
اونھون نے اوس چیز کو واجب جانا جسکو اللہ نے واجب نہین کیا تھا اور طریقہ آسان سے اعراض کیا اسواسطے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے اونکو زجر کیا اور ہدایت کر دی طرف طریقہ اپنے کے اور
فرمایا جو شخص میری سنت سے اعراض کرے یعنی اعراض کرے بایں طور کہ جس طریقہ پر مین ہون اوسکو
حسن نہ سمجھے جیسا کہ ان لوگون نے گمان کیا تھا پس وہ شخص مجھسے نہین (یعنی وہ نہین ہے ہمین جو
میری مسلک اور ہدایت پر چلتے ہین) اور اس حدیث مین اس امر کی کہ دلالت نہین کہ جب آدمی
حسب طاقت اپنی عبادت مین کوشش کرے درانحالیکہ واجب کرنے والا غیر واجب کو نہو اور اپنے
مسلک کو مسلک نبوی پر فضیلت دینے والا نہو تو بھی یہ صورت جائز نہوگی انتہی اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسی عبادت اختیار نکرنیکا باعث یہ ہی جو اسی کتاب مین لکھا ہی کہ بیشک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسقدر طاقت عبادت رکھتے تھے کہ اور آدمیونکو اتنی طاقت نہین
لیکن آپ کثرت عبادت کو بوجہ شفقت امت کا اور بوجہ ترحم کرنیکے اوپر اتباع اپنے ترک کرتے تھے تا
لوگ بسبب اتباع اونکی کے تنگ نہون اور دلالت کرتا ہی اسپر قول عائشہ رضہ کا کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم عمل کو ترک کرتے تھے حالانکہ اوس عمل کو دوست رکھتے تھے اسواسطے خوف سے کہ لوگ عمل کیا
کرنے لگین پس فرض ہو جاوے اونپر روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور ابوداود وغیرہما نے اور تحقیق ترک
کر دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تراویح ساتھ جماعت کے بعد پڑھنے چند شب کے واسطے خوف اسکے
کہ لوگونپر فرض ہو جائیگی روایت کیا اس حدیث کو بخاری وغیرہ نے اور ابوداود وغیرہ نے عائشہ رضہ
سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کیا پس عمر رضہ تھے آپکے پیچھے برتن پانی کا لیکر
ہوئے پس فرمایا کیا ہی یہ اے عمر رضہ کہا پانی آپکے وضو کے واسطے فرمایا نہین حکم کیا گیا مین کہ جب پیشاب

امام صاحب سے بغض ہو وہ جو چاہے کہے مگر منصف کو یہ باطن ہے اونکے کمال روایت و درایت مین سترہ
نقصان نہوگا ○ نہین ہی معتقد اونکا اگر حاسد تو کیا غم ہی ہوا نہ سجدہ ابلیس کیا نقصان آدم کا
اور قطع نظر اسکے یہ روایت سترہ حدیثوں کے ہونے کی سوای ابن خلدون کے اور کسی نے علمای معتبرین سے نہین لکھی
اور ابن خلدون کو سوای بہرۂ علم انشا و ادب کے علوم شرعیہ ورفن حدیث ورجال مین چندان مداخلت
نہ تھی چنانچہ شمس الدین محمد بن عبد الرحمن سخاوی شاگرد ابن حجر عسقلانی کتاب الضوء اللامع فی اعیان
القرن التاسع مین ابن خلدون کے ترجمہ مین لکھتے ہین قال ولم یکن ماهرا بالعلوم الشرعیة یعنی وہ علوم شرعیہ
سے ماہر نہین تھا انتہی پس ایسے شخص کا قول کہ جسکو علم شرعیات اور فن حدیث مین ملکہ نہو قابل اعتبار کے نہین ہوسکتا
ہان اگر کسی محدث معتبر اور مورخ بصیر کے کہ جو علم روایت حدیث مین مہارت رکھتا ہو یہ قول صادر ہوتا تو معتبر
تھا اور کیا عجب ہے کہ عبارت ابن خلدون مین غلطی واقع ہوگئی ہو اسیواسطے مجمع الکمالات عالم المعی مولانا ابو الحسنات
محمد عبد الحی لکھنوی ابراز الغی مین لکھتے ہین کہ سترہ حدیثین اگرچہ مقدمہ تاریخ ابن خلدون مین مذکور مین اور
صاحب حطہ یعنی نواب صاحب امیر بھوپال کا کلام اوسکا تمامہ اخذ کیا ہی اور کل نقل کردیا ہی لیکن یہ قول مردود
ہی اور ظاہر یہ ہی کہ یہ قول ابن خلدون کا نہین بلکہ لکھنے والون کی غلطی کی ہی اسیواسطے اوس نسخہ کے
مصحح نے جو مصر مین اسی صدی کے سن چوہتر مین چھپا ہی تنبیہ کردی اور قول سبعة عشر حدیثا سے
پر لکھدیا ہی کہ شرح زرقانی موطا مین پانچ قول نقل کیے ہین اول پانسو اور دوسرا سات سو اور تیسرا ایک ہزار
زیادہ اور چوتھا ایک ہزار سات سو بیس اور پانچوان چھ سو چھیاسٹھ اور اوسمین کوئی قول اس
نسخہ کا نہین ہے حاصل کلام یہ ہی کہ ایسے قول باطل کو نقل کرنا اور اوسپر سکوت کرجانا محققین اور علمای حق
سے بعید ہی اور جو شخص امام ابو حنیفہ رح کے مناقب کی کتابین دیکھیگا تو اس سترہ حدیثونکے قول کا
کذب معلوم کرلیگا انتہی اور ابن حجر مکی خیرات الحسان مین لکھتے ہین کہ بچنا تو اس توہم سے کہ امام
ابو حنیفہ رح تو سوای فقہ کے اور علم مین ملکہ تام نہ تھا بلکہ وہ علم تفسیر اور حدیث اور ادب وغیرہ علوم مین
ایک بڑا پایہ رکھتے تھے اور امام بیمثل تھے اور قول بعض دشمنون اونکے کا خلاف اسکے ہی منشا اوسکا حسد
اور عداوت اسکی سبقت لیجانا اونکا اپنے اقران پر اور مطعون کرنا اونکا ساتھ ... اور ... مقصد کو ترک

عمر بن الخطاب اور علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس کی صحبت سے کیا اور بہت خوب علم
واقف حاصل کیا اور ایک دن امام ابو حنیفہ رح خلیفہ منصور کے پاس گئے پس کہا منصور نے یہ شخص عالم وقت ہے
دنیا کا عالم ہے اور سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہا او نھون نے میری آنکھ نے مثل ابو حنیفہ کے نہیں دیکھا
اور عبداللہ بن مبارک سے روایت ہے کہا او نھون نے امام ابو حنیفہ بڑے صاحب وقار تھے ایک دن جامع مسجد میں
تھے پس ایک سانپ اونکی گود میں اوپر سے گر پڑا پس سوا اونکے اور سب آدمی بھاگ گئے پس سوا اسکے او نھون نے
سانپ کو جھاڑ دیا اور اپنی جگہ پر بیٹھے رہے اور کچھ نہ کیا اور ربیع بن عبادہ سے روایت ہے کہ میں سنہ ڈیڑھ سو ہجری میں
ابن جریج کے پاس تھا پس جب انتقال ابو حنیفہ کی اونکو پہونچی پس انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور بہت
غمگین ہوئے اور فرمایا کیسا بڑا عالم او ٹھ گیا اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ میں اپنے والدین سے پہلے امام ابو حنیفہ کے
واسطے دعا مانگتا ہوں اور تحقیق میں نے اونسے سنا ہے فرماتے تھے کہ میں حماد کیواسطے اپنے والدین کے ساتھ دعا
مانگتا ہوں اور عبداللہ بن مبارک سے روایت ہے کہا او نھون نے دیکھا میں نے مسعر بن کدام کو امام ابو حنیفہ کے حلقہ
میں کہ اونکے سامنے بیٹھے ہوئے اونسے سوال کرتے تھے اور فائدہ اوٹھاتے تھے اور نہیں دیکھا میں نے کسیکو بھی کہ اوسنے فقہ میں امام ابو حنیفہ
سے کلام کیا ہو اور ربیع سے روایت ہے کہ نہیں دیکھا میں نے زیادہ فقیہ بہ نسبت ابو حنیفہ کے اور نہ اونسے زیادہ اچھے نماز پڑھنے والے اور نضر بن
شمیل سے روایت ہے کہ لوگ فقہ سے بالکل بیخبر تھے یہانتک کہ ہوشیار کردیا اونکو امام ابو حنیفہ نے ساتھ اوس چیز کے کہ پہنچایا
اوسکو اور کھولا اوسکو اور بیان کردیا اوسکو اور امام شافعی سے روایت ہے کہ تمام آدمی فقہ میں امام ابو حنیفہ کے عیال ہیں
اور جعفر بن ربیع سے روایت ہے کہ میں امام ابو حنیفہ کے پاس پانچ برس تک رہا پس کسیکو نہیں دیکھا میں نے اونسے زیادہ چپ رہنے والا
پایا مگر جب کوئی بات فقہ کی سوال کیجاتی تو مثل دریا کے تھے اور سفیان بن عیینہ سے روایت ہے کہ ہمارے وقت میں
کوئی شخص امام ابو حنیفہ سے زیادہ نماز پڑھنے والا نہیں آیا اور زافر بن سلیمان سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ رح
ایک رکعت میں رات گذار دیتے اور تین قرآن ختم کرتے اور اسد بن عمرو سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ نے نماز صبح کی
عشا کے وضو سے چالیس برس پڑھی اور اکثر رات کو ایک رکعت میں قرآن ختم کرتے تھے اور اونکے رونے کی آواز
سنائی دیتی تھی یہانتک کہ ہمسایہ اونکے اوپر رحم کھاتے تھے اور شمار کیا گیا ہے کہ او نھون نے قرآن کو جس جگہ وفات
پائی ہے سات ہزار مرتبہ پڑھا ہے اور مسعر بن کدام سے روایت ہے کہ میں ایک رات مسجد میں گیا پس دیکھا میں نے

ہین کلام کیا اوسکا طریقہ ایسا ناپید ہوگیا کہ پتا نہین اور مذہب امام ابو حنیفہ رحمہ کا باقی ہی شرق سے
غرب تک بین بھری ہوئی ہی اور اکثر آدمی اسی مذہب مین ہین انتہی اور خیرات الحسان مین ہی اِعْلَمْ اَنَّهٗ
يَتَعَيَّنُ عَلَيْكَ اَنْ لَا تَفْهَمَ مِنْ قَوْلِ الْعُلَمَاءِ عَنْ اَبِي حَنِيْفَةَ وَاَصْحَابِهٖ اَنَّهُمْ اَصْحَابُ
الرَّأْيِ اَنَّ مُرَادَهُمْ بِذٰلِكَ تَنْقِيْصُهُمْ وَلَا نِسْبَتُهُمْ اِلٰى اَنَّهُمْ يُقَدِّمُوْنَ رَأْيَهُمْ عَلٰى
سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا عَلٰى قَوْلِ اَصْحَابِهٖ لِاَنَّهُمْ بُرَاءٌ عَنْ ذٰلِكَ
فَقَدْ جَاءَ عَنْ اَبِي حَنِيْفَةَ مِنْ طُرُقٍ كَثِيْرَةٍ مَا مُلَخَّصُهٗ اَنَّهٗ اَوَّلًا يَاْخُذُ بِمَا فِي الْقُرْاٰنِ
فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِالسُّنَّةِ فَاِنْ لَمْ يَجِدْ فَبِقَوْلِ الصَّحَابَةِ فَاِنِ اخْتَلَفُوْا اَخَذَ بِمَا كَانَ اَقْرَبَ
اِلَى الْقُرْاٰنِ اَوِ السُّنَّةِ مِنْ اَقْوَالِهِمْ وَلَمْ يَخْرُجْ عَنْهُمْ فَاِنْ لَمْ يَجِدْ لِاَحَدٍ مِنْهُمْ قَوْلًا لَمْ يَاْخُذْ بِقَوْلِ
اَحَدٍ مِّنَ التَّابِعِيْنَ بَلْ يَجْتَهِدُ كَمَا اجْتَهَدُوْا یعنی جانو کہ چاہیے تجھکو کہ نہ سمجھے تو کہنے علما
سے امام ابو حنیفہ رح اور اصحاب اونکے کو کہ وہ اصحاب رای ہین یہ کہ مراد اونکی اس سے منقصت بیان کرنی
اونکی ہی اور نہ نسبت کرنا اونکا طرف اسکے کہ وہ رای کو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یا قول
صحابہ پر مقدم سمجھتے ہون اسلیے کہ وہ اس سے بری ہین کیونکہ امام ابو حنیفہ رحمہ سے بواسطہ طرق کثیرہ کے
ثابت ہوا ہی کہ وہ پہلے قرآن سے اخذ کرتے تھے اگر اوسمین نپاوین تو حدیث سے اگر اوسمین بھی نملے تو قول
صحابہ سے پس اگر صحابہ بھی مختلف ہون تو جو قول اونکے اقوال سے قرآن یا حدیث سے زیادہ موافق ہو اور
صحابہ کے سب اقوال سے خارج قول نہین کہتے تھے پس اگر صحابہ مین سے بھی کسیکا قول نہین پاتے تو تابعین کے
قول کو اخذ نہین کرتے تھے بلکہ اجتہاد کرتے تھے جیسے اون تابعین نے کیا ہی انتہی اور طحطاوی نے
اوس قصہ کا رد کیا ہی جس سے منقصت انبیا لازم آتی ہی یہان جو معترض صاحب نے یہ عبارت لاطائل
لکھی ہی اور ان کتابونکے قصہ کو جس سے اہانت انبیا لازم آتی ہی اون کتابونکے ساتھ جو امام صاحب
کے پاس تھین کچھ علاقہ نہین محض مغالطہ عوام کیواسطے معترض صاحب نے یہ عبارت طحطاوی کی نقل
کردی ہی کہ جس سے عوام کو شبہہ ہوتا ہی کہ شاید امام طحطاوی نے اونھین کتابونکا رد لکھا ہی جنکو شیخ
عبد الحق محدث دہلوی اپنی کتاب مین ثابت کرتے ہین حاشا و کلا طحطاوی نے اوس قصہ کو رد کیا ہی

نہیں ہوتے تھے جو اونکو لیجاوے اور علی بن عاصم سے روایت ہی کہا اونھوں نے اگر امام ابو حنیفہ رح کی عقل نصف
اہل ارض کی عقل سے وزن کیجاوے تو انکی عقل اونکی عقل پر غالب آوے اور اسمعیل پوتے امام صاحب
روایت ہی کہا اونھوں نے ہمارے یہاں ایک آٹا پیسنے والا رافضی تھا اوسکے دو خچر تھے ایک کا نام اوسنے ابوبکر
رکھا تھا اور دوسرے کا عمر پس ایک نے اوسکو پیر سے زخمی کر کے مار ڈالا پس امام ابو حنیفہ رح کو خبر دی انہوں نے فرمایا دیکھیو جسنے
اوسکو مارا ہی اوسکا نام عمر ہوگا پس دیکھا تو جیسا اونھوں نے کہا تھا ویسا ہی پایا اور اسمعیل بن حماد سے
روایت ہی کہا اونھوں نے امام ابو حنیفہ رح قاضی ہونے پر جبر کیے گئے پس قضا نہ قبول کی اور امام احمد بن حنبل
جب اسکو ذکر کرتے رویا کرتے اور اونکو ترحم آتا اور امام ابو حنیفہ رح سے روایت کی ہی ابو یحیی حمانی اور ہشیم بن
بشیر اور عباد بن العوام اور عبد اللہ بن مبارک اور وکیع بن جراح اور یزید بن ہارون اور علی
اور یحیی بن نصر اور ابو یوسف قاضی اور محمد بن الحسن اور عمرو بن محمد العنقزی اور ہوذہ بن خلیفہ اور
ابو عبد الرحمن المقری اور عبد الرزاق بن ہمام اور دوسروں نے اور امام محمد سے روایت کی امام شافعی رح اور
ابو سلیمان جوزجانی اور ابو عبید قاسم بن سلام وغیرہم نے اور امام شافعی رح سے بالاسناد روایت ہی
نے بھاری جسم والا میں نے امام محمد سے زیادہ لطیف روح کا نہیں دیکھا اور نہ کوئی فصیح زیادہ اونسے دیکھا
جب میں اونکو قرآن پڑھتے دیکھتا ایسا معلوم ہوتا گویا قرآن انہیں کی لغت میں نازل ہوا ہی اور
امام شافعی سے یہ بھی روایت ہی کہ امام محمد سے زیادہ عقیل میں نے کسیکو نہیں دیکھا اور انہیں سے روایت ہی کہ میں نے
جسیم آدمی کی زیادہ امام محمد سے کسیکو نہیں دیکھا اور اونہیں سے روایت ہی کہ جب امام محمد کسی مسئلہ میں
کرتے گویا قرآن نازل ہوتا ہی نہ کسی حرف کو مقدم کرتے اور نہ موخر اور اونہیں سے روایت ہی کہ امام محمد آنکھ اور
دل کو بھر دیتے تھے اور انہیں امام شافعی سے روایت ہی کہ میں امام محمد کے دو اونٹ بھر کے کتابوں کا لکھنے والا
ہوا ہوں اور یحیی بن معین سے روایت ہی کہ میں نے جامع صغیر امام محمد سے لکھی اور ابو عبید سے روایت ہی کہ
کوئی کتاب اللہ کا امام محمد سے زیادہ جاننے والا نہیں دیکھا اور ابراہیم حربی سے روایت ہی کہا اونھوں نے
میں نے امام احمد سے کہا کہ آپکے پاس یہ مسائل دقیق کہاں سے آئے فرمایا کہ امام محمد کی کتابوں سے اور کہا امام شافعی نے
کسیکو میں نے نہیں دیکھا کہ اوس سے کوئی مسئلہ جسمیں اعتراض ہو دریافت کیا جاوے اور اوسکے چہرہ پر تغیر نہ

ابن الحارث الحارثی البخاری المعروف بالاستاذ تلمیذ ابی حفص الصغیر وابی القاسم
طلحة بن محمد بن جعفر بالعدل وابی نعیم احمد بن عبد الله الاصبهانی
صاحب الحلیة وابی احمد عبد الله بن عدی بالجرجانی وعمر بن الحسن الاشنانی
وابی الحسین محمد بن المظفر وهؤلاء الستة حفاظ وابی بکر احمد بن محمد بن
خالد بالکلاعی ومحمد بن عبد الباقی الانصاری وابی القاسم عبد الله بن محمد
ابن ابی العوام السعدی وابی بکر المقری والحسین بن محمد بن خسرو وقد
جمع کل ذلک الامام ابو المؤید محمد بن محمود الخوارزمی المتوفی فی سنة خمس و
سبعین وستمائة فی کتاب سماه جامع المسانید وما وصل الی بعضها بالسماع
المتصل وبعضها بالاجازة المشافهة وبعضها فیما یسند بصحة الاجازة التامة

یعنی لیکن بعد حمد وصلوۃ کے پس یہ نفیس کتاب ہی اسمین بیچ احادیث احکام کے ذکر کی ہین جنکو ہمارے
امام اعظم رح نے روایت کیا ہی اون احادیث مین سے جن پر بخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور
نسائی اور ابن ماجہ نے موافقت کی ہی اپنی کتابون مشہور مین یا بعض نے اونمین سے موافقت کی ہی اور اشارہ
کردیتا ہون مین طرف موافقت کے ساتھ لفظ کے سیاق متن اور سند مین یا ساتھ معنی اور غیر اونکے کو بالتبع
ذکر کردیتا ہون درانحالیکہ اعتماد کرنیوالا ہون اوس چیز مین جو ذکر کی ہی اور یہ چودہ مسندون امام کے جو
اونکی طرف تخاریج ائمہ سے منسوب ہین پس بعضے تو وہ ہین جنکو امام صاحب کے اصحاب نے جمع کیا ہی ایک
مسند حماد بیٹے امام صاحب کی دوسری مسند امام ابو یوسف کی تیسری مسند امام محمد کی جو آثار
مشہور ہے چوتھی مسند حسن بن زیاد لولوی کی ان چارونکی روایت امام صاحب سے بلا واسطہ ہی اور
بعد اونکے پانچوین مسند امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب بن الحارث الحارثی البخاری کی جو استاذ
مشہور ہین اور ابو حفص صغیر کے شاگرد ہین چھٹی مسند ابو القاسم طلحہ بن محمد بن جعفر العدل کی ساتوین
مسند ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی صاحب حلیہ کی آٹھوین مسند ابو احمد عبد اللہ بن عدی جرجانی
کی نوین مسند عمر بن الحسن الاشنانی کی دسوین مسند ابو الحسین محمد بن المظفر کی اور یہ چھ حافظ

صحیحین کے کہا اور دو دونون سولہ اسے باتفاق علما زیادہ صحیح ہین اور امام مالک تبع تابعین ہین اونہونے
کی اونسے ابن جریج اور یزید بن عبداللہ بن ہادی اور اوزاعی اور ثوری اور ابن مبارک اور امام شافعی وغیرہم نے
اور محمد بن دینار دیہ سے روایت ہے کہ سنا مینے امام بخاری سے کہتے تھے کہ مین ایک لاکھ حدیث صحیح اور دو لاکھ حدیث
غیر صحیح یاد رکھتا ہون اور حافظ ابو علی صالح بن محمد سے روایت ہے کہا نہین دیکھا مینے کسی خراسانی کو
زیادہ فہیم امام بخاری سے اور کہا زیادہ جاننے والے حدیث کے امام بخاری ہین اور زیادہ حافظ حدیث کے اور
دین اور ورع اکثر اونکے مین حدیث مین اور محمد بن بشار شیخ بخاری سے روایت ہے کہ بصرہ مین مثل بخاری کے کوئی
نہین آیا اور جب امام بخاری بصرہ مین داخل ہوے تھا اونہون نے آج سید الفقہا داخل ہوے اور محمد بن عبداللہ
ابن نمیر اور ابو بکر بن ابی شیبہ سے روایت ہے کہ مثل امام بخاری کے نہین دیکھا اور ابو عیسیٰ ترمذی سے ہمکو پہنچا
یونہی ہے کہ مینے علل او تاریخ اور معرفت اسانید مین عراق اور خراسان مین کسیکو نہین دیکھا اور روایت
کیے گئے ہم امام مسلم سے کہا اونہون نے امام بخاری سے تھا کہ نہین بغض رکھیگا تم سے مگر حسد کرنیوالا اور مین
گواہی دیتا ہون کہ مثل تمہارے دنیا مین نہین اور محمد بن اسحق بن خزیمہ سے ہمکو روایت پہنچی ہے کہا اونہون نے
نیچے آسمان کے زیادہ جاننے والا احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امام بخاری سے نہین دیکھا اور بعد اونکے
اوستاد اونکے محمد بن عیسی الطباع او محمد بن سابق اور احمد بن حنبل اور اقران اونکے ہین اور روایت کیا
اونسے ابو الحسین مسلم بن الحجاج صاحب صحیح اور ابو عیسی ترمذی اور ابو عبد الرحمن نسائی وغیرہم نے
انتہی مختصرا اور مرقات شرح مشکوۃ مین ہے قال ابن حجر وتلمذ له کبار من الائمة المجتهدين
والعلماء الراسخين عبد الله بن المبارك والليث بن سعد والامام مالك بن
انس انتهى وجمع منهم داود الطائي وابراهيم بن ادهم وفضيل بن عياض وغيرهم
من اكابر السادة الصوفية رضي الله عنهم اجمعين يعنی کہا ابن حجر نے انکے شاگرد ہوے
امام ابو حنیفہ کے بڑے بڑے ائمہ مجتہدین اور علمای راسخین مثل عبداللہ بن المبارک و لیث بن سعد اور
امام مالک کے انتہی اور اونمین سے داود طائی اور ابراہیم ادہم اور فضیل بن عیاض وغیرہم اکابر صوفیہ سے
ہین انتہی ان تحریرات سے معلوم ہوا کہ امام مالک امام صاحب کے شاگرد ہین اور امام شافعی امام مالک اور امام محمد کے

سند لکھا ہی استغفار کرکے دیا اور دفتر اسرار وی کی کیفیت فردا ہی قیامت معلوم ہوگی
بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت کہ باکہ باختہ عشق در شب دیجور علی ہذا القیاس فتح القدیر
اور عینی مین اس کثرت سے احادیث صحیحہ موجود ہین کہ سوا ہی متعصب اور آنکھ کے اندھے کے اور کوئی جھٹلا
نہین سکتا اب اس جواب کو ایک دو عبارت اور نقل کرکے ختم کرتا ہون خیرات الحسان مین ہی کہ فصل
ساتوین ذکر مشایخ امام ابو حنیفہ رح مین اور وہ بہت ہین نہین گنجایش ہی کہنا یہ مختصر اور تحقیق ذکر کیا
اونمین سے امام ابو حفص کبیر نے چار ہزار مشایخ کو اور کہا غیر اونکے نے چار ہزار امام ابو حنیفہ رح کے اوستاد
تابعی تھے پس غیر تابعی کتنے ہونگے اور ذکر اونکا جنھون نے فقہ اور حدیث امام ابو حنیفہ رح سے اخذ کیا ہی
قبل استیعاب اونکے کے متعذر ہی ضبط اوسکا ممکن نہین اسیواسطے بعض اماموں نے کہا ہی کہ کسی کے واسطے اماموں
مشہور اسلام سے یہ بات میسر نہین ہوئی جو امام ابو حنیفہ رح کے واسطے نصیب ہوئی ہی مشایخ اور شاگردون سے
اور نہین نفع پایا ہی علما اور جمیع آدمیون نے جیسا کہ نفع امام ابو حنیفہ رح اور اونکے شاگردون سے
اوٹھایا ہی تفسیر احادیث مشتبہ اور مشتبہہ اور مسائل مستنبطہ وغیرہ سے انتہی اور ملا علی قاری رحمہ اللہ
شرح مشکوٰۃ مین لکھتے ہین اور ظاہر یہ بات کہ اگر امام ابو حنیفہ رح کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو محیط نہوتے تو ہرگز متصور نہ تھا کہ وہ امام مقتدی امت کے ہوجاتے اور کل فقہا اونکے طفیلی اصطلاح
مذہب محمدیہ مین کہلاتے خصوصاً قرن اول مین باوجودیکہ اوسوقت مین بہت مجتہدین ائمہ موجود تھے
اور ملی اوسنے کہا ہی کہ ہمسے سلیمان بن شعیب نے بیان کیا کہ میرے باپ نے کہا کہ امام ابو یوسف نے ہمکو لکھوایا کہ
امام ابو حنیفہ رح فرماتے تھے کہ لوگونکو نہین لایق ہی کہ حدیث بیان کرین مگر جبکہ اوسکو جس دن سے
سنا ہی ویسا ہی یاد رکھا ہو دن بیان کرنے تک اور حاصل اوسکا یہ ہی کہ روایت بالمعنی جائز نہین اگر چہ
اصل کے مطابق ہو برخلاف جمہور محدثین کے کہ وہ روایت بالمعنی جائز رکھتے ہین مگر جبکہ اصل یاد
نہ رہی ہو پس اسیوجہ سے امام ابو حنیفہ رح کی روایت کم ہوئی حال آنکہ اونکی اسانید کثیر مشہور ہین کہ پہونچ رہے
تک جمع نہیں ہین کہ اونکو جمع اور ضبط علما نے کیا ہی جیسے ابو بکر صدیق اور عمر رض نہایت قلیل حدیث
روایت کرتے تھے اور علم مین غایت درجہ کی رعایت رکھتے تھے گویا کہ علم اور عمل دونون مقصود ہین اور فلاس

نصیب کیا بہر دو ای اونکے مقلدین مین بہت تعدد ہوے کو ساتھ لکھنے اصول اور فروع مذہب اونکے کے اور نظر
کسینے منقول اور معقول اونکے مین یہانتک کہ بحمد اللہ ہو گیا وہ مذہب محکم قواعد اور ارکان فی المدین اور ناپید کرنا ہر
اسکی بیان کرنا بعض اصحاب مناقب کا کہ ثابت ہو الد امام صاحب کے صغر سنی مین حضرت علی رض کی خدمت
مین لائے گئے پس حضرت علی رض نے اونکے اور اونکی اولاد کے حق مین برکت کی دعا کی اور امام ابو حنیفہ رح
جو کچھ لیے گئے اسی دعا کی برکت سے دیے گئے اور کمال تقوی اونکے سے ہے کہ انھون نے بکری کا گوشت کھانا
چھوڑ دیا جبکہ سنا کہ ایک بکری کوفہ مین گم ہو گئی ہے یہانتک کہ اوسکی موت کا اعلام ہو گیا اور وہ سنی جو مذکور
طریقون اونکے سے حصر مناقب اونکا اوس سے نہین ہے بلکہ یہ بیان ایک قطرہ اوس سمندر کا ہے جسکے ساتھ کنارا
پیدا نہین اور انھون نے عشا کے وضو سے چالیس برس صبح کی نماز پڑھی ایسا کیا او کسی شخص نے انکو اس عمل پر
قوی کیا کہا مین نے اللہ سے ساتھ اسما کے دعا مانگی تھی جسکا مجموع دو آیتین ہین ایک لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ آخر سورۃ تک
اور دوسری ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ الآیہ سورہ آل عمران مین اور اگر تو نجات کا آخرت مین ارادہ کرے
یہ اعتقاد رکھنا کہ ہر ایک ایمہ مجتہدین اور علمای عالمین سے ہدایت اور رضای الٰہی پر ہین اور سب اجر مین تمام
حالات مین باتفاق ایمہ نقل اور برہان اور تحقیق روایت کی ہے بیہقی نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جو چیز کہ کتاب اللہ سے دی جاو تو عمل کرو کسیکو عذر اوسکے ترک کا نہین پہونچتا پس اگر کتاب مین نہو تو سنت
اختیار کرو اور اگر سنت نہو تو جو میرے صحابہ کہین کہ تحقیق اصحاب میرے مثل ستارونکے ہین آسمان مین پس
جسکی پیروی کروگے ہدایت پاجاوگے اور اختلاف اصحاب میرے کا واسطے تمھارے رحمت ہے اور کہا
امام ابو یوسف نے نہین دیکھا مین نے کسیکو زیادہ جاننے والا تفسیر حدیث کو امام ابو حنیفہ رح سے اور تھے وہ زیادہ بصیر
مین مجھسے اور امام ابو حنیفہ رح وہ کام کرتے تھے کہ دوسرا اوس سے عاجز تھے اور باوجود اسکے حاسدین اونکے بہت ہوے
اور یہ سنت اللہ کی ہے اپنی مخلوق مین وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا اور بسبب دقت قیاسات
اونکے کے مزنی شاگرد امام شافعی کے اونکے کلام کو دیکھا کرتے یہانتک کہ اونکے بھانجے امام طحاوی کو
اس بات پر انگیختہ کیا کہ مذہب شافعی سے انتقال کرکے مذہب حنفی اختیار کیا **فصل بارھوین** اون صفات
مین ہے جنسے امام ابو حنیفہ رح اور بعد والے مشہور ممتاز تھے اور یہ صفات بہت ہین بعض اونمین سے

حدیث مین وہی ہی جسکو ابونعیم نے حلیہ مین ابوہریرہ رض کی روایت سے بیان کیا ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اگر علم ثریا پر ہوتا تو فارس کے لوگ اوسکو لے لیتے اور شیرازی نے القاب مین اس حدیث کو
قیس بن سعد بن عبادہ رض کی روایت سے بیان کیا ہی کہ کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اگر علم ثریا پر معلق ہوتا تو ایک قوم فارس کی اوسکو لی لیتی اور ابوہریرہ رض کی حدیث مین جو بخاری اور
مسلم مین آئی ہی پس لفظ بخاری کے یہ ہین کہ اگر ایمان ثریا کے پاس ہوتا تو لوگ فارس کے لے لیتے اور لفظ
مسلم مین یہ ہی کہ اگر ایمان نزدیک ثریا کے ہوتا تو البتہ ایک شخص فارس کا جاکر اوسکو لے لیتا اور حدیث
قیس بن سعد مین جو معجم کبیر طبرانی مین مذکور ہی اس لفظ سے کہ اگر ایمان معلق ثریا پر ہوتا تو اوسکو فارس کے
لوگ لے لیتے اور دوسری حدیث اسی کتاب مین ابن مسعود رض کی روایت سے ہی کہ کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر دین ثریا پر معلق ہوتا تو البتہ لوگ فارس کے اوسکو لے لیتے یہ اصل صحیح ہی کہ اس بشارت اور
فضیلت مین مثل ون حدیثون بہلی کے جو دونون اماموں کے حق مین وارد ہین اعتماد کیا جاتا ہی اور حدیث
موضوع کی کچھ حاجت نہین انتہی اور خیرات الحسان مین ہی وممّا یصلح للاستدلال بہ علی عظم
شأن ابی حنیفۃ ما روی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ترفع زینۃ الدنیا سنۃ
خمسین ومائۃ یعنی اون چیز سے جو صلاحیت استدلال کی اوپر عظمت شان امام ابوحنیفہ رح کے
رکھتی ہی وہ حدیث ہی جو روایت کی گئی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے اوٹھا لیجائیگی
زینت دنیا کی سن ڈیڑھ سو مین انتہی **قال** اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والونکو
یہ دیتے ہین کہ امام اعظم کی بزرگی اور ایسے پر اسلیے زیادہ ہی کہ اونھون نے چالیس برس تک ایک وضو سے نماز
عشا اور صبح کی پڑھی ہی اور ہر شب مین ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اس بات کو خطیب نے تاریخ بغداد مین
نقل کیا ہی اور طحطاوی مین ہی کہ جس مقام پر امام اعظم نے وفات پائی ہی وہان اونھون نے ستر ہزار ختم کیے ہین سو
جواب اسکا دو طرح پر ہی اول یہ کہ یہ بات بالکل غلط اور واہیات اور موجب مذمت امام اعظم کے ہی
نہ یہ کہ اونکی تعریف کی باعث ہو اونھون نے جو اپنے آپکو ایک بھاری تکلیف اور مشقت مین ڈال رکھا تھا
کیا اونکو اتنی بھی خبر نہ تھی کہ یہ بدعت ہی کیونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بھر مین کبھی شب کو تیرہ

دیے اور عذر کیا اور فرمایا اسوقت ہمارے پاس ہوتا تو بوجہ تعظیم قرآن کے اس سے زیادہ دیتے اور کہا ابو بکر بن
معروف نے کسیکو بیچ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین زیادہ اچھی خصلت کا امام ابو حنیفہ رح سے نہین جانا اور
تھا وکیع نے کہا مجھے امام ابو حنیفہ رح نے کہا نہین مالک ہوا مین چالیس برس سے زیادہ چار ہزار درہم کا مگر جتنے زیادہ ہوئے
خارج کر دیا اور فقط چار ہزار کو رکھ لیتا ہون بوجہ فرمانے حضرت علی رض کے کہ چار ہزار اور کم کم اوسکا نفقہ
اور امام ابو حنیفہ رح ایک قرضدار کے درخت کے سایہ مین نہین بیٹھتے تھے اور کہتے تھے جو قرض کہ منفعت کھینچے پس وہ
ربا ہے اور جب امام صاحب نے وفات پائی تو حسن بن عمارہ قاضی بغداد آئے اونکو غسل دیا اور ابو رجا عبد اللہ
ابن واقد ہروی نے پانی ڈالا اور جب حسن بن عمارہ غسل سے فارغ ہوئے تو کہا رحم کرے اللہ تم پر تیس برس
برابر روزے رکھتے تھے اور اونکو چالیس برس سے نہین لیٹے اور تھے آپ فقیہ تر ہمارے اور عابد تر اور زاہد تر اور
جامع تر خصلتون خیر کے ہمارے اور نہین فارغ ہوئے تھے غسل سے مگر اہل بغداد بیشمار مخلوق جمع ہو گئے تھے کہ سوا
خدا کے کسیکو گنتی نہین معلوم تھی گویا کہ وفات اونکی کی ندا کر دی گئی تھی اور نماز پڑھنے والون مین سے بعض نے
کہا ہے کہ پچاس ہزار آدمی تھے اور بعض نے کہا ہے اس سے بھی زیادہ اور چھہ مرتبہ نماز پڑھی گئی اخیر مین اونکے بیٹے
حماد نے پڑھی اور بسبب شدت ازدحام کے عصر تک دفن پر قدرت نہوئی اور آدمیون نے بیس روز تک اونکی قبر پر نماز
پڑھی اور وصیت کی تھی کہ مقبرۂ خیزران مین جانب شرقی دفن کیا جاؤن کیونکہ زمین اوسکی بسبب
غصب کی بگڑی نہین ہے اور جب ابن جریج فقیہ مکہ اور شیخ الشیخ امام شافعی کو خبر ہوئی انا للہ وانا الیہ راجعون
کہا اور فرمایا کیسا بڑا عالم چلا گیا اور جب شعبہ کو خبر ہوئی انا للہ کہا اور کہا کوفہ کو نور علم کا بجھ گیا اور آگاہ ہو
کہ اب کبھی وہ لوگ مثل اونکے کسیکو نہین دیکھینگے اور بعد مدت مدید کے بادشاہ ابو سعید مستوفی خوارزمی نے اونکی
قبر پر ایک بڑا قبہ بنوا دیا اور اوسکے پہلو پر ایک مدرسہ طیار کرایا اور صدقۃ المقابر کی قبر وہ مستجاب الدعوات ہے
روایت ہے کہ جب امام ابو حنیفہ رح دفن کیے گئے تو اونھون نے ہاتف غیب کی آواز تین رات برابر سنی کہ کہتا تھا
فقاہت جاتی رہی پس نہین فقہ ہے واسطے تمہارے پس ڈرو تم اللہ سے اور ہو تم خلف کہ وفات پا گئے نعمان
پس کون ہے ایسا کہ رات بھر جاگے اور بعض نے کہا ہے شب انتقال مین جنات روئے اور لوگ آوازون کو سنتے تھے
اور کسی شخص کو نہین دیکھتے تھے

فصل چھتیسوین

ادب کرنے مین اماموں کے امام ابو حنیفہ رح کا

صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے یہانتک کہ پیر آپکے پھٹ جاتے تھے انتہی اور علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ
مین لکھتے ہین کہ ابن بطال نے کہا ہی کہ اس حدیث سے مفہوم ہوتا ہی کہ انسان اپنے نفس پر شدت عبادت
اختیار کرے اگرچہ بدن کو اسکے نقصان کرے اسلیے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو کیا باوجودیکہ
آپ جانتے تھے کہ مغفور ہوگئے ہین پس جو شخص اسکو نہ جانتا ہو خصوصاً جسکو خوف استحقاق نار سے
نہوئی ہو اوسکو بدرجہ اولی چاہیے اور موقع اس عبادت کا جیسا کہ حافظ ابن حجر نے کہا ہی جبتک کہ
طبیعت کے ملالت کو نہ پہونچا دے اسلیے کہ حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور احوال سے کامل تھا
پس آپ اپنے پروردگار کی عبادت سے ملول نہین ہوتے تھے اگرچہ بدن کو ضرر ہوتا تھا بلکہ ثابت ہوا ہی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے میری آنکھونکی خنکی نماز مین کی گئی ہی چنانچہ نسائی نے
انس رض کی روایت سے اوسکو بیان کیا ہی پس غیر شخص جب ملالت طبعی کا خوف کرے اوسکو لائق ہی کہ اپنے نفس کو
تکلیف مین نہ ڈالے انتہی اور اگر معترض صاحب کی یہ غرض ہی کہ تمام رات جاگنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے ثابت نہین ہوا تو صحیح مسلم اور ابوداود وغیرہ مین عائشہ رض سے روایت ہی کَانَ النَّبِیُّ
صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ الْاَوَاخِرُ مِنْ رَمَضَانَ اَحْیَی اللَّیْلَ وَاَیْقَظَ
اَھْلَہٗ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عشرہ اخیر رمضان شریف کا
آتا تو تمام رات جاگتے اور اپنی اہل کو جگاتے اور ازواج سے قربت نکرتے انتہی اور صحیح ابن حبان
وغیرہ مین عطا تابعی سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے کہ مینے عائشہ رض سے عرض کیا کہ مجھکو زیادہ تعجب خیز
بات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھی ہو بتلائیے اونھون نے فرمایا کونسا امر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا قابل تعجب نتھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میرے پاس آئے پھر فرمایا مین
اپنے پروردگار کی عبادت کرلون پس کھڑے ہوئے اور وضو کیا پھر کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے پس
روئے یہانتک کہ آنسو آپکے سینے پر بہے پھر رکوع کیا پس روئے پھر سجدہ کیا پس روئے پھر سر اوٹھایا
پس روئے پس اسیطرح کرتے رہے یہانتک کہ بلال رض نماز کی اطلاع کو آئے مینے کہا کس چیز نے آپکو رلایا
حالانکہ آپکے گناہ مقدم اور موخر اللہ نے بخش دیے ہین فرمایا کیا مین بندہ شاکر نہین ہون انتہی

احتیاط تھی اور زہد و اتقا میں انکا کتنا بڑا رتبہ ہوا کہ آج تک مثل اونکا نظر نہیں آیا کہ قطع نظر تابعی ہونیکے
اسقدر فضائل و کمالات کسی میں نہ تھے اس امت محمدیہ پر اونکا بہت بڑا تفضل و احسان ہو اور پھر بایں ہمہ
علم ساتھ مجامع اجتہادی اونکے کہ اونکو نہ ماننا اور برا جاننا محض جہالت و تعصب ہے مگر اس سے
اونکا ایک ذرہ بھر نقصان نہ ہوئیگا بلکہ معترض و طعنہ زن اونکا مصداق خسر الدنیا و الآخرۃ
ہو جائیگا ؎ مہ نور می فشاند و سگ بانگ میزند ہر کسے بر طینت خود میتند ہر کسی بر خاصیت سگ ہین لیجئے اور تبییض الصحیفہ
مین امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہین کہ خطیب نے ابو وہب محمد بن مزاحم سے روایت کی ہے کہا او نے
سنا مینے عبداللہ بن مبارک کو کہتے تھے اگر اللہ عزوجل میری اعانت امام ابو حنیفہ رح اور امام سفیان کے
واسطے سے نکرتا تو مین مثل عام آدمیونکے ہوتا اور روایت کی ہے بحر بن عبد الجبار نے قاسم بن معن
عبد الرحمن سے کہا گیا کیا تم راضی ہو کہ امام ابو حنیفہ رح کے غلامونمین سے ہو کہا نہین بیٹھے آدمی کسیکے پاس
کہ زیادہ نفع اوٹھایا ہو مجلس امام ابو حنیفہ رح سے اور خطیب نے احمد بن صباح سے روایت کی ہے کہا سنا مینے
امام شافعی کو کہا او نحو انکے امام مالک سے کہا گیا تمنے امام ابو حنیفہ کو دیکھا ہے کہا ہان مینے ایسے شخص کو دیکھا
کہ اگر تمسے کلام کرے اس طرح سے کہ اوس ستون کو سونے کا ثابت کرے تو اوس شخص کی حجت سے سونے کا ہو جائے
اور خطیب نے محمد بن سعد کاتب سے روایت کی ہے کہا سنا مینے عبداللہ بن داود کو کہتے تھے اہل اسلام پر
واجب ہے کہ امام ابو حنیفہ کیواسطے اپنی نمازونمین دعا مانگا کرین اور خطیب نے محمد بن احمد بلخی سے روایت
کی ہے کہ مینے شداد بن حکیم سے سنا کہتے تھے نہین دیکھا مینے زیادہ عالم امام ابو حنیفہ سے اور خطیب نے
یحیی بن معین سے روایت کی ہے کہا سنا یحیی بن سعید القطان کو کہتے تھے نہین سنی مینے کوئی عمدہ تر
رای امام ابو حنیفہ سے اور مینے اکثر اقوال او نسے اخذ کیے ہین کہا یحیی بن معین نے کہ یحیی بن سعید
کوفیونکا لیا کرتے تھے اور لوگونمین امام ابو حنیفہ کا قول اختیار کرتے تھے اور اونکی رای کا اتباع
اور یحیی بن نضر سے خطیب نے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہ اکثر قرآن شریف کو رمضان
پڑھتے تھے اور روایت کی خطیب نے ابو رواد سے کہ جو کوئی امام ابو حنیفہ کو برا کہنے والا ہو
کرنیوالا اور دوسرا اونکے حال سے ناواقف اور میرے نزدیک ناواقف وقت لوگ ہین اور محمد بن حفص سے

صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام رات قیام کرنے کی حدیث سے ثابت ہوئی کہ عائشہ رض کا قیام کل شب کی نفی کرنا
غالب اوقات پر محمول ہو اسیطرح گیارہ رکعتون سے زیادہ کی نفی غالب اوقات پر محمول ہو ورنہ روایات مستندہ
سے اس سے زیادہ پندرہ رکعت تک ثابت ہو ایسا ہی ذکر کیا اسکو نووی نے شرح مسلم مین اور بعض روایات مین وارد
ہوا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعت رمضان مین بغیر جماعت پڑھی ہین اور سند اوسکی ضعیف
ہو اور دوسرے یہ ہو کہ اگر تسلیم بھی کیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کل رات قیام نہین کیا اور کل
قرآن ایک رات مین پڑھا اور نہ گیارہ رکعت سے زیادہ پڑھا تو ہم کہتے ہین کہ اسکے مثل اور مشابہ تشدد مین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا ہو اور وہ قائم ہونا آپکا یہانتک کہ قدم آپکے ورم کر آئے تھے اور اسقدر بدعت کا
نام اوٹھا دینے مین عبادات شاقہ سے کافی ہو اسلیے کہ بدعت وہ ہو کہ وہ اور نہ مثل اوسکا عہد نبوی مین ثابت
ہو اور یہ اوسمین شرط نہین ہو کہ ہر جزئی جزئیات عبادت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو جائے
اور تیسرے یہ ہو کہ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی عبادت کو بوجہ شفقت امت کے اختیار
نہین کیا لیکن اوسکو اون لوگون نے اختیار کیا ہو جنکے طریقہ پر چلنے کا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
حکم کیا ہو پس یہ عبادت کیونکر بدعت ہوگی انتہی اور اگر معترض صاحب کو یہ شبہہ ہو کہ صحابہ رض سے اس قسم کی
عبادت صادر نہین ہوئی تو اس مرحلہ کو بھی طے کر لیجیے حافظ ابو نعیم اصبہانی حلیۃ الاولیا مین حال
عثمان رضی اللہ عنہ کا لکھتے ہین حدثنا احمد بن جعفر بن حمدان حدثنا عبد اللہ بن احمد
ابن حنبل حدثنی ابی نا حماد بن خالد نا الزبیر بن عبد اللہ عن جدۃ لہ یقال لہا
رهيمة قالت كان عثمان يصوم الدهر ويقوم الليل الا هجعة من اوله يعني زبير بن
عبد اللہ اپنی دادی رہیمہ سے روایت کرتے ہین کہ کہا اونھون نے کہ عثمان رض ہمیشہ روزہ رکھتے اور تمام رات
قیام کرتے مگر قدرے اول شب مین آرام کر لیتے حدثنا ابراهيم بن عبد الله نا محمد بن
اسحق نا قتيبة بن سعيد نا ابو علقمة عبد الله بن محمد عن عثمان بن عبد الرحمن
التيمي قال قال ابي لاغلبن الليلة على المقام فلما صليت العتمة تخلصت الى
المقام حتى قمت فيه فبينا انا قائم اذا رجل وضع يده بين كتفي فاذا هو عثمان

مگر شرط یہ ہے کہ تعصب اور بے سمجھا پن نے اوس طعن کرنے والے کو اندھا نہ کر دیا ہو اگر محدث یا شافعی ہوگا تو ہم اوسکے آگے اونکے مذہب کے
کتابیں جو اوسکے علمای مذہب نے تصنیف کی ہیں پیش کرینگے اور اوسکو وہ مناقب امام صاحب
جو اوسمین مخفی ہیں دکھلا دینگے جیسے جلال الدین سیوطی نے تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ
تصنیف کی ہے اور ابن حجر مکی نے خیرات الحسان فی مناقب النعمان لکھی ہے اور ذہبی نے اونکو اپنے
حفاظ مین درج کیا ہے اور اونکی مدح کی ہے اور ایک رسالہ اونکے مناقب مین لکھا ہے اور ابن خلکان نے اونکے
مناقب اپنی تاریخ مین ذکر کیے ہیں اور یافعی نے مرآت الجنان مین مناقب بیان کیے ہیں اور حافظ ابن
حجر عسقلانی نے تقریب وغیرہ مین ذکر کیا ہے اور تعریف کی ہے اور امام نووی شارح مسلم نے تہذیب الاسما مین
اور امام غزالی نے احیاء العلوم مین مناقب لکھے ہیں اور اگر وہ شخص مالکی ہوگا تو اوسکے علما نے جو مناقب
لکھے ہیں اونسے اوسکو واقف کرینگے مثل حافظ ابن عبد البر وغیرہ کے اور اگر وہ شخص حنبلی ہوگا تو اوسکے
مذہب والے علما کی تصریحات پر مطلع کرینگے مثل یوسف بن عبد الہادی حنبلی کے جنھون نے تنویر الصحیفہ فی
مناقب ابی حنیفہ لکھی ہے اور اگر وہ شخص مجتہدین سے ہوگا تو ہم اوسکو مجتہدین اور محدثین کا کلام سناد ینگے
اور اگر جامع المذاہب ہوگا تو وہ چوپایوں سے ہے بلکہ اونسے بھی زیادہ بھٹکا ہوا ہے اوسکو ہم تعزیر کا مستحق
کرینگے انتہی پس فضائل و مناقب امام صاحب کے بیان کرنے کو ایک دفتر درکار ہے اس مختصر مین اوسکی گنجایش
نہین اور سوا اسکے ان مناقب کو مقلدین سنکر خوشی سے باغ باغ ہو جاوینگے اور منکرین کے دل آتش حسد سے
داغ داغ ہو جاوینگے ؎ اندکی با تو بگفتم و بدل ترسیدم * کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است
قال اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ جہان دو حدیثین آپس مین
متعارض ہین وہان امام اعظم نے اوس حدیث پر عمل کیا ہے جسمین احتیاط بھی پائی جاتی ہے اور یہ بات
بھی زیادہ ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ بہت سی حدیثین ایسی ہین کہ جن پر
امام اعظم نے عمل نہین کیا وہ نسبت اون حدیثون کے کہ جن پر امام اعظم نے عمل کیا ہے صحیح بھی زیادہ
ہین اور احتیاط بھی اونھین پر عمل کرنے مین ہے موجود ہین الخ **اقول** حنفیہ اسکے ہرگز قائل
نہین کہ ہر جگہ احتیاط ہی پر عمل ہے یہ محض معترض صاحب نے خود مغالطہ دیا بلکہ حنفیہ اسکے قائل ہین

ابن ابی رواد نا ابن محمد نا ابو یعلی نا محمد بن الحسین الجرجانی نا زید نا عبد العزیز
عن نافع ان ابن عمر کان اذا فاتته صلوٰۃ العشاء فی جماعۃ احیی بقیۃ لیلتہ
یعنی نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو جب نماز عشا کی جماعت سے فوت ہو جاتی تو باقی شب جاگا کرتے اور
تمیم بن اوس صحابی کا حال ابو سعد سمعانی کتاب الانساب میں لکھتے ہیں کان تمیم یختم القرآن
فی رکعۃ وربما ردد الآیۃ الواحدۃ اللیل کلہ حتی الصباح وکان من عباد
الصحابۃ وزھادھم ممن جانب اسباب العز ولزم التخلی بالعبادۃ الی ان مات
یعنی تمیم ایک رکعت میں قرآن ختم کیا کرتے تھے اور اکثر ایک آیت کو تمام رات صبح تک پڑھتے رہتے اور تمیم
عباد اور زہاد صحابہ میں سے تھے جنھوں نے اسباب عزت وجاہ سے اجتناب کیا تھا اور عبادت ہی کو
لازم پکڑا تھا حتی کہ انتقال کیا انتہی اور ابن حجر مکی فتح المبین میں لکھتے ہیں کان تمیم یختم القرآن
فی رکعۃ یعنی تمیم ختم کرتے تھے قرآن کو ایک رکعت میں انتہی اور شداد بن اوس صحابی کا حال سنیے حلیۃ الاولیا
میں ہے حدثنا ابراھیم بن عبد اللہ نا محمد بن اسحق نا قتیبۃ بن سعید نا الفرج بن
فضالۃ عن اسد بن وداعۃ عن شداد بن الانصاری انہ کان اذا دخل الفراش
یتقلب علی الفراش لا یاخذہ النوم فیقول اللھم ان النار اذھب عنی النوم فیقوم
فیصلی حتی یصبح یعنی اسد بن وداعہ سے روایت ہے کہ شداد انصاری جب بچھونے پر آتے
کروٹیں لیتے نیند انکو نہیں آتی پس کہتے اللہ میرے خوف نار نے مجھسے خواب کو اوڑا دیا پس کھڑے
ہو جاتے اور نماز پڑھتے یہانتک کہ صبح کر دیتے انتہی اور علی رضہ کا حال بھی سن لیجیے اقامۃ الحجہ میں لکھا ہے
انہ کان یختم فی الیوم ثمان ختمات کما ذکرہ بعض شراح البخاری یعنی تحقیق کہ علی رضہ
ایک دن میں آٹھ ختم قرآن کرتے جیسا کہ ذکر کیا اسکو بعض شراح صحیح بخاری نے انتہی پس غور کا مقام ہے
کہ جو شی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگرچہ بعض وقت میں ہو اور صحابہ رضہ سے دائمی ثابت ہو اوسکو
بدعت کہدینا بجز جہالت اور گمراہی کے اور کیا کہا جاے اللہ تعالی ایسے عقیدۂ فاسدہ سے سب مسلمانونکو
محفوظ رکھے ☙ ای مومنو ان جاہلوں سے ہشیار رہو تم ✤ دجالونکے فتنوں سے خبردار رہو تم ✤ معترض صاحب

مس ذکر کی اور نہین نکاح مگر ولی سے اور ہر مسکر حرام ہی ذکر کیا اسکو ابو الفرج نے اور مثل اسکی امام احمد
اور اسحق بن راہویہ سے مروی ہی انتہی اور امام بخاری کا یہ کہنا کہ یہ حدیث اس باب مین زیادہ صحیح ہی اسکو
مقتضی نہین کہ فی نفسہ بھی یہ حدیث اونکے نزدیک صحیح ہو بلکہ باعتبار اور روایتونکے وہ صحیح کہا ہی اور قیس بن
طلق کی حدیث کو امام طحاوی نے کہا ہی هذا حدیث مستقیم الاسناد غیر مضطرب فی اسناده ومتنه بخلاف حدیث
البسرة لان فیهما اضطرابا یعنی یہ حدیث ٹھیک اسناد کی ہی نہین اضطراب ہی اسناد اور متن مین اوسکے
بخلاف حدیث بسرہ کے کہ اوسکی اسناد اور متن مین اضطراب ہی انتہی اور عمرو بن علی الفلاس سے مروی ہی کہا
اونھون نے حدیث طلق عندنا اثبت من حدیث بسرة بنت صفوان یعنی حدیث طلق
کی ہمارے نزدیک زیادہ ثابت ہی حدیث بسرہ سے انتہی بلکہ طبرانی اور ابن حزم نے بھی طلق کی حدیث کو صحیح کہا ہے
اور بسرہ کی حدیث مین شیخ الاسلام علامہ عینی نے بنایہ مین بڑی گفتگو کی ہی چنانچہ خلاصہ اوسکا یہ لکھا ہے
وعلی کل تقدیر حدیث بسرة معلول وقال فی الامام هو عند البخاری معلول
یعنی ہر صورت سے حدیث بسرہ کی معلول اور ضعیف ہی اور کہا امام مین یہ حدیث نزدیک بخاری کے معلول ہی انتہی
اور علامہ عینی دوسرے مقام پر لکھتے ہین کہ اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے بڑے صحابہ کے
روبرو تو بیان نہین کیا یہانتک کہ کسی سے نقل اسکی صحیح نہین ہوئی اور بیان کیا تو بسرہ عورت سے حالانکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کنواری عورت سے بھی زیادہ حیادار تھے انتہی اور باقی جتنی حدیثین اور صحابہ سے مروی ہین وہ
سب ضعیف اور کذاب راوی سے بھرے ہوئے ہین چنانچہ تفصیل اونکی بنایہ کے لواحق نواقض وضو مین
ملاحظہ فرمالیجیے اور اسی کے قائل ہین عمرؓ اور علیؓ اور ابن عباسؓ اور عبد اللہ بن مسعود اور عمار بن یاسر
اور زید بن ثابت اور حذیفہ بن الیمانی اور عمران بن حصین اور ابو الدرداء اور سعد بن ابی وقاص صحابہ مین اور حسن بصری
اور سعید بن مسیب تابعین سے اور سفیان ثوری کا بھی یہی مذہب ہی **قال** مسئلہ نوم امام اعظم نماز کے اندر سونے
کے ٹوٹنے سے اوس نماز کو از سر نو پڑھنے کے قائل نہین بنا کرنیکے قائل ہین حالانکہ اس باب مین حدیث صحیح
جو کہ مسند امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ مین روایت ہی علی بن طلق رضی اللہ عنہ سے
اقول یہ محض غلط ہی کہ امام صاحب از سر نو نماز کے قائل نہین بلکہ تمام فقہ کی کتابون مین

نہیں

فقلنا ما كان عمل أبيك فقالت وما رأيتموه فأخبرناها فقالت كان يقوم الليل
خمسين سنة فإذا كان السحر قال اللهم إن كنت أعطيت أحدا من خلقك الصلوٰة
في قبره فأعطنيها فما كان الله ليرد ذلك الدعاء یعنی سنان اپنے والد سے روایت
کرتے ہین کہ کہا اونھون نے واللہ مینے ثابت کو قبر مین رکھا تھا اور میرے ساتھ حمید طویل یا دوسرا شخص
تھا یہ شک محمد بن سنان راوی کا ہی پس جبکہ اوپر ہمنے مٹی برابر کر دی ایک اینٹ نکل پڑی پس دیکھتے کیا ہین
کہ وہ اپنی قبر مین کھڑے ہوئے نماز پڑھتے ہین پس مینے اپنے ساتھی سے کہا کیا دیکھتا نہین کہا اوسنے چپ رہ
پس جب ہمنے مٹی ڈال دی لوٹ کر اونکی لڑکی کے پاس آئے پس دریافت کیا ہمنے تمھارے والد کونسا
عمل کرتے تھے اونھون نے کہا تمنے کیا دیکھا پس ہمنے اونکو اس واقعہ کی خبر دی اونھون نے کہا پچاس برس تمام رات
قیام کرتے تھے پس جب صبح ہوتی کہتے ای اللہ اگر تونے کسیکو مخلوقات سے قبر کے اندر نماز عطا کی ہو پس مجھکو
عطا کرنا پس نہ تھا اللہ کہ رد کر دیتا اس دعا کو انتہی اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی مین روایت ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین داخل ہوئے اور رسی درمیان دو کھمبونکے تنی پائی فرمایا یہ کیسی رسی ہی لوگون نے
عرض کیا کہ زینب نماز پڑھتی ہین جب تھک جاتی ہین تو اسکو پکڑ لیتی ہین فرمایا کھول دو چاہیے کہ نماز
جبتک نشاط رہے پڑھے جب تھک جاے بیٹھ جاے انتہی اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ تمام رات نماز پڑھنا
ممنوع نہین بلکہ جب آدمی کی طبیعت کسلمند ہو جاے اوسوقت نماز کا لطف نہین ایسی نماز کو منع کیا ہی
غرض جہان ممانعت ہی وہان مطلق ممانعت نہین اور جہان حسب طاقت اجازت دی ہی وہان وقت
نشاط تک مرخص ہی مطلقا کثرت عبادت کو بدعت کہنا صریح احادیث صحیح کو باطل کر دینا ہی اور بے دلیل الزام
دینا ہی حال آنکہ ع دعوای بے دلیل قبول خرد نہین + باقی رہا جواب حدیث عبد اللہ بن عمرو اور
جماعت صحابہ کا وہ بھی یاد رکھیے داشتہ آید بکار اقامۃ الحجۃ مین لکھا ہی کہ حدیث عبد اللہ بن عمرو کا
جواب یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے حال سے معلوم کر لیا تھا کہ وہ جسکا التزام کرنا چاہتے
ہین اوسکی مداومت پر قادر نہونگے پس ہدایت کی اونکو طرف طریقہ رخصت کے اور علت بیان کی کہ
اونکے نفس کے لیے اونپر حق ہی اور اونکی اہل کا اوپر حق ہی اور بایں طور کہ جب ایسا کرینگے تو آنکھین ضعیف

امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں وَأَجَابُوا عَنْ حَدِيثِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتْ بِجَوَابَيْنِ أَحَدُهُمَا أَنَّهُ مَنْسُوخٌ بِحَدِيثِ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ آخِرَ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْكُ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ وَهُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَغَيْرُهُمَا مِنْ أَهْلِ السُّنَنِ بِأَسَانِيدِهِمُ الصَّحِيحَةِ وَالْجَوَابُ الثَّانِي أَنَّ الْمُرَادَ بِالْوُضُوءِ غَسْلُ الْفَمِ وَالْكَفَّيْنِ ثُمَّ إِنَّ هَذَا الْخِلَافَ الَّذِي حَكَيْنَاهُ كَانَ فِي الصَّدْرِ الْأَوَّلِ ثُمَّ أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ بَعْدَ ذَلِكَ عَلَى أَنَّهُ لَا يَجِبُ الْوُضُوءُ بِأَكْلِ مَا مَسَّتْهُ النَّارُ یعنی جمہور نے اس حدیث الوضوء مما مست النار کے دو جواب دیے ہیں ایک یہ کہ یہ حدیث منسوخ ہے جابر کی حدیث سے کہا اونھوں نے آخر دو امر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک کرنا وضو کا تھا اوس چیز سے جسکو آگ نے پکایا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے روایت کیا اسکو ابو داود اور نسائی وغیرہ اہل سنن نے اسانید صحیحہ سے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ مراد وضو سے دھونا منہ اور ہاتھو کا ہے پھر یہ خلاف جو ہمنے بیان کیا قرن اول میں تھا پھر علما نے بعد اوسکے اس بات پر اجماع کر لیا کہ وضو آگ کی پکی ہوئی شی کے کھانے سے واجب نہیں ہوتا انتہی اور دوسرے مقام پر اسی کتاب میں لکھا ہے کہ اختلاف کیا ہے علما نے اونٹ کے گوشت کھانے میں پس اکثر اس طرف گئے ہیں کہ اوس سے وضو نہیں جاتا چنانچہ خلفاء راشدین ابو بکر رض اور عمر رض اور عثمان رض اور علی رض یہ چاروں اور ابن مسعود اور ابی بن کعب اور ابن عباس رض اور ابو الدردا اور ابو طلحہ اور عامر بن ربیعہ اور ابو امامہ رضی اللہ عنہم اور جمہور تابعین اور امام مالک اور امام ابی حنیفہ اور امام شافعی اور اصحاب انکے اوسی طرف گئے ہیں اور جمہور نے حدیث وضو کا حدیث جابر سے جواب دیا ہے کہ آخر دو امر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک کرنا وضو کا تھا اوس چیز سے کہ جسکو آگ نے مس کیا ہو انتہی پس ثابت ہوا کہ جمہور صحابہ اور تابعین کا یہی قول ہے کہ اونٹ کے گوشت سے وضو نہیں جاتا اور صریح حدیث ناسخ اوسکی بھی موجود ہے پھر کیونکر امام صاحب پر الزام ہو سکتا ہے ہاں اگر کوئی کھا کر وضو کرے تو امام صاحب اسکو کہیں منع نہیں کرتے فقط وجوب وضو کو منع کرتے ہیں اسکا جواب ظاہر ہے قیامت تک بھی از قبیل محالات ہے ہاں البتہ اعتراض لایعنی اور ایراد بے معنی کر زبان لوگوں کا

کر دن وضو کر لیا کردن اور اگر ترنا مین تو سنت ہوجاتا اور امثال اسکے بہت ہین انتہی اور معترض صاحب کے
دوسرے اعتراض کا جواب اقامۃ الحجۃ مین یہ لکہا ہے فَاِنْ قُلْتَ بَعْضُ مَا هٰذِهِ الْحِكَايَاتِ مِمَّا لَا يُعْقَلُ وُقُوْعُهَا
كَثَمَانِ خَتَمَاتٍ فِيْ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَكَاَدَاءِ اَلْفِ رَكْعَةٍ فِيْ لَيْلَةٍ وَنَحْوِ ذٰلِكَ قُلْتُ وُقُوْعُ مِثْلِ
هٰذَا وَاِنِ اسْتُبْعِدَ مِنَ الْعَوَامِّ لٰكِنْ لَا يُسْتَبْعَدُ ذٰلِكَ مِنْ اَهْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاِنَّهُمْ
اُعْطُوْا مِنْ رَبِّهِمْ قُوَّةً مَلَكِيَّةً وَوَصَلُوْا بِهَا اِلٰى هٰذِهِ الصِّفَاتِ لَا يُنْكِرُهُ اِلَّا مَنْ
يُنْكِرُ صُدُوْرَ الْكَرَامَاتِ وَخَوَارِقِ الْعَادَاتِ یعنی اگر اعتراض کرے تو کہ بعض حکایات کا وقوع
عقل مین نہین آتا جیسے آٹھ ختم دن اور رات مین اور ہزار رکعت ایک رات مین اور مثل اسکے کہتا ہون کہ وقوع
اسکا اگرچہ عوام سے بعید ہے لیکن اہل اللہ سے بعید نہین اسلیے کہ وہ اپنے پروردگار کی طرف سے قوت ملکی عطا کیے
گئے ہین کہ اوسکی وجہ سے ان صفات کو پہونچ گئے ہین نہین انکار کرتا اسکا مگر وہ شخص جو منکر کرامات اور خرق
عادات کا ہو انتہی اور قفال مروزی کا قصہ موضوع گڑھا ہوا ہے چنانچہ خود نواب صاحب امیر بھوپال کی جنکی
معترض صاحب بہت سند لاتے ہین کشف الالتباس مین لکھتے ہین صاحب تبصرہ نے فرمایا ہے کہ علماء متاخرین
امامیہ نے واسطے الزام حنفیہ کے ایک حکایت جوڑی ہے کہ ایک شخص نے واسطے تفضیح مذہب ابو حنیفہ کے نبیذ سے
وضو کیا الی آخرہ چنانچہ منہج الفاضلین ملا محمد باقر مجلسی کے باب اول مین مذکور ہے انتہی حاصلہ و لہذا ملا علی قاری
نے انکار شدید کیا ہے قصہ قفال نقال کا امام الحرمین پر انتہی اگر کسی صاحب کو زیادہ تفصیل منظور ہو تو کتاب
اقامۃ الحجۃ تصنیف مجمع الکمالات مولانا ابو الحسنات مولوی محمد عبد الحی صاحب لکھنوی کی ملاحظہ فرماوین
اگرچہ معترض صاحب نے امام صاحب کے بعض حالات کا ذکر کیا لیکن ہم بھی تو چند باتین اونکی کہ جنکے دیکھنے سے
آنکھوں مین نور اور دل کو سرور ہو مع کچھ حالات دیگر ایسے ہی کے بیان کردین ~ اگر بمدح وثنا کسی ستودہ شود
تو آن کسی ستودہ نیست مدح وثنا امام محی الدین نووی شارح مسلم تہذیب الاسما مین لکھتے ہین کہا
ابو نعیم نے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اچھی صورت و اچھے لباس والے عمدہ خوشبو والے نیک مجالس کثیر الکرم خوب ہمدردی
کرنے والے اپنے بھائی مسلمانو نپر تھے اور کہا امام ابو حنیفہ نے مین ابو جعفر امیر المومنین کے پاس گیا پس کہا
اونھون نے آپ نے کس سے علم حاصل کیا کہا مینے حماد بن ابی سلیمان سے اور اونھون نے ابراہیم نخعی سے اور اونھون نے

انہیں معترض صاحب نے سکو بالائی طاق رکھکر اپنے دل کا بخار خوب نکالا چھوٹا منہ بڑی بات دخل در معقولات اپنے تو طیار اور عقل و فہم یہ کچھ کہ ضعیف حدیث کو بھی صحت گردانکر اپنی جہالت ظاہر کرتے ہین یہ سب کج فہمی او رنا انصافی آپکی لامذہبی کی بدولت حاصل ہوئی ہے ؎ ہر خس و خار کہ در راہ نمودی بارز * آخر ای باد صبا این ہمہ آوردہ تست * **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین امیر حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ حدیث پر چلنے والے فقہ کی کتابونکے مسائل کو برا جانتے ہین بلکہ بعض کو انکو مردود بھی کہتے ہین الخ **اقول** اس مغالطہ کو معترض صاحب نے حنفیہ کیطرف کیون نسبت کیا خود مردود مسائل لکھدیے ہوتے مگر وہ کیا کرین عادت بڑی کمبخت ہی ہے ؎ خوی بد در طبیعتی کہ نشست نرود جز بوقت مرگ از دست * **قال** مسئلہ اول و دوم کہ ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک ہی جو کہ تاریخ الخلفا مین لکھا ہی الخ **اقول** یہ دونون مسئلہ محض بے اصل ہین ہرگز قابل اعتبار نہین چنانچہ نواب صاحب بھوپال جنکے قول کو معترض صاحب کالوحی من السماء سمجھتے ہین اپنی کتاب کشف الالتباس مین لکھتے ہین یہ حکایت جسکا خلاصہ معتبر نہونا کلام کنیز و غلام کا شرع مین محض بے اصل ہے اسلیے کہ علی الاطلاق عدم اعتبار اونکے اقوال کا محتاج بیان دلیل ہے اور مخالف قواعد شرع اصل قصہ صحیح اگر معلوم ہو اور وجوہ طعن ظاہر ہون تو کچھ کہا جاوے ؎ مثل الذباب یتبع مواضع الزلل * کوئی کام سوای عیب چینی کرام نہین ذرہم فی طغیانہم یعمہون * **قال** مسئلہ سوم اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک یہ ہی جو کہ احیاء العلوم مین لکھا ہی الخ **اقول** یہ حکایت بلا سند قابل حجت نہین احیاء العلوم مین تو بعض موضوع حدیثین بھی لکھی ہین اور یہ تو فقط قصہ ہی علاوہ اسکے معترض صاحب نے تو ولی حدیث بھی تو اسکے مخالف لکھی اور حنفیہ کیطرف سے یہ جواب ہے کہ اونکا اسپر عمل نہین **قال** مسئلہ چہارم اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک یہ ہی جو کہ فتاوای قاضی خان مین لکھا ہی الخ **اقول** جواب اسکا مسئلہ الست و دوم کے جواب مین موجود ہی **قال** مسئلہ پنجم اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک یہ ہی جو کہ فتاوای قاضیخان مین لکھا ہی الی آخرہ

ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے پس اچھی معلوم ہوئی مجکو قرارت اوسکی پس پڑھی ایک منزل کہا مینے اب رکوع کریگا
پھر تہائی پڑھا پھر نصف پڑھا پھر اسیطرح وہ شخص پڑھتا رہا یہانتک کہ ایک رکعت مین کل قرآن ختم کر دیا پس دیکھا
مینے تو وہ امام ابو حنیفہ تھے اور زائدہ سے روایت ہے کہ مینے امام ابو حنیفہ رح کے ساتھ مسجد مین عشا کی نماز پڑھی
اور لوگ چلے گئے اور مجکو اونھون نے نہین جانا کہ مسجد مین ہے اور مینے ارادہ کیا کہ ایک مسئلہ انسے دریافت کرونگا
پس کھڑے ہوئے اور نماز شروع کی پھر قرارت پڑھی یہانتک کہ اس آیت تک پونہچے فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا
عَذَابَ السَّمُوْمِ پس اسی آیت کو دوہراتے رہے یہانتک کہ موذن نے صبح کی اذان کہی اور مین انتظار ہی
مین رہا اور قاسم بن معن سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ نے تمام رات اسی آیت مین قیام کیا بَلِ السَّاعَةُ
مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ پس بار بار اسی کو پڑھتے تھے اور گریہ و زاری کرتے تھے اور
وکیع سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ رح جب اپنی عیال کو نفقہ دیتے اوسیقدر خیرات کرتے اور جسوقت
نیا کپڑا پہنتے اوسی قیمت کا اپنے اساتذہ کو پہنا دیتے اور جب اونکے سامنے کھانا رکھا جاتا تو اپنی خوراک سے
دوچند لیکر کسی محتاج کو دیدیتے اور وکیع سے یہ بھی روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ رح بڑے امانتدار تھے اور
ہر شی پر اللہ کی رضا مقدم کرتے تھے اور اگر خدا کی راہ مین تلوارین اونپر پڑتین برداشت کرتے تھے اور
قیس بن ربیع سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ رح متقی فقیہ بہت احسان اور صلہ کرنے والے تھے ہر اوس
شخص پر جو اونکے پاس التجا لیجاتا اور نہایت بخشش کرنے والے اپنے بھائیون پر تھے اور بغداد کی طرف مال روانہ
کرتے تھے اوسکا کپڑا خریدا جاتا اور کوفہ مین لایا جاتا اور ہر سال کا نفع جمع کرتے اوس سے اپنے مشایخ محدثین
کی حوائج اور قوت اور لباس خریدتے پھر باقی اشرفیان نفع کی اونکو دیتے اور کہتے انکو تم اپنی حوائج مین صرف
کرو اور نہ تعریف کرو مگر اللہ تعالی کی اسلیے کہ مینے تمکو اپنے مال سے کچھ نہین دیا ہے اللہ تعالی تمہارے واسطے میرے
ہاتھ پر نفع بخشتا ہے پس یہ رزق اللہ مین کسی غیر کو قوت نہین اور ابو یوسف رح سے روایت ہے کہا اونھون نے امام ابو حنیفہ رح
کسی حاجت سے سوال نہین کیے جاتے تھے مگر اوسکو پورا ہی کر دیتے تھے اور عبداللہ بن مبارک سے روایت ہے کہا
اونھون نے کہ مینے سفیان ثوری رح سے کہا کہ امام ابو حنیفہ رح غیبت سے بہت بعید رہتے ہین مینے اونکو نہین سنا
کہ کبھی دشمن اپنے کی مذمت کرتے ہون کہا واللہ وہ بڑے عقیل ہین اپنی نیکیون پر اوس شی کو مسلط

منفسل ہو تو ہے قولہ مسئلہ سی و چہارم الخ **اقول** حنفیہ کے نزدیک یہ حکم کلی نہین بلکہ تمام فقہا
مین دباغت سے جلد خنزیر اور آدمی کو مستثنی کر دیا ہے اور امام ابو یوسف کی طرف سے یہ جواب ہے کہ کسی حدیث سے
یہ مسئلہ مخالف نہین بلکہ حضرات ظاہریہ کو تو اس مسئلہ مین کچھ بھی چون و چرا کرنا نہین چاہیے اسلیے کہ حدیث
مین جو الفاظ ہین اوس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر کسیکا چمڑا ہو دباغت سے پاک ہو جاتا ہے اور کہین حدیث مین
کسی چیز کی تخصیص بھی نہین پائی جاتی ہے مسلم مین ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا دُبِغَ الْاِھَابُ فَقَدْ طَھُرَ یعنی ابن عباس سے
روایت ہے کہا مین نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جب چمڑا دباغت دیا جاتا ہے
تحقیق وہ پاک ہو جاتا ہے اور ترمذی مین ہے اَیُّمَا اِھَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَھُرَ یعنی جو چمڑا دباغت دیا جائیگا
تو تحقیق وہ پاک ہو جائیگا انتہی اور اس حدیث کو ترمذی نے صحیح کہا ہے پس حنفیہ تو امام ابو یوسف کی اس
حدیث کا یہ جواب دیتے ہین کہ قرآن مین اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّہٗ رِجْسٌ آیا ہے اس سے تخصیص کر لیجاتی
ہے کیونکہ ضمیر غائب کی مرجع خنزیر ہے لحم نہین اور امام ابو یوسف مرجع اسکا لحم لیتے ہین اور حدیثین عموما وارد
ہین اور کسی حدیث مین تخصیص نہین پائی جاتی پس امام ابو یوسف پر تو اعتراض محض بیجا ہے ظاہریہ کو مشکل
پڑیگی کیونکہ وہ کلیہ اونکا کہ کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے معنی نہین سمجھتے تھے جو آپ نے ہر کھال کو
دباغت سے حکم طہارت کا دیا یہان نکلیگا تعجب ہے ہوا کہ معترض صاحب بھی خنزیر کیطرف ضمیر پھیرینگے
اور آیت سے حدیث کی تخصیص کرینگے تو قاعدہ کلیہ اونکا باقی نہ رہیگا امام ابو یوسف جو لحم کی طرف ضمیر پھیرتے
ہین اسکا جواب معترض صاحب کسی حدیث سے دینگے ذرا سوچین اور گریبان مین منہ ڈال کر دیکھین کہ اپنا
سوء فہمی پر یہ چوڑا ہی حدیث دانی کس برتے پر تتا پانی سے عاشق ہوئے ہین یار سے ہم کس بلبوتہ پر جز آہ و بکا
تو کوئی سامان ہی نہین ۔ قولہ مسئلہ نوزدہم تا مسئلہ بست و دوم الخ **اقول** یہ مسئلہ کسی حدیث کے
مخالف نہین لہذا اعتراض بیجا ہے قولہ مسئلہ بست و سوم الخ **اقول** بحث اسکی مسئلہ سوم اور بست و ششم کے
جواب مین مذکور ہے قولہ مسئلہ بست و چہارم الخ **اقول** یہ مسئلہ بھی کسی حدیث کے مخالف نہین ہے
مسئلہ بست و پنجم و بست و ششم الخ **اقول** حد بوجہ شبہ کے ساقط ہو جاتی ہے چنانچہ مسئلہ ششم بحدیث ... کے

مگر امام محمد اور امام شافعی سے اونکے اوستاد امام مالک نے کہا کہ اللہ عزوجل نے تمہارے قلب پر نور ڈالا ہی اسکو
معصیت سے مت بجھا دینا اور کہا امام شافعی نے جب مین امام مالک کے پاس گیا پس سُنا کلام میرا اور ایک ساعت
میری طرف دیکھا اور امام مالک کو فراست حاصل تھی فرمایا تمہارا نام کیا ہی مینے کہا محمد فرمایا اللہ سے ڈرنا اور معاصی
سے پرہیز کرنا قریب ہی کہ تمہاری ایک شان عظیم ہوگی اور کہا یحیی بن اکثم نے کہ مینے کسیکو زیادہ عقیل شافعی سے
نہین دیکھا اور کہا حمیدی نے سردار علمای زمانہ اپنے کے امام شافعی ہین اور حمیدی کے پاس جب امام شافعی کا ذکر ہوتا
کہتے ہمسے سید الفقہا شافعی نے یہ حدیث بیان کی اور امام شافعی نے روایت کی ہی علمای حجاز اور یمن اور
مصر اور عراق اور خراسان سے چنانچہ دار قطنی اور حاکم اور بیہقی نے اونکا ذکر کیا ہی اور اسیطرح اونھون نے
ذکر کیا اون لوگونکو جنھون نے اونسے روایت کی ہی اور فقہ حاصل کیا ہی مثل احمد بن حنبل اور ابو ثور اور حمیدی
وغیرہ کے اور ابراہیم حربی سے روایت ہی کہ امام احمد مین اللہ تعالی نے علم اولین ہر قسم کا جمع کر دیا تھا اور ہیثم
ابن جمیل سے روایت ہی کہا دوست رکھتا ہون مین کہ میری عمر سے کم ہو جاے اور امام احمد کی عمر مین زیادتی
ہو جاے اور امام ابو حاتم سے حال امام احمد اور علی بن مدینی کا سوال کیے گئے کہا حافظہ مین دونون قریب بہم ہین
مگر امام احمد فقیہ زیادہ ہین اور کہا عمرو بن محمد ناقد نے جب امام احمد کسی حدیث مین میرے موافق ہو جاتے تو
پھر مین پروا نہین کرتا اوس شخص کی جو مخالفت میری کرے اور کہا امام شافعی نے مینے امام احمد
سلیمان بن داود ہاشمی سے زیادہ عقیل کسیکو نہین دیکھا اور کہا قتیبہ اور ابو حاتم نے جب تو کسیکو دیکھے کہ
امام احمد کو دوست رکھتا ہی پس جان لے کہ وہ صاحب سنت ہی اور امام احمد نے حدیث کو سفیان بن عیینہ اور
ابراہیم سعد اور یحیی القطان اور ہشیم اور وکیع سے سُنا ہی اور امام احمد سے روایت کی ہی اونکے شیخ عبد الرزاق
نے اور یحیی بن آدم اور ابو الولید اور علی بن المدینی اور بخاری اور مسلم اور ابو داود وغیرہم نے اور کہا
امام شافعی نے اگر امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہوتے تو علم حجاز جاتا رہتا اور کہا حرملہ نے امام شافعی کسیکو
حدیث مین امام مالک پر ترجیح نہین دیتے تھے اور کہا وہیب بن خالد نے نہین درمیان مشرق و مغرب کے کوئی
زیادہ امانت دار حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امام مالک سے اور امام شافعی سے باسناد صحیح روایت ہی
کہ زمین پر کوئی کتاب اکثر صواب کی موطای مالک سے نہین کہا علما نے اس قول کو امام شافعی نے قبل وجود

ست بالدلیل قول کے لا کہہ مین رد کردو اور آپ اپنے مت سیان مجمع عوام الناس کے کہ تمکو بھی کوئی جانیگے یا وہ گویونکی طرح جانیگا تیسے کہو لا یقین ۞ کیونکہ یہ جھوٹ کہتے ہیں کہ ہماری سکین تہری عقل سے یا اور بہت سے تقوی کا ہے بعض فعل مین اسکے ہمگین ۞ **قولہ** مسئلہ رسی امام الخ **اقول** رد المحتار مین لکھا ہی ذکرہ العلامۃ الرازی فی تفسیر سورۃ المؤمنین یعنی اس قول کو امام فخر الدین رازی نے تفسیر سورہ مؤمنین مین لکھا ہی اور اس عبارت کے بعد لکھا ہی قُلتُ ومفادہ انھا افضل من الاقتداء یعنی مین کہتا ہون کہ مفاد اسکا یہ ہی کہ امامت اقتدا سے افضل ہی انتہی **حاصل کلام** یہ ہی کہ یہ قول کسی حنفی یا شافعی کا تو نہین معلوم ہوتا تھا یا کسی غیر مقلد ظاہریہ کا قول ہوگا اسکے نقل کرنے سے کچھ حنفیہ پر اسکا قائل ہونا لازم نہین آتا حنفیہ کے نزدیک امام کی قرارت کافی ہی اور قرارت خلف الامام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیشک ممنوع ہی اور شافعیہ کے نزدیک مقتدی کو قرارت واجب ہی ولکل وجھۃ علاوہ اسکے اگر کوئی بنظر احتیاط امامت کیا کرے تو کوئی مضایقہ بھی نہین معترض صاحب نے مطلق مسائل نقل کردیے اور کوئی وجہ طعن کی ظاہر نہین کی یا زیادہ تحقیق کرنی ضرور نہین فقط اتنا کہدینا کافی ہی کہ یہ مسائل کسی حدیث کے مخالف نہین فمن ادعی فعلیہ البیان اور پھر معترض صاحب کا یہ کہنا کہ اس قسم کے مسائل بیشمار ہین محض غلطی ہی جن مسائل کو تمام عمر مین بکمال جانفشانی اور تلاش و استعانت غیر مقلدین جیسے کچھ لوٹ کھسوٹ کے لکھے ہین انسی اور علم و فہم کی سب قلعی کھل گئی یہ لوگونکی امد ہی ساحب تصنیف بن بیٹھے اور دو چار حدیثین پڑھکر دعوی تحقیق اور اجتہاد سراپا فساد کا دم بھرنے لگے ست گر چون یافت روزی خویش را آمد سلیمانی بدولی مور مسکین ہوسیا تخت وان باشد **قال** ایک بڑا طالب العلم کے مقلد حدیث پر چلنیوالونکو یہ کہتے ہین کہ کتاب ہدایہ ہمارے مذہب کی بڑی مقبول و رواج پذیر ہی علما اسکے بے کھٹکے عمل کیے جاتے ہین اور اسکی روایات پر فتوی دیے چلے جاتے ہین اور آجتک اوسکے کسی مسئلہ پر بھی کسی شخص نے جرح و قدح نہین کیا اور لیکن حدیث پر چلنیوالے اسکو نہین مانتے ہین اور اوسکی اکثر حدیثونکو ضعیف اور بعض کو مردود اور موضوع بتلاتے ہین سو جواب یہ کہ علماء محققین میں سے کتاب ہدایہ کو کوئی بھی مقبول نہین سمجھتا اور نہ اوسکے سب مسائل پر کوئی شخص عمل کرنا صحیح جانتا ہی البتہ متعصب حنفیہ اوسکو مقبول سمجھتے ہین اور اوسکے تمام مسائل

شاگرد ہین اور امام احمد امام شافعی کے شاگرد ہین اور امام احمد کے امام بخاری اور امام مسلم اور ابو داؤد
شاگرد ہین اور امام بخاری کے امام ترمذی اور امام نسائی شاگرد ہین ہ امام اعظم کے شاگرد وہ ہین جنکے شاگرد بخاری
شافعی مسلم نسائی ترمذی احمد غرض کوئی محدث الا ماشاء اللہ ایسا نہین جسکو امام ابو حنیفہ رح سے
بلاواسطہ یا بالواسطہ تلمذ حاصل نہو اسیطرح عبد اللہ بن مبارک اور وکیع بن جراح کے واسطے سے بھی
ثم یہ دونون بھی امام صاحب کے شاگرد ہین امام بخاری اور مسلم وغیرہما امام صاحب کے بالواسطہ تلمیذ رشید
ہین اسیطرح امام ابو یوسف کے امام احمد اور امام محمد اور یحیی بن معین وغیرہ شاگرد ہین غرض عاقل کے واسطے اتنا ہی
کافی ہے اور متعصب اور بیدین کے واسطے اگرچہ کتنے ہی سلسلے ہم بیان کرینگے وہ اپنی مرغی کی ایک ہی ٹانگ کہے جائیگا
اور کج فہمی سے باز نہ آئیگا ہ رباعی تیرہا شان تیش کردم کبھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا ہ اور خیرات الحسان مین
ہے کہ جب امام شافعی بغداد مین داخل ہوئے اور امام صاحب کی زیارت کو گئے اور دو رکعتین پڑھین اوسمین رفع یدین نکیا
اور ایک روایت ہے کہ دو رکعتین صبح کی تحیین اور اوسمین قنوت نہ پڑھا پس کہا گیا اونسے فرمایا بسبب ادب اس امام کے
یہ کہ ظاہر کرون مین مخالفت اونکی حضور مین اور تلمذ کیا اونسے بڑے مشایخ ائمہ مجتہدین اور علمای راسخین کے
مثل امام جلیل عبد اللہ بن مبارک کے کہ جنکی جلالت اور علم اور تقدس اور زہد پر اجماع ہے اور مثل امام لیث بن سعد اور
مثل امام مالک بن انس کے اور کفایت کرتے ہین تجلو یہ اور مثل امام مسعود بن کدام اور زفر اور ابو یوسف
اور محمد وغیرہم کے اور جب عبد اللہ بن مبارک کے پاس اونکا ذکر ہوا کہا کیا اوس شخص کا تم ذکر کرتے ہو جسپر دنیا تمام ہا
پیش کی گئی تو اوس شخص نے اوس سے انکار کیا اور جب ابو جعفر منصور نے دس ہزار درہم حسن بن قحطبہ کے ہاتھ
بھجوائے تو امام ابو حنیفہ رح اونکو رد کر سکے اپنے بیٹے حماد کو وصیت کی کہ بعد انتقال کے انکو واپس کر دینا پس
اونھون نے ایسا ہی کیا کہا حسن نے رحمت خدا کی تمہارے والد پر کہ اپنے دین پر بڑے مضبوط تھے اور نہین مشغول ہوئے
امام ابو حنیفہ رح ساتھ دعوت کرنے اوسکو طرف مذہب اپنے کے مگر بسبب بشارت کرنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
خواب مین طرف اونکے تاکہ دعوت کرین لوگونکی طرف مذہب اپنے کے پس جبکہ ہوا اونکو اذن تقسیم کیا خزائن علم کو
اور منتخبین اوسکے اور جانا کہ یہ مرضی الٰہی ہے پس دعوت کی آدمیونکی طرف اوسکے یہانتک کہ ظاہر ہوا مذہب اونکا
اور پھیل گیا اور کثیر ہوئے مقلدین اونکے اور رسوا ہوئے حاسد اونکے اور نفع بخشا اللہ نے شرق اور غرب اور عرب اور عجم کو اور

جائز ہے چنانچہ وہ شخص جسکو امت نے ترک کر دیا ہو غیر متعلق اور سکو جسکو اونسے روایت کیا ہو یا بطور بیان مذہب
ہو جاوے اور دلالت او سکی جمہور رد سے مختلف ہو انتہی قولہ حدیث پنجم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے
هذا الحديث بهذا اللفظ غريب وانما رواه ابو داود والترمذي من حديث ابن عباس
رضي الله عنهما ولفظه ان الوضوء لا يجب الا على من نام مضطجعا فانه اذا اضطجع
استرخت مفاصله ورواه احمد في مسنده والطبراني في معجمه وابن ابي شيبة
في مصنفه والدارقطني في سننه ورواه البيهقي في سننه ولفظه لا يجب الوضوء
على من نام جالسا او قائما او ساجدا حتى يضع جنبه فانه اذا اضطجع استرخت
مفاصله یعنی یہ حدیث ان الفاظ سے غریب ہے بلکہ ابو داود اور ترمذی نے حدیث ابن عباس سے روایت
کی ہے اور اسکے الفاظ یہ ہیں کہ وضو نہیں واجب ہوتا مگر اوس شخص پر جو سوئے لیٹ کر اسلیے کہ جب وہ لیٹ جاویگا تو
جوڑ اوسکے ڈھیلے ہو جاوینگے اور روایت کیا اسکو امام احمد نے مسند اپنی میں اور طبرانی نے معجم اپنی میں اور
ابن ابی شیبہ نے مصنف اپنی میں اور دارقطنی نے سنن اپنی میں اور روایت کیا اسکو بیہقی نے سنن اپنی میں
اور لفظ اوسکے یہ ہیں کہ وضو واجب نہیں اوس شخص پر جو بیٹھکر یا کھڑے ہوئے یا سجدے میں سو جاوے یہانتک کہ
رکھے پہلو اپنا کہ جب لیٹ جاتا ہے تو جوڑ اوسکے ڈھیلے ہو جاتے ہیں انتہی تیسرا میں بھی صاحب ہدایہ کے بسبب معنی حدیث کے لائے
ہیں جسمیں فرق نہیں الفاظ کی پابندی سے فہم مطلب حدیث دور ہو جاتا ہے بدون مطالعہ کتب فقہا کے مجتہدین کے حدیث شریف کا مطلب
سمجھنا بہت مشکل ہے گزرنا لازم ہو ون ہزار کی صورت بغیر فقہ نہیں اعتبار کی صورت
قولہ حدیث ششم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے لم يذكر احد من الشراح اصل هذا الحديث
وانما قال الأترازي وتبعه الاكمل بدليل ما روي عن ابن عباس وجابر بن عبد الله
عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال انهما فرضان في الجنابة ونفلان في الوضوء
ولفظ الاكمل سنتان في الوضوء وقال السروجي واما قول صاحب الهداية
بدليل قوله عليه السلام انهما فرضان في الجنابة وسنتان في الوضوء فلا
نعرفه قلت روى الدارقطني ثم البيهقي في سننهما ما يقارب ذلك من حديث بركة

یہ ہین کہ اونھون نے ایک جماعت صحابہ کو دیکھا ہی چنانچہ ذکر اسکا اوپر گذر چکا ہے اور صحت کو پونہچا ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی طریقے سے کہ فرمایا آپ نے خوشخبری ہو اوسکو جسنے مجھکو دیکھا اور اوسکو جسنے میرے
دیکھنے والونکو دیکھا اور بعض اون صفات سے یہ ہین کہ امام ابو حنیفہ رح اوس قرن مین پیدا ہوئے ہین کہ گزر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بطرق کثیرہ ثابت ہوا کہ بہتر قرنونکا میرا قرن ہے پھر جو لوگ کہ اوسکے متصل
ہین اور روایت مسلم مین ہے کہ بہتر آدمیونکا وہ قرن ہے جسمین مین ہون پھر دوسرا پھر تیسرا اور بعض اون
صفات سے وہ ہین کہ اونھون نے زمانہ تابعین مین اجتہاد کیا اور فتوی دیا بلکہ جب اعمش نے حج کا ارادہ کیا
تو امام ابو حنیفہ رح کی خدمت مین کسیکو بھیجا تاکہ امام اونکے واسطے مناسک حج لکھدین اور اعمش کہا
کرتے تھے مناسک حج کے امام ابو حنیفہ رح سے لکھو کیونکہ مین اونسے زیادہ جاننے والا فرائض اور نوافل حج کا
کسیکو نہین جانتا پس نظر کر تو شہادت پر واسطے امام ابو حنیفہ رح کے اعمش جیسے شخص سے اور بعض اون
صفات سے روایت کرنا اکابر شیوخ اونکے وغیرہم کا اونسے مثل عمرو بن دینار کے اور بعض اون صفات
سے یہ ہے کہ جتنے اونکے اصحاب ہوئے اتنے اصحاب کسیکے بعد اونکے نہین ہوئے چنانچہ پہلے جانا گیا اور کہا ایک شخص نے
نزدیک وکیع کے خطا کی امام ابو حنیفہ رح نے بیچ [illegible] کا اوسکو وکیع نے اور کہا جو اسکو کہتا ہی وہ بڑا گمراہ ہے
کیونکر وہ خطا کرتے حال آنکہ اونکے پاس ائمہ فقہ مثل ابو یوسف اور امام محمد اور امام زفر کے اور ائمہ
حدیث کے اور نام لیا وکیع نے اونکا اور ائمہ لغت اور عربیت کے اور شمار کیا اونکو اور ائمہ زہد اور تقوی کے
مثل فضیل اور داؤد طائی کے ہین اور جسکے اصحاب ایسے لوگ ہون وہ شخص خطا نہین کر سکتا اسلیے کہ اگر خطا بھی
کرتے تو وہ اونکو حق کی طرف لوٹا دیتے اور بعض اون صفات سے یہ ہے کہ وہ اول اون لوگونمین سے ہین کہ
جنھون نے علم فقہ کو مدون کیا اور بابون اور کتابونکی ترتیب دی جیسا کہ آجکے دن موجود ہی اور اتباع
کیا اونکا امام مالک نے موطا اپنے مین اور جو پہلے اونسے تھے وہ اعتماد اپنے حافظہ پر کرتے تھے اور وہ
اول اون لوگونمین سے ہین جنھون نے کتاب فرائض اور کتاب شروط ایجاد کی ہے اور بعض اون صفات سے
منتشر ہونا مذہب اونکے کا اون اقالیم مین کہ سوای اونکے دوسرا طریق نہین مثل ہند اور سند اور روم
اور ماوراء النہر کے اور بعض اون صفات سے تخریج کرنا اپنے نفس پر اور علما وغیرہم پر اپنے ہاتھہ کا مال و

روایۃ له وان رأت دما فلتقرصه بشیء من الماء ولتنضح ما لم تر وتصلی فیه وعزاه
ابن ابی شیبۃ فی مصنفه ورواه الامام ابو محمد عبد الله بن علی بن الجارود فی
کتاب المنتقی وفی روایۃ حتیه واقرصیه بالماء واغسلیه وصلی فیه ورشیه بالماء
یعنی اس حدیث کی اصل صحیح حدیثوں میں ہے لیکن اس لفظ سے روایت نہیں کی گئی اور روایت کیا ہے
اوسکے نے اپنی کتاب میں اور الفاظ مسلم کے یہ ہیں حدیث ہے اسماء بنت ابوبکر رض سے کہا اونہوں نے
آئی ایک عورت طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس عرض کیا کہ ہم میں سے کسیکے کپڑے پر خون حیض کا
لگجاتا ہے کیا کرے فرمایا اوسکو کھرچ ڈالے پھر ملے پھر اوسکو دھو ڈالے پھر اوس سے نماز پڑھلے اور ایک روایت
ابوداؤد میں ہے کھرچ تو اوسکو پھر پانی سے مل اوسکو پھر دھو اوسکو اور ایک روایت میں ابوداؤد کی ہے اگر
خون دیکھے پس چاہیے کہ کچھ پانی سے اوسکو ملے اور چاہیے کہ دھووے اوسکو جبتک اثر اوسکا معلوم ہو اور
نماز پڑھلے اوس سے اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف اپنی میں اور روایت کیا اسکو امام ابو محمد نے
کتاب منتقی میں اور اونکی روایت میں ہے چھیل تو اوسکو اور مل تو اوسکو پانی سے اور دھو تو اوسکو اور نماز پڑھ
اوس سے اور اوسپر پانی چھڑک دے انتہی پس غور کیجیے کہ صاحب ہدایہ نے وہی مضمون جسنے ادا کیا ہے مگر مترجم
صاحب فقط ایک ہی ٹکڑے پر اکتفا کرکے باقی کو چھوڑ گئے **قولہ** حدیث یا زرہم الخ **اقول** کما قال
عینی هذا الحدیث بهذا اللفظ غریب وقال ابن الجوزی فی التحقیق والحنفیۃ
یحتجون علی نجاسۃ المنی بحدیث روی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال لعائشۃ
اغسلیه ان کان رطبا وافرکیه ان کان یابسا قال وهذا الحدیث لا یعرف وانما روی
نحوه من حدیث عائشۃ قلت عدم المعرفۃ منه او من غیره لا یستلزم نفی وجوده
غیر ان اصل الحدیث فی الصحاح وقد روی مسلم والاربعۃ من حدیث عائشۃ
قالت کنت اغسل الجنابۃ من ثوب النبی صلی الله علیه وسلم فیخرج الی الصلوۃ و
ان بقع الماء فی ثوبه وقالت ایضا کنت افرک المنی من ثوب رسول الله صلی الله
علیه وسلم فیصلی فیه اخرجه مسلم وابوداود وروی الدارقطنی والبیهقی عن

لیسے کو اور آپ سردار اون لوگونکے ہین جنھون نے فقہ مین تمھارے وقت مین گفتگو کی ہی اور نہین کلام
کرتے اونکی نسبت مین مگر حسد سے اور کہا حافظ عبد العزیز نے ابو رواد کے جو شخص دوست رکھے امام ابو حنیفہ رح
کو پس وہ سنی ہی اور جو بغض رکھے اونسے پس وہ بدعتی ہی اور ایک روایت مین ہی کہ درمیان ہمارے اور درمیان
لوگونکے امام ابو حنیفہ رح ہین پس جو شخص اونکو دوست رکھیگا جانینگے ہم کہ وہ اہل سنت سے ہی
اور جو شخص بغض رکھیگا اونسے جانینگے ہم کہ وہ اہل بدعت سے ہی اور کہا خارجہ بن مصعب نے امام ابو حنیفہ رح تھا
مثل قطب چکی کے ہین اور مثل اوس صراف بینا کے جو کہ سونے کو پرکھتا ہی اور کہا حافظ محمد بن میمون نے نہین تھا
زمانہ امام ابو حنیفہ رح مین کوئی زیادہ عالم اور نہ زیادہ متقی اور نہ زیادہ زاہد اور نہ زیادہ عارف اور نہ زیادہ فقیہ
اونسے اور قسم خدا کی نہین خوش آتے مجھکو بعوض سننے میرے کے اونسے ایک لاکھ دینار اور امام صاحب کا نزدیک
داؤد طائی کے ذکر ہوا فرمایا وہ ستارہ ہین کہ راہ چلنے والا اونسے ہدایت پاتا ہی اور علم ہین کہ قبول کرتے ہین
اوسکو دل مومنونکے اور کہا خلف بن ایوب نے آیا علم خدا سے طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر اونسے طرف
صحابہ کے پھر اونسے طرف تابعین کے پھر آیا طرف امام ابو حنیفہ رح اور اصحاب اونکے کے پس جسکا جی چاہے غصہ
ہو جاے اور کہا گیا واسطے بعض ائمہ کے کیا وجہ ہی کہ آپ امام صاحب کے ذکر کے وقت اونھین کی تاریخ خاص
کرتے ہو اور کسی کی تعریف نہین کرتے کہا اونھون نے اسلیے کہ جیسا اونکا مرتبہ ہی ویسا اور کسی عالم کا نہین اور اس لیے کہ
نفع پایا لوگون نے اونکے علم سے اسلیے خاص اونھین کی تعریف وقت ذکر کے کرتا ہون تاکہ لوگ اونکے واسطے
دعا کرنے مین رغبت کرین اور روایتین ائمہ سے سوائے اسکے بہت آئی ہین اور مصنف نے واسطے اسکا بعض ہی
کافی ہی اور کہا ابو مطیع نے نہین داخل ہوا مین طواف کرنیکو شب مین کسی وقت مگر دیکھا مین نے امام ابو حنیفہ کو طواف
کرتے پایا اور امام ابو حنیفہ رح جب اتنکو نماز پڑھتے تھے تو بوریے پر آنسوونکے گرنے کے مثل بارش کے آواز
سنائی دیتی تھی اور علامت رونے کی اونکی آنکھون اور اونکے رخسارون پر معلوم ہوتی تھی اور امام ابو حنیفہ رح نے
اپنے بعض جلیسون پر کپڑے خراب خستہ دیکھے تو حکم کیا اونکو کہ بیٹھے رہین یہانتک کہ لوگ چلے گئے پس فرمایا
اوس شخص سے کہ جو مصلے کے نیچے ہی اوسکو لیلو پس وہ شخص اوٹھانے لگا تو ایک ہزار درہم معلوم ہوا اور جب اونکے
لڑکے حماد نے سورہ فاتحہ یعنی الحمد ختم کی تو معلم کو پانسو درہم عطا فرمائے اور ایک روایت مین ہی کہ ہزار درہم

کہتے ہین سو جواب اسکا چار طرح پر ہی اول یہ کہ مکہ معظمہ مین چارون مصلے چارون اماموں کے علیحدہ علیحدہ سنہ آٹھ سو سات ہجری مین تنسیق سلیمان زمانہ فرج بن برقوق کے بنائے ہین لیکن انکے بنانے اور مقرر کرنیکے نہ تو حکم خدا ناطق ہی اور نہ حکم رسول الخ **اقول** چارون مصلونکو ناجائز سمجھنا اور حدیث بدعت کی سند لانا محض غلط اور قیاس مع الفارق ہی جب مذہب چارون اماموں کا بالاتفاق حق ہی پھر انکے مصلے کیونکر بدعت ہو سکتے ہین ہان افراط و تفریط اچھی نہین جس مصلے پر نماز طیار پاوے شریک ہو جاوے انتظار اپنے امام کا نکرے چنانچہ راقم الحروف نے سب مصلونپر نماز پڑھی ہی البتہ بعضے صاحب یہ احتیاط کرتے ہین کہ اگر امام مالکی یا شافعی نے نجس پانی سے جو مقدار قلتین سے ہو یا کم ہو وضو کیا یا پچھنے لگا یا حنبلی نے فقط ایک بال پر مسح کیا تو حنفیہ کے نزدیک ایسی صورت مین نماز فاسد ہو جاتی ہی مگر یہ محض وہم اور تعصب ہی ہم تو فرقہ ظاہریہ کے پیچھے بھی بحکم صلّوا خلف کل برّ و فاجر کے برابر نماز پڑھلیتے ہین البتہ معترض صاحب کا آیت سے استنباط کرنا کہ خدا تعالی وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ اِبْرَاهِيمَ مُصَلّٰى فرماتا ہی تو بجز ایک مصلے کے دوسرا نہونا چاہیے عجیب اجتہاد ہی اگر معاملہ سنجیدہ نہوتا تو قابل تضحیک تھا کسی مفسر اور کسی مجتہد کو یہ نہین سوجھی خاص معترض صاحب کا حصہ ہی اسیوجہ سے ہم کہتے ہین کہ عوام خصوصًا حضرات ظاہریہ کو اسواسطے کسی امام کی تقلید کرنا ضروری ہی حدیث کی تہ کو تو خوب پہنچے ہی تھے اب قرآن پر بھی نوبت آئی خدا خیر کرے معترض صاحب جیسا آپ نے اجتہاد کیا ہی ایک مسئلہ ہمکو بھی سوجھا ہی کہ عید کی نماز سوائی مقام ابراہیم کے اور جگہ جائز نہین اور دلیل اسپر یہی آیت مذکورہ ہی جیسے معترض صاحب نے مصلے کے معنی امام کے مصلے کے لیے ہمنے مصلے کے معنی عیدگاہ کے لیے علاوہ اسکے ایک اور مسئلہ اس آیت سے نکلتا ہی کہ کوئی نماز فرض ہو یا نفل سوائی مقام ابراہیم کے کسی جگہ جائز نہین لیکن جماعت تو ممکن ہی نہین جب بہت آدمی ہونگے تو ایک دو اکیلے دو اکیلے پڑھکر جب فارغ ہونگے پھر دوسرے کھڑے ہونگے غرض معترض صاحب قرآن مین اس مصلے کے معنی خوب سمجھے اب جتنے اور کہین نماز پڑھی ہوگی وہ نماز معترض صاحب کے نزدیک جائز نہوگی اور پہلے بنا ہوئے مصلوں جو نمازین صحابہ نے پڑھی ہین معترض صاحب نے اپنے اجتہاد سے سب کو برہم کر دین پھر اگر جناب باری کے معنی یہی تھے امام کا مصلی ایک ہونا چاہیے

بعد انتقال کے جیسا کہ وہ اونکی حیات مین ادب کرتے تھے اور یہ کہ قبر اونکی ادای حاجات کی
تحقیق جانتے کہ ہمیشہ علما اور صاحب حاجات اونکی قبر کی زیارت کرتے ہین اور قضای حاجات
مین اونکو وسیلہ گردانتے ہین اونمین سے امام شافعی ہین جبکہ وہ بغداد مین تھے تو اونسے مروی ہی فرمایا
اونھون نے مین امام ابو حنیفہ رح کی قبر سے برکت لیتا ہون اور اونکی قبر پر آیا کرتا ہون پس جب کوئی حاجت
مجھکو پیش ہوتی ہی تو دو رکعت پڑھتا ہون اور اونکی قبر کی طرف آتا ہون اور اللہ تعالی سے نزدیک قبر
سوال کرتا ہون تو میری حاجت جلد پوری ہو جاتی ہی اور روایت ہی کہ امام ابو حنیفہ رح نے جناب باری کو
ننانوے مرتبہ خواب مین دیکھا ہی پس دل مین کہا اگر اب کی مرتبہ دیکھونگا تو سوال کرونگا کہ خلائق کو اپنے عذاب
سے نجات دے پس دیکھا اور سوال کیا پس قبول کیا اوسکو اللہ نے اور ابو معافی فضل بن خالد سے روایت ہی کہ
مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا پس عرض کیا مینے یا رسول اللہ امام ابو حنیفہ رح کے
علم کی نسبت آپ کیا فرماتے ہین فرمایا یہ وہ علم ہی جسکی لوگونکو احتیاج پڑتی ہی اور مسدد بن عبد الرحمن بصری
سے روایت ہی کہ وہ مکہ مین درمیان رکن اور مقام ابراہیم کے قبل فجر سوئے پس دیکھا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو پس عرض کیا یا رسول اللہ آپ انکی نسبت جو کوفہ مین نعمان بن ثابت تھے کیا فرماتے ہین
مین اونکا علم اخذ کرون پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اخذ کرو علم اونکا اور عمل کرو اونکے علم پر
کہ وہ شخص اچھا ہی اور بعض لوگ کہ امام ہون حنبلی المذہب مین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا
پس عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو مذاہب سے مطلع فرمائیے فرمایا مذہب تین ہین پس میرے قلب مین واقع ہوا
کہ امام ابو حنیفہ رح کے مذہب کو بوجہ تمسک رای کے خارج کر دینگے پس شروع کیا آپ نے اور فرمایا ابو حنیفہ رح
اور شافعی اور احمد پھر فرمایا مالک جو تھے ہین انتہی ملخصاً پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس بیان سے
تعیین مذہب اور تقلید ائمہ مجتہدین کی ثابت ہو گئی اور غیر مقلدونکو چون و چرا کرنے کی جگہ باقی نہین رہی
ہان البتہ اسکو خواب و خیال سمجھکر اعتبار نکرینگے لیکن رویای صالحہ کے انکار سے منکر جزو نبوت ٹھہرینگے
کہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ سچا خواب نبوت کا ایک حصہ ہی اور نیز اس بیان سے شرف و منزلت امام صاحب کی
تینون ائمہ مجتہدین پر ثابت اور متحقق ہو گئی اور دربارہ استنباط مسائل اور احکام شرعی کے آپکو استقلال

کہ اونکو تقلید کی فہمایش کریں جناب ہمن آپ یہان مسائل سے تو عمل کیجیے مگر خدا را اپنا اجتہاد چلا کر دخل
نہ دیجیے جو مسائل ایمہ نے احادیث اور قرآن سے استنباط کیے ہیں اونکو اخذ کیجیے اور اپنی رای سے شریعت
کے مطالب کو زیب و زینت نہ بخشیے کبھی تو جو بھی پڑھ لیا کیجیے اور کبھی بات بجز عبادت کیجیے جس سے
جسم کو تکلیف ہو اور پھر آس کر جائیں پس سنت کو بھی ملحوظ خاطر رکھیے زیادہ آسانی کو نہ چھوڑیے
ورنہ رفتہ رفتہ تکلیف شرعی بھی آپکو ناگوار ہونے لگیگی پھر تو خاصے غیر مکلف ہو جاوگے اتنا یاد رکھو کہ مقلد
مکلف رہتے ہیں اور غیر مقلد غیر مکلف ہو جاتے ہیں اسی انتظام کے واسطے غیر مجتہد کو تقلید ضروری ہے کیونکہ
آزادی اور رفع تکلیف کو روکتی رہتی ہے بحکم اَلدِّینُ النَّصِیحَةُ کے اتنی بات کہدی ہے ماننے نہ ماننے
آیندہ تمکو اختیار ہے ؎ من آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم * تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال **مقالہ**
اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والونکو دیتے ہین کہ جسقدر لوگ اس مذہب کے مقلد ہیں
اور کسی مذہب کے نہیں اور ترمذی مین روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے کہا فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِیْ اَوْ قَالَ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلٰی ضَلَالَةٍ وَیَدُ اللّٰہِ
عَلَی الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ یعنی تحقیق اللہ نہین جمع کریگا امت میری کو یا کہا امت
محمد کو اوپر گمراہی کے اور ہاتھ اللہ کا ہے اوپر جماعت کے اور جو شخص کہ جدا ہو جماعت سے
تنہا ڈالا جاویگا بیچ آگ کے اور ابن ماجہ مین روایت ہے انس رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ یعنی پیروی کرو جماعت
بڑی کی پس تحقیق شان یہ ہے جو تنہا ہوا جماعت سے تنہا ڈالا جاویگا بیچ آگ کے سو جواب اسکا یہ ہے کہ حدیث
یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَةِ اور اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ کا یہ مطلب نہین کہ جس طرف بہت لوگ ہوں حق
اور ہدایت پر وہی لوگ ہوتے ہین اور جس طرف تھوڑے ہوں وہ گمراہ ہوتے ہین کیونکہ اگر ان حدیثوں کے
یہی معنی لیے جاوین تو پھر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ اور اونکے ساتھ والے نعوذ باللہ منہا سب
گمراہ ٹھیرتے ہین کیونکہ معرکہ کربلا میں امام حسین کے ساتھ تو صرف بہتر آدمی مع اونکے اہل بیت اور
خادمونکے تھے اور عمر بن سعد کے ساتھ جو امام حسین کے ساتھ لڑنے کو آیا تھا سوار و پیادہ بیس ہزار

حسن سے اونھون نے سلیمان سے روایت کی ہے کہا اونھون نے اس حدیث کی تفسیر مین کہ نہین قائم ہوگی قیامت
یہانتک کہ ظاہر ہو جاے علم وہ علم امام ابو حنیفہ کا اور تفسیر آثار کی ہے اور بشر بن معمر سے روایت ہے کہا اونھون
نے ہمسے حدیث ابو عبد الرحمن مقری نے بیان کی اور جب وہ امام ابو حنیفہ سے حدیث کی روایت کرتے
تو کہتے ہمسے حدیث شہنشاہ نے بیان کی اور ابو غسان سے روایت ہے کہا سنا مینے اسرائیل سے کہتے تھے
نعمان اچھے شخص ہین اور شریعت کے احکام کو خوب یاد رکھتے ہین اور خوب سمجھتے ہین اور اونکا خلفا اور
وزرا اور امرا نے اکرام کیا اور مسعر کہتے تھے جو شخص امام ابو حنیفہ کو درمیان اپنے اور درمیان خدا کے
رکھیگا مین امید کرتا ہون کہ پھر وہ کچھ خوف نکریگا اور اسمعیل بن عیاش سے روایت ہے کہا سنا مینے
اوزاعی اور عمری سے دونون کہتے تھے کہ امام ابو حنیفہ مشکلات مسائل کو سب سے زیادہ جانتے ہین اور وفات
اونکی بغداد مین ہوئی اور مقبرۂ خیزران مین مدفون ہوئے اور قبر اونکی اوس جگہ مشہور ہے زیارت کیجاتی ہے
اور حافظ جمال الدین مزی نے تہذیب مین کہا ہے کہ نماز اونپر چھہ بار پڑھی گئی اور دفن پر بسبب
ازدحام کثیر کے قدرت نہوئی انتہی ملخصًا اور امام جزری نے جامع الاصول کی دسوین جلد مین لکھا ہے
کہ امام ابو حنیفہ کی نزاہت پر دلالت کرتا ہے پھیلا دینا اللہ کا ذکر اونکے کو تمام جہان مین اور علم اونکے کو
روی زمین پر اور اخذ کرنیکو ساتھہ مذہب اور فقہ اونکی کے اور رجوع طرف قول اور فعل اونکے کے اور یہ امر اگر سر الہی اور رضائے الہی
جسکی اللہ تعالی نے توفیق دی ہے تو خدا تعالی اہل اسلام کو اسپر جمع نکرتا اور اونکی تقلید پر اور عمل کرنے
پر ساتھہ رای اور مذہب اونکے کے لوگو نکو قریب نکرتا انتہی اور در اثمار اللبیب مین ہے کہ مین کہتا ہون
زیادہ تر قوی دلیل اونکی جلالت شان کی یہ ہے کہ ہزار ہا عارف سند اور ہند اور ما وراء النہر وغیرہ کے
واصل بخدا بوجہ عمل کرنے کے فقہ اونکی پر ہو گئے انتہی اور کشف المحجوب مین ہے کہ معاذ رازی نے
رسول کو خواب مین دیکھا پس عرض کیا مین آپکو کہان طلب کرون فرمایا نزدیک
ابو حنیفہ کے علم کے اور تعلیق ممجد مین جناب مولانا بحر العلوم ابو الحسنات محمد عبد الحی صاحب
کہ امام ابو حنیفہ کے بیان مناقب جملہ سے عقل انسان کی عاجز ہے اور انکے
مناقب مین علمای مذاہب متفرقہ سے کتابین تصنیف کی ہین اور نہین ظن کیا ہے اوپر

جامع الاصول جلد دہم
ثمرات اللبیب صفحہ ۳۰۶
تعلیق ممجد

جمہور کے خلاف ہی اور لیث بن سعد نماز فجر اعتکاف مین بیٹھنے کو مسنون کہتے ہین اور جمہور رات ہی اوسمین
داخل کرنے کو مسنون کہتے ہین اور عطا بن ابی رباح تابعی جو امام شافعی اور امام بخاری وغیرہ اکثر محدثین کے
اساتذہ مین ہین اور سب محدثین اونکو مانتے ہین اونکے نزدیک اگر عیدین جمعہ کے دن واقع ہو تو فقط عید کی نماز
واجب ہوتی ہی اور جمعہ کی اور ظہر کی نماز اوسپر واجب نہین رہتی غرض عصر تک اونکے نزدیک کوئی نماز نہین اور
داود ظاہری کے نزدیک ماء راکد مین پیشاب کرنا موافق حدیث لا یبولن احدکم کے جائز نہین مگر پاخانہ
اوسمین پھرنا جائز جانتے ہین حالانکہ اس قول کی طرف کوئی بھی نہین گیا اسیطرح اگر کوئی برتن مین
پیشاب کرے او پھر اوسکو پانی مین ڈالدے وہ بھی جائز کہتے ہین ایسے قریب پانی کے پیشاب کرے اور
بہکر پانی مین چلا جاے یہ صورت بھی اونکے نزدیک جائز ہی حالانکہ تینون صورتین خلاف اجماع ہین اور انکی
دلیل یہ ہی کہ حدیث مین تو پانی کے اندر فقط پیشاب کرنے کی ممانعت آئی ہی اسکے سوا سب صورتین جائز
ہونگی اور قیاس کو مطلقا حرام جانتے ہین برخلاف جمہور کے کہ وہ ازروی قیاس کے اسی حدیث سے
استنباط کرتے ہین کہ جب پیشاب کو منع کیا ہی تو پاخانہ بدرجہ اولی منع ہوگا اور غرض پیشاب کرنے سے
یہ ہی کہ اوسمین کسیطرح سے پیشاب واقع ہو پس حضرات ظاہریہ پس صحیحین کے ظاہر الفاظ کو چھوڑکر قلت تدبر کی
حدیث ضعیف پر کاہے کو عمل کرینگے پس غور کیجیے کہ یہ مذہب اس مسئلہ مین کل کے مخالف ہی پھر کیا
بعض بعض مسائل سے خلاف جمہور کرنے مین ایمہ مجتہدین نعوذ باللہ امر حدیث کا مصداق ہو سکتے
ہین کوئی جاہل بھی ایسی بات نہین کہیگا ان جو لوگ اپنا نام حدیث پر چلنے والا رکھتے ہین اور اپنے
منہ آپ میان مٹھو بنتے ہین اور محققین اونکو حدیث کے خلاف عمل کرنیوالا سمجھتے ہین ایسے لوگ ہی بیشک
سواد اعظم سے خارج ہین گو اپنی زبان سے کچھ کہے جائین پس معلوم ہوا کہ جمہور کا طریقہ جو ہمیشہ سے
تقلید چلا آیا ہی اور ہزارہا عارف اور قطب و ابدال ہر مذہب کے مقلدین مین ہین خصوصا حنفی مذہب
اسی تقلید کی بدولت ہو گئے اور علمای محققین نے گو بعض مسائل مین بوجہ مجتہد ہونے کے خلاف کیا ہی
مگر تقلید پہلونکے اقوال کی ضرور کی اپنی طرف سے نیا طریقہ ایجاد نہین کیا حضرات ظاہریہ تو وہ ہین جنہون نے
رنگ دکہاے جنکی سواد اعظم مین کہین بو باس بھی پائی نہین جاتی بیشک ایسے لوگ خارج اجماع ہین یا مبتدع

کہ مسائل استنباطی مین اکثر احتیاط کی گئی ہی اور جن مسائل مین صریح حدیث موجود ہو اونمین احتیاط
اور عدم احتیاط سے کیا علاقہ ہو معترض صاحب کی فہم کے قربان جائیے یہ تو آپکی سطلب دانی
اور پھیر اعتراض کس پر امام اعظم صاحب پر تو نہ دمی مثنوی بانگ دہل ہر رموز سلطان راجہ آ
مصنف ابن ابی شیبہ مین اسی قسم کے دو سو مسائل موجود ہین معترض صاحب نے اکثر وہی نقل
کر لیے ہین حال آنکہ محققین حنفیہ اون اعتراضونکی پہلے ہی دھجیان اوڑا چکے ہین اب سنیئے کہ
حدیث طلق کی بسرہ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہی اور اگر امام شافعی نے اس حدیث پر بوجہ اپنے
نہ معلوم ہونے حال قیس کے عمل نہین کیا مگر معترض صاحب کو تو حال اونکا معلوم ہو گیا ہو گا اونکو
صحیح حدیث چھوڑکر کیون ایسی حدیث پر عمل کیا جسمین بعض محدثین کو کلام ہی اور پھر منہ بہی ہر ان جہت
طعن پر بھی کمر باندھی اور اگر ابتک قیس کی اونکو بھی خبر نہین تو ہم بتلائے دیتے ہین تقریب التہذیب
مین لکھا ہی قَيْسُ بْنُ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ الْيَمَامِيُّ صَدُوقٌ مِّنَ الثَّالِثَةِ وَهِمَ مَنْ
عَدَّهُ مِنَ الصَّحَابَةِ یعنی قیس بن طلق بڑے سچے ہین اور تابعین کے طبقہ وسطی سے ہین جس شخص نے
اونکو صحابہ سے شمار کیا ہی اوسنے وہم کیا ہی انتہی اور ترمذی نے علل مین لکھا ہی وَحَدِيثُ مُلَازِمِ بْنِ
عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَدْرٍ أَصَحُّ وَأَحْسَنُ یعنی اور حدیث ملازم بن عمرو کی عبد اللہ بن بدر سے
زیادہ صحیح اور زیادہ حسن ہی انتہی پس اگر قیس ضعیف ہوتے تو ابن حجر عسقلانی اونکو صدوق نہ کہتے
اور ترمذی اونکی حدیث کو جو ملازم سے روایت ہی حسن صحیح نہ کہتے اور علی بن مدینی جو امام بخاری کے
اوستاد ہین اور احادیث کی علل دانی مین مشہور ہین قیس بن طلق کی حدیث کو بسرہ کی حدیث پر ترجیح
نہ دیتے اور علامہ زیلعی نے تبیین الحقائق مین لکھا ہی وَحَدِيثُ بُسْرَةَ ضَعَّفَهُ جَمَاعَةٌ حَتَّى قَالَ
يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ ثَلَاثَةُ أَحَادِيثَ لَا تَصِحُّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثُ
مَسِّ الذَّكَرِ وَلَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ ذَكَرَهُ أَبُو الْفَرَجِ وَمِثْلُهُ عَنْ أَحْمَدَ
ابْنِ حَنْبَلٍ وَإِسْحٰقَ بْنِ رَاهُوَيْهِ یعنی اور حدیث بسرہ کی ضعیف کہا اوسکو ایک جماعت نے یہانتک کہ
یحیی ابن معین نے کہا ہی کہ تین حدیثین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح نہین ہوئین حدیث

لیکن کہ تو میری بزرگ ثابت ہو اور ایسے سلف اور خلف کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں کہ جسکا
ہذیان ہونا بیان نہیں پس معلوم ہوا کہ خدا تعالی اور رسول خدا ان لوگوں سے خوش نہیں ہیں انکے انکار کیا تو نہیں
اصلاح ہو جاتی اتحاد اور اعتقاد ہو کہ ایسے عالم ہو گئی ورنہ انکی طرف مخالفت حدیث کی نسبت
اور لوگ انکے پس جس قوم کی یہ کیفیت ہو وہ کیا خاک حق پر ہونگے پس معلوم ہوا کہ بحکم حدیث
شریف خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم الخ و موافق آیہ والسابقون السابقون اولئک المقربون
کے خیریت اور فضیلت متقدمین ہی کیواسطے ہے اور انھیں کی تقلید ہمارا حق ہے ان تعصب کی باتو
تو علم و دیانت ہزاروں کوس دور ہیں اگر انکی کسی بات کا اعتقاد ہوتا تو ہم جانتے کہ شاید ان لوگوں کو
دیانت ہو مگر اب انکی کتابوں اور گفتگو سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں کا خیالی اور خود رائی مذہب ہے جو
وہ مذہب ہی ہو ٹھیک ٹھیک حدیث پر چلنے والے تو مقلد ہیں ایسے ہیں اور یہ لوگ فرقہ ظاہر مخالف حدیث
اور باطن ہوا و ہوس ہیں انکے قول او فعل سے ایسا بھاگنا چاہیے کہ جیسے کوئی دشمن سے بھاگتا ہے جھوٹی
باتوں سے ان لوگوں کو کچھ پاک نہیں ہے دین کی کتابوں میں اسقدر حق کو چھپایا ہے کہ جسکا کچھ ٹھکانا نہیں
فردای قیامت اسکا کیا جواب دینگے افسوس صد افسوس ظاہر میں تو یہ لوگ پابندی شریعت اور خدا
رسول کی محبت کا دم بھرتے ہیں اور حقیقت میں خلوص دل اور سپر عمل نہیں کرتے ہیں ؎
قدم باید اندر طریقت نہ دم ۔ کہ بی اصل باشد دمی بی قدم ۔ **قال** اور ایک مسئلہ مقلد امام اعظم کے
حدیث پر چلنے والوں کو یہ کہتے ہیں کہ بموجب حدیث الماء طهور لا ینجسه شیء یعنی پانی پاک ہے
نہیں ناپاک کرتی اسکو کوئی چیز پانی کے لوٹے کے اندر اگر کوئی پیشاب کرادے تو حدیث پر چلنے والے
اسکو ناپاک نہیں سمجھتے اور اوس سے وضو کرنا اور اسکو پینا جائز جانتے ہیں سو جواب اسکا دو طرح پر ہے
اول یہ کہ یہ سراسر بہتان ہے حدیث پر چلنے والوں کا یہ ہرگز نہیں ہے بلکہ انکا عقیدہ تو یہ ہے کہ پانی اگر
قلتین کی مقدار سے یعنی سوا چھ من تول سے کم ہو اور پیشاب وغیرہ نجاست کے پڑنے سے ناپاک ہو جاتا ہے اگر
اگر پانی قلتین کی مقدار یعنی تول میں سوا چھ من ہو تو جبتک کہ نجاست کے پڑنے سے اوسکا رنگ یا مزہ متغیر ہو جاوے
یا مزہ بگڑ جاوے یا بو آنے لگے تب تک پاک ہے اور دلیل اسکی یہ حدیث ہے الخ **اقول** مصنف

استیناف افضل لکھا ہی ہان مو اجب نہین جانتے پس اگر احتیاط نکرتے تو افضل کیون کہتے اور مسک الختام
مین لکھا ہی ترمذی کہتے ہین کہ امام بخاری نے کہا ہی نہین جانتا مین کوئی حدیث علی بن طلق کی سوای
اس ایک حدیث کے اور نہین پہچانتا مین اسکو حدیث طلق بن علی سے اور علت بیان کی ہی اس حدیث کی
ابن قطان نے باینطور کہ مسلم بن سلام راوی مجہول ہی اسیطرح تلخیص مین لکھا ہی انتہی اور برہان شرح
مواہب الرحمن مین لکھا ہی کہ بنای صلوٰۃ کی حدیث ابن ماجہ نے مرفوع روایت کی ہی اور ابن ابی شیبہ نے
اور اسیطرح عمر رض اور علی رض اور ابوبکر صدیق رض اور ابن عمر رض اور ابن مسعود رض اور سلمان فارسی رض سے
موقوف روایت کی ہی اور علقمہ اور طاوس اور سالم بن عبداللہ اور سعید بن جبیر اور شعبی اور ابراہیم نخعی اور
عطا اور مکحول اور سعید بن مسیب بھی انکے اسمین تابع ہوئے ہین اور کفایت کرتی ہی اقوال انکو کی
اور استیناف اسواسطے افضل ہی تا کہ نماز خلل سے خالی ہو اور اشتباہ خلاف سے بعید ہو جاے انتہی اور مسک الختام
مین ہی حاصل ضعیف کہنے حدیث ابن ماجہ کا یہ ہی کہ اتصال اس حدیث کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک
غلط ہی بلکہ صحیح یہ ہی کہ یہ حدیث مرسل ہی امام احمد اور بیہقی نے کہا ہی کہ صواب مرسل ہی پس نزدیک اوس
شخص کے کہ مرسل کو حجت کہتا ہی جو کچھہ اس حدیث مین مذکور ہوا ناقض ہی اور شوکانی نے کہا ہی اس
باب مین ایک جماعت صحابہ سے روایتین ہین اور سب قابل استدلال ہین انتہی غرض ابن ماجہ کی حدیث
مین بوجہ ارسال کے بعض محدثین نے موافق مذہب اپنے کے ضعف کہدیا ہی مگر حنفیہ کے نزدیک بلکہ جمہور علما
کے نزدیک سوای بعض کے مراسیل حجت ہین چنانچہ بارھوین مغالطہ کے مسلہ چہارم کے جواب مین
مفصل مذکور ہوا   دوسرے اسکے اسقدر صحابہ اور تابعین سے بھی صحیح روایات موجود ہین بہر حال اس
حدیث کو بھی ترجیح ہی جیسا کہ پہلی حدیث کو قوت تھی پس اسکو ضعیف کہدینا صریح مغالطہ ہی **قال**
مسالہ سوم امام اعظم کہتے ہین کے جوٹھے باسن کو تین بار دھونیکے قائل ہین الخ **اقول** یہ حدیث منسوخ
ہی چنانچہ بحث اسکی بارھوین مغالطہ کے مسلہ پنجاہ و ہفتم کے جواب مین مفصل مذکور ہی **قال**
مسلہ چہارم امام اعظم اونٹ کا گوشت کھانیسے وضو کرنیکے قائل نہین حالانکہ اس باب مین یہ حدیثین صحیح
موجود ہین الخ **اقول** یہ حدیث ترکنا الوضوء مما مست النار کی حدیث سے منسوخ ہی

عامل بالحدیث او کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھتے ہین کہ اگر حدیث ضعیف بھی ہو تو بھی اوسکو مقابلہ
آرای رجال کے بہتر جانینگے اور یہ مانینگے نہ یہ کہ صحیح اور قوی احادیث کو چھوڑ کر محض آرا ہی پر چلین ف
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا چنانچہ مولوی بدیع الزمان لا مذہب گر رکھا ہی بد نیت خصوصاً مقلدین
نواب صاحب بہوپال نے اپنی کتاب فتح المبین علی رد مذاہب المقلدین مطبوعہ لاہور مین از راہ تعصب
نفسانیت کے جابجا لکھا ہی کہ مقلدین نے سنن صحیحہ صریحہ و نصوص قطعیہ محکمہ کو رد کر دیا اور چھوڑ دیا یہی
اسکے مصداق یہ بڑے لا مذہب ہین نہ مقلدین انشاء اللہ تعالی اس کتاب کا جواب بھی دندان شکن
عنقریب ہم لکھینگے اور ساری قلعی ان لا مذہبون کی کھول دینگے ف مثل قریب جھوٹ کے ہم آشنا
جو راست راست بات ہو کہدین ہزار مین ۔ **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ایسا حدیث پر چلنے والونکو
دیتے ہین کہ ہم لوگ جو حدیث پر نہین چلتے ہین تو وجہ اسکی یہ بھی ہی کہ حدیث کی کتابون مین بہت سی حدیثین
منسوخ موجود ہین اور ناسخ اور منسوخ حدیثونکو ہر شخص پہچان نہین سکتا اونکو پہچاننا اور اونکو سمجھنا مجتہد کا
ہی کام تھا سو جواب اسکا آٹھ طرح پر ہی اول یہ کہ ناسخ اور منسوخ حدیث کے سمجھنے کا قاعدہ سنا قاعدہ بہت آسان
اور اس قاعدے سے ہر ایک ملا بلکہ تھوڑی سی استعداد والا آدمی بھی ناسخ اور منسوخ حدیثونکو سمجھ سکتا ہی الخ
اقول معترض صاحب نے نسخ مین سند ظاہریہ کی لکھکر کفایت کی صاحب اساس کا قول
ہرگز حجت نہین وہ نکی کتاب حنفیہ کے اس پر خلاف اور غالی از تعصب ہین ما حصل یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے نسخ کے بارہ مین تصریح نہین آئی ہر فرقہ اپنی دلائل پیش کرتا ہی اور دوسرا اوسکو رد کر دیتا ہی
تمام کتابونمین نسخ کی گفتگو مین کسقدر اختلاف ہی کہ اب تک محققین نے یا اوسکا فیصلہ نہین ہوا اور کوئی
اقرار نہین پایا جس سے اطمینان ہوتی رہو بہت آیتین اور حدیثین ایسی ہین جنمین اختلاف ہی کوئی اونکو
منسوخ کہتا ہی اور کوئی اوس پر عمل کر لیتا ہی اسی گفتگو مین بڑے بڑے محقق تمام عمر بحث کرتے رہے
اور کوئی بات طے نہین ہوئی معترض صاحب نے ایک ظاہری کا قول کہین دیکھ لیا بہت خوش ہو گئے
جیسا ہو جائیگا یہ قاعدہ بہت آسان ہی ہم کہتے ہین کہ زبان سے کہدینا بہت آسان ہی مگر
کو سمجھ لینا بہت دشوار امر ہی فقط ان دو قسمون پر حصر کرنا محض غلط اور خلاف نقل ہی

قدیمی بات ہی اس سے کیا ہو سکتا ہی یہ بالکل واہیات ہی کسی بات کا دعوا کرنا تو اپنے مدعا کا اثبات بھی لازم سمجھو ورنہ اس بی استعدادی پر مناظرہ مکروہ ہ نگفتی ندارد کسی با تو کار ٭ ولیکن چو گفتی دلیلش بیار ٭ بلکہ خود جابر رض جو راوی وضو کے ہین وہی راوی ترک وضو کو آخر الامرین کہتے ہین غرض حنفیہ پر کسی صورت سے اعتراض ممکن نہین ہان جاہل آدمی جو چاہے کہے وہ معذور ہی **قال** مسالہ پنجم امام اعظم کے نزدیک شراب کا سرکہ بنانا اور اوسکا کھانا پینا جائز ہی الخ **اقول** بحث اسکی بارھوین مغالطہ کے جواب مسلہ بائیسوین مین مفصل موجود ہی حاجت مکرر بیان کرنے کی نہین ہی ہ سخن گرچہ دلبند و شیرین بود ٭ سزاوار تصدیق و تحسین بود ٭ چو یکبار گفتی مگو باز پس ٭ کہ حلوا چو یکبار خوردند بس ٭ **قال** مسلہ ششم امام اعظم کے نزدیک خانہ کعبہ کی پشت پر نماز پڑھنی درست ہی حال آنکہ یہ بات خانہ کعبہ کی تعظیم کے بھی خلاف ہی اور پیغمبر کی حدیث کے بھی برعکس ہی دیکھو ترمذی اور ابن ماجہ مین روایت ہی ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ کہا منع کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز پڑھی جاوے سات جگہ مین الخ **اقول** کعبہ پر نماز پڑھنی مکروہ ہی چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی اِلّا اَنَّہٗ یُکْرَہُ لِمَا فِیْہِ مِنْ تَرْکِ التَّعْظِیْمِ وَقَدْ وَرَدَ النَّہْیُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی مگر مکروہ ہی بسبب اسکے کہ اوسمین ترک تعظیم ہی اور تحقیق اوس سے نہی وارد ہوئی ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہی اسیطرح تمام فقہ کی کتابون مین مکروہ لکھا ہی اور خود ترمذی اور ابن ماجہ نے اس حدیث نہی کو باب کراہیت صلوۃ مین لکھا ہی پس معلوم ہوا کہ محدثین کے نزدیک بھی ان مواضع مین نماز مکروہ ہی البتہ اگر حنفیہ بلا کراہت نماز کو درست کہتے تو احتیاط کے منافی تھا اسیطرح مقبرہ اور راستہ اور حمام مین جمہور کے نزدیک نماز فاسد نہین ہوتی بلکہ مکروہ ہوتی ہی علاوہ اسکے یہ حدیث ضعیف ہی چنانچہ ترمذی نے لکھا ہی حَدِیْثُ ابْنِ عُمَرَ اِسْنَادُہٗ لَیْسَ بِذَاکَ الْقَوِیِّ وَقَدْ تُکُلِّمَ فِیْ زَیْدِ بْنِ جَبِیْرَۃَ مِنْ قِبَلِ حِفْظِہٖ یعنی حدیث ابن عمر کی اسناد قوی نہین اور تحقیق زید بن جبیرہ مین کلام کیا گیا ہی باعتبار حافظہ اونکے کے انتہی پس اول تو معترض صاحب کو اسکی صحت پہنچانی چاہیے تھی اور پھر یہ دیکھنا مناسب تھا کہ نہی اسمین کونسی ہی اور پھر مذہب امام صاحب کا کہ بلا کراہت اونکے نزدیک جائز ہی

یہ شناہ یثنی کی ہے اسکو مرزا صاحب نے حدیث نہیں قرار دے لیا حالانکہ حدیث و قرآن میں بہت فرق ہے
قرآن کی آیت میں تو بیشک جا بجا جو تفسیر اتقان میں لکھا ہے جا سکتا ہے کیونکہ وہ قطعی ہے نسخ بھی
ہوتے کیواسطے قطعی ناسخ یا حکم قطعی ہو سکتا ہے جب نہ پایا جائیگا مگر آیت منسوخ نہیں ہو سکتی ہے اور
حدیث کے راویوں میں بوجہ ظنیت کے اعتبار رشد کی ضرورت نہیں کیونکہ سوا حدیث متواتر کے سب ظنی
عملی ہوتی ہیں خواہ بخاری کی ہوں یا مسلم کی چنانچہ امام نووی محدث شرح مسلم میں لکھتے ہیں
کہ خبر واحد وہ ہے جسمیں شروط متواتر کی نہ پائی جاویں خواہ راوی اسکا ایک ہو یا زیادہ ہوں اور اختلاف
ہے حکم میں اسکے پس جو کہ جمہور مسلمان صحابہ و تابعین سے اور بعد انکے محدثین و فقہا اور اصحاب
اصول ہیں وہ یہ ہے کہ خبر واحد ثقہ کی ایک حجت ہے حجتوں شرعیہ سے عمل اوسپر لازم ہے اور فائدہ دیتی ہے
ظن کا اور نہیں فائدہ دیتی علم کا اور واجب ہونا عمل کا اوسپر پہنچانے شرع سے معلوم کیا نہ عقل سے اور ایک
جماعت اہل حدیث کی گئی کہ عمل ساتھ عقل کے واجب ہے اور جبائی معتزلی نے کہا کہ عمل نہیں واجب ہوتا
جبتک دو آدمی روایت نہ کریں اور بعضے کہتے ہیں کہ عمل جب واجب ہوتا ہے کہ چار شخص چار شخصوں سے
روایت کریں اور ایک جماعت اہل حدیث سے اس طرف گئی کہ وہ علم کو واجب کرتی ہے اور بعض اہل حدیث
نے کہا کہ وہ علم ظاہر کو واجب کر دیتی ہے علم باطن کو واجب نہیں کرتی اور بعضے محدثین اس طرف گئے
کہ جو احاد صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں ہیں وہ تو علم کا فائدہ دیتی ہیں اور احاد نہیں دیتی اور ہم اس قول کا
اور اسکا ابطال کو پہلی فصلوں میں بیان کر چکے ہیں اور یہ کل اقوال سوائے قول جمہور کے باطل ہیں لیکن
قول اوس شخص کا جو علم کو واجب کہتا ہے پس وہ واسطے حس کے مکابرہ ہے اور کیونکر علم کا فائدہ دیگی حالانکہ
احتمال غلطی اور وہم اور جھوٹ وغیرہ کا اوسمیں راہ پاتا ہے الا ہی انتہی پس معلوم ہوا کہ کسی حدیث احاد
خواہ صحیحین کی ہو علم یقینی حاصل نہیں ہوتا لہذا اوسکے واسطے قرائن وغیرہ جبتک متواتر نہیں ہونگے
باوجود ہونے ناسخ کے عمل نہ کرینگے اور فرق ظاہر ہے جو کچھ بخاری اور مسلم میں غلو کیا ہے محض اونکی
تراش خراش ہے جمہور اسکے قائل نہیں **قال** چہارم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر ارشاد کا

اقول قاضیخان نے یہ صورت امام ابو یوسف سے نقل کی ہے اسپر حنفیہ کا عمل نہین چنانچہ قاضیخان
مین اس سے پہلے یہ عبارت موجود ہے اِذَا صَبَّ الطَّبَّاخُ فِي الْقِدْرِ مَكَانَ الْخَلِّ خَمْرًا غَلِيظًا فَالْكُلُّ لَا
يَطْهُرُ اَبَدًا وَمَا رُوِيَ عَنْ اَبِي يُوْسُفَ اَنَّهُ يُغْلَى ثَلٰثًا لَا يُؤْخَذُ بِهٖ كَذَا الْحِنْطَةُ اِذَا طُبِخَتْ
فِي الْخَمْرِ لَا يَطْهُرُ اَبَدًا یعنی جسوقت پکانیوالا ہانڈی مین سرکہ کی جگہ شراب غلیظ ڈالدے پس سب کبھی
پاک نہین ہوگا اور وہ جو امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ اوسکو تین بار جوش دیا جاے سو وہ قابل اعتبار
نہین اسیطرح گیہون جب شراب مین پکائے جائین کبھی پاک نہین ہونگے انتہی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ
امام ابو یوسف کے قول پر فتوی نہین اور اگر معترض صاحب کا امام ابو یوسف پر اعتراض ہے تو محض بیجا ہے
اسلیے کہ کوئی حدیث اسکی حرمت پر دال نہین اور اگر کسی حدیث مین نہی وارد ہے تو وہ تنزیہی پر محمول ہے چنانچہ
مسئلہ بست و دوم کے جواب مین گذر چکا اور اسی مسئلہ پنجم مین جو تیسری صورت ہے اوسکے پاک ہونے مین
کچھ شبہہ نہین تمام نجاسات اسطرح دھونے سے پاک ہوجاتی ہین **قال** مسئلہ ششم و ہفتم کہ ایک مرد
مسلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک یہ ہے جو کہ فتاوای قاضیخان مین لکھا ہے الخ **اقول**
اسکا جواب بھی مسئلہ بست و دوم کے جواب مین مذکور ہے اور **جواب** مسئلہ ہشتم کا تا مسئلہ دوازدہم یہ کہ
اگر انکے بعض پر حنفیہ کا عمل نہین تو معترض صاحب کو مشکل پڑیگی اسلیے کہ کسی حدیث کی مخالفت ان مسائل مین
معترض صاحب ثابت نہین کر سکتے اسیوجہ سے فقط زبانی جمع خرچ پر اکتفا کی ہے **قوله** مسئلہ سیزدہم الخ
اقول حنفیہ کے نزدیک یہ مسئلہ مفتی بہ نہین بلکہ اسمین صاحبین کے قول پر فتوی ہے اور امام صاحب کیطرف
سے مسئلہ سوم کے جواب مین گذر چکا بلکہ ابن ہمام نے امام صاحب کے قول کو قوی کہا ہے وہان اسکی
خوب تفصیل موجود ہے ملاحظہ فرمائیے **قوله** مسئلہ چہاردہم الخ **اقول** اسکی بحث مسئلہ چہارم کے جواب مین
مفصل مذکور ہے **قوله** مسئلہ پانزدہم الخ **اقول** اگر حنفیہ پر اعتراض ہے تو اونکا عمل اسپر نہین بلکہ
صاحبین کے قول پر فتوی ہے اور اگر امام صاحب پر اعتراض ہے تو جواب اسکا مسئلہ ششم کے جواب
مین گذر چکا **قوله** مسئلہ شانزدہم الخ **اقول** اسکی بحث مسئلہ پنجم مغالطہ بارھوین کے جواب مین
قرار واقعی مذکور ہے **قوله** مسئلہ ہفدہم الخ **اقول** جواب اسکا مسئلہ دوازدہم کے جواب مین خوب

بیان نسخ پر موقوف رکھا ہی **قال** ششم یہ جو بعض لوگ بعض حدیثونکو بسبب اپنے مذہب کے خلاف ہونیکے
ظنی ہے یہ کہدیا کرتے ہین کہ یہ خاصہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سو یہ ہرگز قابل اعتبار اور لائق
ماننے کے نہین ہی الخ **اقول** زرقانی کے قول پر معترض صاحب اگر عمل کرتے تو آیت عام کو
حدیث آحاد ظنی سے خاص نکرتے اور قرآن کے مخالف اگر حدیث آحاد ہو تو اوسپر عمل نکرتے اور اگر
ظنی سے مراد فقط ظن جعلی ہی تو حنفیہ کسی حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ بغیر حدیث صحیح کے
نہین کہتے بعد عصر کے نماز کو بوجہ ورود نہی کے خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہتے ہین غرض معترض صاحب نے
فقط رطب و یابس جوابات جمع کر دیے ہین اور کوئی اسطرح نہین بیان کیا کہ فلان صورتون مین حنفیہ
یون کہتے ہین جواب اونکے سے عوام کو یہ مغالطہ ہوتا ہی کہ حنفیہ شاید اسکے قائل ہون حالانکہ حنفیہ سے
بری الذمہ ہین معترض صاحب نے ان جوابات مین مغالطہ کی خوب رعایت کی ہی کہ دوسرا آدمی جانیگا کہ حنفیہ کا
یہی مذہب ہوگا یہ محض افترا اور اتہام ہی وہ ہرگز ہرگز ان احتمالات کے قائل نہین معترض صاحب کی فقط زبان
زمانہ ساز گفتگو ہی **قال** ہفتم جہان دو حدیثون مین آپسمین تعارض معلوم ہو وہان بلا دلیل ایک کو ناسخ اور
دوسرے کو منسوخ نکہدینا چاہیے بلکہ جہانتک ممکن ہو دونون مین تطبیق دینی چاہیے الخ **اقول** دو حدیثون مین
تطبیق جیسا کہ حنفیہ نے دی ہی کسیکو بھی آجتک میسر نہین ہوئی اور ظاہریہ کا اسمین عمل ہی جو کوئی ظاہری ہی
ہی وہ مطلق تطبیق نہین جانتے اور یہ ظاہر ہی کیونکر جانینگے کہ اونکی نظر تو صرف الفاظ پر ہی معنی اور مقصود
کے دشمن جانی ہین خصوصا امام بخاری اور مسلم کے الفاظ پر ایسے گرتے ہین کہ پھر دایان بایان آگا پیچھا مطلق
نہین دیکھتے کہ صحابہ کا کیا فعل تھا اور اونھون نے اس حدیث پر عمل کیا ہی یا نہین یا ائمہ مجتہدین نے اسکے
کیا معنی لکھے ہین اور جہان امام بخاری اور امام مسلم کی روایت ہوگی وہان اونکی نظر مین کیسے ہی دوسری
روایت صحیح ہو تطبیق تو درکنار بلکہ فورا اوسکے مقابل انکار کر بیٹھتے ہین اور یون اعتقاد رکھتے ہین کہ ان
دو کے خلاف جس کسی نے جو کچھ کہا سب مردود ہی گویا صحت کو منحصر اسیمین سمجھتے ہین اگر صحیحین کی کوئی حدیث
موافق معلوم ہوئی تو اوسکو حجت گردانتے ہین اور اگر کوئی حدیث مخالف ہوگی اور وہ بھی فقط اونکی رای کے
مخالف ہی محققین کے نزدیک مخالف نہین اور تطبیق بھی اوسکی موجود ہی تو یہ لوگ اوس حدیث کو ہرگز نہین

جواب مین تفصیل اسکی موجود ہی **قولہ** مسئلہ بست و ہفتم الخ **اقول** سمین تو اشد کراہیت موجود ہی
اس سے زیادہ کسی حدیث سے ثابت نہین ہوتا **قولہ** مسئلہ بست ہشتم الخ **اقول** یہ مسئلہ بھی کسی حدیث
کے مخالف نہین **قال** مسئلہ بست و نہم اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک
یہی جو کہ ردالمحتار شرح درالمختار مین لکھا ہی الخ **اقول** حالت اضطرار مین جب خوف جان ہوتا ہو
تو حرام تو درکنار زبان سے کلمہ کفر بھی کہنا جائز ہی اسیطرح جو دوا حرام ہو اگر اوسمین شفا منحصر ہو اور کوئی
ابقای جان کے واسطے دوا میسر نہو تو اوسوقت اوسکا استعمال کسی حدیث کے مخالف نہوگا مگر یہ صورت
فرضی عدیم الوجود ہی اسیواسطے لفظ فیہ کو شفا پر مقدم کیا ہی جس سے حصر ثابت ہوتا ہی علاوہ اسکے بول
سے مراد بول انسانی لینا کیا ضرور ہی بلکہ پیشاب اونٹ اور بکری کا بھی ہو سکتا ہی گو حنفیہ کے نزدیک بلاضرورت
اس پیشاب کا استعمال بھی درست نہین کیونکہ وہ حدیث عرنیین اور حدیث بَوْلُ مَا یُوْکَلُ لَحْمُہٗ کو
حدیث اِسْتَنْزِھُوْا عَنِ الْبَوْلِ سے جسکو حاکم نے ابوہریرہ رضہ سے روایت کیا ہی منسوخ کہتے ہین مگر ظاہریہ کے
نزدیک تو یہ حدیثین منسوخ نہین انکو تو اعتراض ہمیر کسی صورت سے نہین پہونچ سکتا خود معترض صاحب نے
مسئلہ بیجا و ہشتم مین حدیث عرنیین بخاری اور ترمذی سے نقل کی ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ بلاضرورت
بھی اونکے نزدیک انکا پیشاب پینا دوا کے لیے جائز ہی یہ عجب معاملہ ہی کہ اپنے معمولات پر اعتراض اور
دوسرونپر اعتراض **ف** لا مذہبونین شرم کا کچھ بھی اثر نہین یہی اعتراض اور دونپر اپنی خبر نہین
چنانچہ دارقطنی اور مسند امام احمد مین ہو عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
لَا بَأْسَ بِبَوْلِ مَا یُوْکَلُ لَحْمُہٗ یعنی برا ابن عازب سے روایت ہی کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے نہین مضایقہ ہی پیشاب اوس جیز کا کہ کھایا جاتا گوشت اوسکا انتہی اور جابر رضہ کی روایت
مین ہی مَا اُکِلَ لَحْمُہٗ فَلَا بَأْسَ بِبَوْلِہٖ یعنی جس شی کا گوشت کھایا جاوے نہین کچھ مضایقہ
اوسکے پیشاب مین انتہی اسیوجہ سے امام مالک اور امام احمد کے نزدیک اونٹ اور بکری کا پیشاب پاک ہی اور جمہور کے نزدیک
یہ حدیث اور یہی حدیث مذکور منسوخ ہی پس معترض صاحب کا اعتراض محض لغو اور بے اصل ہوگیا
لا مذہب کوئی حدیث لکھتے ہین نہ کوئی آیت فقط اپنی زبان کو رسوقاح مین کافی سمجھتے ہین اس سے کیا ہوتا ہی

عباس قال الناس من خلفه قياماً فأمرهم بالقعود وانما يعمل بالآخر فالآخر من فعل
النبي صلى الله عليه وسلم يعني کہا حمیدی نے فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ جب امام بیٹھکر نماز پڑھے
تو تم بھی بیٹھکر نماز پڑھو قدیم بیماری کا ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھکر نماز پڑھی اور لوگ پیچھے
آپکے کھڑے ہوئے تھے نہیں حکم کیا اونکو بیٹھنے کا اور نہیں اخذ کیا جاتا مگر آخر فعل رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا انتہی اور مسلم شریف میں ہے عن ابن المغفل قال امر رسول الله صلى الله عليه وسلم
بقتل الكلاب ثم قال ما بالهم وبال الكلاب ثم رخص في كلب الصيد وكلب الغنم
یعنی ابن مغفل سے روایت ہے کہا اونہوں نے حکم دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کے مار ڈالنے کا
پھر فرمایا اونسے اور کتوں سے کیا علاقہ پھر رخصت دی کتے شکاری اور ریوڑ کے کتے میں انتہی اور
شرح مسلم نووی میں ہے ذكر مسلم رحمه الله تعالى في هذا الباب الاحاديث الواردة
بالوضوء مما مست النار ثم عقبها بالاحاديث الواردة بترك الوضوء مما مست النار
فكأنه يشير الى ان الوضوء منسوخ وهذه عادة مسلم وغيره من ائمة الحديث
يذكرون الاحاديث التي يرونها منسوخة ثم يعقبونها بالناسخ یعنی امام مسلم رحمہ اللہ نے وہ حدیثیں
ذکر کیں جنمیں ہے مما مست النار سے وضو وارد ہے پھر اوسکے پیچھے وہ حدیثیں بیان کیں جنمیں ترک وضو وارد ہے
پس گویا وہ اشارہ کرتے ہیں طرف اسکے کہ وضو منسوخ ہے اور یہ عادت مسلم وغیرہ ائمہ حدیث کی ہے کہ اول
منسوخ احادیث کو روایت کرتے ہیں اوسکے بعد ناسخ احادیث لاتے ہیں انتہی غرضکہ اس قسم کی بہت
حدیثیں منسوخ موجود ہیں چنانچہ حضرت عائشہ رض اور داؤد ظاہری کے نزدیک جوانی میں بھی رضاع ثابت
ہو جاتا ہے اور جمہور کے نزدیک یہ حدیث منسوخ ہے یا ایک مورد میں خاص ہے اسی طرح لا تحرم المصة و
لا المصتان کی حدیث بھی جمہور کے نزدیک سوای شافعیہ کے منسوخ ہے اسیطرح اونٹ کا گوشت
کھانے سے وضو واجب ہونیکی حدیث جمہور کے نزدیک سوای حنابلہ کے منسوخ ہے اور بنایہ میں لکھا ہے عن ابن عباس
قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يرفع يديه كلما ركع وكلما رفع ثم صار
الى افتتاح الصلوة وترك ما سوى ذلك وعن ابن الزبير انه رأى رجلا يرفع يديه

عمل کرنا بھی صحیح جانتے ہین الخ **اقول** معترض صاحب کو جب اعتراض ہو نہ سکا کہ ان حدیثونکی نسبت علامہ عینی
یون کہتے کہ یہ معنی کسی حدیث سے ثابت نہین ہوتے اونھون نے تو فقط لفظونکی نفی کی ہے کہ یہ حدیث ان لفظونسے
نہین پائی گئی اسمین کچھ قباحت نہین کیونکہ روایت بالمعنی کو جمہور محدثین جائز رکھتے ہین گو امام صاحب کے
نزدیک جائز نہین ہو فقط اعتراض اسقدر ہوگا کہ مصنف نے یہان امام صاحب کی تقلید نکی سواسکے حنفیہ خود
قائل نہین بہت مسائل ایسے ہین کہ امام صاحب کی وہ نمین تقلید نہین کرتے بلکہ جو قول مفتی بہ ہو اوسپر عمل
کرتے ہین خواہ وہ صاحبین کے طور پر ہو خواہ طرفین کے خواہ شیخین کے **قولہ** حدیث اول الخ **اقول**
عینی مین لکہا ہے هٰذَا الْحَدِيْثُ بِهٰذَا اللَّفْظِ لَمْ يُخْرِجْهُ اَحَدٌ وَاِنَّمَا اَخْرَجَهُ اَبُوْدَاوُدَ وَغَيْرُهُ
لَفْظُهٗ لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ یعنی اس حدیث کو ان لفظون سے کسی نے نہین بیان کیا
بلکہ ابوداود وغیرہ نے جو روایت کی ہے اسکے الفاظ یہ ہین کہ نہین وضو ہوتا اوس شخص کا جو اللہ کا نام نذکر کرے
انتہی اب ہم پوچھتے ہین کہ دونونکے معنونمین کیا فرق ہے بلکہ معنی تو ایک ہین البتہ الفاظ کا فرق ہے پھر اسکے کیا معنی
کہ تمام محدثین تو روایت بالمعنی جائز رکہین اور صاحب ہدایہ کو روایت بالمعنی جائز نہو عجیب انصاف ہے ملا علی قاری
شرح مسند امام کے خطبہ مین لکھتے ہین وَحَاصِلُهٗ اَنَّهٗ لَمْ يُجَوِّزِ الرِّوَايَةَ بِالْمَعْنٰى وَلَوْ كَانَ مُرَادِفًا
لِلْمَبْنٰى خِلَافًا لِلْجُمْهُوْرِ مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ فَاِنَّهُمْ جَوَّزُوا الرِّوَايَةَ بِالْمَعْنٰى لَا سِيَّمَا عِنْدَ نِسْيَانِ الْمَبْنٰى
یعنی حاصل یہ ہے کہ امام صاحب روایت بالمعنی جائز نہین رکھتے اگرچہ وہ ہم معنی اصل کے ہو برخلاف جمہور محدثین کے
پس تحقیق اونھون نے جائز رکھا ہے روایت بالمعنی کو خصوصًا وقت بھول جانے اصل کے انتہی جبکہ محدثین کے
نزدیک مطلقًا روایت بالمعنی جائز ہے خاصکر اوسوقت ہین کہ جب اصل حدیث یاد نہو تو روایت بالمعنی پر
قول محدث بھی انکار نہین پاپھر اگر صاحب ہدایہ نے روایت بالمعنی کی تو کونسا قصور ہوا تمام احادیث کی کتابونمین
روایت بالمعنی موجود ہے ورنہ ایک قصہ مین راویونکے الفاظ مختلف نہوتے حال آنکہ حجۃ الوداع وغیرہ کی حدیثین
دیکھیے مختلف الفاظ سے موجود ہین پس ایسی ہٹدھرمی معترض صاحب کو نچاہیے کہ اپنے عیبونکو چھپاوین
اور دوسرونپر الزام لگاوین **سبحان** اللہ کیا اوکاذب کیجیے فہم ذرا دھیان سے بات جو مسلمان ہین کیا کہتے ہین ایمان ہمارا
ہٹدھرمی لیا تو دنیا مین ہوگا کوئی۔ لا الٰہ سمجھا او یہ سنتا نہین تو کان کی بات **قولہ** حدیث دوم الی آخرہ

پس نہیں اوٹھاتے تھے ہاتھوں اپنے کو مگر پہلی تکبیر میں نماز سے کہا امام طحاوی نے پس یہ ابن عمر رض
جو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے دیکھا پھر انھوں نے بعد وفات رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ترک کر دیا پس نہ ہوگا یہ مگر اسوجہ سے کہ اونکے نزدیک منسوخ ہوا ہے فعل کا ثابت ہو گیا ہونا
اور اسناد روایت طحاوی کی صحیح ہے اور اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے مصنف اپنی میں بھی جابجا
روایت کیا ہے کہا اونھوں نے نہیں دیکھا میں نے ابن عمر رض کو کہ اپنے ہاتھوں کو اوٹھاتے ہوں مگر وقت شروع
انتھی غرض صحیح عدم رفع کی اور بہت حدیثیں صحابہ کرام کی ہیں فقط نسخ کی حدیثیں لکھدی ہیں اور درباب
اخفای آمین کے کفایہ میں لکھا ہے مذہبنا مذہب عمر و علی و عبد اللہ بن مسعود وقال
عبد اللہ ترک الناس الجہر بالتامین وما ترکوہ الا لعلمہم بالنسخ یعنی ہمارا مذہب
مذہب عمر رض اور علی رض اور عبد اللہ بن مسعود رض کا ہے فرمایا عبد اللہ بن مسعود نے آدمیوں نے جہر آمین کو
ترک کر دیا اور نہیں ترک کیا اونھوں نے مگر بوجہ علم ہونے اونکو ساتھ منسوخ ہونے اوسکی کے انتھی اور حدیث
مصراۃ کو بھی عقود الجواہر میں بدلائل عقلیہ و نقلیہ منسوخ لکھا ہے اور نواب صاحب بھوپال جو مؤلف
صاحب کے پیشوایان مستندین ہیں حصول المامول میں لکھتے ہیں کہ جمہور اس طرف گئے ہیں کہ
فعل سنت قول کو منسوخ کرتا ہے جیسا کہ قول فعل کو منسوخ کر دیتا ہے اور یہ حدیث میں اکثر واقع
اور اسمیں قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے سارق کے کہ اگر وہ پانچویں مرتبہ چوری کرے
تو قتل کرو اوسکو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایسا چور لایا گیا اور آپ نے اوسکو قتل
نکیا پس یہ ترک کرنا آپکے قول کا ناسخ ہوگا اور فرمایا ثیب بثیب کے تو درے لگانا اور سنگسار کرنا ہے پھر رجم
کیا ماعز کو اور کوڑے نہ لگائے اور صحیح حدیثوں میں ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
جنازہ کے واسطے کھڑے ہوتے تھے پھر اسکو چھوڑ دیا اور ثابت ہوا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرمایا
پڑھو جیسے مجھکو پڑھتے دیکھو پھر کیا آپ نے خلاف اوسکے جو کیا کرتے تھے اور ترک کر دیا بعض اوسکے جو کرتے
تھے پس یہ نسخ ہوگا اور یہ حدیث میں بکثرت ہے واسطے اوس شخص کے جو تلاش کرے اور اسکو
اور اسکو منع کرنیوالا کوئی دلیل نہیں رکھتا نہ عقل سے اور نہ شرع سے انتھی پس عرض صاحب

کتابوں میں قریب ایسکے روایت کی ہے حدیث مسروق سے روایت ہے عائشہ رض سے کہا اونھون نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے تھے داہنی جانب سے شروع کرنے کو ہر شی میں یہانتک کہ وضو اپنے میں
اور جوتیاں پہنتے میں اور کنگھی کرنے میں اور کل حال اپنے میں روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم اور نسائی
اور ابن ماجہ نے طہارت میں اور ابو داود نے کتاب لباس میں اور ترمذی نے صلوۃ میں اور الفاظ اوسکے قریب
ہیں اور ابن حبان نے جو روایت کی ہے اوسکے لفظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے تھے
تیامن کو سب بات میں وضو اپنے میں یہانتک کہ کنگھی کرنے میں اور جوتیاں پہننے میں انتہی اس حدیث میں
بھی غور کر لیجیے کہ خود محدثین کے الفاظ میں فرق ہے مگر معنی اور مطلب سبکا ایک ہی ہے انکھیں جدا جدا ہیں مگر نور ایک ہے

قولہ حدیث چہارم الخ **اقول** یعنی ہے هذا الحديث غريب لا ذكر له في كتب الحديث
واستدل الشافعي ومن تبعه فيما ذهب اليه باحاديث منها ما روي عن النبي عليه السلام
انه قاء فغسل فمه فقيل له الا تتوضأ وضوءك للصلوة فقال هكذا الوضوء من
القيء یعنی یہ حدیث غریب ہے نہیں ذکر اوسکا کتب حدیث میں اور امام شافعی اور اونکے مقلدوں نے اسمین کئی حدیثوں سے
استدلال کیا ہے بعضی اونکی وہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپنے قے کی پس دھویا منہ اپنے
پس کہا گیا آپسے کہ وضو نماز کا سا آپ کیوں نہیں کرتے فرمایا قے سے ایسا ہی وضو ہوتا ہے انتہی آپ خود فرمایئے
کہ صاحب ہدایہ نے اگر یہ کہدیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپنے قے کی اور وضو نہیں کیا اسمین
کیا خلاف ہو گیا بیشک اس حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپنے وضو نہیں کیا تھا بلکہ فقط منہ دھو لیا تھا
جس بات میں امام شافعی کا اختلاف تھا وہ بیان کر دیا زیادہ کی کیا ضرورت تھی البتہ اگر اسکے متن میں
دقت ہوتی تو مناسب تھا اور محدثین کے نزدیک بھی تو جیسی تفصیل متن حدیث کی جائز ہے اسیطرح مختصر حدیث کا بیان
کرنا بھی جائز ہے امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں قال الصحيح الذي ذهب اليه الجماهير والمحققون
من اصحاب الحديث والفقه والاصول التفصيل في جواز ذلك من العارف اذا كان
ما تركه غير متعلق بما رواه بحيث لا يختل البيان ولا تختلف الدلالة بتركه
یعنی صحیح مذہب جمہور اور محققین اصحاب حدیث اور فقہ اور اصول میں اسمین تفصیل ہے اور جائز ہے اوسکا اسے

تسلیم کرلین کہ وہ کہتے ہین کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنا رخصت ہی اور بیٹھکر پیشاب کرنا عزیمت ہی یا اکثر
جمہور علما کے نزدیک بلا عذر کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مکروہ ہی کہ اس طور مین اکثر چھینٹین پیشاب کی
پانو پر پڑجاتی ہین اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھڑے ہوکر پیشاب کرنیکی عادت تھی ہان
جو ایک آدھ مرتبہ ایسا ہوا سو وہ بعذر تھا اور تقریر معترض صاحب سے صریح ہوتا ہی کہ اونکو استادہ ہوکر
پیشاب کرنے سے رغبت زیادہ ہی کیا یہ طہارت اور پاکیزگی اگر نسلاً بعد نسل آبائی اور اجدادی ہوتی تو ہم
طبیعت اس طرف نہ جاتی ورنہ یہ چال کفار کی پسند نہ آتی لیکن حضرت نواب مسلمان ہوئے ہین اور دل
مین ابھی خو بوباپ دادونکی سمائی ہی ع بیت ۞ بہر تمر زرگ ریشہ در خست بزنفتہا ہی بیائے رشود پیدا
قولہ نگر گتے اور خنزیر کا چمڑا دباغت دینے سے بھی پاک نہین ہوتا آہ **اقول** اسپر کوئی دلیل
حدیث اور قرآن سے پائی نہین جاتی کہ کتے کا چمڑا بھی دباغت سے پاک نہو بلکہ حدیث مین ہر چمڑیکی
طہارت دباغت سے معلوم ہوتی ہی اور خنزیر کا چمڑا بوجہ وارد ہونے آیت کے اس سے مستثنی ہی اور کتیکے
نہ کوئی آیت آئی اور نہ کوئی حدیث وارد ہی کہ اوسکا چمڑا بلا دباغت سے ناپاک رہتا ہی چنانچہ بیان اسکا
سترھوین مغالطہ کے جواب مین گذرا **قال** جواب یہ کہ حضرت کا آخر فعل وضو نہ کرنا ثابت
ہونے سے یہ لازم نہین آتا الخ **اقول** یہ قول معترض صاحب کا امام بخاری کی عبارت سے اسکے
خلاف ہی کیونکہ اسی جواب مین ہمنے اونکی عبارت نقل کی ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ آخر فعل رسول
صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کیا جائیگا ورنہ نماز مین مقتدیونکو بیٹھنا جب امام بیٹھا ہو جائز ہو جائیگا پس
جیسے وہان یون نہین کہسکتے کہ بیٹھنا بھی جائز ہی اسیطرح اسمین قیاس کرنا چاہیے اور نواب صاحب
بھوپال کی عبارت جو ہمنے اسی جواب مین نقل کی ہی اوس سے بھی یہ قول مخالف ہی کیونکہ اونہون
کہا ہی کہ جمہور کا یہ مذہب ہی کہ فعل قول سے اور قول فعل سے منسوخ ہوجاتا ہی علاوہ اسکے حدیث
تَوَضَّؤُا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ سے معلوم ہوتا ہی کہ آگ کی پکی ہوئی چیز سے وضو کرنا واجب ہی اور
اس سے دونون امر یعنی وجوب اور استحباب نہین پائے جاتے فقط ایک صورت یعنی پڑیگی پس
جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا کہ آپنے ایسی چیز کھانے سے وضو کرنیکو نہین فرمایا

ابن محمد الحلبی عن یوسف بن اسباط عن سفیان عن خالد
ابن سیرین عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والاستنشاق للجنب ثلثا فریضۃ ورواہ الحاکم فی المستدرک
جعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المضمضۃ والاستنشاق
وقال البیہقی رواہ الثقات عن سفیان الثوری عن خالد
مرسلا وقال الشیخ تقی الدین بن الامام وقد روی ہذا
عن حدیث برکۃ یعنی نہین ذکر کیا کسی نے شارح ہدایہ سے اصل اس حدیث کی
کہا ہی بدلیل اوسکے جو روایت کی گئی ابن عباس اور جابر بن عبد اللہ سے کہ فرمایا
نے کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا جنابت مین فرض ہی اور وضو مین نفل ہی اور
دو سنت ہین اور کہا سروجی نے لیکن محمول صاحب ہدایہ کا بدلیل قول آنحضرت علیہ السلام
مضمضہ جنابت مین فرض ہین اور وضو مین سنت ہین پس نہین پہچانتے ہم کہتا ہو
ابنی سنن مین اسکے قریب قریب روایت کی ہی حدیث برکہ بن محمد حلبی سے اونھون نے یوسف
اونھون نے سفیان سے اونھون نے خالد حذا سے اونھون نے ابن سیرین سے اونھون
کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مضمضہ اور استنشاق جنب کے واسطے دو ثلث
اور روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک مین اور لفظ اوسکے یہ ہین کہا کہ ٹھہرایا رسول اللہ صلی
مضمضہ اور استنشاق کو واسطے جنب کے دو تہائی فرض کی اور کہا بیہقی نے روایت کیا
سفیان ثوری سے اونھون نے خالد حذا سے اونھون نے ابن سیرین سے مرسل اور کہا شیخ تقی الدین نے کہ
یہ حدیث متصل سوائی حدیث برکہ کے انتہی اب معترض صاحب کے مغالطہ اور دھوکے کو غور کرو
لاتقربوا الصلوۃ ذکر کردیا وانتم سکاری چھوڑ گئے جیسے خود حدیث [illegible] کر
حق بات چھپاتے ہین ایسے ہی دوسرے نمبر اتہام دھرتے ہین فقط سروجی کا قول نقل کر دیا اور
تحقیق چھوڑ گئے اگر سروجی کو یہ حدیث نہین ملی تو کیا اس سے صاحب ہدایہ پر اعتراض ہے

ہدایہ کی عبارت جس اور
بیٹے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
طرف او نگلیون رسول اللہ
در حدیث کی ضرورت
جواب ہین شارح مسلم کی
اصل فی الحدیث

مجاہد اور ابو زبیر کا کیونکہ یہ بھی ابو ذر سے روایت کرتے ہیں اور ضعیف ہونا ابن مومل کا ظاہر ہی ہے اور ضعیف ہونا حمید مولی عفرا راوی کا اور انکا مضطرب ہونا اسکی سند کا جیسی کہ بیہقی نے جو روایت کی اوسمین قیس بن سعد کو درمیان حمید اور مجاہد کے داخل کیا اور سعید بن سالم نے اوسکو درمیان اوسکے ملا دیا تو حق پس اس حدیث کو بوجہ ضعف کے ترک کر دینا چاہیے اور اون دونون حدیثون میں تطبیق دیجاتی ہے کہ چونکہ وہ لوگ بعض اغراض فاسدہ بعض اوقات میں طواف اور نماز آدمیونکو منع کرتے تھے اسلیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو خاص خطاب کرکے فرمایا کہ نماز اور طواف سے کسیکو منع نکیا جب چاہے پڑھے اور طواف کرے پس اس قول میں اوقات مکروہہ شامل کرنی بڑی کج فہمی ہے اور تحقیق یہ بڑی ہے تعصب نے انصاف کو کھو دیا حسد نے تو بہتونکو اندھا کیا یہی وجہ ملا علی قاری مرقات میں لکھتے ہیں ترمذی میں ہے وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمُ الصَّلٰوةَ بِمَكَّةَ اَيْضًا بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الصُّبْحِ وَبِهِ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَبَعْضُ اَهْلِ الْكُوْفَةِ یعنی تحقیق مکروہ جانا ایک قوم نے اہل علم سے صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سے اور جو بعد اونکے ہیں نماز پڑھنے کو مکہ میں بھی بعد عصر اور بعد فجر کے اور اسیکے قائل ہیں سفیان ثوری اور امام مالک اور بعض اہل کوفہ انتہی **قال** حدیث دہم مسلم میں مروی ہے ابن عباس رض سے کہ کہا جمع کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کے مدینہ میں سوای خوف اور سوای مینہ کے الخ **اقول** ترمذی میں ہے جَمِيْعُ مَا فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ مِنَ الْحَدِيْثِ هُوَ مَعْمُوْلٌ بِهِ وَبِهِ اَخَذَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مَا خَلَا حَدِيْثَيْنِ حَدِيْثَ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِالْمَدِيْنَةِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا سَفَرٍ وَلَا مَطَرٍ وَحَدِيْثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ اِذَا شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ فَاِنْ عَادَ فِي الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوْهُ یعنی تمام حدیثیں جو اس کتاب میں ہیں اوس پر عمل کیا گیا ہے اور بعض اہل علم نے اخذ کیا ہو سوا دو حدیثوں کے ایک تو حدیث ابن عباس رض کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کو بغیر خوف

عائشہ قالت کنت اغسل المنی من ثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان
رطبا وافرکہ اذا کان یابسا یعنی یہ حدیث ان الفاظ سے غریب ہی اور کہا ابن جوزی نے کہ حنفیہ حجت پکڑتے
ہین منی کے ناپاک ہونے پر اوس حدیث سے کہ روایت کیا ہی اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہ
حدیث نہین پہچانی جاتی ہی بلکہ مثل اسکے حدیث عائشہ رضہ سے مروی ہی کہتا ہون مین کہ ابن جوزی کے غیر کا
نہ پہچاننا اسکو لازم نہین کہ دوسرا بھی نہ پہچانے حال آنکہ اصل اس حدیث کی صحاح مین موجود ہی اور مسلم اور
ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابوداود نے حدیث عائشہ رضہ سے روایت کی ہی کہ مین ناپاکی کو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے دھویا کرتی تھی پس آپ نماز کو تشریف لیجاتے اور تری کپڑے مین ہوتی اور بھی کہا
اونھون نے کہ مین منی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے ملا کرتی تھی پس اوس سے نماز پڑھتے تھے روایت کیا
اسکو مسلم اور ابوداود نے اور روایت کیا دارقطنی اور بیہقی نے عائشہ رضہ سے کہ مین منی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے کپڑے سے دھوتی تھی جب تر ہوتی اور رگڑ ڈالتی اوسکو اگر وہ خشک ہوتی تھی اور علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر مین
اسی مقام پر لکھتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو دھونیکا حکم دیا ہو اسکو اللہ جانے مگر ظاہر یہ ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اسکو جانتے تھے خصوصا اوسوقت مین جب یہ فعل حضرت عائشہ رضہ کا مکرر ہوا باوجود التفات کرنے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف پاکی کپڑے اپنے کے اور تفحص کرنے حال اوسکے سے اور ظاہر تر اوس سے
یہ قول عائشہ رضہ کا ہی کہ مین دھوتی تھی اوسکو کپڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سے پس نماز کیواسطے تشریف
لیجاتے اور اثر پانی کا کپڑے مین ہوتا کیونکہ ظاہر یہ ہی کہ آپکو کپڑے کی تری محسوس ہوتی ہوگی اور یہ سبب التفات کا ہی
طرف حال ثوب کے اور تفحص کا خبر اسکی سے اور اوسوقت سبب اسکا ظاہر ہوتا ہوگا اور اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
برقرار رکھا پس اگر وہ کپڑا پاک ہوتا تو آپ پانی کے تلف کرنے سے بلا ضرورت منع فرما دیتے اسلیے کہ اوسوقت پانی کا
اسراف ہی کیونکہ اسراف بلا حاجت پانی کے صرف کو کہتے ہین اور حضرت عائشہ رضہ کو بھی بلا ضرورت دھونے کی
تکلیف دینی ہی علاوہ اسکے مسلم مین عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منی کو دھویا کرتے
پھر نماز کو تشریف لیجاتے اوسی کپڑے مین اور مین اثر دھونیکا اوس کپڑے مین دیکھتی تھی پس اگر اسکو یعنی حقیقی پر محمول
کیا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بذات خاص اوسکو دھوتے تھے تو ظاہر ہی یا مجازی پر محمول ہو یعنی

دیکھو کتاب الجلاء کلیہ وقابل حضر السنیہ حنفیہ یہان تک کہ الفاظ پرستی جسکے معترض تنہا
قائل ہین بیشک ہمین اگر کوئی حدیث صریح آیت قرآنی اور حدیث صحیح خیر الزمان کے مخالف ہوتی
ہین تو اوسمین تطبیق عمدہ بیان کر دیتے ہین جسکو طبع سلیم قبول کر لیتی ہی اسکا نام خواہ کوئی مخالفت
رکھے یا موافقت اور ظاہر ہی کہ جس شخص کی محض الفاظ پر نظر ہوگی اور وہ صرف الفاظ کو دیکھیگا غور
نکریگا اوس شخص کی نظر ہرگز مبصرانہ یا محققانہ نہین ہو سکتی وہ تو ہمین مخالفت حقیقی ہی سمجھیگا تعجب
آتا ہی کہ اون حدیثون مین تو معترض صاحب تطبیق دیتے ہین حالانکہ ظاہر حدیث کے بالکل خلاف
ہی اور یہان تطبیق کی کچھ بھی توجہ نفرمائی فقط ترمذی کی تضعیف حدیث لیکر نسخ کو باطل کیا
صحیح حدیثین اور آیت کی طرف خیال کرکے تطبیق نہ بیان فرمائی مگر اونکو کیسے بیان کرتے
کہ اونکے مذہب کے خلاف ہو جاتا اگر ظاہری الفاظ پر عمل کرتے ہین تو ہر جگہ کرین فقط قاضی
شوکانی وغیرہ کی تقلید سے الفاظ ترک کر دینا اچھا نہین حالانکہ ظاہر حدیث پر عمل کرنیکا دعوی
کرتے ہین مگر درحقیقت نہ اونکے کسی قول کا اعتبار ہی نہ فعل کا لیکن خیال ہین جنکے معتقد ہین اونکی
تقلید کسی حالت مین نہین چھوڑتے خواہ حدیث کے مخالف ہو یا موافق ایسی تقلید کو ہم بیشک برا
جانتے ہین ہان جو تقلید حدیث و قرآن کے موافق ہوگی اوسے مانتے ہین لامذہبونکی طرح ظاہری
الفاظ کی پابندی نہین کرتے ہین متکلم کے مقصود اور معنی کلام پر نظر رہتی ہی سے جرات کیسے
جیتے ہوتے ہین بزرگ اسے * ہمارے دل ہین کہ وہ شمع انجمن ہین یہ نہین * قولہ جواب اسکا یہ ہی
کہ جن حدیثون سے کفار کا تحفہ قبول کرنا مروی ہی وہ سب حدیثین بحال ہین منسوخ نہین کیونکہ
ان حدیثون اور عیاض بن حمار کی حدیث مین یون تطبیق ہو سکتی ہی آہ | اقول تعجب
کا مقام ہی کہ معترض صاحب چونکہ ابن حزم کی اور نواب صاحب بھوپال کی تقلید کے
سبب حدیثون مین نسخ کو حصر کر چکے ہین اب کیسی ہی صریح الفاظ حدیث موجود ہون ہرگز اوسپر
عمل نکرینگے ظاہر ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ عیاض اسلام لایا ہی کیا نہین
پھر آپ نے فرمایا میں مشرکون کے ہدیہ سے منع کیا گیا ہون اس سے کہین اسلام کی امید اور تمام اسباب

نزدیک ایک شی ہو ایک کو دوسرے سے تعبیر کرنا جائز جانتے ہون علاوہ اسکے جس مسئلہ مین اونھون نے یہ حجت بیان کی ہو وہ مسئلہ بلا ریب انھی حدیثون سے ثابت ہوگیا معترض صاحب کو مسائل سے غرض ہے اگر کوئی محدثین کی اصطلاح کے خلاف کرلے تو کچھ چندان عیب نہین خصوصًا ایسا محقق جسکے احادیث کی تخریج سے معلوم ہوتا ہے کہ احادیث مین وہ بڑا تبحر اور کمال رکھتے تھے مگر غالبًا فقط اپنی یاد پر اعتماد کرکے اوس حدیث کو نقل کردیتے تھے اسکے واسطے بعض الفاظ مین فرق ہوگیا ہی سو اسکا کچھ مضایقہ نہین معلوم ہوتا ہی کہ اور محدثین بھی اسکو جائز رکھتے ہین

قولہ حدیث سیزدہم الخ **اقول** کما علامہ عینی نے وقد مر ان هذا الحديث اخرجه جماعة من الصحابة وليس في حديث واحد منهم هذا اللفظ بهذه العبارة فعبارة حديث ابن عباس الوقت فيما بين هذين الوقتين وعبارة حديث جابر ما بين هذين وقت كله وعبارة حديث ابي مسعود الانصاري قال جبريل عليه السلام ما بين هذين وقت صلوة وعبارة حديث ابي هريرة ما بين هذين وقت يعني ولفظ كله هما في حديث جابر یعنی تحقیق بیان ہوچکا کہ اس حدیث کو ایک جماعت صحابہ نے روایت کیا ہی اور کسی حدیث مین یہ لفظ اس عبارت سے نہین پس عبارت حدیث ابن عباس رض کی یہ ہی کہ وقت نماز کا درمیان ان دو وقتونکے ہی اور عبارت حدیث جابر رض کی یہ ہی کہ ان دونون وقتونکے درمیان مین کل وقت ہی اور عبارت حدیث ابو مسعود انصاری کی یہ ہی کہ کہا جبرئیل علیہ السلام نے ان دونون کے درمیان مین وقت نماز کا ہی اور عبارت حدیث ابو ہریرہ رض یہ ہی کہ درمیان ان دونون وقتونکے وقت ہی بدون لفظ کل کے جو حدیث جابر رض کی مین تھا انتہی پس اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ فقط لفظونکا فرق ہی معنی مین کچھ فرق نہین ایسا فرق خود حدیث ہی مین موجود ہی اسکو محل اعتراض ٹھیرانا احادیث پر اعتراض کرنا ہی کہ راویون نے الفاظ کو کیون بدلا آخر جبرئیل علیہ السلام نے تو الفاظ معین خاص ہی فرمائے ہونگے غرض الفاظ مین گفتگو کرنی نادانونکا کام ہی البتہ قرآن کی آیت کو اگر صاحب ہدایہ اور لفظ سے بیان کردیتے تو اعتراض بجا تھا **قولہ** حدیث چہاردہم

اقول کما علامہ عینی نے هذا الحديث بهذا اللفظ غريب لم يرو هكذا وانما روى ابو داود انه عليه السلام قال نزل جبريل عليه السلام واخبرني بوقت الصلوة

کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس روزہ کو رکھا کرتے تھے اور حدیث منسوخ ہے روزہ عاشورہ کا
مستحب کہنا محض بلا دلیل بات ہے بخاری میں ہے عن ابن عمر قال صام النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یوم عاشوراء وامر بصیامه فلما فرض رمضان ترك وكان عبد الله لا يصومه
الا ان يوافق صومه یعنی ابن عمر رض سے روایت ہے کہا روزہ رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
دن عاشورہ کا اور حکم کیا روزہ اوسکے کا پس جبکہ فرض ہوا رمضان چھوڑ دیا گیا روزہ عاشورہ کا اور
عبد اللہ بن عمر رض روزہ عاشورہ کا نہیں رکھتے تھے مگر جبکہ اونکے روزہ کے ساتھ آجاتا انتہی پس
حکم کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دال اسپر ہے کہ روزہ عاشورہ کا فرض تھا پھر اوسکو ترک
کر دینا صاف منسوخ ہونا اوسکا ہے غرض اس حکم کے منسوخ ہونے میں کلام نہیں چنانچہ دوسری
حدیث بخاری سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بصیامه حتی
فرض رمضان فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من شاء فليصمه ومن
شاء افطر یعنی حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ عاشورہ کا یہانتک کہ رمضان کا روزہ
فرض ہوا پس فرمایا آپنے جو چاہے روزہ رکھے اوسکا اور جو چاہے نہ رکھے انتہی پس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا اختیار دیدینا اسپر دال ہے کہ پہلا حکم آپنے منسوخ کر دیا مگر معترض صاحب خلاف
حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اوس حدیث کو بحال رکھتے ہیں اور پھر حدیث والی اور عمل
بالحدیث کا دم بھرتے ہیں ع تعصی الاله وانت تظهر حبه هذا لعمري في القياس
بديع لو كان حبك صادقا لاطعته ان المحب لمن يحب مطيع **قوله** جواب یہ ہے کہ
اس حدیث سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ آخر فعل اول کا ناسخ نہیں ہوتا الخ **اقول** بخاری میں ہے
وانما يؤخذ بالآخر فالآخر من فعل النبي صلی اللہ علیہ وسلم یعنی نہیں عمل
کیا جاتا مگر اخیر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر انتہی **قال** حصول المامول من علم الاصول
میں لکھا ہے اول تو حدیث ناسخ حدیث منسوخ سے قوی ہونی چاہیے اور اگر قوی نہو تو منسوخ کے
کے ساتھ درجہ میں برابر تو ہو اھ **اقول** اول تو معترض صاحب کو سوای کتب نواب صاحب

[illegible]

[illegible]

معترض صاحب نے موضوع رکھا ہی اگر موضوع ہوتیں تو علامہ عینی اور امام ابن ہمام ضرور تصریح کر دیتے
قولہ اور حدیثوں صحیحہ کے باطل کرنے میں حیلہ سازیاں کرتے ہیں الخ **اقول** یہ قول معترض صاحب کا
سراسر جھوٹ اور بہتان صریح ہی بلکہ اونھوں نے یہانتک دیانت داری کی ہی کہ الفاظ تک بھی بتلا دیے کہ ان
الفاظ سے یہ حدیث نہیں آئی اور ضعیف کو ضعیف اور صحیح کو صحیح کہدیا البتہ معترض صاحب کے مذہب سے
دونوں کی تحقیق مخالف ہی معترض صاحب اپنے مذہب کے خلاف کو خلاف حدیث سمجھتے ہیں اور معترض صاحب نے
عبارت شرح سفر السعادۃ کی ناتمام لکھدی اور مصنف شیخ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہیں لیکن شرح
شیخ ابن ہمام جزاہ اللہ خیر الجزاء تلافی آن نمودہ و بہ تحقیق کار فرمودہ است یعنی شرح علامہ
ابن ہمام نے اللہ اونکو جزای خیر دیوے تلافی اوسکی کردی ہی اور تحقیق کے ساتھہ کام کیا ہی انتہی اور تحصیل التعرف
میں لکھتے ہیں والشیخ ابن الہمام رحمہ اللہ قوی مذہب الحنفی وتمسک فیہ
بالاحادیث حتی کاد ان یقال ان الشافعی من اھل الرأی وابو حنیفۃ من
اصحاب الظواھر یعنی اور شیخ ابن ہمام نے مذہب حنفیہ کو ثابت کیا اور تمسک کیا اوسمیں ساتھ
احادیث کے یہانتک کہ قریب ہو گیا کہ یوں کہا جاوے کہ امام شافعی اہل رای سے ہیں اور امام ابو حنیفہ
اصحاب ظواہر سے ہیں انتہی اور کلام اشرف سے فقط اتنا معلوم ہوتا ہی کہ بعض احادیث اونکو نہیں ملیں
پھر اسکا کچھ تعجب نہیں ابن جوزی کیسے محقق کہلاتے ہیں اونکو بہت حدیثیں نہیں ملیں اور فقط اٹکل سے
اونکو موضوع بتلا دیا پھر علامہ سیوطی وغیرہ نے کیسا اونکا پیچھا کیا ہی اور اون احادیث کو ثابت
کردیا ہی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ صاحب ہدایہ کو بھی اون احادیث کا پتا نہ لگا ہو اسمیں حسن ظن بزرگان
دین کیطرف چاہیے آخر اور احادیث صحیحہ سے تو تحقیق ہیں کہ اون مسائل کو ثابت کردیا ہی پھر ہمکو مسائل کے
ثبوت سے غرض ہی یوں تو بدگمانی ہر ایک مسئلہ کی نسبت ممکن ہی پھر تو اس سوء ظنی کی وجہ سے ایک مسئلہ کا بھی ثابت ہونا
نکلنا مشکل ہوگا **ف** ہر کہ شد بستہ این دام بلا۔ کی رسانند بشام بلا محو راین همی که خمارش درد سیہ
خانہ زاہی بادہ کشی جام بلا۔ **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین اہلحدیث پر چلنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ مکہ
معظمہ میں چاروں اماموں کے چار مصلے جو کہ اسوقت میں موجود ہیں انکو حدیث پر چلنے والے لوگ بدعت

تو یہ بات معلوم ہوتی ہے **اقول** معترض صاحب کو اس وجہ سے مولوی محمد لودھیانوی صاحب کے
جواب میں دشواری واقع ہوئی کہ کل احادیث صحیح بخاری کو قابل عمل ٹھیرایا ہے اور احادیث ہدایہ کو
موضوع اور منسوخ بتلایا اگر یہ جوری نہ کرتے تو کچھ بحث نہ تھی اسی وجہ سے وہ مضمون اس کتاب کی نقیض
لہذا کو ایک صورت بیان کرتی ورنہ وہ خود اپنی کتاب انتصار الاسلام میں تصریح کر چکے کہ امام بخاری
اسکے ہرگز قائل نہیں باقی رہا اس قول ابن عمر رضہ کو بنا دینا کہ اس سے مراد یہ ہی گو بظاہر خلاف ہے مگر یہ
معلوم ہوتا ہی جبتک کسی قول کا محمل صحیح ہو سکتا ہو اوس پر اوسکو حمل کرنا انسب اولی ہے ورنہ اسکو
یہ بھی جواب ہو سکتا ہے کہ امام بخاری کو اسکی علم نہو کہ ابن عمر رضہ کا مذہب صحیح حرمت لواطت ہے یا ابن عمر
پہلے قائل جواز اوسکی کے ہوے ہوں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکی تصریح سنکر قائل حرمت
ہوگئے ہوں کیونکہ اونسے دونوں قسم کی روایات موجود ہیں حدیث مرفوع جو اونسے حرمت لواطت میں
مروی ہے اوسکو معترض صاحب نے فتح البیان سے نقل کر دیا مگر اوسکے جواز کی صورت بھی اونسے
مروی ہے چنانچہ تفسیر فتح البیان میں لکھا ہے وَقَدْ ذَهَبَ السَّلَفُ وَالْخَلَفُ مِنَ الصَّحَابَةِ
وَالتَّابِعِينَ وَالْاَئِمَّةِ اِلٰى مَا ذَكَرْنَاهُ مِنْ تَفْسِيرِ الْآيَةِ وَاَنَّ اِتْيَانَ الزَّوْجَةِ فِي دُبُرِهَا
حَرَامٌ وَرُوِيَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ وَنَافِعٍ وَابْنِ عُمَرَ وَمُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ وَعَبْدِ الْمَلِكِ
ابْنِ الْمَاجِشُونِ اَنَّهُ يَجُوزُ ذٰلِكَ حَكَاهُ عَنْهُمُ الْقُرْطُبِيُّ فِي تَفْسِيرِهِ یعنی سلف اور خلف
صحابہ و تابعین اور ائمہ اوس طرف گئے ہیں جو ہمنے تفسیر آیت میں ذکر کیا اور یہ کہ زوجہ سے لواطت حرام ہے
اور سعید بن مسیب اور نافع اور ابن عمر اور محمد بن کعب قرظی اور عبد الملک بن ماجشون سے روایت ہے کہ زوجہ سے
لواطت جائز ہے حکایت کیا اسکو اونسے قرطبی نے تفسیر اپنی میں انتہی اب کیا عجب ہے کہ اس روایت کے
موافق امام بخاری نے روایت کر دی ہو اور مذہب صحیح ابن عمر رضہ کا اونکو معلوم نہو آخر ابن عمر کا سماع
باپ اپنے سے بھی تو امام بخاری نے انکار کیا ہے حالانکہ صحیح مذہب یہی ہے کہ سماع حلقہ کا ثابت ہے چنانچہ
مسئلہ [illegible] کے جواب میں اسکو ہم بیان کر چکے ہیں باقی رہا یہ امر کہ جو حدیث امام بخاری نے لکھدی
وہ قابل عمل ہے یہ محض غلط اور مخالف جمہور اور خلاف واقع کے ہے اور بہتیرے منسوخ حدیثیں بھی

[illegible]

تفسیر فتح البیان جلد اول صفحہ [illegible]

اور وہ بھی خاص مقام ابراہیم پر ہو تو اس استنباط کے تمام صحابہ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی مخالف ہو جاینگے نعوذ باللہ اجتہاد اسے ہی کہتے ہین اور عیدگاہ کے معنی معترض صاحب کو نہین سوجھے تھے وہ ہمنے بتلا دیے کبھی نہ کبھی حضرت ظاہر نے اجتہاد کیا تھا اور سکوت نے مضحکہ مین اوڑا دیا بہرحال عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت ست بیضاوی مین ہے وھو امر استحباب روی انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اخذ بید عمر فقال ھذا مقام ابراھیم فقال عمر افلا نتخذہ مصلیٰ فقال لم اومر بذلک فلم تغب الشمس حتی نزلت وقیل المراد به الامر برکعتی الطواف لما روی جابر انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لما فرغ من طوافه عمد الی مقام ابراھیم فصلی خلفه رکعتین وقرأ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی یعنی یہ امر استحبابی ہے روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رض کا ہاتھ پکڑا پس فرمایا یہ مقام ابراہیم ہے کہا عمر رض نے کیا ہم اسکو نماز کی جگہ نکرلین فرمایا مجکو حکم نہیں کیا گیا پس آفتاب غروب نہین ہوا تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی اور بعض نے کہا ہے کہ مراد اس سے حکم دو رکعتون طواف کا ہے بسبب اسکے جو جابر رض نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب طواف سے فارغ ہوئے تو قصد کیا طرف مقام ابراہیم کے پس دو رکعتین پیچھے اوسکے پڑھین اور آیت واتخذوا پڑھی انتہی پس اس آیت کی شان نزول سے معلوم ہوا کہ فقط امر استحبابی ہے واجب نہین اور امام کے مصلے کے معنی جو معترض صاحب نے لیے ہین ہم ابتک متعجب ہین کہ اس جواب کی کیا ضرورت تھی جو لوگونکو اپنے اجتہاد سے بنا عقاید کر دیا اور اپنے تئین بھی گمراہ کہلوایا ای معترض صاحب بات ٹھکانے کی کہنا چاہیے بن سوچے اٹکل پچو تکے نہ لگانے چاہیے

مرد بی تامل بگفتار دم نزد نکو گوی گر دیر گوی چہ غم بنطق آدمی بہتر ست از دواب دواب از تو بہ گر نگوئی صواب

قال اور ایک مغالطہ مقلدین ایمہ حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ حدیث پر چلنے والے حدیث کے آسان آسان مسائل پر عمل کرتے ہین مشکل پر نہین چلتے ہین سو جواب اسکا یہ ہے کہ جو لوگ حدیث کے آسان مسائل کو چھوڑ کر مشکل مسائل پر عمل کرتے ہین وہ بڑے بیوقوف اللہ تعالی نے فرمایا ہے یرید اللہ بکم الیسر

اقول معترض صاحب نے کیسے کیسے مغالطے شروع کیے اسکا ہم کیا جواب دین

بیضاوی صفحہ

کھڑے تو ایکی بیہی جانب چمل گئی پس ایک نماز بیٹھکر پڑھائی پس ہمنے پیچھے آپکے بیٹھکر نماز پڑھی پس جب
فارغ ہوے فرمایا کہ امام اسواسطے مقرر ہوا ہی تاکہ اوسکی اقتدا کیجاوے جب وہ کھڑے ہوکر نماز پڑھے
تو تم بھی کھڑے ہوکر پڑھو اور جب رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب اوٹھے تو تم بھی اوٹھو
جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو اور جب بیٹھکر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھکر
نماز پڑھو کہا حمیدی نے یہ فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ جب امام بیٹھے تو تم بھی بیٹھکر نماز پڑھو
یہ قول مرض سابق میں تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اسکے بیٹھکر نماز پڑھی اور آدمی پیچھے
آپکے کھڑے ہوئے تھے نہیں حکم کیا اونکو بیٹھنے کا اور نہین عمل کیا جاتا مگر آخیر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پر انتہی پس معلوم ہوا کہ یہ دونوں حدیثیں آخیر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوخ ہوگئیں
اسیطرح جمہور اسکے منسوخ ہونیکے قائل ہین اگر اب بھی معترض صاحب نا مانین تو اسکا کچھ علاج نہیں
ع هر دم آزردگی غیر سبب را چه علاج ہو اسیطرح صوم عاشورہ کی حدیث بخاری کی منسوخ ہے
غرض بہت حدیثین بخاری اور مسلم کی جمہور کے نزدیک منسوخ ہین مگر معترض صاحب بھی یہ جانینگے کہ حدیث
بخاری کی قابل عمل ہی غرض منسوخ احادیث کے ہونے سے یہ سمجھنے کہ صحیح حدیثوں میں قباحت لازم نہین آتی
صحیح ہونا اور شی ہی اور منسوخ ہونا اور امر ہی **قال** معترض صاحب نے اپنے مذہب حنفی کی کتابین
دیکھ لیتے تو بخاری پر کبھی بھی اعتراض نکرتے لیکن کیا کرین انہونے تو اپنی آنکھین تعصب کے ہاتھ سے بند کرلی
ہین ع آنکھین لگی سند ہاہین تو پھر دن بھی رات ہی وہ اسمین قصور کیا ہی بھلا آفتاب کا خلاف
مذہب امام بخاری کے یہ نہ خیال کیا کہ وطی فی الدبر تو مذہب حنفی پر حلال ہی چنانچہ امام طحاوی کہ
حنفیہ جو کہ عینی اور ابن ہمام کا بھی پیشوا ہی لکھتا ہی چنانچہ تفسیر فتح البیان کی جلد اول کے صفحہ ۲۹۳
مین ہی رَوَی اَصبغُ بنُ الفرج عَن عَبدِ الرَّحمٰنِ بنِ القَاسِمِ قَالَ مَا اَدرَکتُ اَحَدًا اَقتَدِی
بِہٖ فِی دِینِی یَشُکُّ فِی اَنَّہٗ حَلَالٌ یعنی وطی المرأۃ فِی دُبُرِہَا ثُمَّ قَرَأَ نِسَاؤُکُم حَرثٌ لَکُم
ثُمَّ قَالَ فَاَیُّ شَیءٍ اَبیَنُ مِن ہٰذَا یعنی روایت کی اصبغ بن فرج نے نقل کیا اوسنے عبد الرحمن
ابن قاسم سے کہا اوسنے نہین پایا مینے کسیکو کہ اقتدا کرون مین ساتھ اوسکے بیچ دین اپنے کے جو کہ شک کرے

آدمی تھے غرضکہ مطلب ان حدیثوں کا یہ ہے کہ جس طرف اکثر مجتہد اور محدث ہوں وہی گروہ ہے بڑا پس اگر
امام اعظم ایک طرف ہوں مثلاً اور شعبی اور حسن بصری اور ثوری اور اسحق اور مالک اور شافعی اور احمد بن حنبل
ایک طرف پس منصف خود دیکھ لے کہ سواد اعظم اور گروہ بڑا کدھر ہوا انتہی **اقول** حنفیہ اس قول کو مقابلہ
ظاہر کے کہتے ہیں کہ یہ لوگ چاروں اماموں کو گروہ عظیم جانتے ہیں اور اپنی ڈیڑھ اینٹ کی جدی مسجد بناتے ہیں
یہ لوگ بیشک سواد اعظم کے خلاف ہیں شافعیہ وغیرہ کو حنفی نہیں کہتے ان چار مذہب کے حق ہونے میں تحقیق ہے امامیہ
جو امامیہ سے کسی کے قول کا اعتبار نہ کریگا تو بحکم حدیث شریف اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَمَنْ شَذَّ شُذَّ
فِی النَّارِ کے اوسپر شذ شذ صادق آجائیگا اگرچہ ظاہر ہے جیسا ان کو اپنی مفر نہیں دیکھا تو حدیثوں میں اپنی
طرف سے تاویل کی ظاہری الفاظ کو بالکل چھوڑ دیا حالانکہ اونکے مذہب کے سراسر خلاف ہے کہ احادیث
اور قرآن میں تاویل کیجائے مگر یہاں بغیر تاویل کچھ بنتی نہیں کیا کریں مذہب چھوٹتا ہے اپنا طریقہ جو
اختیار کیا ہے آخر اوسکو بھی تو نباہنا چاہیے مگر اونکی اس تاویلات سے کیا ہوتا ہے احادیث کے الفاظ
بیشک اونپر صادق آتے ہیں البتہ اونکو یہ کہنا چاہیے تھا کہ شذ کے معنی یہ ہیں کہ جو بالکل علیحدہ
ہو جاوے اور یہ بات ظاہر ہے ہمپر صادق نہیں آتی اسلیے کہ ہم اگرچہ بعض مسائل میں ائمہ اربعہ کے بالکل ہی خلاف
ہیں مگر اونکے اکثر مسائل پر عمل کر لیتے ہیں یہ جواب ظاہر ہے پر رحم کرکے تاویل کر دی ہے ورنہ اونکے خیالات تو
اس سے بھی زیادہ فاسد معلوم ہوتے ہیں اور معرکہ کربلا کی سند پیش کرنی بڑی نادانی ہے اسلیے کہ تواریخ معتبرہ
کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معرکہ ناگہانی ہو گیا صحابہ کو مطلق خبر نہوئی اور بعض کو خبر تھی مگر
لڑائی کی خبر نہ تھی یوں جانتے تھے کہ اہل کوفہ نے واسطے مشورہ اور اصلاح کار کے بلوایا ہے ورنہ انکی طرف
تو اسقدر صحابہ اور تابعین تھے کہ اوس طرف اتنے لوگ ہرگز نہ تھے بلکہ اوس طرف والے انکو بخوف جان شریک
جنگ تھے مگر اکثر مجبور اور کارہ تھے آخر حضرت کی اتنی جمعیت اس طرف شریک ہی ہو گئے تھے معترض جسکو
اصل قصہ تو معلوم نہیں فقط اپنی تاریخ دانی کی سند پیش کرتے ہیں اور امام صاحب کا ایک دو مسئلوں میں
مخالف ہونا مضر نہیں اس قسم کی مخالفت ہر مجتہد میں موجود ہے امام شافعی درود کو نماز میں فرض
کہتے ہیں حالانکہ یہ مسئلہ جمہور کے خلاف ہے امام احمد اور اسحق جمعہ کو قبل زوال جائز کہتے ہیں حالانکہ

قول بھی نقل کیا ہو کہ اونمین سے امام مالک کے شاگرد عبد الرحمن بن قاسم ہیں اس قول کو نقل کیا ہی حالانکہ
اوس مشہور عبارت تفسیر کو اوسکی نقل کیجاتی ہی و ذکر ابن العربی ان ابن شعبان اسند جواز
ذلک الی زمرۃ کبیرۃ من الصحابۃ والتابعین والی مالک من روایات کثیرۃ فی کتاب جماع
النسوان و احکام القرآن قال الطحاوی روی اصبغ ابن الفرج انتہی یعنی ذکر کیا ابن عربی نے
کہ ابن شعبان نے اسکے جواز کو ایک جماعت کثیر صحابہ کیطرف اور امام مالک کیطرف روایات کثیرہ سے اپنی کتاب
جماع النسوان احکام القرآن میں نسبت کردیا ہی کہا امام طحاوی نے روایت کی اصبغ بن فرج نے انتہی
اس سے معلوم ہوا کہ امام طحاوی رحمہ اللہ نے مثل صاحب فتح البیان جیسا کہ اونکے قول نقل کیے ہیں
وہان عبد الرحمن بن قاسم مالکی کا قول بھی نقل کیا ہی حالانکہ امام طحاوی اور حنفیہ کے مذہب کو اس قول
کیا علاقہ اگر فقط نقل سے کسیکا مذہب ہوجایا کرتا تو صاحب فتح البیان بھی تفسیر میں اس قول کو
نقل کرتے اور تقریب میں ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں عبد الرحمن بن القاسم بن خالد بن جنادۃ
العتقی ابو عبد اللہ المصری الفقیہ صاحب مالک من کبار العاشرۃ یعنی عبد الرحمن بن
قاسم کی کنیت ابو عبد اللہ فقیہ امام مالک کے شاگرد ہیں کبار طبقہ عاشرہ سے ہیں انتہی پس اس عبارت
سے معلوم ہوا کہ عبد الرحمن بن قاسم مالکی ہیں حنفی نہیں اور سوا اسکے معترض صاحب نے عوام حنفیہ
گمراہ کرنیکے واسطے اس تفسیر فتح البیان کی نقل عبارت میں ایک بڑی چالاکی اور کمال دیانت کی
عبارت سابقہ اور لاحقہ کو چھوڑ کے بیچ کی عبارت صرف فقط لا یذہبوا الصلق تو لیلیا قالہ
عبد الرحمن کو چھوڑ دیا مگر ماہرین تفسیر اونکی دغہ کے بازیان کب چھپ سکتی ہیں جیسے عبارت سابقہ
کو بیان کردی اور عبارت لاحقہ یہ ہے وقد روی الحاکم والدارقطنی والخطیب البغدادی عن مالک
من طرق ما یقتضی اباحۃ ذلک فی اسانیدہا ضعف وقد روی الطحاوی عن محمد بن
عبد اللہ بن عبد الحکم انہ سمع الشافعی یقول ما صح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی
تحلیلہ ولا تحریمہ شیء والقیاس انہ حلال وقد روی ذلک ابو بکر الخطیب وقال
ابن الصباغ کان الربیع یحلف باللہ الذی لا الہ الا ہو لقد کذب ابن عبد الحکم علی

محققین اور عارفین اگر تقلید بُری چیز ہوتی تو ہرگز اختیار نکرتے حال آنکہ اونپر تقلید کچھ ضروری نہ تھی باوجود اسکے برابر
ایک دوسرے کی تقلید کرتے چلے آئے اور اپنی رای کو چندان دخل نہ دیا پھر کجا عوام کالانعام جنکو یہ بھی خبر
نہیں کہ دین کیا چیز ہے مطلق انبرُھان حضرات ظاہریہ کی بدولت ایمہ کے نسبت جو انھوں نے کیا کیا زبانین
کھولی ہین اور کیسے دلیر ہو گئے اور یون سمجھتے ہین کہ غرض بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس زمانہ
کے بعد غدر مین پوری پوری ادا ہوئی کوئی یہ مضمون نہین سمجھا تھا خدا تعالی نے جیسا کہ نبی آخر الزمان افضل
الانبیا کو بھیجا تھا اسیطرح یہ حضرات ظاہریہ عمل بالحدیث مین افضل ہین سب ایمہ مجتہدین کو بعض بعض
حدیثین میسر نہ آئین اور سب نے نعوذ باللہ خلاف حدیث عمل کیا اور اجتہاد صحابہ اور تابعین کا سب کارخانہ پورا
پورا انکے نزدیک مطابق حدیث نہ تھا اب انکے پاس سب حدیثین جمع ہوگئین خالص حدیث پر حسب رضای الہی کے
عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے سوای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسیکو کل احادیث
پر جیسا کہ انکو میسر آیا ہے انکے خیال خام مین میسر نہوا اور سب مین قصور رہا مگر بوجہ بےعلمی کے سب کے خطا ئین
معاف کردیجائینگی اور حضرات ظاہریہ کو طبقہ اعلی عنایت ہوگا کیونکہ یہ لوگ جامع جمیع صفات ہین
خدا اور رسول کا مقصود پورا پورا ان لوگون نے سمجھا اور انھین کے واسطے بعثت نبوی ہوئی بعض صحابہ کو
حدیثین نہین ملین اور اسیطرح ایمہ اربعہ بھی جملہ احکام کی احادیث کو نہ پونہچے تو اونکے اجتہادات مخالف
احادیث کے پڑے پس خاص مقبول خدا یہی لوگ ہین جو باوجود امی ہونے کے برابر احادیث سے مسائل اخذ کرلیتے
ہین اور کسیکی تقلید ضروری نہین سمجھتے اور جب کسی مسلہ امام کو ایمہ اربعہ سے اپنے اجتہاد مطلق مین حدیث کے
مخالف پاتے ہین پھر تو ایسے ایمہ پر طعن کرتے ہین کہ یون معلوم ہوتا ہے کہ شاید ابھی جبریئل علیہ السلام انکو وحی
پونہچا کر رخصت ہوئے ہین خدا جانے یہ لوگ کس خواب خرگوش مین ہین اور شیطان نے انکے کان مین کیا پھونک دیا ہے
اور تبرا تو اس مسلک کے اعظم ارکان سے ہی بغیر اسکے کہ جب ایمہ اربعہ کو دو چار باتین لعن طعن کی نہ سنا دین
عامل بالحدیث نہین کہلاتے غرض جو سب مین زیادہ طعان اور لعان ہے وہ بڑا اچھا مسلمان ہے خدا تعالی
ایسے احمقون کے خیالی پلاؤ سے بچائے اور انکے پھندے مین عوام الناس کو نہ پھنساوے ہم حیران ہین کہ یہ لوگ
اس مسلک ضلالت پر اپنے تئین میسر ہدایت کیونکر جانتے ہین حال آنکہ ؎ ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی

پس اگر اسمین جدا لازم ہوتی تو صحابہ سے یہ اقوال مروی نہوتے البتہ حنفیہ کے نزدیک ایسے شخص کو تعزیر لازم
ہے کہ تعزیر بارز النامی جائز ہو اور مسند شرعی کہین شرح بن ثابت نہین فقہ مین کہین اس فعل کو جائز
نہین لکھا مگر معترض صاحب کو بڑی دقت پڑی کیونکہ تاویل کرنا تو وہ بخاری وغیرہ مین حرام سمجھے
ہین اور اہل الرای کو اسکے جواز کا قائل ہونا پڑیگا ورنہ اس قول سے باز آئین اور یہ نہ کہین کہ ہر بات
بخاری کی قابل عمل ہے ورنہ مولوی محمد لودھیانوی کا اعتراض انپر جم جائیگا ٹالے نہ ٹلیگا
چرا کاری کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ✦ **قال** امت محمدیہ کا اس بات پر اتفاق ہو چکا ہے کہ بخاری اور
مسلم کے برابر صحت مین اور قوت عمل مین تمام جہان مین کوئی کتاب نہین ہے چنانچہ کہا شیخ الاسلام ابن حجر
نے شرح نخبۃ الفکر مین الخ **اقول** ہی شرح نخبۃ الفکر مین لکھا ہے اِنَّ الرِّجَالَ الَّذِیْنَ تُکُلِّمَ فِیْہِمْ
مِنْ رِجَالِ مُسْلِمٍ اَکْثَرُ عَدَدًا مِنَ الرِّجَالِ الَّذِیْنَ تُکُلِّمَ فِیْہِمْ مِنْ رِجَالِ الْبُخَارِیِّ
یعنی تحقیق وہ رجال جنمین کلام کیا گیا ہے مسلم کے رجال مین سے زیادہ ہین اون رجال سے جنمین کلام کیا گیا ہے
بخاری کے رجال سے انتہی اور شرح شرح نخبۃ الفکر مین ملا علی قاری اسی مقام مین لکھتے ہین قَالَ الَّذِیْنَ
انْفَرَدَ الْبُخَارِیُّ بِہِمْ اَرْبَعُمِائَۃٍ وَخَمْسَۃٌ وَثَلٰثُوْنَ رَجُلًا وَالْمُتَکَلَّمُ فِیْہِمْ بِالضُّعْفِ
مِنْ ثَمَانِیْنَ رَجُلًا وَالَّذِیْنَ انْفَرَدَ بِہِمْ مُسْلِمٌ سِتُّمِائَۃٍ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا وَالْمُتَکَلَّمُ
فِیْہِ مِنْہُمْ مِائَۃٌ وَّسِتُّوْنَ رَجُلًا عَلَی الضُّعْفِ کَذَا ذَکَرَہُ السَّخَاوِیُّ فِیْ شَرْحِ
اَلْفِیَّۃِ الْعِرَاقِیِّ یعنی وہ لوگ جنسے فقط امام بخاری نے روایت کی ہے چار سو پینتیس آدمی ہین اور انمین
ضعیف راوی ہین وہ قریب اسی آدمی کے ہین اور جن لوگون سے فقط امام مسلم نے روایت کی ہے
چھ سو اور بیس آدمی ہین اور ضعیف اونمین سے ایک سو ساٹھ شخص ہین دونے اوس سے
اسی طرح ذکر کیا اسکو امام سخاوی نے شرح الفیہ عراقی مین انتہی غرض کتاب بخاری باعتبار
اکثر احادیث صحاح کے اور کتابون سے زیادہ صحیح ہے اسپر اکثر نے اجماع کر لیا ہے اسکو ہم بھی تسلیم
کرتے ہین مگر یہ کہنا کہ ہر حدیث اوسکی اور سب کی حدیثون سے گو وہ کیسے ہی صحیح ہون زیادہ صحیح اور
قابل حجت ہے قابل تسلیم نہین چنانچہ تحقیق اسکی مسلہ چہارم کے جواب مین گذر چکی ہے آدمی کو

ابن ابی شیبہ نے حدثنا عبد اللہ بن القوام عن سعید بن ابی عروبۃ عن قتادہ عن
ابن عباس ان زنجیا وقع فی زمزم فمات فانزل الیہ رجلا فاخرجہ ثم قال انزحوا ما
فیہا من الماء یعنی ابن عباس رض سے روایت ہی کہ ایک زنگی چاہ زمزم مین گرپڑا پس مرگیا پس اوتارا
طرف اوسکے ایک شخص کو پھر فرمایا سب پانی اسکا نکالو انتہی اور عبد الرزاق اور دارقطنی اور بیہقی اور طحاوی
نے بھی اس حدیث کو ابن عباس رض اور ابن زبیر رض سے روایت کیا ہی اور چاہ زمزم قلتین سے بہت بڑا ہی اور
اگر مقدار قلتین نجس نہین ہوتا تو وہ دونون صحابی جلیل القدر چاہ زمزم کا پانی نہ نکلواتے اور اوس زمانہ
مین اور صحابی بھی موجود تھے سب نے سکوت کیا اور حدیث قلتین کی کسی نے انکے پیش نہین کی پس سبکا اجماع
ہوگیا اور حدیث قلتین کی ضعیف ہی چنانچہ شرح مشکوۃ مین لکھا ہی قال ابن المدینی وھو
امام ائمۃ الحدیث وشیخ البخاری انہ مخالف لاجماع الصحابۃ فان الزنجی وقع
فی بئر زمزم فامر ابن عباس وابن الزبیر بنزح الماء کلہ بمحضر من الصحابۃ ولم ینکر
منہم احد فیکون حدیث القلتین مخالفا للاجماع یعنی کہا ابن مدینی نے جو ایمہ حدیث کے
امام اور بخاری کے استاذ ہین کہ حدیث قلتین کی مخالف اجماع صحابہ کے ہی اسلیے کہ زنگی چاہ زمزم مین
گرپڑا تھا تو ابن عباس رض اور ابن زبیر رض نے کل پانی نکال لینے کا حکم صحابہ کی حضوری مین دیا تھا اور کسی نے
اوسکا انکار نہین کیا پس حدیث قلتین کی مخالف اجماع ہوئی انتہی اور امام شافعی نے جو کہا ہی کہ حدیث
زنگی کی ابن عباس رض سے معلوم نہین ہوتی اور اگر ثابت بھی ہو تو نجاست کہیں پانی مین آگئی ہوگی یا بوجہ
احتیاط ونظافت کے کل پانی نکلوایا ہو اور امام نووی شافعی نے کہا ہی کہ خبر اہل کوفہ کو کیسے ہوگئی حال آنکہ
اہل مکہ اوس سے خبردار نہ ہوئے دونون کے قول کا جواب امام ابن ہمام فتح القدیر مین لکھتے ہین کہ یہ قول
بانیا بر سد فروع ہی کہ اونکا جاننا دین خدا مین دلیل ہونے کی صلاحیت نہین رکھتا اور ظاہر سوق عبارت
اور لفظ راوی سے کہ زنگی مرگیا پس حکم دیا پانی نکالنے کا یہ ہی کہ موت کی وجہ سے یہ حکم تھا نہ اور کسی
نجاست کے علاوہ اسکے اونکے نزدیک تو نجاست کی وجہ سے کنوئین کا پانی نکالنا نہین چاہیے پھر اونکے
اور اس حدیث کے درمیان مین قریب ڈیڑھ سو برس کے فاصلہ تھا پس اوس شخص کا نہ پہنچنا جسنے

تمسک کہین لوہ جھوٹا کسکو کہو یہ سچ بعینہ وہی تقریر معترض صاحب کی ٹھیک ٹھیک سمجھی جاوے قابلی
جانی چاہیئے کہ امام بخاری اور امام مسلم اور ابو داؤد و ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ غیرہم کا ابھی تک
اتفاق بھی نہین ہے کسکو سچا جانا جاوے اور کسکو جھوٹا جانا جاوے اور کسکا خدای تعالی اور رسول کے
حکم کے مطابق سمجھا جاوے اور کسکو نہ سمجھا جاوے ذرا بتلا تو دیجیے آپ معترض صاحب ایسی
بوچھی کیون ایسی تقریر لایعنی اور ایراد بیہودہ کہ خود اپنا اعتراض اولٹ کر اپنے اوپر آوے اور اپنی
بات کا الزام آپ اوٹھاوے اور بجز سکوت بحالت کوئی جواب اوسکا بن نہ آوے سو جان من
کردۂ خود کردہ را درمان نیست ۔ اور باقی اعتراضات معترض صاحب کے جو آخر کتاب کے ورقہ میں
ہین سب مکرر ہین دہوکا دینے اور کتاب بڑھانے کیواسطے پھر اون مسائل کا اعادہ کیا ہے سبکا جواب
با صواب تفصیل وار قرآن و حدیث سے ہم حصہ اول مین بیان کر چکے ہین حاجت مکرر جواب دینے کی
نہین ہے کیونکہ تعیین جوابات حصہ اول کتاب ثمرہ سے کیے باقی معترض صاحب نے ضمن جار تسالہ مین
وعدہ کیا ہے کہ حصہ دوم میں صفحہ جلد ثانی معاملات بلاغ المبین کی تالیف کیا جاویگا سو ہم منتظر انکی ہین
جسوقت حصہ دوم چھپکر یار ونکے ملاحظہ مین آویگا فوراً ادھر سے بھی جواب کافی اوسکا بنام
حصہ دوم فتح المبین لکہا جاویگا اور کوئی حرف بھی خلاف مذہب اہل سنت والجماعت
نہ پاویگا بشرطیکہ اودہر سے بھی ایسی تحریر خلاف کتاب و سنت لا ناسہ بونکو دیتے
ہین ہم اشتہارات و کتابون کو کرتے ہین ہم ہوشیار
آپ بیسے سب و شتم اسکا مہذب جواب ہین
ورد کرینگے ہم بھی کا ہی اختیار اب
وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ
الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى
سید المرسلین

کسی راوی کی روایت بیان کرتے ہیں بوجہ مخالفت مذہب اپنے کے تو اوسمین ضعیف بتلاتے ہیں
جو اپنے آپکا بڑا اسماء الرجال کی تصنیف کی ہیں جیسا مناسب سمجھا لکھدیا اوس سے سند پیش کر دیتے
ہیں کہ دیکھو فلانے شخص نے اس راوی کو ضعیف لکھا ہے گویا تمام مدار دین کا صحت و ضعف روایت پر
قرار دیا ہے اور ایمہ کی تنقیح اور تلاش سب بر طاق پر رکھدی وہ جس حدیث کو چاہے اخذ کریں اوسکو اپنی اصطلاح سے
باطل کر لیتے ہیں اور خود خواہ سفید کریں یا سیاہ ہے کالوحی من السماء ہے کوئی حق و باطل کا تانے والا
نہیں خصوصاً جہان کہین مثل نواب بھوپال کے کسی امیر کو لامذہب دیکھا تو وہان وہیں انکا مذہب اختیار کیا
اور وہان میں ان بلانے لگے اور اونکے ساتھ آپ بھی ایمہ مجتہدین پر تبرے کا راگ گانے لگے جو جفا کرتے
ہو گئے ہیں بجا کرتے ہو کوئی اتنا نہیں کہتا کہ یہ کیا کرتے ہو پس تعجب ہے کہ حضرات ظاہریہ محض بوجہ
تقلید صاحب بحیا کے ضعیف حدیث پر عمل کر لیں اور مقلدین اگر اپنے امام کی صحیح حدیث پر عمل کریں
تو وہ خلاف خدا اور رسول ہو جاویں حالانکہ قلتین کی حدیث کو حافظ ابن عبد البر اور قاضی اسمعیل اور
بکر بن عربی اور ابن مدینی شیخ بخاری اور ابوداؤد اور امام غزالی اور امام رویانی نے ضعیف کہا ہے
بلکہ یہ بھی لکھا ہے قال ابن حزم لا حجة لهم في حديث القلتين لانه عليه السلام
لم يحد مقدار القلتين یعنی کہا ابن حزم ظاہری نے کہ حجت انکی حدیث قلتین میں نہیں ہو سکتی
اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقدار قلتین کی حد نہیں بیان کی انتہی پھر اسکی اسناد میں علاوہ
اضطراب اور متن میں الگ کوئی دو قلہ اور کوئی تین قلہ اور کوئی چالیس قلہ اور کوئی چالیس غرب روایت کرتا ہے
پھر معنی بھی قلہ کے مختلف کوئی معنی خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی نہیں پھر بھی اسکو حجت
گرداننا اور فقط تابعی کے قول سے ایک معنی متعین کر لینا فقط خانہ ساز باتیں ہیں پس وہ مقلدین کو یہ کہہ سکتے
ہیں وما انزل الله بها من سلطان اور قلال ہجر کی حدیث جو امام شافعی سے منقول ہے
اوسکی اسناد منقطع ہے اور راوی اوسکے مجہول ہیں اسلیے کہ امام شافعی یون لکھتے ہیں اخبرنا مسلم
ابن خالد الزنجي عن ابن جريج باسناد لا يحضرني یعنی مجھکو مسلم بن خالد نے ابن جریج سے
روایت کی خبر دی ایسی اسناد سے جو مجھکو یاد نہیں انتہی اسکا جواب علامہ عینی لکھتے ہیں کہ اونکا

ثبوت قیاس از حدیث

پس قیاس کرے اور قیاس اوسکا غلط ہو تو اوسکے واسطے ایک ثواب ہی انتہی لیں ثبوت قیاس کا سنت نبوی ہوا اس
صحاح ستہ کی حدیث سے ثابت ہی عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَہٗ
اِلَی الْیَمَنِ قَالَ کَیْفَ تَقْضِیْ اِذَا عَرَضَ لَکَ قَضَاءٌ قَالَ اَقْضِیْ بِکِتَابِ اللّٰہِ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ
قَالَ فَبِسُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فِیْ سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ قَالَ اَجْتَھِدُ بِرَأْیِیْ وَلَا اٰلُوْ فَضَرَبَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی صَدْرِہٖ وَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ
بِمَا یَرْضٰی بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاؤٗدَ وَالدَّارِمِیُّ یعنی معاذ بن جبل صحابی
فرماتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو پوچھا مجھسے کس طرح حکم کریگا تو
جب تیرے پاس کوئی قضیہ آویگا عرض کیا مین نے حکم کرونگا کتاب اللہ سے فرمایا اگر نپاوے تو کتاب
اللہ مین اوسکا فیصلہ یعنی جواب صریح اوسکا عرض کیا مین نے حکم کرونگا سنت رسول اللہ سے فرمایا
اگر نپاوے تو جواب صریح اوسکا سنت رسول اللہ مین عرض کیا مین نے اوسوقت اجتہاد کرونگا اپنی رای
سے یعنی کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ سے قیاس کر کے مسائل کا استنباط کرونگا اور نہین قصور کرونگا
اوسمین پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحسین کر کے ہاتھ اپنا میرے سینہ پر تھپکا اور فرمایا شکر ہی
اللہ کا جسنے توفیق دی رسول اللہ کے قاصد کو اوس امر کی جس سے راضی ہوگیا رسول اللہ کا روایت
کیا اسکو ترمذی اور ابو داؤد اور دارمی نے انتہی پس اس حدیث شریف سے چند امور معلوم ہوے

فوائد حدیث

اول یہ کہ سب قضایا اور مقدمات کا جواب قرآن اور حدیث سے معلوم نہین ہو سکتا یعنی اس طرح
کہ ہر عامی اور غیر عامی سمجھ سکے بلکہ بعض احکام ایسے ہین کہ جنکا استنباط کرنا حضرات مجتہدین عظام کے
ساتھ خاص ہوگیا **دوسرے** یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتہاد کرنے کی اجازت دی اون مسائل
مین کہ نملے جواب صریح اونکا قرآن و حدیث سے **سوم** یہ کہ جب نپایا مجتہدین نے جواب ہزارون
مسائلونکا قرآن و حدیث سے تو استنباط کیا اونھون نے اون مسائلونکے جواب کو قرآن و حدیث و اجماع
امت و قیاس سے پس یہ سب مسائل احکام شرعیہ مین داخل اور لائق عمل کے ہین یعنی جبتک کہ ہملوگونکا
مخالف ہونا کسی نص صریح غیر مؤول و غیر منسوخ و غیر معارض کے بغلبۂ ظن نہ معلوم ہوجاوے تو
وہ سب مسائل معمول بہ ہین اور کتب اصول مین مذکور ہی کہ اجماع امت کا شرعیت قیاس پر منعقد ہوا اور
بھی آیۂ کریمہ لَعَلِمَہُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَہٗ مِنْھُمْ آہ اور آیۂ فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ کو مفسرین نے

وجوہ سے صحت ثابت کریگے یا اڑھائی مشکین کسی حدیث صحیح یا ضعیف سے ثابت کرے تو دس ہزار روپیہ
انعام حق سعی کے مستحق ہونگے تو بیشک ایک تو زیبا ہی اور دس ہزار کیا اگر بیشمار روپیہ صرف کرینگے
تو بھی ممکن نہیں کہ حضرات ظاہریہ قلتین کی حدیث کی صحت مع الوجوہ ثابت کر دیں اور یہ رقہ بیچارے کس شمار
میں ہیں کیا یتیم اور کیا یار بیچا شور یا اگر مشرق اور مغرب کے تمام علما جمع ہو جائیں تو بھی صحت ثابت نہیں
کر سکتے اور حدیث الماء طہور لا ینجسہ شیء تو اگر خاص بیر بضاعہ میں لیا جاوے تو ظاہر ہے کہ
وہ پانی باغوں میں جاری تھا اور جاری پانی ناپاک نہیں ہوتا اور اگر اعتبار عموم الفاظ کا کیا جاوے
تو یہ حدیث اور صحیحین کی حدیث سے جسمیں پیشاب کی ممانعت اور ہاتھ ڈالنے کی نہی ہے منسوخ ہو جائیگی
غرض حنفیہ پر اسمیں کچھ اعتراض نہیں البتہ اعتراض اونپر ہے جو خلاف حکم خدا اور رسول اپنی طرف سے قلتین کے معنی
متعین کر لیتے ہیں اور اوسکو حدیث ٹھہراتے ہیں پھر بیچارے بر ان مذہب حق پر اعتراض بھی کرنے کو موجود
ہو جاتے ہیں یا اللہ میں تجھکو گواہ کرتا ہوں کہ میرا یہ ہرگز عقیدہ نہیں کہ کسی امام نے حدیث اور قرآن کا خلاف
کیا اور نہ میں کسیکو سلف اور خلف میں سے برا جانتا ہوں حضرات ظاہریہ کے توہمات فاسدہ سب بیجا ہیں
اونکے برا کہنے سے وہ ہرگز برے نہیں ہو سکتے بلکہ یہ خود آپ برے ہیں دشنام اگر دیتے ہیں انہیں پڑیگا تو رات دن
بکا کریگا منہ اپنا ہی ہوگی زبان خراب ۔ **قال** علاوہ اسکے حنفیہ کس منہ سے قلتین کی حدیث کو مضطرب
کہتے ہیں انکے امام کے نزدیک تو جسقدر ضعیف اور مرسل حدیثیں ہیں سب عمل کے لائق ہیں چنانچہ
عقود الجواہر المنیفہ فی ادلۃ مذہب الامام ابی حنیفہ میں لکھا ہے وھما یعرف من شنہ انہ کان یعمل بالضعیف
الحدیث احب الیہ من آراء الرجال ۔ **اقول** سبحان اللہ مولف صاحب کی عبارت دانی
اور سخن فہمی کا حال اور استعداد علمی کا کمال معلوم ہوگیا سچ ہے اگر ہزار بار برسوں میں حصول علم کی محنت
کرے تو بس ساری کتابیں ایک جاہل کو سمجھاتا امام ابو حنیفہ کی عبارت سے استدلال اسبات پر کہ عمل کرنا حنفیہ
حدیث ضعیف پر مطلقا ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا بلکہ اس عبارت سے تو فرقہ ظواہریہ اور گروہ وہابیہ کے
قول کا رد نکلتا ہے کہ وہ بمقابلہ عامل بالحدیث ہونے اپنے کے تعصبا اور طنزا امام صاحب اور انکے اصحاب کو
عاملین بالرای اور اہل الرای شمار کرتے ہیں مگر اس عبارت سے امام صاحب کے طریقہ اور مسلک کے
سنا اور وضع کیو

وطیالسی ومسند ابویعلی وترمذی وتہذیب الآثار ودارقطنی ومعجم طبرانی ومحلی غیب موطا ومستدرک مین باسناد صحیح موجود ہی عن وائل بن حجر انہ صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما بلغ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال آمین واخفی بہا صوتہ یعنی وائل بن حجر سے روایت ہی کہ ساتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھی ہین جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ولا الضالین پر پہونچے تو آمین آہستہ کہی انتہی اور نیز خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو صحیح ترمذی مین ہی اور روایت کیا اسکو امام احمد حنبل وابوداؤد وطیالسی وابویعلی نے اپنی مسانید مین اور طبرانی نے معجم مین اور دارقطنی نے اپنی سنن مین اور حاکم نے مستدرک مین اور کہا حاکم نے یہ حدیث صحیح ہی اور اگر تجہے کچہ کلام ہو شعبہ مین کہ ایک راوی ہی اس حدیث کا تو دیکہہ لے عینی شرح بخاری اور تقریب ابن حجر کو کہ ان دونون نے شعبہ کو امام المحدثین لکہا ہی چنانچہ وہ حدیث یہ ہی عن علقمۃ بن وائل عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرأ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فقال آمین وخفض بہا صوتہ یعنی روایت ہی علقمہ بن وائل سے وہ روایت کرتے ہین اپنے باپ سے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑہا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پس کہا آمین اور آہستہ کہا اسکو اور علامہ ابوالمحاسن شارح ترمذی کی کتاب فوز الکرام مین ہے وعن شعبۃ عن سلمۃ بن کہیل عن علقمۃ عن وائل بن حجر قال صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما قال ولا الضالین قال آمین وخفض بہا صوتہ یعنی روایت ہی شعبہ سے وہ روایت کرتے ہین سلمہ بن کہیل سے وہ روایت کرتے ہین علقمہ سے وہ روایت کرتے ہین وائل بن حجر سے کہ فرمایا نماز پڑھی مین نے پیچہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس جبکہ فرمایا آپ نے ولا الضالین تو فرمایا آمین اور پست کیا ساتہ اوسکے آواز کو یعنی آمین آہستہ کہی اور روایت کیا اسکو ترمذی اور ابوداؤد اور دارقطنی اور ابن حبان نے طریق ثوری سے اور ذکر کیا اس حدیث کو ابویعلی نے اپنی مسند مین اور طبرانی نے اپنی معجم مین اور حاکم نے اپنی مستدرک مین اور امام احمد نے اپنی مسند مین اور بعض روایت مین جو بجای خفض بہا صوتہ کے مد بہا صوتہ آیا ہی سو معنی اسکے محدثین نے اطالہ کے یعنی دراز کیا کے لکہے ہین اور بعض محدثین نے مدست مد عارضی جو اول کلمہ مین یا آخر کلمہ مین مراد لیا ہی یعنی یہ مد مقابل حذف کے ہی نہ مقابل خفض کے بہرحال اس سے جہر نہین ثابت ہوتا ہی ورنہ امام بخاری اس حدیث کو باوجود معلوم ہونے اسکے نہ چہوڑتے اور بالضرور اسکو اپنی صحیح مین درج کرتے اور اون احادیث سے جو اونکے مذہب کے مطابق ہین تعرض نکرتے یا اسمین کوئی ایسی علت قادحہ تھی جسکے سبب سے

عمل ہو البتہ نسخ قطعی جس سے عبارت ہی اوسکے واسطے بیشک امورات یقینیہ چاہئیں مگر وہ بھی
فقط یقین پر ہی منحصر نہیں اکثر احکام ظنی پر برابر عمل ہے خصوصاً حدیث آحاد کہ وہ ظنی ہوتی ہے قطعی
نہیں ہوتی باینہمہ تمام ظاہریہ بھی اوسپر عمل کرتے ہیں اور صاحب دراسات کا قول نسخ قطعی کے
قاعدہ پر مبنی ہے پس منسوخات ظنیہ کو وہ شخص رد کریگا جو احادیث آحاد کو رد کرے اور اوسپر عمل نکرے
ہزارہا احکام ظنی شرع میں موجود ہیں اونکا کوئی انکار نہیں کرتا مگر تعجب ہے کہ حضرات ظاہریہ نے منسوخ
حدیثیں اور آیتیں دس پانچ عدد میں کیوں منحصر کردیں یہ قول تو جمہور محققین کے خلاف ہے چنانچہ تفصیل اسکی
آگے بیان ہوگی **قولہ** دوم اگر کسی شخص کو کسی حدیث کا ناسخ معلوم نہو الخ **اقول** یہ عجب کلام
مہمل ہے کیونکہ جب تمام کتابیں مبوب اور مفصل ہوگئیں اور ناسخ اور منسوخ کو فقہا نے ممتاز کردیا پھر بھی کوئی
شخص محققین کا کلام نہیں دیکھیگا اور ابتدای اسلام پر قیاس کرکے بلا دغدغہ عمل کیے جائیگا اور
حدیث متعہ وغیرہ پر کاربند ہوگا وہ بیشک گنہگار ہے یہ عذر اوسکا شرع میں ہرگز مسموع نہوگا اوس سے
اور دغدغہ باز پرس ہوگی کیونکہ ابتدای اسلام میں لوگ معذور تھے اب اسیکا کچھ عذر نہیں چل سکتا البتہ جو
منسوخ اختلافی ہے مثل رفع یدین اور آمین بالجہر کے کہ اوسمیں معفو ہے **قولہ** سوم صحیح غیر منسوخ
نکو الخ **اقول** کوئی شخص کسی حدیث کو امام کے مذہب کے خلاف ہونے سے منسوخ نہیں کہتا
بلکہ نسخ پر احادیث اور اقوال اور افعال صحابہ دال ہیں کوئی حدیث ہمکو ایسی بتلاییے کہ جسمیں فقط
رای قول سے اوسکی منسوخیت ثابت ہو ہرگز نہیں ہاں جب صحابہ سے جس حدیث کی روایت
ہوگی اور اونکا عمل اوسکے خلاف پایا جائیگا تو ہم بھی صحابہ پر حسن ظن کرکے اوس حدیث پر عمل
نکرینگے اور جسوقت خود صحابہ ایک حدیث کی روایت کریں اور دوسرے صحابہ اوسکے خلاف روایت
بیان کریں تو اوسوقت جلیل القدر صحابہ کی حدیث بہ نسبت دوسروں کے زیادہ قابل عمل ہوگی اور تفسیر
اتقان میں ابن حصار کا یہ قول نقل کیا ہے اوسکے اول میں لفظ قال موجود ہے معترض صاحب نے
دھوکا دینے کو جلال الدین سیوطی کا قول بنا دیا اور اگر تسلیم کیا جاے تو اونکا بھی یہی مسلک ہے تو اونکی
عبارت کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگوں نے جو کچھ سوا آپ کے ہو تو منسوخ کہدیا اور وضع کیوں سے

لکھا ہی رَوَاہُ اَبُو دَاؤُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ یعنی روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد نے اسناد صحیح کے ساتھ
پس حکم کرنا حافظ ابن حجر کا ساتھ صحت اسناد اس حدیث کے مستلزم ہی اس بات کو کہ یہ حدیث
متصل ہی مرسل اور منقطع نہین اور واقف سنن ابو داؤد کو معلوم ہی کہ یہ حدیث ابو داؤد مین طریق علقمہ
عن ابیہ سے مروی ہی پس اس کلام سے واضح ہو گیا کہ مختار حافظ کا سماع علقمہ ہی ورنہ بموجب تحریر تقریب کے
بیان بھی حکم دیتے اور صحت حدیث علقمہ بن وائل کے قائل نہوتے اور زیادہ توضیح عالیہ جس کو طالبِ علم
تہذیب کی کتاب القول الجازم فی سقوط الحد بنکاح المحارم مین موجود ہی جسکا جی چاہے دیکھ لے کہ جسکو
فاضل المعی جناب مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی نے واسطے دفع شکوک و اوہام فاسدہ
وغیرہ نامیہ کے تصنیف فرمایا ہی اور جوابات دندان شکن سے لاجواب ہو گئے مطاعن ہجا گو کیقلم اوتحایا ہی
ان البتہ علقمہ کے چھوٹے بھائی عبد الجبار نے اپنے باپ سے نہین سنا ہی اور روایت علقمہ کی اپنے باپ سے
تو باجماع محدثین محققین ثابت ہی جیسا کہ امام ترمذی اپنی جامع مین کتاب الحدود کے باب ماجاء فی المراۃ
مین بعد ذکر حدیث کے جو مروی ہی طریق علقمہ سے لکھتے ہین عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ سَمِعَ مِنْ اَبِیْهِ
وَهُوَ اَكْبَرُ مِنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ وَعَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلٍ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ اَبِیْهِ یعنی علقمہ بن وائل بن
حجر نے اپنے باپ سے سنا ہی اور وہ بڑا ہی اپنے بھائی عبد الجبار بن وائل سے اور عبد الجبار بن وائل نے اپنے
باپ سے نہین سنا ہی اور اسی بنا پر صحیح مسلم کے باب وجوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین عند ظہور الفتن کے شروع مین
حدیث حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی الخ کی اسناد مین عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ بالتحضرمی عَنْ اَبِیْهِ
وارد ہی اور ظاہر ہی کہ امام مسلم اصول مین کوئی حدیث منقطع نہین لاتے ہین پس انکے نزدیک بھی سماع علقمہ کا
اپنے باپ سے ثابت ہی اور یہ حدیث متصل السند ہی اور اسمین لفظ حدثنا بھی الفاظ سماع سے آیا ہی
اور بھی مختار اکابر محدثین کا مثل امام بخاری و سمعانی و ابن عبد البر و جزری و ابو المحاسن شارح
ترمذی و قاسم بن قطلوبغا و ملا علی قاری و شیخ الدہلوی کے سماع علقمہ ہی اپنے والد سے اور یہ حدیث
بھی اخفا کے مؤید ہی عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ وَعِمْرَانَ بْنَ حُصَیْنٍ تَذَاكَرَا فَحَدَّثَ
سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ اَنَّهٗ حَفِظَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَكْتَتَیْنِ سَكْتَةً اِذَا كَبَّرَ
وَسَكْتَةً اِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَحَفِظَ ذٰلِكَ سَمُرَةُ وَاَنْكَرَ عَلَیْهِ
عِمْرَانُ بْنُ حُصَیْنٍ فَكَتَبَا فِیْ ذٰلِكَ اِلٰی اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ فَكَانَ فِیْ كِتَابِهٖ اِلَیْهِمَا اَوْ فِیْ رَدِّهٖ اَنَّ سَمُرَةَ قَدْ

اخفاء آمین [illegible] ثابت ہے

اقول حنفیہ اسکے ہرگز قائل نہین کہ ہر فعل اخیر ناسخ اول ہی بلکہ وہ فعل اخیر ناسخ نہین ہوتا الخ
ناسخ ہوتا ہی کہ جسمین صحابہ کے روایتین موجود ہین کہ اس فعل کو مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے
پھر آپنے اوسکو چھوڑ دیا تھا جیسے جنازے کے واسطے کھڑا ہونا یا رفع یدین کا کرنا صحابہ سے مروی ہی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول کرتے تھے پھر آپنے ترک کردیا ہان اگر والمرسلات کو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مغرب مین پڑھا کرتے پھر کسی صحابی سے مروی ہوتا کہ آپنے اوسکو ترک کردیا
تو بیشک ہم بھی اوسکو ترک کردیتے اسیطرح اعتکاف اخیر فقط ایکبار اخیر مین واقع ہوا اس سے ترک سابق
نہین لازم آتا ورنہ کسی صحابی سے ضرور روایت ہوتی حالانکہ کسی صحابی سے مروی نہین کہ آپنے دس دن کا اعتکاف
ترک کردیا تھا بلکہ یہ صورت اتفاقی تھی ورنہ صحابہ بیس دن کا اعتکاف کرتے پس جبتک صحابہ سے ترک کو
ثابت نہوگا ہرگز اوس عمل کو ترک نہین کرسکتے اور ہر حدیث خواہ منسوخ ہو خواہ اجماع صحابہ کے خلاف ہو
حضرات ظاہریہ ہی اوسے حدیث سمجھکر عمل کر لیتے ہین حنفیہ اسمین نہایت احتیاط کرتے ہین پس حنفیہ کی
طرف سے اس قاعدہ کو خود ایجاد کرنا عین مغالطہ ہی حنفیہ اس قاعدے کے ہرگز قائل نہین علاوہ اسکے بخاری شریف
مین لکھا ہی وَاِنَّمَا یُؤْخَذُ بِالْاٰخِرِ بِالْاٰخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی نہین لیا جاتا
مگر آخر سے آخر فعل رسول اللہ صلعم کو انتہی اپس ظاہریہ پر واجب ہوگیا کہ مغرب مین والمرسلات پڑھا
کرین اور رمضان مین بیس روز کا اعتکاف کیا کرین ورنہ خلاف بخاری لازم آئیگا اور اعتبار کتب
حدیث مین غبار پڑجائیگا ذرا اسکا پہلے خیال کیجیے تو پیچھے دوسرونکو الزام دیجیے ع چون ندارے کمال
فضل آن بہ کہ زبان در دہان نگہداری ❊ **قال** نجم اگر کوئی شخص احتمال کے ساتھ بلا دلیل
دلیل کے کسی حدیث کو منسوخ کہدے تو ماننا نچاہیے الخ **اقول** کوئی شخص احتمال اور بلا دلیل
دلیل کے حدیث کو منسوخ نہین کہتا معترض صاحب نے بیفائدہ آٹھ جزو اونکا نام لیا اگر
نام بھی جواب ہی تو ہم بھی اس جواب لکھکر مثل معترض صاحب کے ورق سیاہ کردینگے مگر محققانہ خوب جانتا
ہین کہ سب جواب رکیک اور بادہوائی ہین حنفیہ کسی حدیث کو بغیر دلیل قوی منسوخ نہین کہتے کیونکہ
اوسکو نہ ماننے کہ اونکے نماننے کو خدا اور رسول نے ہمپر کچھہ حجت نہین گردانا اور نہ دین کو کسی کے ماننے

یعنی پکارو تم اپنے رب کو زاری سے اور آہستہ اور حضرت زکریا علی نبینا و علیہ السلام نے بھی دعا کی تو
آہستہ کی اِذۡ نَادٰی رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِیًّا اور فرمایا عبد اللہ بن مسعودؓ نے اَرۡبَعٌ یُخۡفِیۡهِنَّ
الۡاِمَامُ التَّعَوُّذُ وَالثَّنَآءُ وَالتَّسۡمِیَةُ وَالتَّاۡمِیۡنُ کَمَا نَقَلَهٗ فِیۡ فَتۡحِ الۡقَدِیۡرِ یعنی چار ذکر امام
آہستہ کہے اعوذ اور سبحانک اللھم اور بسم اللہ اور آمین اور اس بحث آمین بالاخفا کو ہمنے صفحہ ۱
۴۴۲ سے صفحہ ۳۴۶ تک خوب تفصیل سے بیان کر دیا ہے پس جبکہ احادیث صحیحہ اور اقوال صحابہ
اور آیات قرآن شریف کو بھائی مسلمانوں نے ملاحظہ کیا تو اب اپنے دلو مین انصاف کریں کہ آمین
آہستہ کہنے مین خلوص اور عاجزی زیادہ ہے یا پکار کر کہنے مین افسوس کہ اس زمانہ نے اسکی تصدیق
کر دی کہ لڑکوں کو اور عوام کو فرائض نماز کی تعلیم نہین ہوتی مگر آمین اور رفع یدین کے تعلیم کا بڑا اہتمام
ہوتا ہے ترسم نرسی بکعبہ ای اعرابی + کین رہ کہ تو میروی بترکستانست + **چوتھا مسئلہ**
غیر مقلدین کہتے ہین کہ رفع یدین کرنا چاہیے حالانکہ اونھون نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے ان احادیث
صحیحہ کا کہ جنسے رفع نکرنا ثابت ہوتا ہے عَنۡ عَلۡقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبۡدُ اللّٰهِ بۡنُ مَسۡعُوۡدٍ اَلَا اُصَلِّیۡ بِکُمۡ
صَلٰوةَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی فَلَمۡ یَرۡفَعۡ یَدَیۡهِ اِلَّا فِیۡ اَوَّلِ مَرَّةٍ یعنی علقمہ
روایت کیا کہ فرمایا عبد اللہ بن مسعودؓ نے کیا نہ پڑھاؤن تمکو نماز مثل نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پھر پڑھی نماز پس نہ اوٹھائے دونون ہاتھ اپنے مگر وقت تکبیر اولی کے یہ حدیث صحیح ترمذی کی ہے اور کہا
ترمذی نے کہ اسی مضمون کی حدیث براء بن عازب سے بھی آئی ہے اور یہ حدیث حسن ہے اور تسلیم
قبول کیا ہے اس حدیث کو بہت سے علما اور صحابہ اور تابعین نے اور یہی قول ہے سفیان ثوری اور
اہل کوفہ کا یعنی ابو حنیفہؒ اور اونکے اتباع کا تمام ہوا کلام ترمذی کا صحیح ترمذی مین اور ابو داؤد نے
تو باب منعقد کیا جا بجا نہ اس بات کا کہ رفع یدین نماز مین اول ہی مرتبہ ہے اور روایت کی علقمہ کی یہی
حدیث اور روایت کی ابو داؤد نے ابو سفیان اور براء بن عازب سے اسی اسناد کے ساتھ یہی حدیث
عَنِ الۡبَرَآءِ بۡنِ عَازِبٍ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا افۡتَتَحَ الصَّلٰوةَ
رَفَعَ یَدَیۡهِ اِلٰی قَرِیۡبٍ مِّنۡ اُذُنَیۡهِ ثُمَّ لَا یَعُوۡدُ یعنی روایت ہے براء بن عازب سے تحقیق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ جس وقت شروع کرتے نماز کو اوٹھاتے دونون ہاتھ اپنے قریب کانونکے پھر دوبارہ
نہ اوٹھاتے ساری نماز مین انتہی حیا ہی انصاف ہے کہ یہ دونون محدثین صحاح ستہ کی ہین اور

ہین اور اوسپر عمل کرنیوالے کو خلاف خدا اور رسول کے جانتے ہین پھر انکا یہ کہنا کہ اوسمین موافقت کرنی
چاہیے محض زبانی دعوی ہی چنانچہ ان دو مسئلو کے جوابات کو ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ حنفیہ نے دو حدیثون
متعارض مین تطبیق دی ہی یا ظاہریہ نے ان لوگونکو تو اتنی لیاقت ہی نہین اتنا مادہ کہان ہی جو تطبیق دے سکین فقط
اپنے خیال مین حدیث بخاری و مسلم کا جو ترجمہ سمجھ لیتے ہین اوسکو خاص مقصود رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وسلم سمجھتے ہین غرض قوت خیالیہ انپر ایسی غالب آئی ہی کہ فہم سلیم انکو کبھی نصیب نہوئی ہوگی **قال**
ہشتم سید محمد صدیق حسن خان صاحب نے اپنے رسالہ افادۃ الشیوخ بمقدار الناسخ والمنسوخ مین
لکھا ہی کہ نزدیک شیخ الاسلام احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیۃ الحرانی کے منسوخ حدیثین
کل دس ہین الخ **اقول** یہ جواب آپکا قابل جواب ہی اسکا جواب خوب گوش ہوش سے سن لیجیے اول تو
یہ سنیے کہ فقط پانچ آیتین منسوخ کہنی صریح غلطی ہی اسلیے کہ نسخ مین اختلاف ہی بعضے تو کہتے ہین کہ ہینتالیس
سورتون مین بالکل ناسخ اور منسوخ نہین اور پچیس سورتون مین ناسخ اور منسوخ دونون طرح کی آیتین پائی جاتی
ہین اور چھ سورتون مین فقط ناسخ ہی منسوخ نہین اور چالیس مین فقط منسوخ آیتین ہین ناسخ نہین
اور بعضے کہتے ہین کہ جن آیتون مین کفار سے اعراض کرنیکا حکم ہی وہ بھی آیت سیف سے منسوخ ہین مگر جلال الدین
سیوطی تفسیر اتقان مین بیس آیتین منسوخ ہونیکا اقرار کرتے ہین اور اس قول کو محققین کی طرف نسبت کرتے
ہین چنانچہ تفصیل سب اسباب کی تفسیر اتقان کی سینتالیسوین قسم مین مذکور ہی پس معترض صاحب کا
یہ کہنا کہ آیتین منسوخ پانچ سے زیادہ نہین خلاف جمہور محققین ہی اور نہ کوئی اوسپر دلیل ہی اب حدیثونکو
سنیے کہ دس حدیث کو فقط منسوخ کہدینا بھی جمہور کے خلاف ہی اور نہ کوئی اوسپر دلیل پائی جاتی ہی تعجب ہی
کہ معترض صاحب نے ابن جوزی کی تقلید جامد کی ہی حالانکہ ابن جوزی کا قول منسوخ اور موضوع کہنے پر
محققین محدثین کے نزدیک بالکل پایہ اعتبار سے ساقط ہی موضوع مین تو اونکا یہ تشدد کہ صحیح حدیثونکو بھی موضوع کا
حکم لگا دیا اور منسوخ مین یہ تساہل کہ کل دس ہی مین حصر کردیا خیر اونھون نے تو تلافی مافات کی مگر معترض صاحب
کیون اونکے قدم بقدم چلے اب منسوخات سنیے بخاری شریف مین ہی قَالَ الْحُمَيْدِيُّ قَوْلُهُ إِذَا صَلَّى
جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا هُوَ فِي مَرَضِهِ الْقَدِيمِ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَا

فی الصلوٰۃ عند الرکوع وعند الرفع منہ فقال ابو حنیفۃ لاجل انہ لم یصح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیہ شیء فقال کیف لم یصح وقد حدثنی الزہری عن سالم عن ابیہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلوٰۃ وعند الرکوع وعند الرفع منہ فقال ابو حنیفۃ حدثنا حماد عن ابراہیم عن علقمۃ والاسود عن عبد اللہ بن مسعود ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یرفع یدیہ الا عند افتتاح الصلوٰۃ ولا یعود لشیء من ذلک فقال الاوزاعی احدثک عن الزہری عن سالم عن ابیہ وتقول حدثنا حماد عن ابراہیم عن علقمۃ والاسود عن عبد اللہ بن مسعود فقال ابو حنیفۃ کان حماد افقہ من الزہری وکان ابراہیم افقہ من سالم وعلقمۃ لیس بدون ابن عمر فی الفقہ وان کانت لابن عمر صحبۃ ولہ فضل صحبۃ فالاسود لہ فضل کبیر وعبد اللہ عبد اللہ فسکت الاوزاعی

یعنی حارثی نے اپنی مسند مین روایت کی کہ کہا حدیث کی ہمکو محمد بن ابراہیم بن زیاد رازی نے اور انکو حدیث کی سلیمان بن شاذکونی نے کہ سنا مین نے سفیان بن عیینہ سے کہ فرماتے تھے کہ ایک روز جمع ہوے امام ابو حنیفہ اور امام اوزاعی مکہ معظمہ مین درمیان دار حناطین کے سو کہا امام اوزاعی نے امام ابو حنیفہ سے کہ تم لوگ رفع یدین کیون نہین کرتے ہو رکوع اور قومہ مین نماز کے کہا امام ابو حنیفہ نے کہ نہین ہے اس باب مین کوئی حدیث صحیح کہا امام اوزاعی نے کیونکر نہین صحیح ہے کہ حدیث کی مجکو زہری نے اوسکو سالم نے اوسکو اوسکے باپ نے کہا سالم کے باپ نے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے رفع یدین وقت تکبیر اولی کے اور وقت رکوع اور قومہ کے پس کہا امام ابو حنیفہ نے کہ حدیث کی مجکو حماد نے اوسکو ابراہیم نے اوسکو علقمہ اور اسود دونون نے روایت کی عبد اللہ بن مسعود سے کہا اونھون نے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ اوٹھاتے تھے دونون ہاتھ اپنے مگر شروع نماز مین تکبیر نہ اوٹھاتے ساری نماز مین پھر کہا اوزاعی نے حدیث کی بیان کی مجکو زہری نے کہ وہ میرے استاذ ہین اونسے سالم نے اور سالم نے اپنے باپ سے اور تم کہتے ہو کہ حدیث کی مجکو حماد نے اوسکو ابراہیم نے اوسکو اسود اور علقمہ نے ان دونونکو عبد اللہ بن مسعود نے پس کہا امام ابو حنیفہ نے کہ زہری سے حماد زیادہ فقیہ ہین اور ابراہیم بڑے فقیہ ہین سالم سے او

عِنْدَ الرُّكُوعِ فَقَالَ لَهُ فَإِنَّ هٰذَا شَيْءٌ فَعَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَرَكَهُ
یعنی ابن عباس رض سے روایت ہی کہا اونھوں نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھاتے ہاتھونکو جب
رکوع کرتے اور جب سر اوٹھاتے پھر رجوع کیا آپ نے طرف شروع نماز کے یعنی تکبیر تحریمہ میں اور ماسوا اسکے کو
ترک کر دیا اور ابن زبیر رض سے روایت ہی کہ اونھوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہاتھ کو رکوع میں اوٹھاتا تھا
بس فرمایا مت کر اسلیے کہ یہ ایک شی ہی کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر چھوڑ دیا اوسکو انتہی
اور جو ابن جوزی نے ان دونوں حدیثوں میں کچھ کلام کیا ہی اوسکا بھی جواب بنایہ میں ہی قُلْتُ قَوْلُهُ
لَا يُعْرَفَانِ أَصْلًا لَا يَسْتَلْزِمُ عَدَمَ مَعْرِفَةِ أَصْحَابِنَا هٰذَا وَدَعْوَاهُ النَّافِي لَيْسَتْ
بِحُجَّةٍ عَلَى الْمُثْبِتِ وَأَصْحَابُنَا أَيْضًا ثِقَاتٌ لَا يَرَوْنَ الْاِحْتِجَاجَ بِمَا لَمْ يَثْبُتْ عِنْدَهُمْ
صِحَّتُهُ لِأَنَّ هٰذَا أَمْرُ الدِّينِ فَالْمُسْلِمُ لَا يَسْتَهْزِئُ فِيهِ وَيُؤَيِّدُ مَا رُوِيَ مِنْ عَدَمِ
الرَّفْعِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ مَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ رح حَدِيثُ ابْنِ أَبِي دَاوُدَ قَالَ أَنْبَأَنَا
أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ
قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى مِنَ الصَّلٰوةِ
قَالَ الطَّحَاوِيُّ فَهٰذَا ابْنُ عُمَرَ قَدْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ ثُمَّ تَرَكَ هُوَ الرَّفْعَ
بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يَكُونُ ذٰلِكَ إِلَّا وَقَدْ ثَبَتَ عِنْدَهُ نَسْخُ مَا كَانَ رَأَى
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهُ وَإِسْنَادُ مَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ صَحِيحٌ وَأَخْرَجَهُ أَيْضًا
ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي مُصَنَّفِهِ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ
مَا رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَا يَفْتَتِحُ یعنی میں کہتا ہوں کہ قول ابن جوزی کا کہ
یہ دونوں حدیثیں نہیں پہچانی جاتیں نہیں مستلزم ہی اسکو کہ ہمارے اصحاب بھی اونکو نہ پہچانیں اور نفی
کرنیوالے کا دعوی ثابت کرنیوالے پر حجت نہیں اور اصحاب ہمارے بھی ثقہ ہیں اوسکو حجت نہیں گردانتے
جو اونکے نزدیک صحیح نہو اسلیے کہ یہ کام دین کا ہی پس مسلمان اسمیں استہزا نہیں کرتا اور تایید کرتی ہی حدیث
عدم رفع کی وہ حدیث جو امام طحاوی نے مجاہد رض سے روایت کی ہی کہ کہا نماز پڑھی میں نے پیچھے ابن عمر رض کے

رافعو أيديكم في الصلوة فقال مالي أراكم رافعي أيديكم كأنها أذناب خيل شمس اسكنوا في الصلوة أخرجه مسلم یعنی جابر بن سمرہ سے روایت ہی نکلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھر ہمارے لیکے اوٹھانیوالے تھے ہم ہاتھونکو نماز مین فرمایا کیا ہی مجکو کہ دیکھتا ہون مین تمکو کہ اپنے ہاتھونکو اسطرح اوٹھاتے ہو تم نماز مین جیسے دُمین سرکش گھوڑونکی ہلتی ہین سکون کرو یعنی ہاتھ نہ اوٹھاؤ نماز مین روایت کیا اسکو مسلم نے اپنی صحیح مین اور ابو داؤد اور نسائی نے اپنی سنن مین اور ابی بکر بن ابی شیبہ استاد بخاری و مسلم نے اپنی مصنف مین اور محمول کرنا اس حدیث کا رفع یدین وقت سلام پر تحکم بلا مخصص ہی مقام غور ہی کہ اس صحاح ستہ کی حدیث پر غیر مقلدین کا عمل نہو اور پھر دعوا یہ کہ ہم عامل بالحدیث ہین واہ واہ سبحان اللہ اور بھی روایت کی طحاوی اور بیہقی نے حسن بن عیاش سے ساتہ سند صحیح کے عن الأسود قال رأيت عمر بن الخطاب رض رفع يديه في أول تكبيرة ثم لا يعود یعنی اسود سے روایت ہی کہ فرمایا دیکھا مین نے عمر بن خطاب رض کو کہ اوٹھاتے دونون ہاتھ اپنے اول تکبیر مین پھر نہ اوٹھاتے ساری نماز مین نقل کیا اسکو صاحب فتح القدیر نے اور بھی روایت کی عاصم بن کلیب نے اپنے باپ سے کہ کہا اوسکے باپ نے کہ علی مرتضی رض کرتے تھے رفع یدین تکبیر اولی مین پھر نکرتے تھے رفع یدین یعنی باقی نماز مین روایت کیا اسکو امام طحاوی رح نے اور کہا نہین جائز ہی یہ بات کہ علی مرتضی خلاف کرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مگر بعد جاننے نسخ کے کما نقله العيني في شرح الهداية اور بھی امام محمد روایت کرتے ہین ساتہ سند صحیح کے عن عاصم بن كليب عن أبيه أن عليا كان يرفع يديه إذا افتتح الصلوة ثم لا يعود یعنی عاصم بن کلیب نے اپنے باپ سے روایت کی ہی کہ حضرت علی رض وقت شروع نماز کے رفع یدین کرتے تھے پھر باقی نماز مین اعادہ اوسکا نہین کرتے تھے وقال الزيلعي روى عن مجاهد قال خدمت ابن عمر عشر سنين فما رأيته يرفع يديه في شيء من صلوته إلا في التكبيرة الأولى یعنی امام زیلعی فرماتے ہین کہ مجاہد سے مروی ہی کہ کہا اونھون نے خدمت کی مین نے ابن عمر رض کی دس برس سو نہین دیکھا مین نے اونکو کہ رفع یدین کرتے ہون کسی نماز مین سوائی تکبیر تحریمہ کے وعن ابن عباس رضي الله عنه أن العشرة المبشرة ما كانوا يرفعون أيديهم إلا في افتتاح الصلوة ذكره في النهاية والكفاية یعنی ابن عباس رض سے مروی ہی کہ عشرہ مبشرہ رفع یدین نہین کرتے تھے مگر شروع مین نماز کے اول

وہین مین حصر کرنا باطل ہوگیا اگرچہ وہ منسوخ احادیث جنپر تمام امت کا اتفاق ہی کمتر ہین مگر مختلف فیہ
منسوخ تو بہت ہین اور مختلف فیہ جو منسوخ ہوا وسپر آدمی عمل کیے جا اسکا ثبوت کہین حدیث
اور قرآن سے نہین پایا جاتا بلکہ احتیاط اسمین ہی کہ متفق اور مختلف تمام منسوخات سے بچے ورنہ ارتکاب
مشتبہات لازم آیگا **قولہ** نوین حدیث مسند امام احمد آہ **اقول** معترض صاحب نے افطار محجوم
کی ناسخ حدیث تو بیان کردی مگر حاجم کا افطار کہان سے منسوخ کرینگے **قولہ** لیکن سوای ان حدیثون کے
جن جن پر حدیثونکو بعض علمانے منسوخ ٹہیرایا ہی الخ **اقول** کل ان حدیثونکو جو معترض صاحب
نے نقل کیا ہین علما منسوخ نہین کہتے بلکہ اور حدیثین بہی جو ہمنے ابہی نقل کی ہین علما منسوخ کہتے
ہین **قال** جواب اس حدیث کا تو یہ ہی کہ کہا ترمذی نے یہ حدیث ضعیف ہی اور حدیث ضعیف
لائق حجت پکڑنے کے نہین ہوتی آہ **اقول** حاکم اور بیہقی نے ابوہریرہ رض سے روایت کی ہی ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم بال قائما من جرح کان بمابضہ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کھڑے ہوکر پیشاب بسبب زخم کے جو تہا آپکے کیا تہا انتہی اور مرقاۃ مین ہی قال ابو اللیث رخص
بعض الناس بان یبول قائما وکرھہ بعض الناس الا من علۃ وبہ نقول یعنی کہا
ابو اللیث نے کہ بعض آدمیون نے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی رخصت دی اور بعض نے اوسکو
بلا عذر مکروہ جانا اور ہم اسی کے قائل ہین انتہی پس قول عائشہ رض کا اسپر محمول ہی کہ بلا عذر نہین
چاہیے اسی طرح عمر رض کو منع کرنا بہی اسی پر محمول ہوگا اور امام شافعی سے بہی منقول ہی کہ عرب کھڑے
ہوکر پیشاب کرنے کو بیٹہنے اور کمر کی درد کیواسطے شفا جانتے ہین شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
بیٹہنے یا کمر کا درد ہوگا جو آپنے کھڑے ہوکر پیشاب کیا ورنہ عادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یون نہ تہی
اور بعضون نے کہا ہی کہ وہان بیٹہنے کی جگہ نہ تہی بوجہ وقوع نجاست کے اسلیے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا پس جب حاکم اور بیہقی سے بہی اون دونون حدیثون حضرت
عمر رض اور حضرت عائشہ رض کی موید روایت موجود ہی کہ بوجہ زخم کے تہا اور محققین سے بہی یہی منقول
ہوا کہ وہ عذر پر محمول کرنے کو بہتر جانتے ہین پس ہم کس طور سے امام شعرانی کے اس قول کو

لا یرفع الا یدیہ الخ اور حدیث رفع یدین کی ابتدا پر محمول ہوگی یعنی یہ خبر اوس فعل کی ہی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوائل مین کرتے تھے اخیر کو آپ نے چھوڑ دیا کالاعتبار بالحول نحو من جریان احادیث صحاح ستہ وغیرہ اور آثار صحابہ سے حدیث رفع یدین کی منسوخ ہونے مین کچھ شک و شبہہ نرہا تو عمل مقلدین حنفیہ کا موافق حدیث کے ہوا اور اگر غیر مقلدین کو صرف اس بات کا غصہ اور تعصب ہی کہ یہ مذہب فقط امام اعظم کا ہی سو یہ بات محض غلط ہی اسواسطے کہ کہا ترمذی نے یہ مذہب ہی بہت سے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تابعین کا اور علامہ عینی شرح صحیح بخاری مین لکھتے ہین کہ یہ مذہب ہی امام ابو حنیفہ اور اونکے اصحاب اور سفیان ثوری کا اور ابراہیم نخعی کا اور ابن ابی لیلی کا اور علقمہ اور اسود کا اور عامر شعبی کا اور ابو اسحق سبیعی کا اور خیثمہ اور مغیرہ کا اور وکیع اور عاصم ابن کلیب کا اور مشہور مذہب امام مالک کا اور اونکے اصحاب کا انتہی کلام العینی

پانچوان مسئلہ

غیر مقلدین نماز مین سری ہو خواہ جہری امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کو واجب جانتے ہین سو انہون نے خلاف کیا ہی اس آیت قرآنی کا اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ یعنی جب قرآن پڑھا جاوے تو سنو تم اور چپ رہو تم شاید تم لوگ رحم کیے جاؤ تو یہ آیت منع کرتی ہی مقتدی کے سورۂ فاتحہ پڑھنے کو امام کے پیچھے اسواسطے کہ اسمین دو چیزونکی فرض ہی ایک سننا دوسرے چپ رہنا پس دونو پر عمل کیا جاویگا اور سننا خاص ہی جہری نماز کے ساتھ اور چپ رہنا خاص نہین پس مطلق باقی رہیگا پس واجب ہوگا چپ رہنا عموماً قرارت کے وقت یعنی جہری نماز مین سننا اور چپ رہنا دونو پر عمل ہو سکتا ہی اور سری نماز مین چونکہ سننا غیر ممکن ہی تو حق تعالی کے اوس دوسرے حکم پر یعنی چپ رہنے پہ عمل ہوگا بہر نوع مقتدی کو ہر نماز مین چپ رہنا چاہیے کیونکہ اللہ پاک فرما چکا کہ جب قرآن پڑھا جاوے تو تم لوگ چپ ہو اور چونکہ امام سری اور جہری دونون مین قرارت قرآن کرتا ہی تو لامحالہ مقتدیونکو دونون حالتون مین چپ رہنا پڑیگا کما قَالَ الْعَلَّامَةُ ابْنُ الْهُمَامِ فِیْ فَتْحِ الْقَدِیْرِ اِنَّ الْمَطْلُوْبَ مِنْ هٰذِهِ الْاٰیَةِ اَمْرَانِ الْاِسْتِمَاعُ وَالْاِنْصَاتُ فَیُعْمَلُ بِکُلٍّ مِّنْهُمَا وَالْاَوَّلُ یَخُصُّ بِالْجَهْرِیَّةِ وَالثَّانِیْ لَا فَیَجْرِیْ عَلٰی اِطْلَاقِهٖ فَیَجِبُ السُّکُوْتُ عِنْدَ الْقِرَاءَةِ مُطْلَقًا اور یہ آیت دربارۂ قرارت نماز کے نازل ہوئی یہی قول مستند اور قابل اعتبار کے ہی چنانچہ تفسیر عماد ابن کثیر مین مرقوم ہی قال علی بن ابی طلحۃ عن

پس اس حدیث کے منسوخ ہونے میں تو کچھ کلام نہیں اب استحباب فقط ہوگا اور حدیث سے ہوگا
اس کے کیونکر ہو سکتا ہے اسمیں اگر پہلے استحباب ہوتا تو اب بھی باقی رہتا حالانکہ بعض بیشتر کے استحباب کا
کوئی بھی قائل نہیں اور نہ الفاظ سے نکلتا ہے اور یہ کہنا کہ رفع وجوب سے استحباب باقی رہتا ہے اسپر کوئی دلیل
نہیں ہے ورنہ جمہور استحباب کے ضرور قائل ہوتے پس جواز وضو و نسخ ہونے میں حدیث کے کلام نہیں
غرض حدیث کا جو حکم ہے وہ قطعًا منسوخ ہے اسیکا نام منسوخ قطعی ہے کچھ خاص تصریح قولی پر نسخ ثبوت
منحصر نہیں ورنہ جب امام بیٹھکر نماز پڑھے تو مقتدیوں کو بھی بیٹھکر پڑھنا جائز ہو جائیگا کیونکہ اسمیں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کی تصریح نہیں جیسکے معترض صاحب قائل ہیں بلکہ فقط
فعل آخری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹھکر پڑھنا اور مقتدیوں کا کھڑا رہنا پایا گیا ہے اسی سے جمہور
نسخ کے قائل ہو گئے ہیں اور امام بخاری بھی اسی کے قائل معلوم ہوتے ہیں چنانچہ بیشتر ہم عبارت اونکی
نقل کر چکے ہیں شاید معترض صاحب نے یہ مقام بخاری کا نہیں دیکھا جو صاحب اساءت کی تقلید کی
قولہ حدیث پنجم مسند امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ میں روایت ہے
علی رضی اللہ عنہ سے الخ **اقول** یہ حدیث بسرہ کی حدیث سے قوی ہے چنانچہ تحقیق اسکی سولھویں
مسائل کے مسئلہ اول کے جواب میں خوب مفصل موجود ہے ملاحظہ فرمایئے **قولہ** لیکن مکہ میں نماز پڑھنی
ہر وقت جائز ہے جیسا کہ مسند امام احمد الخ **اقول** عجب تماشہ کی بات ہے کہ صحیحین وغیرہ کی حدیثیں
جنمیں اوقات مکروہہ کی تصریح ہے اونکو تو ترمذی اور ابو داؤد کی حدیث سے خاص کیا جاوے اور ترمذی و
ابو داؤد کی حدیث کو اون حدیثوں سے خاص نکیا جاوے اور فقط ایک حدیث مسند امام احمد اور رزین کی متواتر حدیثوں
پر ترجیح دیجاوے اور اونکو اس حدیث سے خاص کر لیا جاوے حالانکہ یہ حدیث فی نفسہ ضعیف ہے چنانچہ فتح القدیر میں
لکھا ہے وَهُوَ مَعْلُولٌ بِأَرْبَعَةِ أُمُورٍ انْقِطَاعٌ مَا بَيْنَ مُجَاهِدٍ وَأَبِي ذَرٍّ فَإِنَّهُ الَّذِي
يَرْوِيهِ عَنْهُ وَضَعْفُ ابْنِ الْمُؤَمَّلِ وَضَعْفُ حُمَيْدٍ مَوْلَى عَفْرَا وَاضْطِرَابُ سَنَدِهِ
وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَأَدْخَلَ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ بَيْنَ حُمَيْدٍ هَذَا وَبَيْنَ مُجَاهِدٍ وَرَوَاهُ
سَعِيدُ بْنُ سَالِمٍ فَأَسْقَطَهُ مِنَ الْبَيْنِ یعنی یہ حدیث چار وجوہ سے معلول ہے انقطاع سے یا

جیسے ہو سوائی قرآن کے پہلے سے دانشمندی مؤلف صاحب کی معلوم ہو گئی کہ باوجود امر بات کے کہ قول معتبر و مستند معالم التنزیل و در منثور و تفسیر عماد وغیرہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ آیت در بارۂ قرأت نماز کے اوتری اور لوگ امام کے پیچھے قرأت کرنے سے روکے گئے پھر حضرت تفسیر رحمانی سے کہ ایک غیر مشہور تفسیر ہے نقل کرتے ہیں کہ قرآن کی ممانعت نہیں ہے اور یہ جرات کہ قرآن پر بھی بے تکا حاشیہ چڑھانے لگے اور بے پرکی اوڑانے لگے اور دعوا یہ کہ ہم تو فقط قرآن و حدیث مانتے ہیں دوسرونکے قول سے ہمکو کچھ غرض نہیں چنانچہ اسی بناپر مؤلف صاحب نے بلاغ المبین کے صفحہ ۱۶۲ مین لکھا ہے کہ قول صحابی کا حجت نہیں ہے بھائیو انصاف کا مقام ہے کہ قول صحابہ تو حجت نہو اور تفسیر رحمانی کا قول جو عموم آیت کے خلاف اور دوسری تفاسیر معتبرہ کے بھی خلاف اور شان نزول کے بھی خلاف ہے وہ قابل تسلیم ہو اور جواب آیت کا اوس سے دیا جاوے نعوذ باللہ الکریم من ہذا الشر العظیم والجہل الجسیم اور جو آیۂ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ سے یعنی پڑھو تم قرآن سے اوسقدر جو آسان ہو) ثابت ہوتا ہے کہ مقتدی بھی امام کے پیچھے قرأت کرے سو یہ منشا غلط فہمی کا ہے اسواسطے کہ جب ہمکو احادیث صحیحہ سے معلوم ہو گیا کہ قرأت امام کی بعینہ مقتدی کی قرأت ہے تو پھر قرأت مقتدی کی کیا حاجت رہی چنانچہ ابن ماجہ مین حدیث صحیح وارد ہے عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ یعنی حضرت جابر رضی سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھنا امام کا مقتدی کا پڑھنا ہے پس مقتدی بحکم آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ کے چپ بھی ہے اور آیت فَاقْرَءُوا کی تعمیل بھی اوس طریق پر کر رہا ہے جیسا کہ ثابت ہوا حدیث صحیح سے پس اس صورت مین دونون آیتون کا تعارض بھی جاتا رہا اور ہر ایک اپنے اپنے حکم پر باقی رہی اور یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ جب دو باتوں مین تعارض واقع ہو تو تا بامکان جمع کرینگے نہ یہ کہ دونونکو ساقط کردین اور علامہ عینی نے شرح صحیح بخاری مین کہا کہ روایت کیا حدیث مَنْ كَانَ کو ایک جماعت صحابہ نے کہ اونمین سے جابر بن عبد اللہ و ابن عمر و ابو سعید خدری و ابو ہریرہ و ابن عباس و انس بن مالک ہین اور منع کیا ہے امام کے پیچھے قرأت کرنے سے اسّی صحابہ نے کہ اونمین سے حضرت علی اور عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم ہین پس اتفاق کرنا ایسے ایسے صحابہ جلیل القدر کا بمنزلہ اجماع کے ہو گیا اسی کثرت کے اعتبار سے صاحب ہدایہ نے کہا کہ اسپر اجماع ہے کہ مقتدی کچھ نہ پڑھے امام کے پیچھے اور عبد اللہ بن زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ دس صحابہ نبی صلی اللہ

اور بلا سفر اور بلا بارش کے جمع کیا اور دوسری حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ فرمایا آپ نے جب شراب پیے پس درے لگاؤ اوسکے پس اگر پیے چوتھی بار پس قتل کرو اوسکو انتہی اس عبارت ترمذی سے معلوم ہوا کہ ظاہر اس حدیث ابن عباس کا کوئی بھی قائل نہین ہوا بلکہ اوسمین حنفیہ تو جمع صوری مراد لیتے ہین اور یہ صورت آیت اِنَّ الصَّلٰوةَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا کے زیادہ مناسب ہے یعنی نماز مسلمانونپر فرض وقت معین کیا گیا ہے انتہی اور صحیحین مین جو حدیث عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ مینے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک وقت مین دو نمازین جمع کرتے سوای عرفہ اور مزدلفہ کے نہین دیکھا اس حدیث کے مخالف نہوگی ورنہ قرآن اور صحیح بخاری اور خود صحیح مسلم کے خلاف ہو جاویگی اور معترض صاحب تو خود فرما چکے ہین کہ جہانتک ہو تطبیق دینی چاہیے یہان اونکو کیا ہو گیا کہ فقط اپنے مذہب کی تقلید سے قرآن اور حدیث صحیح کو اوس حدیث کی وجہ سے کہ جسمین کہین تصریح ایک وقت کے جمع ہونے کی بھی نہین چھوڑ بیٹھے شاباش مرحبا تقلید جامد اسی کو کہتے ہین خود افضیحت دیگر انرا نصیحت ہمنے جانا تھا کہ یہ شور و شغب معترض صاحب کا مسائل فقہیہ مین خالی خلوص اور دلسوزی سے نہوگا لیکن اب جو غور سے دیکھا تو وہ اونکا مذہب پاچندین شکل برای اکل کا نقشہ نظر آیا ع بڑا شور سنتے تھے پہلو مین دل کا * جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا * اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جو اوسکی وجہ بیان کی کہ تا امت کو آسانی ہو اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ جمع صوری ہو کیونکہ جمع حقیقی لینا تو قرآن اور حدیث کے مخالف ہوتا ہے پس اسواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نماز پڑھی تا کہ لوگونکو معلوم ہو جاوے کہ اگر کوئی شخص کسی وجہ سے دونون نمازین اکٹھے بایں طور کہ ایک کا اخیر وقت ہو اور دوسری کا اول وقت ہو پڑھیگا تو جائز ہے کیونکہ بعض اوقات آدمی ایسے کام مین مشغول ہوتا ہے کہ ہر بار نماز کے واسطے اوٹھنا دشوار معلوم ہوتا ہے تو یہ صورت اگر کوئی کر لیگا تو کچھ مضایقہ نہین غرض جمع صوری کے لینے مین خوب تطبیق ہو جاویگی اور جمع حقیقی بغیر عذر کے لینا تو کسی کا بھی مذہب نہین فقط معترض صاحب کی ایجاد ہے اور گمراہی کا اجتہاد ہے ع یہی اجتہاد آپکا گر رہیگا * تو دفتر ہدایت کا ابتر رہیگا * اور تفصیل اسکی ہمنے مسئلہ سی و سوم کے جواب مین خوب بیان کر دی ہے

وامام مالکؒ و تمامی سلف و خلف کا اور ایک روایت امام شافعیؒ سے بھی تو روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے
اور ابو داؤد نے بھی یہ روایت ابو ہریرہؓ کی کئی سندوں سے نقل کی ہے اور قول زہری کا بھی جس میں لکھا ہے کہ
باز رہے لوگ قرأت سے نماز جہری میں اور یہی امام مالک نے موطا میں ساتھ اسی قول کے نقل کیا ہے کہ چھوڑ دیا
لوگوں نے قرأت کرنا اوس دن سے اس تمام پر اگر کوئی کہے یہ جو کہتا ہے کہ فانتھی الناس ختمہ قول زہری کا
ہے ممنوع ہوا اس حدیث قابل حجت نہیں سو جواب اسکا یہ ہے کہ ہمارا استدلال تو قول زہری کے ساتھ نہیں ہے بلکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے ساتھ ہے اور نیز ابن ماجہ و نسائی نے اس طرح کا باب منعقد کیا ہے کہ نہ کچھ
کچھ نہ پڑھے اور اسکے اثبات میں یہ حدیثیں لائے ہیں عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَرَأَ الْاِمَامُ فَاَنْصِتُوْا یعنی روایت ہے ابی موسیٰ اشعری سے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جب امام پڑھے تو تم چپ رہو وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ فَاِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا یعنی کہا ابو ہریرہؓ نے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام اسی واسطے مقرر کیا گیا ہے کہ پیروی کرو تم اسکی جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور
جب وہ قرآن پڑھے تو چپکے سنو تم نقل کیا اس حدیث کو نسائی نے ساتھ دو سندوں کے اس مقام پر مؤلف صاحب کا کہ
صریح اور دروغ بیفروغ سننا چاہیے اور ایسے شخص کذاب پر نفرین کرنا چاہیے چنانچہ اسنے بلاغ المبین کے
صفحہ ٦٣ میں حدیث وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا کو ابو داؤد سے نقل کر کے لکھا ہے کہ یہ بھی ابو خالد کا وہم ہے اور
ابو خالد مولائی جعدہ بنت ہبیرہ مخزومی کا مجہول ہے تیسرے طبقے سے اور تقریب کا حوالہ دیا ہے واہ رے جرأت
کہ ایسے جھوٹ سے جھوٹے بھی شرما جائیں اور تمام منشا اس دعویٰ کا یہی ہے کہ جب انھوں نے دیکھا کہ متن
اس حدیث کے صاف صاف حنفیوں کے مدعا پر دلالت کرتے ہیں اور کوئی جواب اسکا بن نہیں پڑتا تو اس شخص نے
واسطے ضعیف اور مخدوش کرنے حدیث کے فریب ہی سے ایک اور ابو خالد کو یہاں ظاہر کیا حالانکہ جو راوی
اس حدیث میں ہے وہ ابو خالد احمر ہے کہ نام اوسکا سلیمان بن حیان ہے یہ وہ شخص ہے کہ جس سے بخاری اور
مسلم سند لیتے ہیں چنانچہ حافظ منذری نے اپنی مختصر میں بجواب ابو داؤد لکھا ہے وَھٰذَا فِیْہِ نَظَرٌ فَاِنَّ
اَبَا خَالِدٍ الْاَحْمَرَ ھٰذَا ھُوَ سُلَیْمَانُ بْنُ حَیَّانَ وَھُوَ مِنَ الثِّقَاتِ الَّذِیْ اِحْتَجَّ بِھِمَا الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ
وَمَعَ ھٰذَا لَمْ یَنْفَرِدْ بِھٰذِہِ الزِّیَادَۃِ بَلْ تَابَعَہٗ عَلَیْھَا اَبُوْ سَعِیْدٍ مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ الْاَنْصَارِیُّ یعنی
ابو داؤد کے قول میں بحث ہے کیونکہ ابو خالد احمر یہ وہی سلیمان بن حیان ہے اور وہ ایسا ثقہ ہے کہ بخاری و

دروغ عظیم مولف ظفر المبین

حجت نہیں بالحق حکم ہو فقط اپنی رای سے الفاظ کو خاص کر لینا معترض صاحب کی بہت بعید ہے کہتے
سمجھے ہیں اور کرتے کہ ہم پس اس جواب کی بنا محض تقلید جامد پر ہے **قولہ** کہا بعض علما نے یہ حدیث
منسوخ ہے آہ **اقول** یہ حدیث منسوخ نہیں اگر کوئی شخص کسی ضرورت سے یا نجاست خفیفہ سے اوپر
کپڑا میں لیگا تو کفارہ اوسپر آجائیگا چنانچہ تحقیق اسکی مسئلہ سی و سوم کے جواب میں گذر چکی **قولہ**
جواب یہ کہ یہ حدیث ابوہریرہ رضی کی بحال ہے منسوخ نہیں کیونکہ افضل بات یہی ہے کہ جنبی رمضان میں
فجر سے پہلے پہلے نہا لے الخ **اقول** مسند امام احمد اور ابن حبان کی حدیث سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ
اگر روزہ اوسکا نہیں ہوئیگا پھر معترض صاحب اسکو کس طور سے بحال خود فرماتے ہیں یہ حدیث بیشک
منسوخ ہے بخاری اور مسلم میں عائشہ رض اور ام سلمہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت
جنابت میں جماع سے صبح کرتے تھے پھر نہاتے تھے اور روزہ رکھتے تھے انتہی اور یہی حدیث اور وہ
آیت ابوہریرہ رض کی حدیث کی ناسخ ہونگی اور اس حدیث سے ابوہریرہ رض نے بھی جب اونکو عائشہ رض
اور ام سلمہ رض کی حدیث پہونچی رجوع کیا چنانچہ مسک الختام میں لکھا ہے روایت کیا ابوہریرہ رض کی حدیث
امام احمد اور ابن حبان نے پس جواب دیا ہے اسکا جمہور نے کہ یہ حدیث منسوخ ہے اور ابوہریرہ رض نے اوس سے
جبکہ اونکو عائشہ رض اور ام سلمہ رض کی حدیث پہونچی رجوع کیا اور موافق فرمایا ان دونوں صحابیہ کے
فتوی دیا انتہی اسمین تعجب ہے کہ ابوہریرہ رض جو راوی اس حدیث کے ہیں انہوں نے تو اس سے رجوع
کر لیا مگر معترض صاحب ابھی تک اوسکو بحال خود رکھتے ہیں شاید اسی قول اور فہم کے اعتماد پر معترض
صاحب نے تقلید ائمہ سے کنارہ کشی اختیار کی ہے ہماری ہی میں اونہیں ائمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید فرض
واجب ہے آیندہ اونکو اختیار ہے ہمارا کام سمجھانا ہے یار وہ اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو **قولہ**
جواب یہ کہ حدیث ابن عباس رض کی بحال ہے منسوخ نہیں کیونکہ بعد فرض ہونے رمضان کے عاشورے کے
دن روزہ رکھنے کی فرضیت منسوخ ہوئی یہ نہیں کہ عاشورے کے دن کا روزہ رکھنا ہی نہ چاہیے بلکہ روزہ
رکھنا عاشورے کے دن کا مستحب ہے آہ **اقول** علما نے اس حدیث منسوخ سے روزہ عاشورا کے
مستحب ہونے پر اجماع نہیں کیا بلکہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوسکا استحباب پایا جاتا ہے

عینی شرح بخاری مین لکھتے ہین رَوَی ابْنُ حَزْمٍ مِنْ حَدِیْثِ اَنَسٍ مِنْ اَخْلَاقِ النُّبُوَّۃِ وَضْعُ الْیَمِیْنِ عَلَی الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّۃِ وَہٰذَا یَعْضُدُ حَدِیْثَ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یعنی روایت کی ابن حزم نے حدیث انس رضی اللہ عنہ سے کہ نبوت کے اخلاق سے ہی رکھنا داہنے ہاتھ کا بائین پر نیچے ناف کے اور یہ حدیث قوت دیتی ہی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کو انتہی پانچوین وہ حدیث ہی جسکو امام ابوبکر بن ابی شیبہ نے جو استاد ہین امام بخاری اور امام مسلم کے اپنی مصنف مین لکھا ہی حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ مُوْسَی بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ عَلْقَمَۃَ ابْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ اَبِیْہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَضَعَ یَمِیْنَہٗ عَلٰی شِمَالِہٖ تَحْتَ السُّرَّۃِ یعنی حدیث کی ہمکو وکیع نے وہ روایت کرتے ہین موسی بن عمیر سے وہ روایت کرتے ہین علقمہ بن وائل بن حجر سے وہ روایت کرتے ہین اپنے باپ وائل سے کہا اونھون نے دیکھا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ رکھا آپنے داہنا ہاتھ اپنا بائین ہاتھ پر نیچے ناف کے انتہی اس مقام مین علامہ محدث محمد ابو الطیب مدنی نے بعد کلام طویل کے شرح ترمذی مین لکھا ہی ثُمَّ اطَّلَعْنَا عَلٰی حَدِیْثٍ صَحِیْحٍ بِحَمْدِ اللّٰہِ وَہُوَ سَنَدُ الْمَذْہَبِ وَمُؤَیِّدٌ لِحَدِیْثِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَہُوَ مَا اَخْرَجَہٗ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ فِیْ مُصَنَّفِہٖ یعنی پھر اطلاع پائی ہمنے حدیث صحیح پر شکر ہی اللہ تعالی کا اور وہ حدیث سند ہی مذہب کی اور حدیث حضرت علی کو تائید کرتی ہی اور یہ وہ حدیث ہی جو روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین اور پھر بعد اسکے لکھا ہی وَہٰذَا حَدِیْثٌ قَوِیٌّ مِنْ حَیْثُ السَّنَدِ پھر اونھون نے اس حدیث کے قوی ہونے کے وجوہات اور شواہد اور راویون کی عدالت اور ثقاہت اور صحت سند و متن حدیث کو تفصیل تمام لکھا ہی مختصر مین اسکی گنجایش نہین منصف مائل بالحدیث کو اسیقدر کافی ہی **شعر**

یکحرف بس ست اگر سخن ور ست ❊ ورنہ جو چراغ پیش کور ست ❊ پس ثابت ہوگیا ان احادیث صحیحہ اور دلائل قویہ سے کہ زیر ناف ہاتھ باندھنا موافق طریقہ مسنونہ کے ہی اور دربارۂ سماع علقمہ کے اپنے باپ سے اس حدیث مین کسیکو خدشہ گذرے تو جواب باصواب اوسکا اثبات سماع علقمہ مین مع شواہد و اقوال ثقات محدثین بحث اخفای آمین مین دیکھ لیوے کہ ہم پہلے اسکے لکھ چکے ہین بیان حاجت اعادہ کی نہین اور اگر کسیکو اسپر بھی اطمینان نہو اور زیادہ تفصیل چاہے تو کتاب اَلدُّرَّۃِ فِیْ عَقْدِ الْاَیْدِیْ تَحْتَ السُّرَّۃِ[1] مین ملاحظہ کر لیوے کہ جسکو محدث لمعی علامہ لوذعی مولوی وصی احمد صاحب سورتی نے تالیف کیا ہی اور بحث جرح و تعدیل رواۃ کو مثل آئینہ کے صیقل بیان سے چمکا دیا ہی ساتوان رسالہ ہفتم جمع بین الصلاتین کا

[1] سلہ الدرہ فی عقد الایدی تحت السرۃ

بھوپالی کے اور کوئی کتاب حوالہ دینے کو نصیب نہیں ہوتی کہ اکثر اس کتاب میں اونھین کی کتابوں کے
حوالہ ہیں کچھ حصول الامین کا لاہی حال آگیا کہ اور ہزارون معتبر کتابین متقدمین و متاخرین کی موجود ہین اور طرفہ تو
کہ صرف نام کتاب کا لینا چوڑا عربی عبارت مین لکھدیتے ہین اور کہیں اوسکے مصنف یعنی نواب بھوپال کا
نام بھولے سے بھی نہین لیتے کہ نام لکھنے سے کتاب کا اعتبار جاتا رہیگا کہ لوگ سب جان جاینگے کہ کتابین
اونکی بوجہ مسائل مردودہ اور کثرت اغلاط کے پایہ اعتبار سے ساقط ہوگئین خصوصاً جب سے کہ جناب علامہ
جلیل فہامہ نبیل مولانا محمد عبد الحی صاحب لکھنوی دام فیضہ الصوری والمعنوی نے اونکے اغلاط فاحشہ اور
مسائل مردودہ کا ابراز الغی مین اعلان کر دیا ہی اور فی الحال بھی کتاب تبصرة الناقد کا رد لکھ رہے ہین اور
آیندہ بھی انکا چھاپہ چھوڑینگے انکی ساری قلعی کھولدینگے ع تو ابھی اول ہی ہے رو تا ہی کیا آگے آگے
دیکھیو ہوتا ہی کیا خیر ہمکو اس سے کیا ولکل مبطل محق ہر زمانہ مین من جانب اللہ ہوتا چلا آیا ہی اور اسی
کتاب حصول المامول کے صفحہ ۲۱ مین اس حدیث کے منسوخ ہونے کی تصریح بھی تو کردی ہی معترض صاحب
قاعدہ اوسکا دیکھکر اعتراض تو کر دیا مگر یہ نہ دیکھا کہ اونھین اسی حدیث کو جسے معترض صاحب منسوخ
نہین کہتے منسوخ لکھا ہی اور جب دونون حدیثین صحیح واقع ہوئی ہین تو پھر فقط اس وجہ سے کہ یہ مسلم کی حدیث
ہی دوسری صحیح حدیث سے باوجود مساوات صحت کے منسوخ نہو جائیں بے انصافی اور تحکم ہی خدا اور رسول
کی طرف سے کچھ اس امر کا فرق نہین کہ بخاری اور مسلم کی حدیث کو دوسری اسی درجہ والی حدیث سے
ترجیح دیجاے اور اس حدیث کو چھوڑ دیا جاے اور باوجود صریح مخالفت و تصریح مضمون نسخ کے اسکو
ناسخ نہ کہا جاے ازبس جہالت و نادانی ہی جب دینیات مین ان لوگونکا یہ حال ہی تو دنیا معاملات کا کونا
ٹھکانا ہے ع ہرکہ با آخرت ندارد کار * کار دنیاش ہم تباہ شود * قال اور ایک مغالطہ امام اعظم کے
مقلد حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ صحیح بخاری مین بعض حدیثین ایسی ہین کہ وہ ہرگز لائق عمل کرنیکے
نہین چنانچہ مولوی محمد لودھیانوی نے اپنے رسالہ انتصار الاسلام مین لکھا ہی کہ بخاری شریف مین بعضی احادیث
ایسی ہین کہ وہ بالکل بظاہر لائق عمل کے نہین جیسا کہ حدیث وطی فی الدبر کی ابن عمر رض سے جو امام بخاری
والے تفسیر آیت نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم کے لائے ہین اس سے جواز لواطت کا

والحمیر یعنی خالد بن ولید سے روایت ہے کہا انھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے
اپنے کانون سے سنا کہ گھوڑے اور خچر اور گدھے کا گوشت کھانا حلال نہین انتہی اور نیز خلاف کیا ہے اس
حدیث کا جو ابو داؤد مین ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ اَکْلِ لُحُوْمِ الْخَیْلِ
وَالْبِغَالِ وَالْحَمِیْرِ یعنی تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے گھوڑے اور خچر اور گدھے کے
گوشت کھانے سے انتہی اور بھی خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو ابن ماجہ مین ہے نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُوْمِ الْخَیْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِیْرِ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
منع فرمایا گھوڑے اور خچر اور گدھے کے گوشت کھانے سے انتہی **گیارہوان مسالہ** غیر مقلدین
کہتے ہین کہ بسم اللہ پکار کر کہنی نماز مین مکروہ نہین بلکہ حدیث سے ثابت ہے سو انھون نے اس مسالہ مین
خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو بخاری اور مسلم مین انس رض کی روایت سے آئی ہے قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَخَلْفَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْھُمْ
یَقْرَأُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یعنی فرمایا انس رض نے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پیچھے نماز پڑھی اور ابو بکر اور عمر رض اور عثمان رض کے پیچھے نماز پڑھی پس مین نے کسی کو ان مین سے بسم اللہ
پڑھتے ہوئے نہین سنا انتہی اور نیز خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو مسلم مین ہے قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَکَانُوْا یَسْتَفْتِحُوْنَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ
رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا یَذْکُرُوْنَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فِیْ اَوَّلِ قِرَاءَۃٍ وَّلَا فِیْ اٰخِرِھَا
یعنی فرمایا انس رض نے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر رض اور عثمان رض کے پیچھے
نماز پڑھی پس وے شروع کیا کرتے الحمد للہ رب العالمین سے اور نہ ذکر کرتے بسم اللہ کو اول قراءت
مین اور نہ آخر قراءت مین انتہی **بارہوان مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ تیمم مین فقط ایک ضرب
منہ اور ہاتھ کے لیے کافی ہے سو انھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو حاکم اور دارقطنی
نے روایت کی ہے اِنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ التَّیَمُّمُ ضَرْبَۃٌ لِّلْوَجْہِ وَضَرْبَۃٌ
لِّلْیَدَیْنِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیمم ایک ضرب ہے واسطے منہ کے
اور ایک ضرب ہے واسطے ہاتھون کے کہنیون تک انتہی اور بھی خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو طبرانی اور
مسند بزار مین روایت ہے اِنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ التَّیَمُّمُ ضَرْبَتَانِ ضَرْبَۃٌ

دیوینا اور اس پر عمل معترض صاحب بھی اپنے حسن ظن سے کرلینگے مسلمان کی تو یہ شان نہیں جس پر
بات کے خود امام بخاری بھی قائل نہیں حضرات ظاہریہ دوسرے کی عمل کر لیتے ہیں دیکھو بخاری میں لکھا ہے
ویُروی عن الحسن عن غیر واحد مرفوعاً افطر الحاجم والمحجوم وقال لی عیاش ثنا
عبد الاعلی ثنا یونس عن الحسن مثلہ قیل لہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
نعم ثم قال واللہ اعلم یعنی حسن بصری کئی شخصوں سے مرفوع روایت کرتے ہیں کہ پچھنے لگانے والا اور
پچھنے لگائے گئے کا روزہ نہیں ہوتا اور مجھ سے عیاش نے کہا کہ ہم سے عبد الاعلی نے حدیث بیان کی
اونھوں نے یونس سے اونھوں نے حسن سے روایت مثل اسکے بیان کی کہا گیا اونسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے یہ روایت ہے کہا ہاں پھر فرمایا اللہ خوب جانتا ہے انتہی اب دوسری حدیث ناسخ اسکی بخاری ہی
میں ہے عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم احتجم وھو محرم واحتجم وھو
صائم یعنی ابن عباس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور حال میں
کہ آپ احرام باندھے ہوئے تھے اور پچھنے لگوائے اور حال میں کہ آپ روزہ سے تھے انتہی پس معلوم ہوا
کہ یہ حدیث پہلی حدیث کی ناسخ ہے اسیوجہ سے امام بخاری نے دونوں حدیثوں کو متصل بیان کیا ہے
جیسا کہ عادت ائمہ حدیث کی ہے کہ اول منسوخ حدیث بیان کرتے ہیں اور اسکے بعد ناسخ لاتے
ہیں اور خود معترض صاحب نے بھی اس حدیث کو تیسویں مقالہ میں منجملہ دس حدیثوں منسوخ کے
شمار کیا ہے دوسری حدیث منسوخ بخاری میں یہ ہے کہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ کہا اونھوں نے
نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکان اپنے میں اور حال میں کہ آپ بیمار تھے پس بیٹھکر نماز
پڑھی اور پیچھے آپکے لوگوں نے کھڑے ہوکر نماز پڑھی پس اشارہ کیا آپ نے کہ بیٹھ جاؤ پس فارغ
ہوئے فرمایا امام اسواسطے مقرر کیا گیا ہے کہ اوسکی اقتدا کیجاے پس جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو
اور جب وہ سر اوٹھاوے تو تم بھی سر اوٹھاؤ اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو
اور جب نماز بیٹھکر پڑھے تو تم سب بھی بیٹھکر نماز پڑھو دوسری حدیث ناسخ بخاری ہی میں یہ ہے
کہ انس بن مالک رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار ہوئے پس گر پڑے

حاربَ حَیًّا مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ قَنَتَ یَدْعُوْ عَلَیْہِمْ یعنی فرمایا اونھوں نے ہرگز نہیں قنوت پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر میں مگر ایک مہینے تک اسلیے کہ آپ ایک قبیلہ مشرکین سے جہاد کرتے تھے قنوت پڑھا تا بد دعا کریں اونپر انتہی اور بھی خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو عاصم بن سلیمان سے روایت ہے کہ ہم نے انس رض سے کہا کہ ایک قوم کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے فرمایا جھوٹ کہتے ہیں نہیں قنوت پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر ایک ماہ تک کہ بد دعا کرتے تھے قبیلوں پر مشرکین کے انتہی اور بھی خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کتاب القنوت میں انس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں قنوت پڑھتے تھے مگر جس وقت کسیکے واسطے دعا کرتے یا بد دعا کرتے انتہی اور بھی خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور طحاوی نے ابو مالک سعد بن طارق سے روایت کی ہے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا اونھوں نے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی پس قنوت پڑھی آپ نے اور میں نے ابو بکر رض کے پیچھے نماز پڑھی پس قنوت پڑھا اونھوں نے اور میں نے عمر رض کے پیچھے نماز پڑھی پس قنوت پڑھی اور میں نے عثمان رض کے پیچھے نماز پڑھی پس قنوت پڑھی اور میں نے علی رض کے پیچھے نماز پڑھی پس قنوت پڑھی پھر فرمایا بیٹا بیشک یہ بدعت ہے انتہی اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن حبان نے اور کہا حافظ نے سند اس حدیث کی اوپر شرط مسلم کے ہے انتہی

ستترھواں مسالہ غیرمقلدین کہتے ہیں کہ جو مچھلی خود بخود مرجاوے اور اولٹی ہو جاوے تو اوسکا کھانا مکروہ نہیں ہے سو اونھوں نے اس مسالہ میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو ابو داؤد اور ابن ماجہ میں جابر بن عبد اللہ رض سے روایت ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَلْقَی الْبَحْرُ اَوْ جَزَرَ عَنْہُ فَکُلُوْہُ وَمَا مَاتَ فِیْہِ فَطَفَا فَلَا تَاْکُلُوْا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو چیز ڈالدے دریا یا علیحدہ ہو جاوے اوس سے پس کھا جاؤ تم اسکو اور جو چیز دریا میں مرجاوے اور اولٹی ہو کر اوپر آجاوے پس مت کھاؤ تم اوسکو انتہی

اٹھارھواں مسالہ غیرمقلدین کہتے ہیں کہ ذی رحم محرم کو کوئی شی ہبہ کرکے پھیر اوس سے واپس لینی جائز ہے سو اونھوں نے اس مسالہ میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو بیہقی اور دارقطنی اور مستدرک میں سمرہ رض سے روایت ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَتِ الْہِبَۃُ لِذِیْ رَحِمٍ مَحْرَمٍ لَمْ یَرْجِعْ فِیْہَا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کسی شخص ذی رحم محرم کو کوئی چیز بخشی جاوے

بیچ اوسکے تحقیق وہ حلال ہے یعنی جماع کرنا عورت کو اوسکی دبر مین پھر پڑھی یہ آیت عورتین تمہاری
کھیتی ہین تمہاری پھر کہا پس کونسی چیز بہت ظاہر ہے اس سے صریح دلیل ہے اسپر کہ حنفیہ کے نزدیک عورت کی
دبر مین وطی کرنی حلال ہے الخ **اقول** جب معترض صاحب کو جواب صاحب انتصار الاسلام کا کچھ
نہ بن پڑا تو آخر اپنے ہندو بچہ ہونیکی اصالت پر آگئے بیہودہ بکنے لگے حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ پر
لکھا ہے لکھنے لگے اگرچہ جواب ترکی بترکی دندان شکن اس بی ادبی اور بیہودگی کا ہمارے پاس موجود تھا مگر
وہ تہذیب کے خلاف سمجھکر اوس سے زبان قلم کو روکا اور اسپر عمل کیا ع کی کند بیہودگی در پاسخ جاہل عقل
تو بیا لا کام و دندان گرچہ سگ پایت گزید اور سوای اسکے معترض صاحب کو کچھ خدا کا خوف بھی نہ آیا
جو حنفیہ کی طرف ایسے فعل شنیع کی نسبت کی اور حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ پر ناحق اس امر قبیح کا تہام
کیا امام طحاوی حکایۃً اگر کسیکا قول اپنی کتاب مین بیان کرین تو وہ اوسکا قائل ہونا کہانسے سمجھا گیا ورنہ لازم
آئیگا کہ جتنے معترض صاحب نے حنفیہ کے اقوال اپنی کتاب مین بیان کیے ہین سب کے معترض صاحب بھی
قائل ہین اور قرآن اور حدیث اور تفسیر مین برابر مخالفین کے اقوال موجود ہین اوسکو نقل کرنیوالے کا
مذہب کہنا اس سے بڑھکر اور کونسی جہالت ہوگی قرآن شریف مین تو اِنَّ اللّٰہَ ثَالِثُ ثَلٰثَۃٍ بھی
موجود ہے پھر کیا اس مقولہ کفار کو معترض صاحب اپنا مذہب ٹھیرالینگے استغفر اللہ قول مشہور نقل
کفر کفر نباشد سے بھی کان آشنا نہوے دیکھو نواب صاحب امیر بھوپال نے اوسی تفسیر فتح البیان کے صفحہ
مذکور مین لکھا ہے رُوِیَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ وَنَافِعٍ وَابْنِ عُمَرَ وَمُحَمَّدِ بْنِ کَعْبِ الْقُرَظِیِّ
وَعَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ الْمَاجِشُوْنَ اَنَّہٗ یَجُوْزُ ذٰلِکَ یعنی سعید بن مسیب اور نافع اور ابن عمر رض اور
محمد بن کعب اور عبد الملک بن ماجشون سے یہ روایت ہے کہ وطی فی الدبر جائز ہے انتہی پس اسکو
صاحب تفسیر فتح البیان کا مذہب کہنا معترض صاحب ہی کو زیبا ہے اسیطرح حنفیہ شافعیہ اور
مالکیہ کے اقوال کو اور شافعیہ حنفیہ اور مالکیہ کے اقوال کو اپنی اپنی کتابون مین برابر نقل کرتے چلے آئے ہین
اونکو ناقل کا مذہب کہنا معترض صاحب ہی کا مسلک ہے صاحب تفسیر فتح البیان نے اس مقام مین سب کے
مذاہب لکھے ہین بعد اسکے یہ بھی لکھا ہے کہ امام مالک سے بھی بعضون نے اسکے جواز کو نقل کیا ہے اسکی سند کیواسطے امام طحاوی رحمہ اللہ کا

ہر رکعت میں انتہی **اکیسواں مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہیں کہ مرد اگر اپنا آلہ تناسل چھوے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے سو اونھوں نے اس مسالہ میں خلاف کیا ہے اوس حدیث کا جو مسند امام احمد اور ترمذی اور ابو داود اور نسائی اور ابن ماجہ میں طلق بن علی سے روایت ہے کہ کہا اونھوں نے کہا ایک مرد نے چھوا اپنے ذکر کو یا کہا جو مرد کہ چھوے ذکر اپنا نماز میں تو کیا اوس پر وضو ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں وہ ایک ٹکڑا ہے جسم تیرے کا انتہی اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن حبان نے اور کہا ابن مدینی شیخ بخاری نے کہ یہ حدیث بسرہ کی حدیث سے بہتر ہے اور نزدیک امام بخاری کے بسرہ کی حدیث معلول ہے اور کہا امام طحاوی نے حدیث بسرہ کے متن اور اسناد میں اضطراب ہے اور کہا علامہ عینی نے بڑے تعجب کی بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے بڑے صحابہ کے روبرو تو بیان نہیں کیا یہانتک کہ کسی سے نقل اسکی صحیح نہیں ہوئی اور بیان کیا تو کس سے بسرہ عورت سے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنواری عورت سے بھی زیادہ حیادار تھے پس حضرات غیر مقلدین کا بیان تقوی اور قوی حدیث پر عمل کرنا کہاں ہوا گیا کہ عورت کی حدیث کو ایسے معاملہ میں مرد صدوق کی حدیث قوی پر ترجیح دیدی ہے

بائیسواں مسالہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے سو اونھوں نے اس مسالہ میں خلاف کیا ہے اوس حدیث صحیح کا جو ابو داود اور نسائی وغیرہ میں حضرت جابر رض سے روایت ہے قال کان اخر الامرین من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترک الوضوء مما مست النار یعنی کہا اونھوں نے آخر دو امروں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک کرنا وضو کا تھا اوس چیز کے کھانے سے جسکو آگ نے پکایا ہے انتہی اور امام محی الدین نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم میں لکھتے ہیں کہ اختلاف کیا ہے علما نے اونٹ کے گوشت کھانے میں پس اکثر اس طرف گئے ہیں کہ اوس سے وضو نہیں ٹوٹتا چنانچہ خلفای راشدین حضرت ابوبکر صدیق اور عمر اور عثمان اور علی یہ چاروں اور ابن مسعود اور ابی بن کعب اور عبد اللہ بن عباس اور ابو الدرداء اور ابو طلحہ اور عامر بن ربیعہ اور ابو امامہ رضی اللہ عنہم اور جمہور تابعین اور امام مالک اور امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور اصحاب اونکے اسی طرف گئے ہیں اور جمہور نے حدیث وضو کا جابر رض سے جواب دیا ہے کہ آخر دو امروں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک کرنا وضو کا تھا اوس چیز کے کھانے سے جسکو آگ نے مس کیا ہو انتہی

تئیسواں مسالہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ [illegible] سے پاک نہیں ہوتا [illegible]

الشافعی فی ذلک فان الشافعی نص علی تحریمہ فی ستۃ کتب من کتبہ یعنی اور تحقیق
حاکم اور دارقطنی اور خطیب بغدادی نے امام مالک سے کئی طریقوں کے ساتھ اوس چیز کو روایت کیا کہ جو وطی فی
الدبر کے حلال ہونے کو مقتضی ہے حال آنکہ اسکی اسناد میں ضعف ہے اور روایت کی امام طحاوی رحمۃ
اللہ علیہ نے محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم سے کہ تحقیق انھوں نے سنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کہ فرماتے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وطی فی الدبر کی حلت و حرمت مین کوئی روایت صحیح وارد نہین ہوئی مگر
اور قیاس یہ ہے کہ وطی فی الدبر حلال ہے اور تحقیق روایت کیا اسکو ابو بکر خطیب نے کہا ابن الصباغ نے کہ قسم
کھاتا تھا ربیع اوس اللہ کی کہ سوای اوسکے دوسرا کوئی معبود نہین ہے ہر آئینہ تحقیق کہ جھوٹ باندھا
ابن عبد الحکم نے امام شافعی پر اس مسئلہ مین اسواسطے کہ امام شافعی نے اپنی چھبون کتابون مین اسکی حرمت کی
تصریح کردی ہے کہ وطی فی الدبر حرام ہے انتہی اور اوسی تفسیر فتح البیان مین بعد ان اقوال کے یہ بھی لکھا ہے
ولا یجوز لاحد ان یعمل علی اقوالھم یعنی اور جائز نہین کسیکو ان لوگون کے اقوال پر عمل کرے پس
جب کسی نے بعد نقل اقوال مخالفین کے تصریح کردی کہ وطی فی الدبر ناجائز اور حرام ہے اور اسکے جواز مین
بعض ضعیف راویون کے قول پر عمل نکرنا چاہیے تو پھر کوئی جاہل اور آنکھون کا اندھا بھی اسکے یہ نہ سمجھیگا
کہ ان عبارات منقولہ کا مضمون ناقل کا مذہب ہے اور حنفیہ اسکے قائل ہین مگر معترض صاحب کی آنکھون نے
لوحون فاسدہ تعصب کا اوتر آیا اور زلزلہ حسد نے کاخ دماغ مین نزول اجلال فرمایا حق و باطل کے نور و
ظلمت مین امتیاز نہ رہا اور شعر معترض صاحب کا اولٹ کر انھین پر صادق آیا ؎ آنکھین اگر بند ہین
تو پھر دن بھی رات ہے اسمین قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا ۔ قال اور یہی باعث ہے کہ حنفیہ عورتون کی
دبر مین وطی کرنیوالے پر حد مارنے کے قائل نہین چنانچہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہے الخ اقول
حد کا لازم ہونا اس امر کو مستلزم نہین کہ یہ فعل حرام بھی ہو سیکڑون فعل حرام ہین مگر حد اونمین نہین ہے
چنانچہ پیشاب انسان کا پینا سبکے نزدیک حرام ہے مگر حد اوسمین کسیکے نزدیک نہین آتی اگر شراب پیئیگا تو
بیشک حد آجائیگی اور نسبت ارتکاب فعل مذکور کے خود صحابہ مین اختلاف واقع ہوا ہے کسیکے نزدیک
آگ مین جلانا اور کسیکے نزدیک دیوار اوسپر گرا دینا اور کسیکے نزدیک بلند مکان سے گرا کر پتھر مارنا ہے

(اور سانیہ اوس اونٹ کو کہتے ہین جسپر پانی رکھکر زمین کے واسطے لیجاتے ہین) انتہی اور عبد الرزاق نے عمر بن عبد العزیز اور مجاہد اور نخعی سے روایت کی ہو کہ فرمایا اونھون نے اس چیز مین جو زمین اوگاوے تھوڑی ہو یا بہت دسوان حصہ ہو انتہی اسیطرح ابن ابی شیبہ نے عمر بن عبد العزیز اور مجاہد اور ابراہیم نخعی سے روایت کی ہو پس ان احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا کہ زمین کے قلیل اور کثیر مین دسوان حصہ دینا لازم آتا ہو کیونکہ یہ احادیث عام مین قلیل اور کثیر دونون کو شامل ہین پس جن حدیثون مین پانچ وسق کا بیان ہو وہ زکوۃ تجارت مین وارد ہین کیونکہ قیمت وسق کی اوسوقت چالیس درہم تھی چنانچہ علامہ زیلعی وغیرہ نے اسکی تصریح کردی ہو بلکہ لفظ صدقے کا جو اس حدیث مین موجود ہو اسی پر دال ہو اسلیے کہ صدقہ زکوۃ مین بولتے ہین اور خارج زمین پر عشر کا اطلاق آتا ہو علاوہ اسکے عام کو خاص پر ترجیح ہو اور بنایہ مین لکھا ہو کہ علامہ ابو بکر بن عربی نے کہا ہو کہ قوی تر مذہبون کا اس مسئلے مین مذہب امام ابو حنیفہ کا ہو باعتبار دلیل و احتیاط کے انتہی پھر ان اجتہادون کی حدیث کو ترک کرکے صدقۂ زکوۃ کی حدیث پر چلنا اگر کمال نادانی اور محض تقلید جامد کی نشانی ہو تو کیا ہو

چھبیسوان مسئلہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ زیادہ عبادت کرنی بدعت ہو اور کثرت ریاضت دین مین جو نفس پر شقت ہو خلاف طریقۂ سنت ہو سو اونھون نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہو اس حدیث کا جو بخاری مین عائشہؓ سے روایت ہو کَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَقُومُ لِيُصَلِّيَ حَتَّى تَرِمَ قَدَمَاهُ فَيُقَالُ لَهُ فَيَقُولُ أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوا کرتے نماز پڑھنے کو یہانتک کہ ورم کرجاتے دونون قدم آپکے پس کہا جاتا آپ سے پس کہتے کیا مین بندہ شکر گذار نہون انتہی اور بھی خلاف کیا ہو اس حدیث کا جو ترمذی مین مغیرہؓ سے روایت ہو قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى انْتَفَخَتْ قَدَمَاهُ فَقِيلَ أَتَتَكَلَّفُ هٰذَا وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا یعنی کہا اونھون نے نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک کہ قدم آپکے آماس کرگئے پس کہا گیا آپ سے کہ آپ کیون ایسی تکلیف اوٹھاتے ہین حال آنکہ آپکے اگلے پچھلے گناہ معاف ہوگئے ہین فرمایا کیا مین بندہ شکر کرنیوالا نہون انتہی کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہو اور بھی خلاف کیا ہو اس حدیث کا جو ابن ماجہ اور نسائی نے مغیرہؓ سے روایت ہو قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ غَفَرَ اللهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ

چاہیے کہ جس درجہ کی جو کتاب ہو اوسکو ویسا ہی رکھنا چاہیے مگر حضرات ظاہریہ تو بخاری کے سامنے
قرآن کو بھی نہیں مانتے ہیں اور اوسکے مقابلہ میں نصوص صریحہ کی بھی کچھ حقیقت نہیں سمجھتے ہیں
یہ انکی زیادتی ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ یعنی تحقیق حق تعالیٰ حد سے تجاوز کرنیوالونکو دوست
نہیں رکھتا **قولہ** اور ایک مسئلہ امام اعظم کے مقلد مولوی محمد لودھیانوی نے حدیث پر چلنے والونکو
یہ بھی کہ بخاری میں ہے کہ اگر شراب میں مچھلی ڈالکر دھوپ میں رکھ دیں تو درست ہے الخ **اقول**
چونکہ معترض صاحب بخاری کے ہر قول کو قابل حجت سمجھتے ہیں اسلئے انکو شراب کے مسئلہ میں کچھ بھی کلام
کرنا نہیں چاہیے اور بلا چون وچرا تسلیم کر لینا مناسب ہے ورنہ اونکے قاعدہ کے خلاف ہوگا اور یہ
لازم آئیگا کہ جو مذہب قابل عمل معترض صاحب کے نہیں اوسکو امام بخاری نے کیوں درج کیا **قال**
لیکن افسوس کہ انہوں نے یہ نہ خیال کیا کہ ہمارے مذہب کی فقہ کی کتابونکا تو کوئی باب بھی ایسا نہیں ہے جو
پورا پورا لائق عمل کے ہو کیونکہ ہزارہا مسائل میں جو امام اعظم اور اونکے شاگردوں ابو یوسف و
امام محمد اور امام زفر کا اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل وغیرہ کا آپسمیں اختلاف ہے
انمیں سے کسکو سچا جانا جاوے اور کسکو سچا نہ جانا جاوے اور کسکو خدا تعالیٰ اور اوسکے رسول
کے حکم کے مطابق سمجھا جاوے اور کسکو نہ سمجھا جاوے ذرا بتلا تو دیجیے **اقول** کیا خوب ذرا غور تو
کیجیے کہ تمام کتابوں میں اسکے مقرر ہیں کہ امر حق چاروں مذاہب میں دائر ہے اور ہر امام حق پر ہے اختلاف فروعیہ کا
منافی حقیقت کے نہیں ہو سکتا بلکہ اس قسم کا اختلاف تو امت کیواسطے موجب رحمت ہے اور ہر ایک
امام کا موافق قرآن و حدیث کے ہے ہرگز مخالف نہیں اور معترض صاحب کا یہ کہنا کہ فقہ کی کتابونکا کوئی
باب بھی ایسا نہیں ہے جو کہ پورا پورا لائق عمل کے ہو محض لغو اور بیچ و بادر ہوا ہے اسواسطے کہ ہمنے جسقدر
مسائل فقہ کا جواب اس کتاب میں جو معترض صاحب کے نزدیک کوئی مسئلہ اوسکا قابل عمل کے نہ تھا
اور اوسکو حدیث کے خلاف جانتے تھے شرح و بسط کے ساتھ دیا ہے اور ہر ایک مسئلہ کا ماخذ قرآن و
حدیث سے بتلا دیا ہے کیا یہ مسائل قابل عمل کے نہیں ہیں اگر موافق اعتراض معترض صاحب کے اختلاف
فروعی کو منافی حقیت کے سمجھا جاوے تو سبب اس اختلاف کے اقوال ائمہ مجتہدین میں شک کیا جاوے

نہین کرتے ہین بلکہ خدا و رسول سے بھی نہین ڈرتے ہین آن زبانی دعوی عمل بالحدیث کا بہت کچھ ہے سو
کو وہان نہین یہ وہ کچھ نکالے ہوئے تو ہین ہی کیسے ان بتون کو بھی نسبت ہے دور کی ہی اور یہ نہین جانتے کہ ہم
بتقلید نفس خبیث و بانظار دعوی عمل الحدیث کے تقلید حضرات ایمہ مجتہدین اور طریقہ سلف صالحین کو چھوڑکر اور
اخلاص سنت نبوی سے موہنہ موڑ کر کس ضلالت و گمراہی کے گڑھے مین پڑے ہین اور کس نفسانیت کے کوچہ تنگ
مین اٹکے ہین کہ جہان جاتے ہین ذلت و رسوائی اوٹھاتے ہین خصوصا حرمین شریفین مین تو غیر مقلدی کی خوب
سزا پاتے ہین اور نکال دیے جاتے ہین بلکہ مصداق ان احادیث کے ہوئے جاتے ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
بطور پیشین گوئی کے فرمایا اور انکے سب حالات اور علامات کو بتایا چنانچہ بروایت ابی ہریرہ صحیح مسلم مین وارد ہے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یَکُونُ فِی اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ کَذَّابُونَ یَاْتُونَکُمْ مِنَ الْاَحَادِیْثِ
بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُکُمْ فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاهُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ یعنی ہونگے آخری زمانہ مین
فریب کرنیوالے جھوٹے ہمارے لوگ لاوینگے تمہارے پاس ایسی حدیثین کہ نہ سنی ہونگی تم نے اور نہ تمہارے باپ دادا نے
سو بچاؤ تم اپنے تئین ان سے اور اونکو اپنے سے ایسا نہو کہ کہین گمراہ نہ کردین تمکو اور فتنہ و فساد مین نہ ڈالدین تم کو
کہ عمل بالحدیث کے پردے مین علم والونکی صورت بنا کر فریب جھوٹ اور افترا پردازی اپنی طرف کھینچ لاتے ہین اور
نئے طریقے یعنی لامذہبی اور آزادی کی طرف سنت کے بہانے سے بلاتے ہین اور سلف صالحین اور انکے بزرگان
کے عقائد اور طریقہ حقہ سے بہکاتے ہین اور ایمہ مجتہدین اور فقہای متقدمین پر لعن طعن کرکے مقلدین کو اون سے
بد عقیدہ کراتے ہین اسیواسطے دوسری حدیث ترمذی مین وارد ہے وَقَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَعَنَ
اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دربارہ علامات قیامت کے کہ لعنت کرینگے پچھلے لوگ
اگلون کو یعنی برا کہینگے اور یہ بات ظاہر ہے کہ یہ لوگ حضرات مجتہدین و فقہای متقدمین پر کیا کچھ لعن طعن کرتے ہین چنانچہ
نمونہ اوسکا کتاب ظفر مبین ہے کہ جسمین تمام مقلدین حنفیہ کو مشرک و رکافر لکھا ہے اور تقلید کو شرک اور حرام کہا ہے اور
کل مسلمین چارون مصلون کو ضلالت و بدعت قرار دیا ہے نعوذ باللہ من ذلک جو چاہے اس مضمون کو کتاب مذکور
کے صفحہ ۱۸۹ اور ۲۳۲ و ۲۳۳ مین دیکھ لیوے و نیز کتاب تحقیق الکلام مطبوعہ محمدیا ہش ہند امرتسر مین تمام صوفیہ کرام خصوصا
حضرت عارف باللہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اور اونکی کتاب قول الجمیل کو نہایت برا لکھا ہے اور اونپر طعن کیا ہے چنانچہ
یہ مضمون صفحہ ۴۰ و صفحہ ۲ سے ۳ تک موجود ہے اسیطرح کتاب اساءت اللبیب مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۱۲ مین اور کتاب
اعتصام السنہ مطبوعہ کانپور کے صفحہ ۴۹ مین اور کتاب استعاد القریح مطبوعہ مطبع علوی کے صفحہ ۶۲ و ۶۳ مین حضرت صدیق اکبر

ضمیمۂ الفتح المبین
موسوم بتنبیہ الوہابیین

بعد حمد الٰہی و نعت حضرت رسالت پناہی کے واضح ہو کہ جو حضرات غیر مقلدین مخالفت حدیث و قرآن کا الزام مقلدین کو دیتے ہین اور مجتہدین ائمۂ دین پر مسائل فقہیہ مین مطاعن بیجا کرتے ہین سو انکی محض نفسانیت اور منشای جہالت ہی اسواسطے کہ کوئی مسئلہ فقہ کا قرآن و حدیث کے مخالف نہین اور جو کچھ حضرات مجتہدین نے بیان کیا ہی وہ سب کتاب و سنت کے موافق ہی تعجب ہی کہ یہ لوگ خود اپنے گریبان مین منہ ڈالکر نہین دیکھتے کہ وہ خود کسقدر قرآن و حدیث کے مخالف عمل کرتے ہین اور ناحق عامل بالحدیث ہونیکا دم بھرتے ہین چہ خوش انکا دعوا ہی ہی

عامل حدیث کے یہ جو بنے ہین برای نام
عامل حدیث کے ہین بلا شک مقلدین
لا مذہبونکو بہرہ نہین عقل و رای سے
داخل یہ آیۂ اُولُوا الالبَاب مین نہین
اکثر عمل ہی انکا احادیث کے خلاف

اور انکو اہل رای یہ کہتے ہین بدلگام
اور ساتھ عقل و رای کے ہی کرتے ہین کلام
ہین بیوقوف سب کے سب اسمین نہین کلام
خارج ذوی العقول سے ہین مثل دد و دام
چند اونکے مسائل ہین سنو تفصیل سے تمام

پہلا مسئلہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ مسائل دینیہ مین قیاس کرنا مشروع نہین اور قیاس کو فعل شیطانی جانتے ہین اور کہتے ہین کہ اَوَّلُ مَنْ قَاسَ اِبْلِیْسُ یعنی پہلے جسنے قیاس کیا وہ ابلیس ہی جیسا کہ صفحہ ۱۰ الظفر المبین و صفحہ ۱۰ فتح مبین مصنفہ بدیع الزمان مین لکھا ہی حالانکہ قیاس ابلیس کا شرع کے مخالف تھا جسکے سبب سے سجدہ نکیا تو ملعون ہو گیا بخلاف قیاس فقہای مجتہدین کے کہ اصول شریعت کے موافق ہوتا ہی اور موجب اجر و ثواب ہی اور شیطان کا قیاس تو باعث لعنت و عتاب ہی ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا غرض یہ قول غیر مقلدین کا مخالف اس حدیث کے ہی جو بخاری اور مسلم مین آئی ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا حَکَمَ الْحَاکِمُ فَاجْتَھَدَ وَاَصَابَ فَلَہٗ اَجْرَانِ وَاِذَا حَکَمَ فَاجْتَھَدَ وَاَخْطَأَ فَلَہٗ اَجْرٌ وَّاحِدٌ یعنی عبد اللہ بن عمرو اور ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حاکم جب حکم کرے پس قیاس کرے اور قیاس اوسکا صحیح ہو تو واسطے اوسکے دو ثواب ہین اور جب حاکم حکم کرے

اسلام کے پردے میں بغرض ملک گیری ظاہر کیا اور مدینہ منورہ اعلان علی السنۃ کے تمام مقابر متبرکہ و مزارات ڈھا دیا
کو منہدم کر کے مسلمانان اہل تقلید ساکنان حرمین وغیرہ پر حکم جہاد کا دیا اور مار ڈالا انکو اور انکی لوٹ اور قتل کو مباح سمجھا
رکھا اور انپر ظلم کیا یہانتک کہ لشکر سلطانی نے اونپر فتح پائی اور سنہ ۱۲۳۳ ہجری میں اونکا بالکل استیصال کر دیا
چنانچہ مختصر حال اس فتنہ غربیہ وہابیہ کا علامہ شامی نے رد المحتار حاشیہ در مختار مطبوعہ مصر کی جلد سوم کے
صفحہ ۳۰۹ میں اس طرح لکھا ہے کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوہاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا
علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذہب الحنابلۃ لکنہم اعتقدوا انہم ہم المسلمون وان من
خالف اعتقادہم مشرکون واستباحوا بذلک قتل اہل السنۃ وقتل علمائہم حتی کسر اللہ
تعالی شوکتہم وخرب بلادہم وظفر بہم عساکر المسلمین عام ثلاث وثلاثین ومائتین والف
انتہی یعنی جیسا کہ ہمارے زمانے میں واقع ہوا کہ گروہ وہابیہ نے نجد سے خروج کر کے حرمین پر تغلب کیا اور اپنا
انتساب مذہب حنبلی کی طرف کرتے تھے لیکن اعتقاد اپنا یہ تھا کہ اپنے کو مسلمان جانتے تھے اور جو کوئی اونکے اعتقاد کے
مخالف ہوتا اوسکو مشرک کہتے اور مباح کر دیا قتل اہل سنت کا اور اونکے علما کا یہانتک کہ توڑ دیا اللہ تعالی نے
اونکی شوکت کو اور برباد کر دیا اونکے شہروں کو اور فتح پائی اونپر لشکر اسلام نے سنہ ۱۲۳۳ ہجری میں غرض آجکل کے
غیر مقلد بھی اوسی گروہ وہابیہ میں داخل ہیں اور اکثر عقائد اور مسائل میں اونہیں کے پیرو اور معتقد ہیں اور
محمد بن عبد الوہاب کی کتاب التوحید پر انکا عمل ہے جب بخیال خوف بلوہ و فساد کے سرکار انگریزی نے وہابیان
ہندستان سے تعرض کرنا شروع کیا اور لشکے جا بجا نگران اور خبرگیران رہنے لگے تب سے ان لوگوں نے وہابی کا لقب
بدل ڈالا اور اپنے تئیں دوسرے القاب مثل محمدی یا عامل الحدیث یا غیر مقلد یا موحد وغیرہ سے مشہور کیا
اور کہتے ہیں کہ ہمارا عمل قرآن و حدیث پر ہے تقلید مجتہدین کی شرک و بدعت ہے ہمکو اس سے کچھ کام نہیں پابندی مذہب
میں آزادی اسلام نہیں جس حدیث پر چاہیں عمل کریں فی الحال آجکل یہ آزادی ان غیر مقلدین کی یہی ہیں کہ پابندی
خواہش نفس کی ہر جس طرح اپنا جی چاہا اور جس حدیث میں اپنا مطلب نکلا پایا اوسیکو اپنا معمول بہ ٹھیرا لیا دین
کو ایک بازیچہ طفلان بنا لیا کبھی باتباع شافعیہ کے ایک چیز کو حرام جانا اور کبھی بموافق حنفیہ کے اوسیکو حلال کر لیا
اور کبھی کسیکو جائز کہا اور کبھی ناجائز قرار دیا گردن کا جو یہی طریقہ تھا تو حق تعالی نے اس آیت میں اونکی
خبر دی یحلونہ عاما ویحرمونہ عاما یعنی ایک سال اپنی خواہش نفس کے موافق ایک چیز کو حلال کر لیتے
ہیں اور دوسرے سال اوسیکو حرام بنا دیتے ہیں اس صورت ناط کو تلفیق کہتے ہیں اور اسی سے تلفیق بالاتفاق

حال فتنہ وہابیہ کا بحوالہ شامی

حرمت عمل تلفیقی کی

واسطے شرعیت قیاس کے دلائل قاطعہ سے گردانا ہی اور منکر قرآن و حدیث کو کافر کہا ہی اور اسیطرح حال منکر اجماع اور قیاس کا اور بعض نے کہا کہ منکر اسکا رافضی اور زندیق ہی **دوسرا مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ ہم سوای قرآن و حدیث کے اجماع کو نہین مانتے سو انھون نے خلاف کیا ہی ان احادیث کا لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَۃِ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا اجماع ضلالت اور گمراہی پر نہوگا اور فرمایا یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ یعنی اجماع مومنین پر اللہ کا ہاتھ ہی اور فرمایا اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ یعنی پیروی کرو تم بڑی جماعت کی یعنی جدھر بہت لوگ ہین اونکی راہ پر چلو سو جو کوئی اس جماعت اعظم سے الگ ہوا داخل ہوگیا وہ دوزخ مین اور ظاہر ہی کہ جماعت اعظم اور گروہ کثیر مسلمانو نکا مقلدین چار مذہب کے ہین جس مذہب کو چاہو اختیار کرلو کہ حق انھین چار مین دائر ہی اور جو انسے نکلا وہ دائرہ اہل سنت و جماعت سے باہر ہی اور بھی سنن دارمی مین حدیث وارد ہی وَلَیْسَ اَحَدٌ یُّفَارِقُ الْجَمَاعَۃَ شِبْرًا فَیَمُوْتُ اِلَّا مَاتَ مِیْتَۃً جَاهِلِیَّۃً یعنی جو کوئی اجماع مومنین سے جدا ہوکر مرگیا تو جاہلیت کی موت مرا انتہی بلکہ اجماع کی دلیل قرآن سے ثابت ہی چنانچہ حق تعالی فرماتا ہی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا یعنی جو کوئی چلے خلاف راہ جماعت مسلمانونکے تو ہم اوسکو اوسی راہ ضلالت پر رکھینگے اور ڈالدینگے اوسکو دوزخ مین اور وہ بہت بری جگہ پہونچا یہان موضح القرآن مین مولانا شاہ عبد القادر صاحب نے بطریق فائدہ لکھا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ ہی مسلمانونکی جماعت پر جسنے جدی راہ پکڑی وہ جا پڑا دوزخ مین تسپر جس بات پر امت کا اجماع ہوا وہی اللہ کی مرضی ہی اور جو منکر ہوا اسکا وہ دوزخی ہی انتہی غرض حق تعالی نے راہ اجماع مومنین کے خلاف پر چلنے والے کو عذاب دوزخ کی وعید سنائی اور تمامی مفسرین اور علما اور فقہا اسی آیت کو حجیت اجماع پر سند لاتے ہین اور مولوی اسمٰعیل صاحب شہید نے بھی ایضاح الحق مین اسی آیت کو دلیل اجماع کی قرار دی ہی نیز آیۂ وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَی النَّاسِ اور آیت کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ بھی اجماع کی حجیت ہونے پر دلیل واضح ہی پس امور شرعیہ مین اجماع موجب قطعیت یقین ہی اور منکر اس حجت قطعی کا مثل شیعہ و معتزلہ کے ہی اور منکر اجماع قطعی کا بالاتفاق کافر ہی اور منکر اجماع ظنی کے کفر مین اختلاف ہی کذا فی کتب الاصول **تیسرا مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ نماز مین بعد قراءت الحمد کے آمین پکار کر کہنی چاہیے سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو مسند امام احمد و مسند ابو داود

فی الکذابین میں عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے قَالَ وَاللّٰہِ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَیَکُوْنَنَّ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ دَجَّالُوْنَ وَبَیْنَ یَدَیِ الدَّجَّالِ کَذَّابُوْنَ
ثَلَاثُوْنَ اَوْ اَکْثَرُ قُلْنَا مَا اٰیَاتُہُمْ قَالَ یَاْتُوْنَکُمْ بِسُنَّۃٍ لَمْ تَکُوْنُوْا عَلَیْہَا لِیُغَیِّرُوْا بِہَا سُنَّتَکُمْ وَدِیْنَکُمْ
فَاِذَا رَاَیْتُمُوْہُمْ فَاجْتَنِبُوْہُمْ وَعَادُوْہُمْ یعنی کہا اونھون نے قسم اللہ کی تحقیق سنا ہم نے آنحضرت سے کہ فرماتے
تھے کہ قریب قیامت کے آخر زمانے مین نکلیںگے دجال اور قریب آنے دجال کے ایک چھوٹا فرقہ تیس آدمیون یا زیادہ
کا ظاہر ہوگا سو عرض کیا ہم نے یا رسول اللہ کیا علامتین ہین اوس فرقۂ کذاب کی فرمایا کہ لاوینگے وہ لینی بتلاوینگے
تمکو ایک نیا طریقہ کہ تم اوس طریق پر نہوگے اور اوسکو سنت کہیںگے تم لوگون کو دہوکا دینگے تاکہ بدلدین اوسکے سبب سے
تمہاری سنت نبوی اور دین اسلام کو کہ جسپر تم عمل کرتے ہو اور ثابت قدم ہو پس جب دیکھو تم اوس قوم کذاب کو
تو دور رہو اونسے اور اونکو دین کا دشمن جانو اور اونسے عداوت رکھو انتہی پس اس حدیث سے لامذہبون کا
حال صاف ظاہر ہے کہ نئی نئی باتین دین مین نکالتے ہین اور سنت کا نام لیکر مقلدین کو بہکاتے ہین اور
طریق تقلید کو اونسے چھوڑاتے ہین اور آپ اہل حدیث بنتے ہین اونکو اہل الرائے بناتے ہین فقہ کو عقل کا
ڈھکوسلا بتاتے ہین اور فقہا کو سخت و سست باتین سناتے ہین افسوس ہے ان لوگونکی سمجھ پر کہ حق تعالی
خود ارباب عقل ورای کی تعریف فرماتا ہے اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ ہَدَاہُمُ اللّٰہُ وَاُولٰئِکَ ہُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ یعنی
وہی لوگ ہین جنکو اللہ نے ہدایت دی اور وہی ہین عقل والے وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّا اُولُوا الْاَلْبَابِ یعنی نہین سمجھتے
ہین مگر عقل والے انتہی اور یہ لوگ عقل کی بات سے چڑھتے ہین اور اہل الرائے سے بگڑتے ہین اور عقلمندسے
جھگڑتے ہین گویا اپنی عقل سے لڑتے ہین اور اعتراف اپنی بلادت اور بے عقلی کا کرتے ہین اور طرہ یہ کہ ائمہ اربعہ
کی تقلید کو تو شرک و بدعت کہیں اور خود محمد بن عبدالوہاب نجدی و ابن تیمیہ و داود ظاہری و ابن حزم و
قاضی شوکانی و دیگر ہالی کی تقلید کرین سو یہ بھی باتین اہل حدیث کی سمجھ کی کیونکر اونکو بتاؤن طبع ہے
تو بین سمجھتا ہی نہ کوئی تجھے کس طرح سے بڑاؤن مین ﴿ اوّ تیسوان مسالہ غیر مقلدین یہ حرمین شریفین
و دیگر بلاد عرب حجاز و شام و بیت المقدس و مسجد الحرام کے خاص و عام مقلدین کو مشرک و بدعتی کہتے ہین
اور اونکو خالص دیندار اور متقی پرہیزگار نہین جانتے ہین اور وہان کے طریقۂ تقلید ائمہ اربعہ اور چارون
مصلون کی تعیین کو بدعت او خلاف سنت بتاتے ہین سو اونھون نے (بسبب اس سوء ظن کے
کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ یعنی بیشک بعض بدگمانی گناہ ہے) خلاف کیا ہے آیات قرآن

اسکو چھوڑ دیا اور جو بعض روایت مین دفع بہا صوتہ وارد ہوا اسکو بھی اوسی پر قیاس کرنا چاہیے یا یہ روایت بالمعنی ہے یعنی بعض راویون نے مد کی تفسیر رفع کے ساتھ کی ہے حالانکہ مد کے معنی اطالت کے ہین یا یہ عبارت جیسا کہ مذکور ہوچکا اور اگر بالفرض معنی رفع کے بھی ہون تو مراد اوس سے اتنا بلند کیا کہ اول صف یعنی پاس کے آدمیون نے تین سن لی اور یہ منافی اخفا کے نہین اسواسطے کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ نماز سریہ مین بھی قریب کے مقتدی امام کی قراءت سن لیتے ہین اور موید اسکی حدیث ابوہریرہ رضی ہے جو مروی ہے سنن ابوداؤد مین اور نیز اسپر آثار صحابہ بھی شاہد عادل ہین کہ یہ حضرات اخفاء آمین کرتے تھے چنانچہ تہذیب الآثار مین طبری روایت کرتے ہین ابوبکر بن عیاش سے وہ ابوسعید سے وہ ابووائل سے کہا اونھون نے کہ نہ تھے عمر رض اور علی رض جہر کرنے والے ساتھ بسم اللہ اور آمین کے اور ہمارے حضرات مقلدین حنفیہ کو یہ بھی یاد رہے کہ غیر مقلدین کو جب کسی حدیث صحیح کے جواب مین کچھ نہین بن پڑتا تو اوس حدیث کی اسناد مین خواہ مخواہ کوئی خدشہ علامت ضعف وغیرہ کا پیدا کرکے عوام الناس کو دھوکا دیتے ہین سو نظر بران اگر کوئی غیر مقلد صاحب اس حدیث وائل مذکور خفض بہا مین بایطور خدشہ کرین کہ اسکی سند مین راوی علقمہ ہے اور اوسنے اپنے والد سے نہین سنا جیسا کہ تقریب مین ہے عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ بِضَمِّ الْمُهْمَلَةِ وَسُكُونِ الْجِيمِ الْحَضْرَمِيُّ الْكُوفِيُّ صَدُوقٌ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ پس سند مذکور مجروح ہوئی اور حدیث بسبب انقطاع کے قابل احتجاج نہ رہی سو جواب اسکا کئی طرح سے ممکن ہے اول تو حدیث منقطع بھی ہمارے نزدیک مثل حدیث مرسل کے حجت ہے بشرطیکہ راوی اوسکے ثقہ اور عادل ہون جیسا کہ کہا ہے امام ابن ہمام نے کتاب التحریر کی فصل کیفیت سند مین أَنَّ الِانْقِطَاعَ عِنْدَنَا دَاخِلٌ فِي الْإِرْسَالِ بَعْدَ عَدَالَةِ الرُّوَاةِ اور ظاہر ہے کہ راوی اس حدیث کے سب ثقہ اور عادل ہین دوسرا جواب یہ ہے کہ اگرچہ حافظ ابن حجر تقریب مین عدم سماع علقمہ کے قائل ہوگئے ہین مگر یہ قول انکا جمہور علما کے خلاف ہے بلکہ خود حسب تحریر حافظ ابن حجر کے اور مقامات سے تو سماع علقمہ کا ثابت ہوتا ہے پس نفی سماع علقمہ کی تقریب مین محمول ہے اونکے عدم اطلاع پر یا کلام غیر کے نقل کرنے پر اسواسطے کہ اثبات مقدم ہے نفی پر چنانچہ خود حافظ اپنی کتاب تہذیب التہذیب مین ترجمہ علقمہ مین لکھتے ہین حَكَى الْعَسْكَرِيُّ عَنِ ابْنِ مَعِينٍ أَنَّهُ قَالَ عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ یعنی حکایت کی عسکری نے ابن معین سے اسبات کی کہ کہا علقمہ بن وائل نے اپنے باپ سے اور بھی انھون نے بلوغ المرام کے باب صفت الصلوۃ مین نسبت حدیث وائل صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ السلام

اَلْمُصَلُّوْنَ فِیْ جَزِیْرَةِ الْعَرَبِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ یعنی تحقیق شیطان ناامید ہوگیا اس بات سے کہ عبادت
کریں لوگ اوسکی جزیرہ عرب مین اور فرمایا آنحضرت نے اِنَّ الدِّیْنَ لَیَارِزُ اِلَی الْحِجَازِ کَمَا تَارِزُ الْحَیَّةُ
اِلٰی جُحْرِھَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ یعنی تحقیق دین سمٹ آویگا ملک عرب کی طرف جیسے سانپ سمٹ آتا ہے اپنے
بل کی طرف اور بخاری مین بروایت ابوہریرہؓ یہ حدیث اسطرح ہے اِنَّ الْاِیْمَانَ لَیَارِزُ اِلَی الْمَدِیْنَةِ
کَمَا تَارِزُ الْحَیَّةُ اِلٰی جُحْرِھَا یعنی تحقیق ایمان سمٹیگا مدینے کی طرف جیسے سانپ سمٹتا ہے اپنے بل کیطرف
یہان سے معلوم ہوا کہ حجاز اور مدینہ دین و ایمان کا گھر ہے اور قیامت کے قریب ہر طرف سے کفر کا غلبہ ہوگا
تو آخر سب ملکون کے رہنے والے مسلمان مدینے مین امام مہدی کے پاس جمع ہونگے پس ایسے مقدس مقامات کے
مسلمانون کو بسبب تقلید ائمہ اربعہ کے بددین اور مشرک اور بدعتی کہنا اور اونکے مسلک و مذہب کو
خلاف سنت سمجھنا کیسا بڑا گناہ ہے کہ صریح آیات و احادیث مذکورہ کا انکار کرنا ہے اللہ تعالیٰ نے سچ ارشاد
فرمایا کَبُرَتْ کَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا یعنی کیا بڑی بات ہو کہ نکلتی ہے اونکے منہ سے
سب جھوٹ ہے جو کہتے ہین اور بخاری اور مسلم مین بروایت ابوہریرہ وارد ہے کہ حضرت نے فرمایا مَنْ اَرَادَ
اَھْلَ الْمَدِیْنَةِ بِسُوْءٍ اَذَابَهُ اللّٰهُ کَمَا یَذُوْبُ الْمِلْحُ فِی الْمَاءِ یعنی جو کوئی مدینے کے رہنے والون سے برائی
کا قصد کریگا خدا اوسکو گلا دیگا جیسے نمک پانی مین گھلتا ہے اور سوا اسکے ثبوت اور بقاء دین محمدی کا حقیت
مذہب مقلدین پر موقوف ہے کہ یہ دین خاتم النبیین انھین حضرات مقلدین کی بدولت ہمکو پہنچا اور معاذ اللہ
جب بزعم فاسدان غیر مقلدین کے سب اہل تقلید مشرک و بدعتی ٹھہر جاوین تو دین محمدی کیونکر قابل
اعتبار کے رہیگا اور جب قابل اعتبار نہ رہا تو منقطع ہونا لازم آئیگا حالانکہ یہ دین حق المبین قیامت تک
باقی رہیگا جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ یعنی یہ دین
قائم رہنے والا ہے لیکن بہت لوگ اس بات کو نہین جانتے اور بروایت سعد بن ابی وقاص مسلم مین حدیث
وارد ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لَا یَزَالُ اَھْلُ الْغَرْبِ ظَاھِرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ حَتّٰی
تَقُوْمَ السَّاعَةُ یعنی ہمیشہ رہینگے تمام عرب کے لوگ قائم دین حق پر یہانتک کہ قیامت قائم ہوجاویگی
اور فرمایا آنحضرت نے لَا یَزَالُ مِنْ اُمَّتِیْ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ لَا یَضُرُّھُمْ مَنْ خَذَلَھُمْ وَلَا مَنْ
خَالَفَھُمْ حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰهِ وَھُمْ عَلٰی ذٰلِکَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ یعنی ہمیشہ رہیگا میری امت سے ایک گروہ
قائم امر الٰہی پر نہ ضرر پہنچا سکیگا اونکو مخذب اور مخالف اونکا یہانتک کہ آجائیگی قیامت اور وہ لوگ اوسی

حفظ یعنی روایت کی حسن نے کہ تحقیق سمرہ بن جندب اور عمران بن حصین نے تذکرہ کیا آپس میں پس
حدیث کی سمرہ بن جندب نے کہ تحقیق مجھے یاد ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سکتے کرنے ایک سکتہ
بعد تکبیر کے یعنی بعد تکبیر تحریمہ کے اور دوسرا سکتہ بعد ولا الضالین کے اور انکار کیا اسکا عمران بن حصین نے
پس لکھا دونون نے خط طرف ابی بن کعب کے یعنی مدینہ مین پس جواب لکھا اونھون نے دونو کو کہ تحقیق
سمرہ کا حفظ صحیح ہی اور روایت کیا ترمذی نے کہ عمران بن حصین نے کہا کہ مجھکو ایک سکتہ یاد ہی سو فیصلہ کیا
اون دونو کا ابی بن کعب نے کہ حفظ سمرہ کا صحیح ہی اور یہ حدیث ابوداؤد کی ہی اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ کی
کہا طیبی نے باوجودیکہ شافعی المذہب ہی پہلا سکتہ سبحانک اللھم کے واسطے اور دوسرا سکتہ آمین کے واسطے ہی
کذا فی المرقات اور ترمذی نے یہ بھی روایت کی کہ کہا سعید نے جو ایک راوی ہی حدیث سکتہ کا یعنی کہا ہمنے
قتادہ سے وہ ایک راوی ہی اس حدیث کا کہ کیا ہین یہ دونون سکتے کہا قتادہ نے پہلا سکتہ جسوقت کہ
داخل ہو تو نماز مین یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد اور دوسرا سکتہ جسوقت کہ فراغت پاوے تو قرارت سے پھر کہا
جب پڑھ چکے تو ولا الضالین تو اے بھائی غور کا مقام ہی کہ حدیث سکتہ سے جو روایت صحاح کی ہی
خوب معلوم ہو گیا کہ آمین آہستہ کہنی سنت ہی اسواسطے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ولا الضالین پر
سکتہ کیا تو آمین آہستہ کہی جیساکہ دلالت کرتی ہی اسپر یہ حدیث شیخین کی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ
فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ یعنی جب کہے امام ولا الضالین تو آمین کہو یہ تو نہین فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی
آمین کہو کہ البتہ اوس سے آمین جہری ثابت ہو جاتی وَاِذْ لَیْسَ فَلَیْسَ اور یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم
اور موطای امام مالک کی ہی اور دلالت کرتی ہی اسپر روایت نسائی کی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ فَاِنَّ الْمَلٰٓئِکَةَ
یَقُوْلُوْنَ اٰمِیْنَ وَاِنَّ الْاِمَامَ یَقُوْلُ اٰمِیْنَ یعنی جب امام ولا الضالین کہے تو کہو تم آمین اسواسطے کہ
ملائکہ کہتے ہین آمین اور امام کہتا ہی آمین اگر امام جہر سے کہتا ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیون تعلیم فرماتے
کہ امام بھی کہتا ہی اور سوای اسکے تو تو اسکے معنی بیکار کہو تم کے کہان آئے ہین بلکہ معنی کہو تم سے کے ثابت
ہوتا ہی اور عطا نے کہا کہ آمین دعا ہی کَمَا نَقَلَهٗ فِی الْبُخَارِیْ قَالَ عَطَآءٌ اٰمِیْنَ دُعَآءٌ تو دعا کو آہستہ
کہنا حکم قرآن شریف کا ہی جیساکہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہی اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً

ہرچند فتواے جامع الشواہد مین منشی لیث پہلے ہی سے باین خیال کہ کسی منکر کو ان عقائد و اعمال کے ان بیننے مین گنجایش انکار کی نہو ہر ایک عبارت کو بحوالہ سند صفحہ کتاب مع تصریح نام مطبع و مصنف کتاب کے صاف صاف لکھ دیا ہے اور اونمین غیر مقلدین کی چھپی ہوئی تحریر سے اونکے عقائد فاسدہ و اعمال کاسدہ کو بخوبی ثابت کر دیا ہے تعجب ہے اون مسائل کے طلب ثبوت مین اشتہار دینا کس قدر تجاہل اور فریب دہی عوام ہے اور کتنی بڑی دھوکے بازی کا یہ کام ہے نعوذ باللہ کیا ناظرین اوس اشتہار اور اس ملامت کی بوچھار سے (جو درحقیقت اونکے قائلین پر مینہ کی طرح موسلا دھار لگاتار برستی ہے اور فرشتے صالح المومنین آمین کہتے ہین) یہ سمجھینگے کہ منشی لیث نے جن کتابون کا حوالہ اوس فتوے مین دیا ہے یہ کفریات اونمین نہین ہین از راہ حسد اونکے مؤلفین کی طرف منسوب کر دیے ہین نہین نہین ہرگز نہین مشتہر صاحب اگر غیرت کے پردے اور دعوے کے سچے ہین تو پہلے اون کتابون کو جنکا اوس پرچہ مین حوالہ ہے بغور ملاحظہ فرمائین اگر اونکو وہان یہ کفریات نہ ملین تو ہمارے پاس تشریف لائین اور اونکا ثبوت لین اسیواسطے ہمنے اوس فتوے کو اس کتاب مین بھی چھپوا دیا ہے بعد اسکے حسب وعدہ ہزار روپیہ رائج الوقت ہمارے پیشکش کرین پھر اونکی عسرت پر ہم ترحم کرکے پانسو معاف کرتے ہین وہ پانسو بھی اپنے غیر مقلدین بھائیون سے چندہ کرکے یا جسطرح ممکن او وصول ہو تحصیل کرکے ہمکو دین ورنہ پھر ایسے خیالی انعام دینے کے جھوٹے وعدون کا نام نہ لین اور قبل اسکے بھی ان مشتہر صاحب نے واسطے دھوکا دینے اور متردد کرنے مقلدین کے ایک اشتہار سوالات عشرہ کا بڑے شد و مد اور نہایت زور شور سے بوعدہ انعام دس روپیہ فی آیت و فی حدیث کے چھپوا کر مشتہر کیا تھا چنانچہ واسطے ملاحظہ ناظرین کے وہ اشتہار بجنسہ مندرجہ ذیل ہے -

اشتہار

مین مولوی عبدالعزیز صاحب و مولوی محمد صاحب و مولوی اسمعیل صاحب ساکنان لدھیانہ اور جو اونکے ساتھ طالب العلم ہین جیسے میان غلام محمد صاحب ہوشیارپوری - میان نظام الدین صاحب و میان عبدالرحمن صاحب وغیرہ یعنی جملہ حنفیان پنجاب ہندوستان کو بطور اشتہار وعدہ دیتا ہون کہ اگر ان لوگون سے کوئی صاحب مسائل ذیل مین کوئی آیت یا حدیث صحیح جسکی صحت مین کسیکو کلام نہو اور وہ اس مسئلے مین جسکے لیے پیش کیجاوے نص صریح قطعی الدلالہ ہو تو فی آیت اور فی حدیث یعنی ہر آیت و حدیث کے بدلے دس روپیہ بطور انعام کے دونگا اولاً رفع یدین نکرنا آنحضرت کا بوقت رکوع جاتے اور رکوع سے سر اوٹھاتے ثانیاً آنحضرت کا نماز مین خفیہ آمین کہنا ثالثاً آنحضرت کا

غیرمقلدین عمل بالحدیث کا دعویٰ کرتے ہین اور وقت رکوع اور قومہ کے رفع یدین کرکے تارک ہوتے
ہین ان دو حدیثون صحاح کے اور اگر اونکو یہ خیال ہی کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین عبد اللہ بن عمرؓ
سے رفع یدین مین کئی طریق سے روایتین آئین سو جواب اوسکا یہ ہی کہ وہ منسوخ ہین چنانچہ عینی
شرح بخاری مین مرقوم ہی اَنَّہٗ کَانَ فِیْ بَدْءِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ نُسِخَ یعنی تھا رفع یدین رکوع وغیرہ کا ابتدا
اسلام مین پھر منسوخ ہوگیا اور دلیل اسکے نسخ پر یہ ہی اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ الزُّبَیْرِ رَاٰی رَجُلًا یَّرْفَعُ یَدَیْہِ
فِی الصَّلٰوۃِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَعِنْدَ رَفْعِ رَاْسِہٖ مِنَ الرُّکُوْعِ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ فَاِنَّ ھٰذَا شَیْءٌ فَعَلَہٗ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَرَکَہٗ یعنی تحقیق عبد اللہ بن زبیر نے ایک شخص کو رفع یدین
کرتے دیکھا وقت رکوع اور قومہ کے کہا نکر تو یہ کام اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام کیا
پھر ترک کردیا اسکو اور دوسری دلیل نسخ کی یہ ہی کہ جو روایت کی امام طحاویؒ نے سند صحیح کے سات
حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ قَالَ اَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ یُوْنُسَ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ عَیَّاشٍ عَنْ
حُصَیْنِ بْنِ مُجَاھِدٍ قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَؓ فَلَمْ یَکُنْ یَّرْفَعُ یَدَیْہِ اِلَّا فِی التَّکْبِیْرَۃِ
الْاُوْلٰی مِنَ الصَّلٰوۃِ کہا طحاویؒ نے روایت کی مجکو ابو داؤد نے اوسکو احمد بن عبد اللہ بن یونس نے
اوسکو ابوبکر بن عیاش نے اوسکو حصین نے اوسنے روایت کی مجاہد سے کہا مجاہد نے کہ نماز پڑھی مین نے
پیچھے عبد اللہ بن عمرؓ کے سو نہ رفع یدین کیا اونھون نے مگر تکبیر اولی مین نماز کے کہا امام طحاویؒ نے کہ یہ
وہی ابن عمر ہین کہ کرتے تھے رفع یدین وقت رکوع اور قومہ کے پھر ترک کیا بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے سو ترک کرنا اونکا دلیل نسخ کی ہی انتہی کلام العینی اور یہ ظاہر ہی کہ یہ لوگ حدیث کے پرکہنے والے تھے
جو پرکہ گئے اور بمقابلہ تحقیق حدیث ان لوگون کے اس وقت کے علما کو کیا نسبت ہی چہ نسبت خاک را
با عالم پاک ٭ اور بعض لوگ جو دھوکے مین ڈالتے ہین کہ حدیث رفع یدین کے راوی قوی ہین سو یہ
قصہ بھی خاص مکہ معظمہ مین امام اوزاعی اور امام ابو حنیفہؒ سے دار حناطین مین ہوچکا ہی آخر کار
امام اعظم غالب رہے اور امام اوزاعی چپ ہو رہے جیسا کہ فتح القدیر مین و عقود الجواہر المنیفہ مین
ہی رَوَی الْحَارِثِیُّ فِیْ مُسْنَدِہٖ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ زِیَادِنِ الرَّازِیُّ حَدَّثَنَا
سُلَیْمَانُ بْنُ الشَّاذَکُوْنِیِّ سَمِعْتُ سُفْیَانَ بْنَ عُیَیْنَۃَ یَقُوْلُ اجْتَمَعَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ وَالْاَوْزَاعِیُّ
فِیْ دَارِ الْحَنَّاطِیْنَ بِمَکَّۃَ فَقَالَ الْاَوْزَاعِیُّ لِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ مَا بَالُکُمْ لَا تَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَکُمْ

مقلدین سے نہین دیا اور اوسسے تجاہل و صفائی کر ساری رنگ مقسم ڈہکا رنگ خدائی وعدہ خلفی کا دیا
حال جواب پاکر کرجانے مین یہ کمال کیون نہو ع تجاہل ہو تو ایسا ہو تجاہل ہو تو ایسا ہو ہاے اب ہم تو حضرت
مین جبکہ سوالات حضرت مشہور درمیان مجتہدین ائمہ دین کے مختلف فیہا ظنی اور قیاسی ہین تو ان
بعض انمین سے ایسے مین کہ حضرات صحابہ مین جبکے باب مین حدیث اَصْحَابِی کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمْ اقْتَدَیْتُمْ
اِهْتَدَیْتُمْ وارد ہے مختلف فیہ مین جیسے رفع یدین وغیرہ کہ بعض صحابہ کرتے تھے اور بعض نہین اور بعض
صحابہ خلف الامام قرات کرتے تھے اور بعض نہین اور بعض صحابہ آمین جہر سے کہتے تھے اور بعض نہین
اور احادیث مرفوعہ بھی ان امور مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف وارد ہین اور جو مسائل
مختار حنفیہ کے ہین اون سبکے دلائل اور ماخذ قرآن و حدیث سے ثابت ہین اور کوئی مسئلہ کسی مجتہد کا
خلاف قرآن و حدیث کے نہین ہے پھر آپکا ایسے مسائل اجتہادیہ و مختلف فیہا کے ثبوت مین آیت یا حدیث
صحیح متفق علیہ اور نص صریح قطعی الدلالہ طلب کرنا یہ کیسا سوال تعلیق بالمحال صریح البطلان قطعی البدیہی
ہے اسکو ادنی علم والا بھی سمجھ لیگا کہ جن مسائل مین ائمہ مجتہدین و علمای محدثین کا ہمیشہ سے اختلاف
چلا آیا ہو اور ہر ایک نے اونکو اپنے اپنے اجتہاد کے موافق قیاس اور عقل سے ترجیح دی ہو تو پھر اون
مسائل کا سبکے نزدیک متفق علیہ اور قطعی ہونا ہرگز ممکن نہین (اختلاف مین اتفاق کیسا) بھلا
اہل سنت جماعت کے یہان مشتہر صاحب کے ایسے سوالات جواب طلب مشروط فریب آمیز کو دخل کہان
حضرت سائل تو ہنوز معنی عبارت اہل سنت وجماعت سے بھی واقف نہین اللہ اللہ کہان یہ اہل سنت
وجماعت اور کہان یہ طریقہ مبتدعہ کہ سب سے عبادات و اعمال مروجہ خیر القرون کی اسناد طلب کرنا اور
پھر اوسپر انعام کا وعدہ دینا کہان اصل کی نقل کہان نقل سے اصل اس عبث در عبث کا نتیجہ کیا بجز اسکے
کہ سائل کو خواص جاہل جانین اور عوام ان سوالون سے دھوکا کھاوین اور اہل سنت کی کوئی غرض
دینی اسمین متوقع نہین یہ طریقہ ایسا مشکوک و غیر مسلوک ہے کہ صحیح لذاتہ و حسن لذاتہ بھی بدون تنہا
کسی قاعدہ یقینی کے اہل حدیث کے اصول کے بموجب ہرگز عمل کے لائق و یقینا متوقع نجات کے
قابل نہین جبکے اصول ظنی اوسکے کل فروعات بھی ظنی ہین اور جبکے اصول یقینی اوسکے کل فروعات
بھی یقینی تھا اصل اگر بطور جرح و تعدیل کے اہل حدیث کے وصول پر صحت کا ثبوت کسیکے معمول ہ
کی نسبت ہوا بھی ہو تو اوسکا کیا نتیجہ اور پھر یہ دعوی بے معنی کہ اوسکی صحت مین کسیکو گفتگو نہو یقینی

علقمہ فقاہت مین عبد اللہ بن عمر سے کم نہین اگرچہ ابن عمر صحابی ہین اور واسطے اونکے فضل صحبت ہے
اور اسود کی تو بڑی بزرگی ہی اور عبد اللہ بن مسعود تو عبد اللہ بن مسعود ہین اونکا کیا کہنا پس چپ ہوگئے
امام اوزاعی اسکے جواب مین اور غالب آئے امام ابو حنیفہ حجت مین اور یہ قصہ شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی
اپنے رسالہ انصاف مین لکھا ہی اور کفایہ شرح ہدایہ مین بھی اسیطرح مرقوم ہے اور نیز معارض ہی حدیث رفع
یدین کو یہ حدیث مرفوع صحیح الاسناد کہ جسکو امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ نے شرح معانی الآثار مین لکھا ہے
حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ ثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ
كُلَيْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُودُ یعنی حدیث کی ہمکو ابن ابو داؤد نے
کہا اونھون نے کہ حدیث کی ہمکو نعیم بن حماد نے کہا اونھون نے کہ حدیث کی ہمکو وکیع نے اونھون نے
سفیان سے اونھون نے عاصم بن کلیب سے اونھون نے عبد الرحمن بن اسود سے اونھون نے علقمہ سے
اونھون نے عبد اللہ بن مسعود سے اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تحقیق آپ اوٹھاتے تھے دونون
ہاتھونکو پہلی تکبیر مین پھر نہین اوٹھاتے تھے ساری نماز مین انتہی بعد اسکے لکھا ہی حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
النُّعْمَانِ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ ثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ اور یہ حدیث بھی
معارض ہی وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَلَمْ يَرْفَعُوا أَيْدِيَهُمْ إِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ یعنی کہا عبد اللہ بن مسعود نے
کہ نماز پڑھی مین نے پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر کے سوا اونھون نے رفع یدین نہین کیا
مگر وقت شروع کرنے نماز کے روایت کیا اسکو ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین جو استاد ہین
بخاری اور مسلم کے کما نقلہ صاحب فتح القدیر اور دارقطنی مین یہ حدیث باین اسناد ہے
وحَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الْحَنَّاطُ وَعَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عِيسَى بْنِ
أَبِي حَيَّةَ قَالَا نَا إِسْحٰقُ بْنُ أَبِي إِسْرَائِيلَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَلَمْ يَرْفَعُوا
أَيْدِيَهُمْ إِلَّا عِنْدَ التَّكْبِيرَةِ الْأُولٰى فِي افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ اور بھی رفع یدین کو یہ حدیث منافی
ہی وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ

سوالات نمبر ۲

اول کسی باؤلی کے بیچ میں چوہا مرا ہوا نکلا اور اوس جگہ میں سو طرح بھی ہر اور یاد نہیں اور تمام
نمازین پڑھی ہیں تو کتنے دنون کی نماز پھیرے حدیث صحیح سے ارشاد ہو دوم کسی شخص نے اپنے نانا کو
سے یہ کہا ھٰذا اخی و ھٰذا اخی اس قول سے کون کون آزاد ہوگا سوم سر کے منڈوانے یا ناخن
ترشوانے یا زخم کا چھلکا اتار دینے سے تجدید وضو یا غسل یا مسح اوس موضع کا فرض ہوتا ہے یا نہیں چہارم
اندرون چشم و جانب کا دھونا فرض ہے یا نہیں پنجم جسکے ایک جانب دو ہاتھ پیدا ہو جاوین دونون کا دھونا
فرض ہے یا ایک تعیین مع النص ارشاد ہو ششم داخل بدن و ثنات و سوراخ بند میں پانی پہنچانا غسل
میں ضرور ہے یا نہیں ہفتم مجرد مباشرت فاحشہ یعنی التقای ختانین سے غسل واجب ہوتا ہے یا نہیں اگر واجب
اور شرط منی وغیرہ ہے ہشتم نفس لواطت سے غسل واجب ہوتا ہے یا نہیں اور اصطلاح وطی زن جنبیہ اور
جماع خنثی اور وطی بہیمہ و صغیرہ غیر مشتہاۃ موجب غسل ہے یا نہیں نہم قراءت انجیل کا حالت جنابت
میں کیا حکم ہے دہم دباغت سے جلد خنزیر و دار و موش بھی پاک ہو جاویگی یا نہیں یازدہم کسقدر
فصل کے بعد تیمم جائز ہوگا دوازدہم عورت صاحب نفاس کو بھی بعد انقطاع نفاس بر تقدیر
عجز تیمم جائز ہے یا نہیں سیزدہم مقطوع الیدین والرجلین و مجروح الوجہ کا کیا حکم ہے بلا وضو نماز پڑھے
یا مسح یا تیمم کرے چہاردہم جسکو پانی اور مٹی پاک میسر نہو وہ کیونکر نماز پڑھے پانزدہم عورت و
مرد دونون توام پیدا ہوئے اونکے نکاح کی کیا صورت ہے شانزدہم کوئی شخص دریا یا تالاب کے پانی
میں پایخانہ پھرے تو نہی اوسکی بغیر قیاس حدیث منع البول فی الماء الراکد کے ارشاد ہو ہفدہم
جو پانی کہ لید یا گوبر کے کنڈون سے گرم کیا گیا ہو اوس سے وضو جائز ہے یا نہیں ہیجدہم جب کوئی
سوتے سے جاگے اور بڑا مٹکا پانی کا زمین میں گڑا ہوا ہو اور چھوٹا کوئی برتن نہیں تو وضو اور طہارت کیونکر
کرے نوزدہم جو روٹی کہ لید یا گوبر کی پکی ہو کھانا اوسکا جائز ہے یا نہیں بستم جن گھڑون اور مٹکون
کی مٹی لید اور گوبر کے ساتھ گوندھی گئی ہو جیسا کہ کمہارون کا دستور ہے استعمال اون برتنونکا جائز ہے یا نہیں

تنبیہ - حسب شرائط مذکورہ ان مسائل کے جوابات لکھنے میں اسقدر مہلت دیجاتی ہے کہ وہ
اپنے تمام برادران غیر مقلدین سے بھی حسب دلخواہ مدد لیں اور جواب باصواب دین ورنہ اس آیہ کریمہ کے
مورد میں اونکو داخل ہونا پڑیگا اَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللهُ

نور الانوار مین ہی وقد صح عن مجاهد انه قال صحبت ابن عمر عشر سنين فلم اره
يرفع يديه الا في تكبيرة الافتتاح فترك العمل به دليل على انتساخه يعني روايت
صحیح مجاہد سے یہ ہی کہ فرمایا انھون نے کہ صحبت مین رہا مین ابن عمر رض کے دس برس تک سو نہین
دیکھا مین نے اونکو رفع یدین کرتے ہوے سوای تکبیر تحریمہ کے پس چھوڑ دینا عمل رفع یدین کو دلیل
ہی اوسکے منسوخ ہونے پر وفي النهاية عن عبد الله بن الزبير انه رأى رجلا يصلي في
المسجد الحرام ويرفع يديه عند الركوع وعند رفع الراس منه فقال لا تفعل
انه شيء قد تركه رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد ما فعله يعني نہایہ مین روایت
عبد اللہ بن زبیر مرقوم ہی کہ دیکھا اونھون نے ایک آدمی کو مسجد حرام مین نماز پڑھتے ہوے اور وہ رفع یدین
کرتا تھا وقت رکوع اور قومہ کے پس منع کیا اونھون نے رفع یدین کو کہ وہ ایک فعل تھا کہ جسکو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد کرنے کے چھوڑ دیا وعن عبد الله بن عباس قال قال النبي صلى الله
عليه وسلم لا ترفع الايدي في شيء الا في سبع مواطن في افتتاح الصلوة وفي
العيدين وعند استلام الحجر وعلى الصفا والمروة وعند عرفات وعند جمع و
عند رمي الجمار يعني روايت ہی عبد اللہ بن عباس رض سے کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ اوٹھائے جاوین ہاتھ کسی شی مین مگر سات جگہ اول تکبیر تحریمہ مین دوم نماز
عیدین کی تکبیرون مین سوم وقت بوسہ دینے حجر اسود کے چہارم صفا مروہ پر پنجم عرفات مین ششم
مزدلفہ مین ہفتم وقت کنکریان مارنے کے شیطان کو منا مین روایت کیا اسکو بیہقی نے اور
صاحب ہدایہ نے بھی مگر باختلاف الفاظ اور کفایہ شرح ہدایہ مین دربارۂ ترجیح حدیث عدم رفع یدین
کے لکھا ہی ولانه لما تعارضت روايتا فعله عليه السلام وجب المصير الى قوله
عليه السلام وهو الحديث المشهور لا ترفع الايدي الا في سبع مواطن تكبيرة
افتتاح الصلوة وقنوت الوتر وتكبير العيدين وعند استلام الحجر وعند
الصفا والمروة وعند الموقفين وعند الجمرتين اي الاولى والوسطى فالذي
يروى من الرفع محمول على الابتداء كذا نقل عن ابن الزبير یعنی جب دو حدیثین متعارض
ہوئین تو ضرور ہوا رجوع کرنا قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کہ وہ حدیث مشہور

پہلے اُنکے عقائد سنیے

اوّل یہ کہ خداے پاک کا جھوٹ بولنا ممکن کہتے ہین چنانچہ صفحہ ۵ کتاب ضیانۃ الایمان مطبوعہ آگرہ
تصنیف مولوی شہود الحق شاگرد مولوی نذیر حسین مین مندرج ہی دوم انبیا علیہم السلام سے
احکام دینی مین بھول چوک کے قائل ہین جیسا کہ مولوی حسین خان صفحہ ۱۲ کتاب رد تقلید بکتاب
المجید مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی مین اس مضمون کا اقرار کرتے ہین اور جلد دیہ کہ اوسکی صحت پر
مولوی نذیر حسین و شریف حسین وغیرہما اکابر غیر مقلدین کی مہرین بھی ثبت ہین حال آنکہ
انبیا علیہم السلام تبلیغ احکام مین بالاتفاق معصوم ہین سوم یہ کہ آنحضرت کے خاتم النبیین
ہونے سے انکار کرتے ہین چنانچہ یہ مضمون صفحہ ۲۰ و ۱۴۲ نصر المومنین مصنفہ اخوند صدیق پشاوری
شاگرد رشید مولوی نذیر حسین سے ظاہر ہی کہ اونھون نے خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ کے الف لام کو عہد
خارجی کا لکھا ہی جسکے معنی یہ ہین کہ بعض کے خاتم ہین نہ سبکے حال آنکہ آپ کل انبیا کے خاتم اور
نبی آخر الزمان ہین کہ بعد آپکے کوئی نبی نہوگا چہارم کہتے ہین کہ حدیث آحاد سے یعنی سوائے
حدیث متواتر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ثابت نہین ہوتا جسکا یہ مطلب ہوا کہ
آنحضرت سے سوا ایک دو معجزون کے زیادہ صادر نہوئے کیونکہ سوائے قرآن کے اور معجزات حدیث
متواتر سے ثابت نہین ہوتے چنانچہ یہ مضمون کتاب دلیل محکم مطبوعہ دہلی تصنیف مولوی
نذیر حسین سے ظاہر ہی پنجم اجماع کل امت کا جسکی سند ہمکو معلوم نہو حجت شرعی نہین ہی جیسا
کہ صفحہ ۱۳۱ کتاب معیار الحق مطبوعہ لاہور مصنفہ مولوی نذیر حسین مین و صفحہ ۴۴ کتاب اعتصام السنہ
مطبوعہ کانپور تصنیف مولوی عبد اللہ محمدی معروف جھاؤ ساکن مئو مین موجود ہی ششم
مجتہد کا قیاس شریعت مین قابل اعتبار کے نہین ہی چنانچہ اوسی کتاب معیار الحق کے صفحہ ۶۹
مین اور اعتصام السنہ کے صفحہ ۳۲ مین مرقوم ہی ہفتم کتاب دراسات اللبیب مطبوعہ لاہور مصنفہ
ملا معین کے صفحہ ۲۱۹ مین لکھا ہی کہ حضرت امام مہدی کے زمانے مین رجعت ہوگی یعنی جو لوگ
اونکی محبت مین بدون ملاقات کے مر گئے ہین اور نپایا اونھون نے زمانہ امام کو تو بحکم خدائے
تعالی قبرون سے قبل قیامت کے زندہ ہوکر اونسے مستفید ہونگے چنانچہ اصل عبارت
عربی اوس کتاب کی یہ ہی مَنْ مَاتَ عَلَى الْحُبِّ الصَّادِقِ فِي الْإِمَامِ الْمَعْصُوْمِ الْمَهْدِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

ابن عباس ہین قوله وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ یعنی فِی الصَّلٰوۃِ الْمَفْرُوْضَۃِ اور امام بغوی صاحب تفسیر معالم التنزیل نے تو قول فیصل کر دیا یعنی اس آیت کی شروع تفسیر مین لکھا ہی ذَهَبَ جَمَاعَةٌ اِلٰی اَنَّهَا فِی الْقِرَاءَۃِ فِی الصَّلٰوۃِ یعنی ایک جماعت کے رای یہ ہی کہ یہ آیت دربارہ قرارت نماز کے ہی اور بعد اسکے مخالفین کو لکھکے اخیر مین یہ فیصلہ کر دیا وَالْاَوَّلُ اَوْلٰی وَهُوَ اَنَّهَا فِی الْقِرَاءَۃِ فِی الصَّلٰوۃِ اور زرقانی شرح موطا مین قاضی ابن عبد البر نے لکھا ہی اَجْمَعُوْا عَلٰی اَنَّهٗ لَمْ یُرِدْ بِهٖ کُلَّ مَوْضِعٍ یُسْتَمَعُ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ وَاِنَّمَا اَرَادَ الصَّلٰوۃَ وَیَشْهَدُ لَهٗ قَوْلُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْاِمَامِ وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا صَحَّحَهٗ اِبْنُ حَنْبَلٍ فَاَیْنَ الْمَذْهَبُ عَنِ السُّنَّۃِ وَظَاهِرِ الْقُرْاٰنِ یعنی سبکا اتفاق ہی کہ اس آیت سے ہر جگہ مراد نہین ہی کہ جہان کہین قرآن پڑھا جاوے بلکہ نماز اوس سے مراد ہی اور اسپر حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امام کی شان مین گواہ ہی کہ جب امام قرآن پڑھے تو تم لوگ چپ رہو امام احمد حنبل نے اس حدیث کو صحیح کہا پس حدیث اور ظاہر قرآن سے کہان جگہ جانے کی ہی پس ان روایات سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ مقتدی امام کے پیچھے قرارت کیا کرتے تھے سو اوسکی ممانعت مین یہ آیت اتری یہان مؤلف صاحب نے حسب عادت قدیمہ اپنی ایسی بددیانتی اور خیانت کی ہی کہ خائنون کے بھی کان کاٹے ہین چنانچہ اس شخص نے بلاغ المبین کے صفحہ ۶۰ امین تفسیر معالم سے اور اور اقوال نقل کیے مگر اس قول صحیح کو کہ (یہ آیت دربارہ قرارت نماز نازل ہوئی ہی) اول سے اوڑا دیا اور بیچ کا فقرہ بھی کہ (قول اول اولی ہی) قلم انداز کر دیا اور ترجمہ بھی ندارد اور ادھر اودھر کی عبارت اپنے مطلب کے موافق کاٹ کے لکھدی یہ کیا بلکہ اس فرقہ لامذہب کی ایسی ہی تصرفات اور خیانت کے معاملات ہین بیچارے عوام مقلدین جو انکے مکاید سے ناواقف ہین انکے دام فریب مین آجاتے ہین اور اپنی سادگی سے دھوکا کھا جاتے ہین اور بعضے یہ کہتے ہین کہ یہ آیت زور سے قرارت کرنے اور نماز مین باتین کرنیکی ممانعت مین نازل ہوئی ہی سو ہم پوچھتے ہین کہ اسمین چلاّ کے نہ پڑھنے اور باتین نکرنے کا کہان حکم ہی بلکہ حکم اسمین قرآن سننے اور چپ رہنے کا ہی یعنی سننا تو نماز جہری کے ساتھ خاص ہی اور چپ رہنا نماز سری و جہری مین عام ہی یہ کلام الٰہی ہی اسکا ایک ایک نقطہ بھی حکمت اور فائدے سے بھرا ہوا ہی زائد اور بیکار نہین اور ہر لفظ سے نیا فائدہ اور حکم جداگانہ نکلتا ہی اس مقام مین مؤلف صاحب بلاغ المبین صفحہ (۱۰۰) مین اسکا کیا جواب معقول دیتے ہین کہ تفسیر رحمانی مین اس آیت کی تفسیر یون لکھی ہی

صفحہ ۱۹۱

محمد لسین نے رسالہ اشعار الحق جواب رسالہ تنویر الحق مین سب مقلدون کو اخوان یہود اور رافضی پلید
اور شیطان وکافر لکھا ہی اور اسیطرح مولوی محی الدین نو مسلم کتب فروش لاہوری نے بھی کتاب
ظفر المبین مطبوعہ لاہور مورخہ رمضان ۱۲۹۸ ہجری کے صفحہ ۱۹ و ۲۳۰ و ۲۳۲ مین تقلید کو شرک
اور حرام اور مقلدین حنفیہ کو مشرک وکافر لکھا ہی اور چارون اماموں کے مصلوں کو ضلالت اور
بدعت قرار دیا ہی جسکا جی چاہے دیکھلے نعوذ باللہ منہا **تنبیہ** مقام عبرت ہی اور کتنی تعجب کی جگہ
ہی کہ جب انہون نے علماء مقلدین اور اولیاء کاملین کو بے دھڑک مشرک وکافر لکھدیا تو اب انکے
کفر والحاد مین کیا شک باقی رہگیا افسوس صد افسوس ان ناعاقبت اندیشوں اور بے خبرون کو اتنی
بھی خبر نہین کہ ہماری اس بیہودہ تقریر اور ناشایستہ تحریر سے خود ہمارے امام المحدثین اور مقتدای عالمین
حضرت امام بخاری علیہ رحمۃ الباری بھی معاذ اللہ کافر و مشرک ہوئے جاتے ہین بدین وجہ کہ وہ بھی
مقلد مین امام شافعی رحمہ اللہ کے اور داخل ہین زمرہ مقلدین شافعیہ مین جیسا کہ زبدۃ المحدثین
عمدۃ المفسرین عارف باللہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے اپنی کتاب الانصاف فی
بیان سبب الاختلاف مین لکھا ہی وَمِنْ هٰذَا الْقَبِيْلِ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الْبُخَارِيُّ فَاِنَّهٗ مَعْدُوْدٌ
فِيْ طَبَقَاتِ الشَّافِعِيَّةِ وَمِمَّنْ ذَكَرَهٗ فِيْ طَبَقَاتِ الشَّافِعِيَّةِ الشَّيْخُ تَاجُ الدِّيْنِ السُّبْكِيُّ وَقَالَ
اِنَّهٗ تَفَقَّهَ بِالْحُمَيْدِيِّ وَالْحُمَيْدِيُّ تَفَقَّهَ بِالشَّافِعِيِّ وَاسْتَدَلَّ شَيْخُنَا الْعَلَّامَةُ عَلٰى اِدْخَالِ
الْبُخَارِيِّ فِي الشَّافِعِيَّةِ بِذِكْرِهٖ فِيْ طَبَقَاتِهِمْ وَكَلَامُ النَّوَوِيِّ الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ شَاهِدٌ لَهٗ
انتہی یعنی جسطرح ابو جعفر بن جریر طبری شافعی المذہب ہین اسیطرح امام محمد بن اسمعیل بخاری بھی مقلد
شافعیہ مین شمار کیے گئے ہین اور جن شخصون نے انکو طبقات شافعیہ مین ذکر کیا ہی وہ امام تاج الدین سبکی
ہین اور انھون نے فرمایا کہ امام بخاری نے علم فقہ سیکھا ہی امام حمیدی سے اور حمیدی نے امام
شافعی سے اور دلیل لائے ہین ہمارے شیخ علامہ امام بخاری کے داخل ہونے پر شافعیہ مین ساتھ ذکر
ہونے اونکے طبقات شافعیہ مین اور کلام امام نووی کا جو ذکر کیا ہم نے اوسکو گواہی دیتے ہی ہی
اس بات کی کہ امام بخاری شافعی المذہب ہین انتہی پس جب ایسے بڑے امام المحدثین نے بدون تقلید کے
دین مین چارہ نہ دیکھا اور مذہب شافعی اختیار کیا تو اب ان لامذہبون کو بتقلید امام بخاری علیہ الرحمہ
کے ضرور چاہیے کہ کسی مذہب کو اختیار کرین اور اپنی لامذہبی پر ہزار بار نفرین اور دھتکار کرین۔

ثبوت امام بخاری مقلد امام شافعی المذہب ہونے کا

وسلم کے شدت سے منع کرتے تھے امام کے پیچھے قرارت کرنے کو وہ ابوبکر صدیقؓ و عمر فاروقؓ و عثمان بن عفانؓ
و علی بن ابی طالبؓ و عبدالرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاصؓ و عبداللہ بن مسعودؓ و زید بن ثابتؓ و عبداللہ بن
عمرؓ و عبداللہ بن عباسؓ ہیں انتہی کلام العینی اور اگر کوئی موافق قول واحدی کے کہے کہ وقت سکتہ کرنے
امام کے مقتدی قرارت کرلیگا تو آیت اذا قری القرآن کی مخالفت لازم آئیگی سو خود امام فخر الدین رازی نے
تفسیر مین جواب اسکا لکھا ہی وَلِقَائِلٍ اَنْ یَّقُوْلَ سُکُوْتُ الْاِمَامِ اِمَّا اَنْ تَقُوْلَ اِنَّهٗ مِنَ الْوَاجِبَاتِ اَوْ
لَیْسَ مِنَ الْوَاجِبَاتِ وَالْاَوَّلُ بَاطِلٌ بِالْاِجْمَاعِ وَالثَّانِیْ یَقْتَضِیْ اَنْ یَّجُوْزَ لَهٗ اَنْ لَّا یَسْکُتَ فَتَقْدِیْرُ
اَنْ لَّا یَسْکُتَ یَلْزَمُ اَنْ تَحْصُلَ قِرَاءَةُ الْمَامُوْمِ مَعَ قِرَاءَةِ الْاِمَامِ وَذٰلِکَ تَفْضِیْ اِلٰی تَرْکِ الْاِسْتِمَاعِ وَاِلٰی
تَرْکِ السُّکُوْتِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْاِمَامِ وَذٰلِکَ عَلٰی خِلَافِ النَّصِّ یعنی جواب دینے والا اس اعتراض کا کہہ سکتا ہی
کہ سکتہ امام کا دو حال سے خالی نہین واجب ہی یا غیر واجب اور واجب ہونا تو بالاجماع ہو نہین سکتا کہ باطل ہی اور
نہ واجب ہونا اس بات کو چاہتا ہی کہ نہ سکتا کرنا امام کو جائز ہو پس اس صورت مین کہ امام نہ سکتہ کرے مقتدی کا
امام کے ساتھ قرارت کرنا لازم آتا ہی اور یہ پونہچاتا ہی طرف چھوڑ دینے استماع اور سکوت کے وقت قرارت امام کے
اور یہ خلاف ہی نص قرآنی کے پھر اسکے اخیر مین امام رازی لکھتے ہین فَثَبَتَ اَنَّ ھٰذَا السُّؤَالَ الَّذِیْ اَوْرَدَهُ
الْوَاحِدِیُّ غَیْرُ جَائِزٍ یعنی پس ثابت ہوگیا اس تقریر سے کہ اعتراض واحدی کا مادرست ہی اور نہیں ثابت ہوا...
قرارت خلف الامام مین خلاف کیا ہی ان احادیث صحاح کا عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
اِنْصَرَفَ مِنْ صَلٰوةٍ جَهَرَ فِیْهَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ هَلْ قَرَاَ مَعِیَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ اٰنِفًا فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ یَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنِّیْ اَقُوْلُ مَالِیْ اُنَازِعُ الْقُرْاٰنَ قَالَ فَانْتَهَی النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْمَا جَهَرَ فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الصَّلٰوةِ بِالْقِرَاءَةِ
حِیْنَ سَمِعُوْا ذٰلِکَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یعنی ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ایک نماز پڑھکر پھرے کہ جسمین آپ نے جہر سے قرارت کی تھی فرمایا آپ نے کہ کیا ابھی کسی نے تم مین سے
میرے ساتھ قرارت کی تھی سو ایک شخص نے عرض کیا ہان یارسول اللہ آپ نے فرمایا کہ مین کہتا ہون کیون منازعت مجھسے
کیا جاتا ہی قرآن مین راوی کہتا ہی کہ پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تو لوگ باز آئے قرارت کرنے سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز جہری مین یعنی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرارت کرنا مقتدیون کا
ناگوار گذرا تو صحابہ نے قرارت کرنا بالکل چھوڑ دیا شیخ ابن تیمیہ سے منقول ہی کہ یہ مذہب ہی امام ابوحنیفہ و امام احمدؒ

اس امر کے متعلق مین ایمہ کو مشرک قرار دینا قیاس ناروا اور اجتہاد بیجا ہی اور در صورت ثانی معاذ اللہ صحابہ کرام کا مشرک کافر ہونا لازم آتا ہی کیونکہ اوںھون نے لفظ آیت طلاق مرتان سے طلقات ثلاثہ واقع ہونے مین حضرت عمر رض کا اتباع کیا ہی اونکا کافر ہونا خود بدولت اور اونکے اکابر کا مثل قاضی شوکانی و ابن القیم وغیرہم کے لازم آتا ہی اسواسطے کہ اوںھون نے لفظ مذکور سے طلقات ثلاثہ واقع ہونے مین ابن تیمیہ و داؤد ظاہری و ابن حزم کی تقلید کی ہی پس شق اول تو بدیہی البطلان ہی کہ صحابہ سے تحریم ما احل اللہ ہرگز نہین ہو سکتی اور شق ثانی بزعم مولوی صاحب کے متعین ہوگئی اب اسکا کیا جواب ہی کیون ایسی بات کہیے کہ اولٹا الزام اوسکا اپنے اوپر لیجیے چہاردہم رسالۃ الاستوا مسألۃ الاستوا تصنیف نواب صدیق حسن خان امیر بھوپال مطبوعہ گلشن اودہ لکھنؤ مین لکھا ہی کہ خدا عرش پر بیٹھا ہی اور عرش اوسکا مکان ہی اور دونون قدم اپنے کرسی پر رکھے ہین اور کرسی اوسکے قدم رکھنے کی جگہ ہی اور ذات خدا کی جہت فوق اور طرف علو مین ہی اور اوسکو فوقیت جہت کی ہی نہ فوقیت رتبہ کی اور وہ عرش پر رہتا ہی اور اوترتا ہی ہر شب کو طرف آسمان دنیا کے اور اوسکے لیے دہنا بایان ہاتھ اور قدم اور ہتیلی اور اونگلیان اور دو آنکھین اور منہ اور پنڈلی وغیرہ سب چیزین بلا کیفیت ثابت ہین اور جو آیتین اس بارے مین ہین سب محکمات مین آیات متشابہات نہین اور اون آیات و احادیث مین تاویل نکرنا چاہیے سب آیتین اور حدیثین اپنے ظاہر معنی پر محمول ہونگی اور اسی ظاہر معنی پر عمل اور اعتقاد رکھنا چاہیے انتہی حالانکہ یہ مذہب فرقہ مجسمہ و مشبہہ و جہلہ حنابلہ کا ہی اور مخالف ہی اہل توحید و ارباب تنزیہ سنت جماعت کے چنانچہ اس رسالے کے رد مین رسالہ تنبیہ علی الاستوا مطبع مصطفائی لاہور مین چھپ چکا ہی اور دوسرا رسالہ بھی اسکے جواب مین موسوم بہ ضوء الایمان فی تنزیہ الرحمن مطبع رحیمی لودھیانہ مین مطبوع ہوا ہی ان دونون رسالون مین مذہب اہل حق کو خوب تفصیل سے لکھا ہی اور نواب صاحب کے عقائد کا رد بخوبی کیا ہی کہ وہ حق تعالے کے صفات واردہ فی الشرع پر ہرگز ایمان نہین لائے ہین بلکہ ظواہر معنی متشابہات پر اپنی رای اور تاویل اور تفسیر کے موافق ایمان لائے ہین اور اس سے مصداق زائغین و مفتتنین فی الدین کے بنگئے ہین جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہی فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ یعنی جن لوگونکے دلون

ابو داؤد اپنی سنن میں روایت کرتے ہیں حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ ثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ السُّنَّةُ وَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ یعنی حدیث کی ہمکو محمد بن محبوب نے کہا اونھوں نے حدیث کی ہمکو حفص بن غیاث نے عبد الرحمن بن اسحٰق سے وہ روایت کرتے ہیں زیاد بن زید سے وہ روایت کرتے ہیں ابو جحیفہ سے تحقیق کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سنت نماز میں ہاتھ پر ہاتھ کا رکھنا ہے نیچے ناف کے یعنی داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کے پونچے پر نیچے ناف کے رکھے جیسا کہ تصریح اسکی اوپر کی حدیثوں میں گذر چکی اب کوئی غیر مقلد صاحب یہ کہیں کہ یہ حدیث موقوف یعنی مروی ہی حضرت علی رضی سے پس اس طریق سے سنت نبوی ثابت نہیں ہوتی سو جواب شافی اسکا مطابق اصول حدیث کے یہ ہی کہ جب کوئی صحابی بلا اضافت مطلقًا بایں طور کہے کہ السُّنَّةُ كَذَا یا اِنَّ مِنَ السُّنَّةِ كَذَا تو مراد اوس سے سنت نبوی ہوتی ہی اور وہ حدیث مرفوع ہوگی چنانچہ امام ابو جعفر طحاوی معانی الآثار میں اور علامہ بدر الدین عینی اور محدث محمد ہاشم سندی وغیرہم ناقدین حدیث اس مقام پر لکھتے ہیں اِنَّ قَوْلَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنَّ مِنَ السُّنَّةِ هٰذَا اللَّفْظُ يَدْخُلُ فِي الْمَرْفُوْعِ عِنْدَهُمْ وَقَالَ عَلَيْهِ الْبَيَانُ اَنَّ الصَّحَابِيَّ اِذَا اَطْلَقَ اسْمَ السُّنَّةِ فَالْمُرَادُ بِهِ سُنَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی تحقیق کہ قول حضرت علی رضی کا اِنَّ مِنَ السُّنَّةِ یہ لفظ داخل ہی مرفوع میں محدثین کے نزدیک اور فرمایا علیہ البیان نے تحقیق کہ جب صحابی اطلاق سنت کو مطلقًا بولے تو مراد اوس سے سنت نبوی ہی اور ملا علی قاری نے شرح نخبۃ الفکر میں اور امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں اِذَا قَالَ الصَّحَابِيُّ إِذَا قَالَ السُّنَّةُ يُحْمَلُ عَلٰى سُنَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں اِذَا قَالَ الصَّحَابِيُّ اُمِرْنَا بِكَذَا اَوْ نُهِيْنَا عَنْ كَذَا اَوْ مِنَ السُّنَّةِ كَذَا فَكُلُّهُ مَرْفُوْعٌ عَلَى الْمَذْهَبِ الصَّحِيْحِ الَّذِيْ قَالَهُ الْجَمَاهِيْرُ مِنْ اَصْحَابِ الْفُنُوْنِ یعنی جبکہ صحابی اُمِرْنَا بِكَذَا یا نُهِيْنَا عَنْ كَذَا یا مِنَ السُّنَّةِ كَذَا کہے پس ہر ایک ان تینوں قسم کے الفاظ سے حدیث مرفوع ہی مذہب صحیح پر کہ جسکے قائل ہیں تمام لوگ اصحاب فنون سے انتہی اور ابن امیر الحاج نے کتاب حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی میں اور شیخ قاسم بن قطلوبغا نے تخریج احادیث الاختیار میں لکھا ہی کہ مثل حدیث مذکور حضرت علی رضی کے ابن ابی شیبہ نے روایت ابی ہریرہ رضی سے حدیث روایت کی ہی اور بھی مثل اسکے علامہ الاصول میں ہی روایت ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہی اور بھی قول الاصح

جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین
من بعدی اور سوای اسکے اس بیس رکعت تراویح کو بدعت عمری کہنا رافضیون کا قول ہے کما ذکرہ
السیوطی فی جامعہ اور آٹھ رکعت تراویح کو سنت کے بہانے سے راحت نفس کی سمجھکر پڑھنا اور بارہ
رکعت کو بدعت عمری کہکے مشقت کے سبب سے چھوڑ دینا تو صریح آئین تقلید خواہش نفسانی ہے نہ اتباع
سنت رسول ربانی بلکہ آنحضرت کی سنت فعلی کو بنظر تخفیف محنت کے لینا ہے اور سنت قولی کو بوجہ
مشقت کے چھوڑ دینا ہے سبحان اللہ دعوی یہ کہ ہم پوری پوری سنت پر عمل کرتے ہین اور عمل یہ کہ
آدھی سنت پر چلتے ہین اور وہ آدھی بھی پوری نہین اور اوسپر طرہ یہ کہ جو تمام امت محمدیہ شرق سے
غرب تک بیس رکعت تراویح کی پڑھتے ہین اور سنت قولی وفعلی دونون پر عمل کرتے ہین بدعتی اور
تارک سنت نبوی ہو جائین اور خود جو نیم سنت پر چلتے ہین حامل السنہ کہلائین یہ بھی عجیب ڈھکوسلے
کی بات ہے جو پیرو سنت کہلاتے ہین وہ راہ سنت پر نہین آتے ہین اور جو سنت کو بجالاتے ہین وہ بدعتی
کا خطاب پاتے ہین کیا اندھیر ہے اور کیسا الٹ پھیر ہے کہ غیر مقلدون نے صرف آٹھ رکعت پڑھکے فراغت
پائی تخفیف عبادت کی راحت اوٹھائی اور مقلدون نے ہر چند کہ بیس رکعت ادا کرنے مین بار مشقت اوٹھایا
لیکن پیرو سنت کے میدان تکمیل پیروی سے قدم نہ ہٹایا ع سودا قمار عشق مین شیرین سے
کوہکن * بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کھو سکا * کس منہ سے پھر تو آپکو کہتا ہے عشقباز * اے روسیاہ
تجھسے تو یہ بھی نہ ہو سکا * شانزدہم کتاب منحی المومنین مطبوعہ مطبع محمدی لاہور تصنیف قاضی
محمد حسین ساکن اچھر ضلع الوان کے صفحہ ۹ سے تا ۱۰ مین لکھا ہے کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ
کہنے والا کافر اور مشرک ہے کہ اوسنے یہ تینون شرک کیے اشراک فی العلم اور اشراک فی التصرف اور اشراک
فی العبادۃ اور اسیطرح سے یا رسول اللہ کہنے والا بھی کافر اور مشرک ہے حالانکہ یہ کہنا بالکل تعصب و
نفسانیت سے بھرا ہوا اور خود معترض علم معرفت سے بے بہرہ ہے ہفدہم اوسی کتاب کے صفحہ
۱۹ مین لکھا ہے جو کوئی اذان مین وقت سننے اشہد ان محمداً رسول اللہ کے انگوٹھون کو چوم کے
آنکھون پر رکھے وہ بدعتی ہے اور جسقدر اس بارے مین حدیثین ہین وہ سب موضوع اور بناوٹی ہین
اور عمل کرنا اسپر موجب ضلالت ہے حالانکہ یہ کہنا بھی بالکل حماقت اور جہالت ہے ہیجدہم اوسی
کتاب کے صفحہ ۱۲ سے تا ۱۴ مین مرقوم ہے کہ آنحضرت کا عالم برزخ مین احوال اور اعمال امت پر واقف ہونا

[illegible]

غیر مقلدین کہتے ہین کہ دو نماز دونکا ایک وقت مین کسی عذر سے جمع کرنا درست ہی حالانکہ یہ قول اونکا اس حدیث کے مخالف ہی جو بخاری اور مسلم مین آئی ہی کہ عبد اللہ بن مسعود رض نے فرمایا قسم ہی اوس ذات کی کہ سوا اوسکے کوئی معبود نہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز کوئی نماز نہین پڑھی مگر اپنے وقت پر لیکن دو نمازین کہ جمع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان ظہر اور عصر کے عرفہ مین اور درمیان مغرب اور عشا کے مزدلفہ مین انتہی اس حدیث صحیح سے معلوم ہوا کہ جہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جمع کرنا مروی ہی وہ جمع صوری ہی حقیقی نہین ورنہ دونون حدیثون مین تناقض ہو جائیگا **آٹھوان مسألہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ صف کے پیچھے اکیلے آدمی کی نماز نہین ہوتی سو اونھون نے اس مسألہ مین خلاف کیا اس حدیث کا جو بخاری اور ابو داود مین آئی ہی اِنَّ اَبَا بَکْرَۃَ اِنْتَہٰی اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَہُوَ رَاکِعٌ فَرَکَعَ قَبْلَ اَنْ یَّصِلَ اِلَی الصَّفِّ ثُمَّ مَشٰی اِلَی الصَّفِّ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ زَادَکَ اللّٰہُ حِرْصًا وَّلَا تَعُدْ یعنی تحقیق ابو بکرہ پہونچے طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جسوقت کہ آپ رکوع مین تھے پس ابو بکرہ نے رکوع کیا قبل اسکے کہ صف مین ملجائین پس یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی پس فرمایا آپ نے اللہ تعالی تیری حرص زیادہ کرے تو پھر ایسا نکریا نماز کا اعادہ مت کر یا جلدی نکیا کر انتہی **نوان مسألہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ کافر مرد یا اوسکی عورت مسلمان ہو کر دار الحرب سے دار الاسلام مین آجاے تو اونکا نکاح باقی رہتا ہی ٹوٹتا نہین سو اونھون نے اس مسألہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو ابن ماجہ مین ہی اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَدَّ اِبْنَتَہٗ زَیْنَبَ عَلٰی اَبِی الْعَاصِ بْنِ الرَّبِیْعِ بِنِکَاحٍ جَدِیْدٍ یعنی تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب کو ابو العاص بن ربیع پر نکاح جدید کرکے لوٹا دیا انتہی اور نیز خلاف کیا ہی غیر مقلدین نے اس حدیث کا جو ترمذی مین موجود ہی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَدَّ اِبْنَتَہٗ زَیْنَبَ عَلٰی اَبِی الْعَاصِ بْنِ الرَّبِیْعِ بِمَہْرٍ جَدِیْدٍ وَّنِکَاحٍ جَدِیْدٍ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب کو ابو العاص بن ربیع پر جدید مہر اور نکاح جدید کرکے لوٹا دیا انتہی **دسوان مسألہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ گھوڑے کا گوشت کھانا مطلقا حلال ہی سو اس مسألہ مین اونھون نے خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو نسائی مین وارد ہی عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِیْدِ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَحِلُّ اَکْلُ لُحُوْمِ الْخَیْلِ وَالْبِغَالِ

اور ادراک و سماع اہل قبور سے بالکل منتفی ہوا اور نیز واسطے دعا کے اہل قبور کے کوئی اثر مترتب نہیں ہے
پس دعا کرنا ان سے لغو کرا انتہی تب یہ عقیدہ بھی خلاف اہل سنت کے ہے **بست و دوم** در ماہ کی
سنہ ۱۳۰۵ میں لکھا ہے کہ سفر کرنا بقصد تحصیل برکت کے امکنہ ثلاثہ یعنی مسجد نبوی و مسجد حرام و مسجد
بیت المقدس کی طرف بحکم حدیث لَا تُشَدُّوا الرِّحَالَ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ الخ منصوص ہے
اور سوا ان مقامات کے اور کسی قبر نبی یا ولی کی زیارت کو دور سے جانا ناجائز ہے کہ خود حدیث صحیح بھی
موجود ہے کہ فرمایا آنحضرت نے لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ وَثَنًا اور دعا مانگی آپ نے اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ
وَثَنًا یعنی اے اللہ نہ بنا میری قبر کو بت کہ لوگ اسکی پرستش کریں اور اس بیان سے معلوم ہوا کہ وثن
صنم سے عام ہے کہ صورت و غیر صورت دونوں پر بولا جاتا ہے اور اس سے یہ بات دریافت ہوئی کہ قبر بھی
بر تقدیر پرستش کے داخل اوثان ہے اور مصنف ابو بکر بن ابی شیبہ میں مروی ہے کہ ایک شخص آنحضرت کی قبر
شریف کے پاس کھڑا ہو کے کچھ عرض حال کر رہا تھا پس زین العابدین علی بن حسین نے اوسکو منع
کیا اور کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ وَثَنًا پس بیان سے یہ بات نکل آئی کہ جس
طرح بت پرست بتوں کے آگے عرض حال کرتے ہیں اسطرح کسی قبر کے آگے نہ کیا جاوے ورنہ وہ قبر
عداد اوثان میں داخل ہو جاویگی اور اجتناب اوس سے واجب ہوگا اسیواسطے خواجہ بہاء الدین نقشبند نے
فرمایا ہے تو تا کہ گور مردان پرستی + بگرد کار مردان کن درستی انتہی خلاصۃ ما فی
تحفۃ المؤمنین بل هذا امهلکة من الاضلال لعوام المقلدین اب ان غیر مقلدوں کا کیا
کہنا کہ جسطرح محمد بن عبد الوہاب نجدی نے آنحضرت کے مزار شریف کو اسی کج فہمی کے سبب صنم اکبر
قرار دیکر انہدام کا حکم لگا دیا تھا یہ بھی ویسا ہی کیا چاہتے ہیں اور یہ خبر نہیں کہ خود حق تعالیٰ تارکین
زیارت نبوی پر لعنت فرماتا ہے اسواسطے کہ جب یہ حدیث صحیح دربارہ وعید غیر مجوزین زیارت نبوی
کے وارد ہوئی مَنْ حَجَّ وَلَمْ یَزُرْ قَبْرِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ یعنی جسنے حج کیا اور نہ زیارت کی میری قبر کی
سو اوسنے بیشک مجھپر ظلم کیا جب اللہ تعالیٰ مطلق ظالموں کے حق میں ارشاد فرماتا ہے کہ لَعْنَةُ اللّٰهِ
عَلَی الظّٰلِمِیْنَ پس جو لوگ کہ آنحضرت پر ظلم کرنا جائز رکھینگے وہ تو اللہ کے نزدیک بہت بڑے پکے
ملعون ہونگے **بست و سوم** ختم پنج آیت و سوم میت و مصافحہ جمعہ و معانقہ عیدین و مجلس
میلاد و غیر العیاد و عمل اسقاط میت وغیرہ یہ سب امور بدعت اور ضلالات ہیں چنانچہ یہ مضمون کتاب

لِلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ لِلْيَدَيْنِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تیمم دو ضربین ہین
ایک ضرب واسطے منھ کے اور ایک ضرب واسطے ہاتھون کے کہنیون تک انتہی تیرہوان مسالہ غیرمقلدین
کہتے ہین کہ بعد غروب آفتاب قبل نماز مغرب نفلین پڑھنی ثابت ہین سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا
ہی اس حدیث کا جو ابوداؤد مین علی شرط الشیخین طاؤس کی روایت سے موجود ہی کہ کہا اونھون نے سوال
کیے گئے ابن عمرؓ دو رکعتون سے قبل مغرب کے پس فرمایا نہین دیکھا مین نے کسیکو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مین کہ انکو پڑھتا ہو انتہی اور خلفای راشدین اور اکثر صحابہ انکو اچھا نہین جانتے چنانچہ امام نووی
شرح مسلم مین لکھتے ہین وَلَمْ يَسْتَحِبَّهُمَا اَبُوْ بَكْرٍؓ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّؓ وَّاٰخَرُوْنَ مِنَ الصَّحَابَةِ
وَمَالِكٌ وَّاَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ وَقَالَ النَّخَعِيُّ هِيَ بِدْعَةٌ وَّحُجَّةُ هٰؤُلَاءِ اَنَّ اسْتِحْبَابَهُمَا يُؤَدِّيْ اِلٰى
تَاْخِيْرِ الْمَغْرِبِ عَنْ اَوَّلِ وَقْتِهَا یعنی نہین مستحب جانا ان دونون رکعتونکو ابوبکر اور عمر اور عثمان
اور علی اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اور امام مالک اور اکثر فقہا نے اور کہا ابراہیم نخعی نے کہ وہ بدعت
ہی اور حجت انکی یہ ہی کہ استحباب اسکا پونہچا دیتا ہی طرف تاخیر مغرب کے اول وقت اوسکے سے انتہی
چودہوان مسالہ غیرمقلدین کہتے ہین کہ محرم کو سلا ہوا کپڑا مثل پاجامہ کے پہننا جائز ہی اور کچھ
خرابی اسمین نہین سو اس مسالہ مین اونھون نے خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو بخاریؒ اور مسلم اور
ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور طحاوی مین ہی سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ لَا يَلْبَسُ الْقَمِيْصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ
الحدیث یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوال کیے گئے کہ محرم کونسے کپڑے پہنے پس فرمایا آپ نے کہ نہ پہنے
کرتا اور نہ پگڑی اور نہ پاجامہ انتہی پندرہوان مسالہ غیرمقلدین کہتے ہین کہ عورت حرہ بالغہ کو
بلا اذن ولی کے اپنا نکاح کرنا درست نہین سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اس حدیثؒ کا
جو مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور موطا امام مالک مین موجود ہی اَلْاَيِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا
مِنْ وَلِيِّهَا یعنی عورت بلاخصم والی زیادہ مالک ہی نکاح اپنے کے ولی اپنے سے انتہی سولھوان
مسالہ غیرمقلدین کہتے ہین کہ سوای نماز وتر کے اور نمازون مین بھی بلا حدوث حوادث دعای قنوت پڑھنی
جائز ہی سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث صحیح کا جو عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت
ہی قَالَ لَمْ يَقْنُتْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفَجْرِ قَطُّ اِلَّا شَهْرًا وَّاحِدًا لَا

سے ثابت ہو کہ شب معراج مین آپ بمقام بیت المقدس سب پیغمبرون کے مقتدا اور امام ہوئے اور سب پیغمبرون
آپکے پیچھے اقتدا کی اور نماز پڑھی اسیطرح سے آسمانون مین بھی پیغمبرون نے بتعظیم تمام آپکا استقبال کرکے
ملاقات کی اور اپنی حد انتہا تک آنحضرت کی سواری کے ساتھ رہے آمین تو کوئی توہین پیغمبرون کی
نہین نکلتی ہان البتہ بزرگی اور سرداری آپکی سب پیغمبرون پر ظاہر ہوتی ہو اسمین کیا تعجب کہ خود
حق تعالی نے آپکو سادس پیغمبرون کا سردار اور بادشاہ بنا کے بھیجا اور سب اہل اسلام کا یہی اعتقاد ہو
کہ آپ افضل الانبیا اور سید المرسلین ہین پس اس شعر کے سبب حضرت نظامی کو مشرک کہنا قصوری
صاحب کی عقل کا قصور ہو اور دماغ مین اونکے اکل فتور ہو **بست و ہشتم** اوسی کتاب کے صفحہ
۵۴ سے صفحہ ۵۹ تک لکھا ہو کہ الہام صرف دل کے خیال کو کہتے ہین خواہ خدا کی طرف کے ہو خواہ شیطان
کی جانب سے خواہ وہ خیر ہو خواہ شر اور الہام ہر ایک کو ہوتا ہو مکھی سے انسان تک اور کافر
سے مسلمان تک اسمین کسیکی خصوصیت نہین ہو اسلئے الہام کو اولیاء اللہ کا خاصہ سمجھنا خطا ہو ایک
ہر ایک مومن اولیاء اللہ ہو اور الہام کسیکا خاصہ نہین انتہی کلامہ خواہ اب کیا یہ بنا ہو کہ مکھی مچھر
اور مشرک و کافر کو بھی الہام ہونے لگا اور ہر مومن خواہ فاسق ہو یا فاجر اولیاء اللہ ہو لا حول ولا
قوة ایسی سمجھ کے آدمی سے خدا بچا دے اور کسی مسلمان کو انکے دام وسوسۂ شیطانی مین نہ پھنسا دے
ظاہر ہو کہ وسوسہ امور شر مین شیطان کی طرف سے ہوتا ہو اور الہام امور خیر مین رحمن کی جانب سے
ہوتا ہو جیسا کہ ملا سعد نے بیان کیا الالہام القاء معنی فی القلب بطریق الفیض من الخیر [illegible] الوسوسہ
بست و نہم اوسی کتاب کے صفحہ ۴۸ و ۴۹ مین لکھا ہو کہ سب افعال و اقوال آنحضرت
صلعم کے شرعی اور محمود نہین ہین اور عصمت مطلقا آپکے واسطے ثابت نہین ہو ورنہ صحابہ آپکی
بعض خطاؤن پر اعتراض نکرتے انتہی خلاصہ کلامہ میان تو ملا قصوری آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے بھی خوش عقیدہ نہین ہو اور انکو پیغمبر معصوم نہین سمجھتا ہو اور آپکے بعض قول و فعل کو
خلاف شرع اور نامحمود بتاتا ہو اور اونکی امت مین ہو کر اونپر اعتراض جماتا ہو اور نسبت
اسکی صحابہ کیطرف لگاتا ہو معاذ اللہ اگر کوئی بادشاہ دین ہوتا تو اس گستاخی اور بےادبی کی سزا دیتا
اور دائرۂ اسلام سے خارج کرکے بدلا اسکا قرار واقعی لیتا خیر اب ہم ملا قصوری کے اس قصور
سراپا فسق و فجور کو منتقم حقیقی کے سپرد کرتے ہین کہ وہ اپنے حبیب پر افترا اور اعتراض کرنیوالونکو

حکایۃً بطور تسبیح باری تعالیٰ کے بعینہٖ پڑھ دیا یا اوسکا مضمون ادا کر دیا جیسے احادیث مین وارد ہوا کہ
آنحضرتؐ بوقت افتتاح صلوٰۃ کے آیت اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ جو خاص حضرت ابراہیمؑ کے حق
مین وارد ہی نقلاً و حکایۃً پڑھا کرتے تھے اور علیٰ ہذا القیاس شعر حافظ مین بھی جو استعارہ لطیف عارفانہ
و تشبیہ بلیغ شاعرانہ ہی وہ ہرگز منافی سیاق آیت کے نہین ہی جو شاعر ہی وہ اسکے مضمون بایکات
ماہر ہی اور جو قصور ی ہی وہ اس نازک خیال کے فہم سے قاصر ہی

اور پھر انکے عملیات دیکھیے

اول یہ کہ پانی اگرچہ نہایت ہی قلیل ہو نجاست پڑنے سے ناپاک نہین ہوتا جبتک کہ رنگ اور بو
اور مزا اوسکا نہ بدلے اور پانی پاک ہی اور پاک کرنے والا چنانچہ یہ مضمون طریقہ محمدیہ ترجمہ درر بہیہ
قاضی شوکانی مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی کے صفحہ ۵ مین نواب صدیق حسن خان امیر بھوپال نے لکھا ہی
اور یہ وہ کتاب ہی کہ جسپر خود مولوی نذیر حسین نے اپنی مہر لگا کر لکھا ہی کہ اسپر موحدین بے دھڑک
عمل کرین اور دیباچے مین خود نواب مترجم لکھتے ہین کہ متبع سنت اسپر آنکو بند کر کے عمل کرے اور
اپنی اولاد اور اہل بیونکو پڑھا دے اور یہی مضمون کتاب فتح المغیث بفقہ الحدیث مطبوعہ مطبع محمدی
لاہور کے صفحہ ۵ مین بھی مندرج ہی یہ وہی کتاب طریقہ محمدیہ ہی کہ جسکا نام بدلکے نواب بھوپال نے
دوبارہ اور سہ بارہ بھوپال اور لاہور مین چھپوا دیا غرض مطلب اوسکا یہ ہوا کہ کسی کنوین مین سور یا کتا
یا بلی ڈوب مرے کہ جس سے پانی کے اوصاف ثلاثہ مین تغیر نہ آیا ہو یا ایک لوٹے یا ایک پیالے پانی مین
یا ایک گھڑے مین اسقدر گوہ یا موت یا شراب کہ کوئی نجس شئ پڑ جاوے جس سے اوسکا رنگ اور بو اور مزہ نہ
بدلنے پاوے یا اوسمین کتا یا سور منہ ڈالے تو وہ پانی پاک اور پاک کرنے والا ہی اوس سے وضو نماز درست
ہی اور پینا اوسکا جائز اگرچہ یہ مخالف ہی نص صریح کے اور منافی ہی اس حدیث صحیح کے اِذَا وَلَغَ الْکَلْبُ
فِیْ اِنَاءِ اَحَدِکُمْ فَلْیَغْسِلْہُ سَبْعَ مَرَّاتٍ یعنی جب کتا کسی برتن مین منہ ڈالدے تو اوس برتن کو
سات مرتبہ دھونا چاہیے مگر غیر مقلدین ظاہریہ شاید اسکا یہ جواب دین کہ بیان حدیث مین صرف کتے
کے منہ ڈالنے سے برتن دھونے کا حکم آیا ہی نہ پانی ناپاک ہونیکا اور نہ ذکر ہی کتے کے پینے کا جیسا کہ داؤد
ظاہری نے فرمایا کہ بموجب اس حدیث کے کہ لَا یَبُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ فِی الْمَاءِ الرَّاکِدِ پانی مین پیشاب کرنا منع ہی

نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہو اوس حدیث کا جو مسلم مین ہو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ یعنی عبداللہ بن عباس رض سے روایت
ہو کہا اونھون نے سنا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے جب چمڑا دباغت دیا جاوے تو وہ
پاک ہو جاتا ہو انتہی اور کبھی خلاف کیا ہو اوس حدیث کا جو ترمذی مین ہو اَيُّمَا إِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ
یعنی جس قسم کا چمڑا دباغت دیا جائیگا وہ بیشک پاک ہو جائیگا انتہی ہر چند کہ حنفیہ کے نزدیک موافق آیت
قرآنی کے سور کا چمڑا ابھی ناپاک ہو مگر حضرات غیر مقلدین تو حدیث پر غایت درجے کا عمل کرتے ہین اور حدیث
کے مقابلے مین قرآن کی کبھی نہین سنتے اونکو خنزیر کے چمڑے کی پاکی کا قائل ہونا چاہیے اور کسیطرح امام
ابو یوسف پر اعتراض نکرنا چاہیے ورنہ اس صحیح حدیث کی مخالفت لازم آویگی اور دفتر عمل بالحدیث کے خلاف
ہوگا کہ دار و مدار اور علدرامد الخ غیر مقلدین کا ظاہر حدیث پر ہو جب ہمنے مطلق کھال کی طہارت بالدباغت مین حدیث
صحیح پیش کی تو اب ونکو چون و چرا کی جگہ باقی نرہی چوبیسوان مسالہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ جو شخص درخت
پر سے میوہ چرا دے اوسکا ہاتھ کاٹنا واجب ہو سو اونھون نے اس مسالے مین خلاف کیا ہو اس حدیث کا جو
ابو داود مین رافع بن خدیج سے روایت ہو اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا قَطْعَ
فِي ثَمَرٍ یعنی تحقیق اونھون نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے نہین قطع ید ہو پھل چورانے
مین انتہی اور ثمر اوس پھل کو کہتے ہین جو درخت مین لگا ہوا ہو چنانچہ قاموس مین ثمر کے معنی حمل الشجر کے
لکھے مین انتہی پچیسوان مسالہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ زمین سے اگر تھوڑی چیز نکلے تو اوسمین دسوان حصہ
دینا نہین آتا سو اونھون نے اس مسالے مین خلاف کیا ہو اس حدیث کا جو بخاری اور ابو داود اور ترمذی
اور نسائی اور ابن ماجہ مین ہو قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُوْنُ
اَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس
شی مین جسکو ابر اور چشمون نے سیراب کیا ہو یا عثری ہو دسوان حصہ ہو اور عثری وہ زمین ہو جسمین پانی دینے
کی حاجت نہو اور اوس چیز مین جو سیراب کیجائے آبپاشی سے بیسوان حصہ ہو انتہی اور کبھی خلاف کیا ہو
اِس حدیث کا جو مسلم مین ہو قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا سَقَتِ الْاَنْهَارُ وَالْغَيْمُ الْعُشُوْرُ
وَفِيْمَا سُقِيَ بِالسَّانِيَةِ نِصْفُ الْعُشْرِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس زمین مین جسکو
نہرین اور ابر سیراب کرین دسوان حصہ ہو اور جو زمین سانیہ سے سیراب کیجائے اوسمین بیسوان حصہ کر

کے صفحہ ۴ و ۵ مین لکھا ہے کہ اسباب نہین زکوۃ مگر اونٹ گاے بکری مین اور اموال تجارت مین نہین زکوۃ
نہین ہے اور زیور پر بھی اس مفتی نے عدم وجوب زکوۃ کا حکم لگا دیا ہے چنانچہ کتاب نہج المقبول مطبوعہ کے
کے صفحہ ۲۰ مین اس مضمون کو لکھا ہے خلاصہ اسکا یہ ہے کہ تجارت اور سوداگری کے مال مین اگرچہ کرورہا
روپیہ کا ہو اور مثل بھینس اور بھیڑ وغیرہ جانورون مین اگرچہ کرورہا روپیہ کے ہون اور سونے اور چاندی
کے زیور مین اگرچہ کرورہا روپیہ کا ہو زکوۃ نہین ہے تبھی جب لوگ یونہین زکوۃ کے ادا کرنے مین باوجود
فرض ہونے کے سستی اور غفلت کرتے تھے اور تاہم اموال تجارت اور زیور مین ہزارہا روپیہ اور لاکھون
روپیہ کی زکوۃ نکالتے تھے اور غربا اہل اسلام اوس سے فیض پاتے تھے اب جو مجتہد غیر مقلد نے یہ حکم لگا دیا
کہ زکوۃ ان چیزون مین واجب نہین ہے تو بہانہ بازون اور حیلہ سازون کو دستاویز مل گئی افسوس کہ دروازہ خیر کا
بند ہو گیا اور مجتہد صاحب بھی مناع للخیر معتد اثیم کے پورے پورے مصداق ہو گئے انا للہ وانا
الیہ راجعون چہارم ایک طلاق سے یا دو طلاقین دی ہون بائن اور عدت مین رجوع کیا
ہو تو دو طلاقین بائن طلاقین واقع ہونگی اور اوسکے خاوند کو وہ عورت بغیر حلالہ (یعنی بغیر نکاح دوسرے
شوہر کے) درست ہو جاویگی چنانچہ یہ مسئلہ اوسی کتاب طریقہ محمدیہ کے صفحہ ۱۰ مین مرقوم ہے اور اسیطرح
صفحہ ۲۰ فتح المغیث مین لکھا ہے کہ حلالہ کرنا حرام ہے (یعنی مطلقہ ثلثہ کا نکاح دوسرے شخص سے کرا کے
پھر اپنے نکاح مین پھیر لینا) حالانکہ یہ مسئلہ تمام اہل اسلام بلکہ نص قرآن کے خلاف ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے
فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ یعنی جو اپنی بی بی کو تین طلاقین دے
تو پھر نکاح اوس عورت کا اوس مرد سے جائز نہوگا جب تک کہ وہ عورت دوسرے شوہر سے نکاح نکرے
پس بموجب نص قرآنی کے جو نکاح ثانی مطلقہ کا بعد حلالہ کرنے کے زوج اول پر حلال تھا اوسکو مجتہد
صاحب نے اپنی راے سے حرام کر دیا پنجم مرد پر سونے کا زیور حرام ہے اور حریر ریشم کا چنانچہ یہ عبارت
طریقہ محمدیہ کے صفحہ ۳۸ و فتح المغیث کے صفحہ ۲۵ مین واقع ہے جسکا خلاصہ یہ ہوا کہ مرد کو خواہ وہ مولوی
ہو یا واعظ مفتی ہو یا قاضی کتنا ہو بیچارا یا بڑا ہی کی ایمان والے کو ریشمی لنگی وغیرہ زیور
درست ہے مصرعہ این کار از تو آید و مردان چنین کنند ششم اوسی کتاب فتح المغیث کے صفحہ ۱۴
مین لکھا ہے اور کافی ہے مسح کرنا بعض سر کا اور مسح کرنا پگڑی عمامہ پر انتہی جسکا مطلب یہ ہوا کہ اگر بعض
سر کا مسح نکرے تو پگڑی عمامہ پر مسح کرنا کافی ہے حالانکہ یہ خلاف نص قرآنی کے ہے وامسحوا برؤسکم

زیادہ نوافل پڑھنا اور تہائی رات سے زیادہ عبادت مین جاگنا بدعت مذمومہ ہے چنانچہ کتاب معیار الحق
مصنفہ مولوی نذیر حسین مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۲۲ مین مذکور ہے خلاصہ یہ کہ اکثر شب یا تہائی رات سے
زیادہ عبادت کرنا جیسا کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام و صحابہ کرام و اولیاے عظام مثل حضرت غوث
اعظم وغیرہ سے ثابت ہے انکے نزدیک گناہ ہے معاذ اللہ۔ شانزدہم خالہ سوتیلی یعنی جسکا باپ ایک ہو
اور مان جدا جدا اوس سے اور سگی بھانجی کا نکاح درست ہے چنانچہ فتواے مہری مولوی عبد الجبار غیر مقلد
امام کابلی مسجد دہلی مین مرقوم ہے کہ جسپر انکے استاذ مولوی نذیر حسین کی مہر بھی ثبت ہے ہفدہم پنیر شام کو
جو سور کے پنیر مایہ سے بنایا جاتا اوسکا مشہور ہے یا اور چیزین مثل جوتے کے جنمین سور کی چربی پڑتی مشہور
ہے جب وہ آنحضرت کے پاس آئی تھین تو آپ بلا دریافت کھاتے تھے چنانچہ یہ عبارت فتواے مہری
مولوی عطا محمد مندرجہ کتاب اظہار الحق مطبوعہ مطبع اتالیق پنجاب لاہور کے صفحہ ۱۰ مین مرقوم ہے اور اس
رسالہ مین مولوی نذیر حسین وغیرہ علماے غیر مقلدین کی بھی مہرین موجود ہین اور اسکے چھپوانے
مین مولوی نذیر حسین نے بڑی کوشش فرمائی چنانچہ خود مصنف رسالہ مذکور نے عنوان کتاب مین اس
امر کی تصریح کردی ہے اب جاے انکار باقی نہین نعوذ باللہ من ذلک کہ آنحضرت صلعم پر ایسی ایسی
حرام چیزون کے استعمال کرنے کا سراسر بہتان اور اتہام ہے اور پھر ایسے خرافات مضامین کی اشاعت
مین علما کا سعی اور کوشش کرنا باعث سوء انجام و موجب ہدم اسلام ہے نہین معلوم غیر مقلدین ایسی باتون
کو بمقابلہ مقلدین کے ازراہ نفسانیت جان بوجھکر چھپواتے ہین یا بسبب نادانی اور بے سمجھی کے ایسے امور اونسے
ظہور مین آتے ہین بہرحال سہ فَاِنْ کُنْتَ لَا تَدْرِیْ فَتِلْکَ مُصِیْبَۃٌ ÷ وَاِنْ کُنْتَ تَدْرِیْ فَالْمُصِیْبَۃُ اَعْظَمُ ÷

جواب سوال دوم

ایسے غیر مقلدون سے جو عقائد و عملیات مذکورہ کے قائل ہین مخالطت اور مجالست کرنا اور انکو
مساجد مین آنے دینا شرعاً ممنوع اور باعث خوف فتنہ دین ہے کیونکہ مسائل متذکرہ بالا سے معلوم
ہوا کہ وہ اہل بدعت ہین اور مخالف ملت اہل سنت ہین اور مجالست و مخالطت اہل بدعت سے
شرعاً ممنوع ہے کَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ اخْتَارَنِیْ وَاخْتَارَلِیْ
اَصْحَابِیْ فَجَعَلَھُمْ اَنْصَارِیْ وَاَصْھَارِیْ وَاِنَّہٗ سَیَجِیْءُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ یَنْقُصُوْنَھُمْ
فَلَا تُوَاکِلُوْھُمْ وَلَا تُشَارِبُوْھُمْ وَلَا تُنَاکِحُوْھُمْ وَلَا تُصَلُّوْا مَعَھُمْ وَلَا تُصَلُّوْا عَلَیْھِمْ انتہی

وغیرہ صحابہ کو غاصی لکھا ہے اور حضرت ابوبکر کا کینہ حضرت فاطمہ کے ساتھ اور حضرت عمر کا بغض حضرت علی کے ساتھ
ثابت کیا ہے اور حضرت عمر فاروق کو مخترع بدعت ضلالہ کا ٹھیرایا ہے معاذ اللہ منہا اب اس سے بڑھکر اور کیا آفت ان
اکابر برکات دین کو اور کیا ہوگی کہ صحابہ کرام کو بھی نہ چھوڑا اور تیسری حدیث بھی انھیں غیر مقلدین کی شان
مین ہے قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ فِی آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ اَحْدَاثُ الْاَسْنَانِ سُفَہَاءُ الْاَحْلَامِ
یَقُوْلُوْنَ مِنْ خَیْرِ قَوْلِ الْبَرِیَّۃِ یَقْرَؤُنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ حَنَاجِرَہُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّہْمُ
مِنَ الرَّمِیَّۃِ الْحَدِیْثَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نکلے گی آخر زمانے مین ایک قوم
کم سن کم عقل زبان زد ہوگا اونکے قال قال رسول اللہ یعنی بغیر حدیث کے کلام نہ کرینگے پڑھینگے قرآن کو نہ اتریگا
اونکے حلق سے نیچے یعنی اونکے دلون مین ایمان نہوگا اور خلوص دل سے قرآن پر عمل نہ کرینگے بھاگینگے دین سے
جیسے تیر بھاگتا ہے کمان سے اور چوتھی حدیث ترمذی مین ہے وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلْسِنَتُہُمْ اَحْلٰی
مِنَ السُّکَّرِ وَقُلُوْبُہُمْ قُلُوْبُ الذِّیَابِ یعنی زبانین اونکی شکر سے زیادہ شیرین ہونگی یعنی بظاہر شیرین
کلامی سے لوگون کو راہ راست سے بہکائینگے ولیکن دل اونکے سختی و بیرحمی مین مثل بھیڑیون کے ہونگے کہ جب پورا قابو
پاجاتے ہین تو کوئی دقیقہ دین کی خرابی کا فروگذاشت نہین کرتے ہین اور پانچوین حدیث وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ
فِی وَصْفِ ہٰذَا الْقَوْمِ مُشَمِّرُو الْاِزَارِ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قوم کی علامت مشمر الازار
یعنی اون لوگون کے اونچے اونچے پائینچے ہونگے اور بھی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ گریبان کھلا رکھنا علامت
قوم لوط سے ہے بس یہ دونون صفتین اکثر غیر مقلدین مین پائی جاتی ہین چھٹی حدیث کہ معجزہ پیغمبر کا ہے بارہ سو
برس کے بعد ظاہر ہوا چنانچہ صحیح بخاری مین حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰہُمَّ بَارِکْ لَنَا فِی شَامِنَا اَللّٰہُمَّ بَارِکْ لَنَا فِی یَمَنِنَا یعنی اے اللہ برکت دے ہمارے
ملک شام مین اور برکت دے ہمین یمن مین وہان کچھ نجد کے لوگ تھے سو اونھون نے عرض کیا وَفِی نَجْدِنَا یعنی ملک نجد کے
واسطے بھی دعا فرمائیے مگر آپنے پھر بھی دعا ہی برکت شام و یمن کی فرمائی پھر اونھون نے باصرار واسطے دعا برکت
نجد کے عرض کیا تو آپنے تیسری مرتبہ اوسکے حق مین فرمایا ہُنَاکَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِہَا یَطْلُعُ قَرْنُ
الشَّیْطَانِ یعنی ملک نجد مین زلزلے اور فتنے اوٹھینگے اور اوس سے نکلیگی امت شیطان کی سو موافق اس
خبر مخبر صادق کے گروہ وہابیہ نے جو پیرو عبد الوہاب کے ہین سنہ ۱۲۲۱ ہجری مین جبکہ آثار انتظام سلطنت روم
مین برہمی واقع ہے بصلاح و آمادگی محمد بن عبد الوہاب کے جانب حرمین چڑھائی کی اور ایک نیا مذہب ایجاد کی

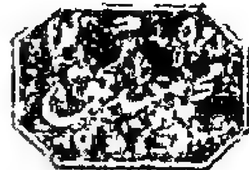
بلکہ مشرک اور بدعتی سمجھتے ہین آور اس سے بڑھکر ایک بات ان لامذہبون کے حق مین محدث نامی علامۂ شامی نے حاشیۂ ردالمحتار مین لکھی ہے کہ ہمارے زمانے کے وہابی عبدالوہاب نجدی کے پیرو اور تابع مثل خارجیون کے ہین جنھون نے حضرت علیؓ کی مخالفت کرکے اونکے لشکر سے خروج کیا تھا پس جب لامذہب مثل خارجیون کے ٹھیرے اور خارجی مثل باغیون کے ہوئے تو جو حکم باغیون کا ہے وہی حکم لامذہبون کا ٹھیرا کَمَا فِی الْہِدَایَۃِ وَلَا یُصَلّٰی عَلٰی بُغَاۃٍ قُتِلُوْا بَلْ یُکَفَّنُوْنَ وَیُدْفَنُوْنَ یعنی اونکے جنازے کی نماز نہ پڑھی جاوے صرف اونکو کفن دیکے دفن کردین وَحُکْمُ الْخَوَارِجِ عِنْدَ جُمْہُوْرِ الْفُقَہَاءِ وَالْمُحَدِّثِیْنَ حُکْمُ الْبُغَاۃِ وَذَہَبَ بَعْضُ الْمُحَدِّثِیْنَ اِلٰی کُفْرِہِمْ یعنی حکم خارجیون کا نزدیک جمہور علمای محدثین و فقہا کے حکم باغیون کا ہے اور بعض محدثین تو اونکے کفر کے قائل ہو گئے (شامی صفحہ جلد ۳ مطبوعہ)

واضح ہو

کہ شہر دہلی مین فیمابین ہر دو فریق کے نوبت نزاع کی یہانتک پہونچی کہ عدالت دیوانی اور فوجداری مین مقدمات دائر ہو گئے تھے سو صاحب کمشنر بہادر دہلی نے فریقین کے بعض لوگون کو اپنی کوٹھی پر بلا کر واسطے دفع فساد کے باہم ملاپ کرا دیا چنانچہ ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۰۵ھ ہجری کو ایک کاغذ لکھا گیا کہ کوئی شخص ایک دوسرے سے متعرض نہو اور بشرط مراعات عدم مفسدات نماز کے ایک دوسرے کے پیچھے نماز بھی پڑھ لے سو وہ ایک فیصلہ باہمی تھا نہ فتواے شرعی بچند وجوہ اوّل یہ کہ حکام والاشان کو دینی امور مین کچھ مداخلت نہین نہ وہ فتوون پر دستخط کرتے ہین دوم نہ اوس مین سوال علماے دین سے ہے نہ بجوالۂ کتب دینیہ اوسکا جواب رقم ہے سوم اوس پر مواہیر اور دستخط کرنے والے سب علما نہین بلکہ اکثر طلبای مولوی نذیر حسین اور بعض عوام سکنائے شہر مین گو اونکے نام بڑے لمبے چوڑے لکھے گئے ہین تاکہ مولوی معلوم ہون اور بعض طرفین کے مولوی بھی ہین اور ظاہر ہے کہ اس فتوے کو علمای اہل سنت نے بطیب خاطر منظور نہین کیا بلکہ بخاطر حاکم اعلیٰ کے اوسپر مُہرین کر دین چنانچہ مولوی منصور علی صاحب ساکن مسجد فتحپوری چاندنی چوک نے باوجود طلبی مکرر عذر کر کے اپنی مہر نکی اور یہ ظاہر ہے کہ اگر وہ فتویٰ ہوتا تو ان عوام کی مُہر اوسپر کیون ہوتی مگر غیر مقلدون نے اوسکو فتویٰ سمجھکر بڑی شہرت دی تاکہ اور لوگ بھی دھوکے مین آجاوین اور بالفرض اگر یہ فتویٰ بھی ہو تو اس سے اونکی وہ کتابین کہ جنمین حضرات مقلدین کو کافر و مشرک لکھا ہے سب باطل ہو گئین کہ آخر اونکے مُنہ سے حق صادر ہو گیا کہ مقلدین کے پیچھے نماز جائز رکھی

حرام ہوگئی اسیواسطے تقلید امام واحد کی واجب ہوئی تا اس سے رفع وہم تلفیق کا ہو اس مقام پر یہ تقریر ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری کی نہایت مفید ہے اور قابل تمسک اہل تقلید ہے بل یجب حتماً ان یعین مذہباً من هٰذِهِ الْمَذَاهِبِ إِمَّا مَذْهَبَ الشَّافِعِيِّ فِي جَمِيْعِ الْوَقَائِعِ وَالْفُرُوْعِ وَإِمَّا مَذْهَبَ مَالِكٍ وَإِمَّا مَذْهَبَ أَبِي حَنِيْفَةَ وَغَيْرِهِمْ وَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَنْتَقِلَ مِنْ مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ فِي الْبَعْضِ مَا يَهْوَاهُ وَمِنْ مَذْهَبِ غَيْرِهِ فِي الْبَاقِي مَا يَرُوْمُهُ لِأَنَّا لَوْ جَوَّزْنَا ذٰلِكَ لَأَدّٰى إِلَى الْخَبْطِ وَالْخُرُوْجِ عَنِ الضَّبْطِ وَحَاصِلُهُ يَرْجِعُ إِلَى نَفْيِ التَّكْلِيْفِ لِأَنَّ مَذْهَبَ الشَّافِعِيِّ إِذَا اقْتَضٰى بِتَحْرِيْمِ شَيْءٍ وَمَذْهَبُ غَيْرِهِ إِبَاحَةَ ذٰلِكَ الشَّيْءِ بِعَيْنِهِ أَوْ عَلَى الْعَكْسِ فَهُوَ إِنْ شَاءَ مَالَ إِلَى الْحَلَالِ وَإِنْ شَاءَ مَالَ إِلَى الْحَرَامِ فَلَا يَتَحَقَّقُ الْحِلُّ وَالْحُرْمَةُ وَذٰلِكَ بَاطِلٌ بِالْإِجْمَاعِ لِأَنَّ حِفْظَ الدِّيْنِ وَاجِبٌ وَذٰلِكَ مَا يَحْصُلُ إِلَّا بِهِ فَيَكُوْنُ وَاجِبًا لِأَنَّ مُقَدِّمَةَ الْوَاجِبِ وَاجِبٌ بِالْإِجْمَاعِ فَثَبَتَ أَنَّ تَقْلِيْدَ الْمَذْهَبِ الْوَاحِدِ وَاجِبٌ لِأَنَّ مُقَدِّمَةَ الْوَاجِبِ وَاجِبٌ یعنی ایک مذہب کی تقلید کا اختیار کرنا واجب ہے مذاہب اربعہ سے مثلاً تقلید شافعی کی جمیع مسائل مین وعلیٰ ہذا القیاس تقلید حنفی کی اور یہ کسیکو جائز نہین کہ بعض مسائل شافعیہ کو حسب خواہش نفس خود اختیار کرے اور بعض مسائل حنفیہ کو اپنی مرضی کے موافق لیلیوے اسواسطے کہ اگر یہ امر جائز ہو جائے تو تکلیف شرعی اوٹھ جاوے مثلاً مذہب شافعی مین ایک شی حرام ہے اور وہی شی مذہب حنفی مین حلال ہے یا بالعکس لیکے سو غیر مقلد کبھی اوسکو حلال کہتے ہین اور کبھی حرام پس حلت و حرمت متحقق نہوئی اور یہ بالاجماع باطل و مردود ہے اسواسطے کہ حفاظت و نگرانی دین کی واجب ہے اور یہ بات بدون تعیین مذہب احد کے حاصل نہین ہوتی پس تعیین مذہب احد کی واجب ہوگی کہ مقدمہ واجب کا بھی واجب ہوتا ہے لیکہ ثابت ہوگیا کہ تقلید مذہب واحد کی واجب ہے اور یہی مدعا ہے اور یہ ساتوین حدیث بھی ان لوگونکی عدم تقلید و آزادگی خبر دیتی ہے اور عمل انکا مصداق اس حدیث کا ہوتا ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ الشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ تَعِيْرُ إِلٰى هٰذِهِ مَرَّةً وَإِلٰى هٰذِهِ مَرَّةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنی مسلم مین عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ منافق کی مثل اوس بکری کی سی مثل ہے جو دو گلون کے درمیان ماری ماری پھرتی ہے کبھی اس ریوڑ مین جاملتی ہے اور کبھی اوس ریوڑ مین جاگھستی ہے پس یہ حال منافق کا ظاہر ہے کہ کبھی ایمان کی طرف جھک جاتا ہے کبھی کفر کی طرف اور یہی حال غیر مقلد کا ہے کہ کبھی کسی مذہب میں جاتا ہے وہ کمبخت نہ ادہر کا ہوا نہ اودھر کا اور آٹھوین حدیث کتاب مجمع الزوائد مین طبرانی نے باب ما جاء

صح الجواب



مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی

الجواب صحیح



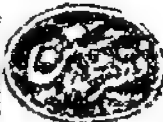
امام مسجد دوش

المجیب مصیب



ابن کریم اللہ























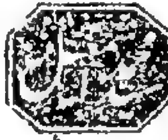




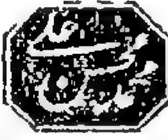








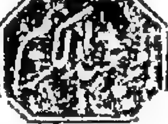














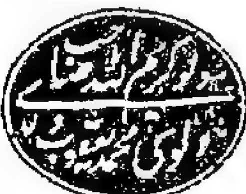


الجواب صحیح





المجیب مصیب











فی الحقیقت اگر ان لوگوں کے یہ عقائد اور یہ اعمال ہیں تو ایسا ہی ہے جیسا مجیب صاحب نے جواب دیا

واحادیث نبویہ کہ کہ حق تعالیٰ نے اور اوسکے رسول مقبول نے اہالیان ان مقامات مقدسہ کی شان مین
کیا کچھ ارشاد فرمایا یعنی بطریق پیشین گوئی اونکے پرہیزگار او متقی ہونے اور قیامت تک اونکے طریق حق پر
رہنے کی خبر دی چنانچہ فرمایا حق تعالیٰ نے قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ یعنی کہدے
اے محمد بیان سکے رہنے والون سے کہ آگیا دین اسلام کا اور نہ ظاہر ہوگا طریقہ کفر و شرک کا اور نہ لوٹ آویگا
اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ
یعنی بیشک لکھدیا ہمنے زبور مین بعد نصیحت کے کہ آخر مالک ہونگے زمین بیت المقدس کے میرے نیک بندے
اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ یعنی مسجد الحرام کے مالک ہی ہین جو پرہیزگار ہین و
عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْكَعْبَةِ ثَلٰثُ مِائَةٍ
وَسِتُّونَ صَنَمًا فَجَعَلَ يَطْعَنُهَا بِعُودٍ فِي يَدِهٖ وَيَقُولُ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ
الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ یعنی روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے کہ داخل ہوئے آنحضرت
مکے مین درحالیکہ گرداگرد کعبے کے تین سو ساٹھ بت تھے سو آنحضرت کونچادیتے تھے اون بتون کو لکڑی سے
جو ہاتھ مین آپکے تھی اور فرماتے تھے کہ آگیا دین اسلام اور نکل بھاگا کفر باطل بے شک کفر باطل نکل بھاگنے
والا ہے یعنی سچے دین کا غلبہ آیا اور کفر گئے اور تمام عرب سے چلا گیا اور فرمایا آنحضرت نے غِلَظُ الْقُلُوبِ وَ
الْجَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ وَالْإِيمَانُ فِي أَهْلِ الْحِجَازِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنی سختی دلون کی اور ظلم و جفا ملک
شرقی مین ہے اور ایمان و اتقا اہل حجاز مین اور آنحضرت نے فرمایا اَلْأَبْدَالُ يَكُونُونَ بِالشَّامِ وَهُمْ
أَرْبَعُونَ رَجُلًا كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ أَبْدَلَ اللهُ مَكَانَهٗ رَجُلًا رَوَاهُ أَحْمَدُ یعنی ابدال ملک شام
مین ہوتے ہین اور وہ چالیس آدمی ہین جب ونمین سے کوئی مرجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اوسکے قائم مقام کردیتا
ہے دوسرے کو اور حضرت نے فرمایا طُوبٰى لِلشَّامِ قُلْنَا لِأَيٍّ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ لِأَنَّ مَلَائِكَةَ
الرَّحْمٰنِ بَاسِطَةٌ أَجْنِحَتَهَا عَلَيْهَا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ یعنی خوشحالی ہے واسطے اہل شام کے
عرض کیا ہمنے کس سبب سے فرمایا اسواسطے کہ فرشتے رحمٰن کے پھیلائے ہوئے ہین بازو اپنے ملک شام پر واسطے
محافظت کفر کے کہ وہان ابدال رہتے ہین اور حضرت نے فرمایا اَلْمَدِينَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ
الْحَدِيدِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ یعنی مدینہ نکال پھینکتا ہے کافرون کو جیسے بھٹی نکال پھینکتی ہے لوہے کی میل کو
یعنی مدینے مین کفر نہین سما سکتا ہے اور فرمایا آنحضرت نے إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ أَنْ يَعْبُدَهُ

یہ فرقہ غیر مقلدین بیشک خارج اہل سنت وجماعت سے ہو آئندہ مجالست کرنی ایسی جیسے کہ اہل ہوا اور بدعت سے اور امامت انکی جائز نہین کیونکہ عقائد اور عملیات انکے مخالف حدیث و قرآن کے ہین - واللہ اعلم بالصواب



باسمہ سبحانہٗ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ غَزْوَۃٍ خَیْبَرَ مَنْ اَکَلَ مِنْ ھٰذِہٖ الشَّجَرَۃِ یَعْنِی الثُّوْمَ فَلَا یَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ یعنی جو شخص کہ کھائے لہسن کو پس نزدیک نہ پہنچے مسجد ہماری کے اور موطا امام محمد مین عمر بن الخطاب سے مروی ہو کہ ایک مجذومہ کو طواف کرنے سے مانع آئے - اور فرمایا کہ تو اپنے گھر مین بیٹھ اور لوگون کو ایذا نہ دے - اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر عزیزی مین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یون نقل کی ہو کہ ایکدن ایک واعظ کو مسجد کوفے مین دیکھکر فرمایا کہ یہ کون شخص ہو - لوگون نے عرض کیا کہ یہ واعظ ہو لوگون کو گناہون سے روکتا ہو - حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس سے پوچھو کہ ناسخ منسوخ کو جانتا ہو اوسنے کہا کہ مجھکو ناسخ منسوخ کا علم نہین - حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسکو مسجد سے نکالدو اور نیز شاہ عبدالعزیز صاحب نے بتحت بیان آیہ وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ کے لکھا ہو کہ طعن کرنا سلف پر سخت ترین ایذاے لسانی سے ہو اور اشباہ مین لکھا ہو کہ موذی کو مسجد مین آنے سے منع کرنا چاہیے اگرچہ ایذا اوسکی لسانی ہو - **فائدہ** پس جبکہ روکنا مسجد کے آنے سے بسبب موجود ہونے ایک امر کے امور مذکورہ سے درست ہوا تو غیر مقلدون کو جو جامع امور مذکورہ کے ہین نکالنا بطریق اولی درست ہوا اور بسبب لحوق مرض باطنی کے جو جذام سے بڑھکر ہو مساجد مین انکے آنے سے فتنہ و فساد برپا ہوتا ہو اور خداے تعالی مفسدون کو دوست نہین رکھتا کما قال اللہ تعالی وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ باقی تحقیق اس مسئلے کی رسالہ انتظام المساجد باخراج اہل الفتن والمفاسد مین جو اس عاجز کی تالیفات سے ہو موجود ہو واللہ اعلم وعلمہ اتم



راقم

خادم العلما محمد حبیب الرحمن لودیانوی - المرقوم ۱۳۰۲ھ

حال پر ہونگے اور بخاری و مسلم مین مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا لا یزال ناس من امتی
ظاہرین حتی یاتیہم امر اللہ وہم ظاہرون یعنی ایک گروہ میری امت سے ہمیشہ قائم اور غالب
رہیگا یہانتک کہ آویگی قیامت اور وہ غالب ہی رہیگا یعنی وہ لوگ ملقب باہل السنۃ والجماعت مقلدین
ہین کہ تمام فرقون مین امت محمدیہ کے سواد اعظم اور کثیر الافراد اور سب پر غالب ہین اور بالعکس اسکے یعنی
ایک جم غفیر اور گروہ کثیر غالب مقلدین کا تو گمراہ ہوجاوے اور غیر مقلدین چند گنتی کے آدمی مغلوب براہ ہدایت
پر ہون تو ہرگز نہین ہوسکتا اسواسطے کہ اس سے اکثر امت کا گمراہ ہوجانا لازم آتا ہی حالانکہ یہ حدیث
صحیح بروایت ابن عمر منع کرتی ہی اسکو کہ فرمایا آنحضرت نے لا تجتمع امتی علی ضلالۃ وانہم لا
یجتمعون علی ضلالۃ رواہ احمد فی مسندہ والطبرانی فی معجمہ یعنی میری امت گمراہی
پر نہ جمع ہوگی اور وہ لوگ اکثر گمراہ نہونگے اور نیز یہی فرقہ مقلدین کا بسبب انبوہ کثیر ہونے کے ناجی ہوگا
کہ فرمایا حضرت نے اتبعوا السواد الاعظم فمن شذ شذ فی النار رواہ الترمذی یعنی پیروی
کرو تم بڑی جماعت کی کیونکہ جو تنہا رہا وہ اس سے جا پڑا دوزخ مین اور فرمایا حضرت نے علیکم بالجماعۃ
والعامۃ رواہ احمد یعنی لازم پکڑو بڑی جماعت کو پس ظاہر ہی کہ بڑی جماعت یہی چارون مذہب کے
مقلدین ہین کہ تمام دنیا انھین لوگون سے بھری ہوئی ہی اور انھین مین لاکھون کروڑون اولیا و اقطاب
و ابدال و غوث ہوچکے اور اب بھی موجود ہین اور غیر مقلد تو ہزار مین ایک بھی نہ نکلیگا سو ہی شمار اونکا جو
کثرت سے گروہ دین ہون + اونکی کیا گنتی ہزارون مین جو اک دو تین ہون +

تئیسوان مسالہ

ان غیر مقلدون نے واسطے بہکانے اور شک مین ڈالنے عوام مقلدین حنفیہ کے ایک نیا طریقہ یہ نکالا ہی
کہ ہمارے ان سوالات کا کوئی جواب دے تو اسقدر انعام لے تا لوگون کو معلوم ہو کہ یہ سوالات نہایت
مشکل ہین کہ جوابات انکے کسی سے نہو سکینگے ورنہ یہ لوگ اشتہار جواب طلب بوعدۂ انعام نہ دیتے چنانچہ
مولوی محمد حسین لاہوری مقتدای غیر مقلدین نے ایک ہزار روپے کا اشتہار اپنے پرچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۵
جلد ششم بابت ماہ رجب ۱۳۰۰ھ ہجری مین اس مضمون کا دیا ہی کہ جو شخص اون اعتقادات اور عملیات کو
جو کہ فرقۂ غیر مقلدین کی طرف ایک پرچہ جامع الشواہد مطبوعہ فیض محمدی لکھنؤ مین غلط ۔۔۔ ہین
اونکی کتب معتبرہ سے ثابت کر دے تو ہزار روپے نقد پائے انتہی مراد کیا جعلی فریب ۔۔۔ ہی اور شکمیلی
تجاہل عارفانہ دھوکے بازی ہی اور سمجھے اس وعدۂ انعام کی فضول شیخی پر تماشا ۔۔۔ ناہی اور جو دیکھے

اتبعوا السواد الاعظم فمن شذ شذ فی النار انتہی قال القاضی ثناء اللہ فی التفسیر المظہری فان اهل السنة قد افترق بعد القرون الثلثة والاربعة علی اربعة مذاهب لم یبق مذهب فی فروع المسائل سوی هذه المذاهب الاربعة فقد انعقد الاجماع المرکب علی بطلان قول من خالف کلهم وقد قال رسول اللہ صلعم لا تجتمع امتی علی الضلالة وقال اللہ تعالی ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جهنم وساءت مصیرا انتہی پس ثابت ہوا حصر اہل سنت وجماعت کا اس زمانے مین مذاہب اربعہ مین اور جس کسیکا قول کہ مخالف ائمہ اربعہ کے ہوگا وہ مردود اور باطل ہوگا بسبب مخالف ہونے اہل سنت وجماعت کے اور نہ مانا جائیگا اور یہ لامذہب لوگ قائل ہین جواز خروج کے مذاہب اربعہ سے اور حصر مذاہب اربعہ کو باطل سمجھتے ہین چنانچہ معیار الحق مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۳۰ مین مولوی نذیر حسین نے لکھا ہے جبکہ اہل سنت وجماعت منحصر اور مجتمع ہو مذاہب اربعہ مین بالاجماع تو اب اس انحصار اور اجماع کا باطل کہنے اور سمجھنے والا اور قائل جواز خروج مذاہب اربعہ کا اہل سنت وجماعت مین سے نہین ہے اور مثل دیگر اہل مذاہب باطلہ اور فرق ضالہ روافض وخوارج اور جبریہ اور قدریہ اور مرجیہ وجہمیہ وغیرہم کے ہے پس جبکہ لامذہب اور غیر مقلدین اہل سنت وجماعت سے خارج ہین تو اہل سنت وجماعت کی نماز لامذہبون کے پیچھے نہین ہوتی اور بالکل غیر جائز اور نادرست ہے اور انکے ساتھ مخالطت اور مجالست اور موانست رکھنے سے بھی اہل سنت وجماعت کو پرہیز اور اجتناب چاہیے کیونکہ مجالست اور مخالطت اور مصاحبت اہل شر وفساد اور اہل بدعت کے ساتھ بموجب حدیث صحیح کے بالاجماع ممنوع ہے قال الامام النووی فی شرح صحیح المسلم قبیل کتاب القدر فی باب استحباب مجالسة الصالحین ومجانبة قرناء السوء فیه تمثیله صلی اللہ علیه وسلم الجلیس الصالح بحامل المسك والجلیس السوء بنافخ الکیر فیه فضیلة مجالسة الصالحین واهل الخیر والمروة ومکارم الاخلاق والورع والعلم والادب والنهی عن مجالسة اهل الشر واهل البدع ومن یغتاب الناس او یکثر فجره وبطالته ونحو ذلك من الانواع المذمومة انتہی اور حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی مین فرماتے ہین ؎ دور شو از اختلاط یار بد ✤ یار بد بدتر بود از مار بد ✤ مار بد تنہا ہمین بر جان زند ✤ یار بد بر جان و بر ایمان زند ✤ تا ز خندان باغ را خندان کند ✤ صحبت نیکان ترا ز نیکان کند ✤ صحبت صالح ترا صالح کند ✤

نماز مین زیر ناف ہاتھ باندھنا ۲۷ رابعا آن حضرت کا مقتدیون کو سورہ فاتحہ پڑھنے سے منع کرنا ۲۸ خامسا
آنحضرت یا باری تعالی کا کسی شخص پر کسی امام کی ایمہ اربعہ سے تقلید کو واجب کرنا ۲۹ سادسا ظہر کا وقت
دوسرے مثل کے اخیر تک باقی رہنا ۳۰ سابعا عام مسلمانون کا ایمان اور پیغمبرون اور جبریل کا مساوی
ہونا ۳۱ ثامنا قضا کا ظاہر و باطن نافذ ہونا تشریحہ مثلاً کسی شخص نے ناحق کسیکی جورو کا دعوی کیا
کہ یہ میری جورو ہے اور قاضی کے سامنے جھوٹے گواہ پیش کر کے مقدمہ جیت لے اور وہ عورت اوسکو
ملجاوے تو وہ عورت بسبب ظاہر بھی اوسکی بی بی ہے اور اوس سے صحبت کرنا بھی اوسکو حلال ہے ۳۲ تاسعا
جو شخص محرمات ابدیہ جیسے مان یا بہن سے نکاح کر کے اوس سے صحبت کرلے تو اوسپر حد شرعی جو قرآن
یا حدیث مین وارد ہے نہ لگانا ۳۳ عاشرا تجدید آب کثیر جو وقوع نجاست سے پلید ہو وے ضروری کرنا تنبیہ
ان مسائل کی احادیث کی تلاش کرنیکے واسطے مین ان صاحبون کو اسقدر مہلت دیتا ہون جسقدر
یہ چاہین زیادہ مہلت مین انکو بھی گنجایش ہے کہ یہ اپنے اور مذہبی بھائیون سے مدد لین ۔ المشتہر

ابو سعید محمد حسین لاہوری (محمد حسین ابو سعید)

حال آنکہ یہ سب مسائل کتب معتبرہ حنفیہ مین جیسے فتح القدیر شرح ہدایہ لابن الہمام و شرح ہدایہ للعینی
و شرح معانی الآثار للطحاوی و برہان شرح مواہب الرحمن و موطا للامام محمد و کتاب الحجج للامام محمد و کتاب
الآثار للامام محمد و عمدۃ القاری شرح بخاری للعینی و لمعات التنقیح شرح مشکوۃ المصابیح للشیخ الدہلوی
و مرقات شرح مشکوۃ لملا علی قاری و تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق و مستملی شرح منیۃ المصلی و عمدۃ الرعایۃ
فی حل شرح الوقایہ لمولانا محمد عبد الحی اللکنوی و تصریح الحمایہ علی شرح الوقایہ لمولانا محمد حسن السنبھلی وغیرہ
مین اچھی طرح ثابت ہو گئے ہین اور عموماً جابجا اس کتاب فتح المبین مین بھی لکھے گئے ہین اور خصوصاً
اسکے جواب مین بہت سے رسائل مثل دلائل کاملہ و اظہار الادلہ و عشرہ کاملہ و عشرہ بشرہ و اشعار الاعلام
علی اشتہار العشرہ و انتصار الاسلام وغیرہ کے مطابع کانپور و امرتسر و دہلی و لودھیانہ مین چھپکر تمام ممالک
پنجاب و ہندوستان مین پھیل گئے لیکن ابتک مشتہر صاحب نے باوجود قرآن و حدیث سے جواب با
صواب پانے کے ایفائے وعدہ نہ کیا اور کسی مجیب مصیب کو ایک ٹکا بھی ندیا پس معلوم ہوا کہ حضرت
کا بالکل ایمانی جمع خرچ تھا اور پھر اوسپر طرہ یہ کہ فی الحال اونکے کسی متبع نے اوسی اشتہار کو دوبارہ
سہ بارہ چھپوا کر لکھنؤ اور دہلی وغیرہ مین تقسیم کیا اور اوسکے نیچے لکھا افسوس کہ آجتک جواب اس اشتہار کا

اہل سنت وجماعت کو کہ لامذہبون غیر مقلدون کو اپنی مسجدون مین نہ آنے دین اور ان مفسدون شریرون کو اپنی مساجد سے اخراج کرین آمدنکا الدین والسلام علی من اتبع الہدیٰ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین حررہ العقیر المفتقر المذنب الراجی الی رحمۃ اللہ الاکبر العلی الولی القوی



الغنی محمد احسن الدین ابو النصر المعروف سید محمد اکبر علی الحسنی الجیلانی الحسنی القادری المجتبی النقشبندی الدہلوی غفر اللہ لہ ولوالدیہ واحسن الیہما وبہ

تحقیق مفتن در مسجد ہم موجب فتنہ است والفتنۃ اشد من القتل دال بر اخراج کردن این شریر باطلہ موید است **اولاً** این فرقہ باوجود این متشابہات اند بلکہ مثل محکمات سیاست چنانچہ در رسالہ احتوی علی العرش استوی از نواب بہوپال موجود است وایشمہ بیان عقیدہ با وجودیکہ متفق اند حالانکہ انصرام از متشابہات بکلام عز وجل وما یعلم تاویلہ الا اللہ ثابت پس موید من فسر القرآن برأیہ فلیتبوأ مقعدہ من النار ہمین شریر و مبطل اند **ثانیاً** منکرین قیاس و اجماع اند بنابر علیہ مجتہدین را مشرک میگویند ومقلدین را مشرک میدانند حالانکہ بکتاب اللہ ثابت ست بقولہ عز وجل فاعتبروا یا اولی الابصار وبحدیث نبوی نیز موید ما روی ان النبی صلعم حین بعث معاذاً الی الیمن قال کیف تقضی یا معاذ فقال بکتاب اللہ قال فان لم تجد فی کتاب اللہ قال فبسنۃ رسول اللہ قال وان لم تجد قال اجتہد برائی فقال علیہ السلام الحمد للہ الذی وفق رسول رسولہ بما یرضی بہ رسولہ فان لم یکن القیاس حجۃ لانکر بل حمد اللہ علیہ **ثالثاً** کتمان بطلان عقیدہ خود عند ظہور الحق بل یسکتون عند اہل الحق اذا غلبوا علیہم حقیقتہم واللہ تعالیٰ لقول حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم من سکت عن الحق فہو شیطان اخرس فثبت ان ہذا قوم لا یجب قبائحہم وخیانتہم فی الدین فیجب علیہم ضرب بالنعل من اہل الحق والکمال الذین استقروا ہذہ الضابطۃ ان لا یدخلون ہذا القوم فی مساجدہا ولا یحبسہم ابداً واللہ تعالیٰ علیہم بما کانوا یفعلون۔ فقط

کتبہ تراب اقدام اہل الاسلام عبد الضعیف الملتجی محمد عبد السلام الکاشمیری وطناً



والحنفی مذہباً والجشتی الطاہی الحری البیاری مشرباً الیہ

غفر اللہ لہ فی حیاتہ ویدخلہ الجنۃ بعد مماتہ آمین

گفتگو کے وجود صحت کیونکر سمجھا جائے پہلے تو سائل کو یہ چاہیے کہ اپنے مسائل معمول بہا کو بطریق جرح و تعدیل کے احادیث صحیحہ سے ثابت کردین کہ جس سے اونکی عبادات اور معاملات کے اعمال یقینی النجات ثابت ہوجاوین اور عند اللہ ماجور ہو کر انعام اخروی پاوین والا انعام دنیا کی خواہش ہو تو لامذہبی سے نیچریت کی طرف قدم بڑھاوین اور مزے اوڑاوین اور مباحث علمی کے جھگڑون مین نہ پڑین اور ہرگز ہرگز مسائل خلافیہ کے جواب کو بدلائل اتفاقیہ بوعدۂ انعام نہ طلب کرین ورنہ اونکو یا اونکے تلامذہ یا اساتذہ مین جنکو دعوی ہو اونپر واجب ہو کہ حسب شرائط خود ہمارے چودہ سوالات ذیل نمبر اول کا بھی جواب دین اور دس کے بدلے فی جواب ہم سے بیس روپیہ انعام لین اور اگر بیس سوالات نمبر دوم کے جوابات بغیر مدد اجماع و قیاس فقہی کے صرف قرآن و حدیث سے ثابت کرکے پیش کرینگے تو اینجانب فی آیت اور فی حدیث دس اشرفیان زرخالص کی انعام دینگے اور مثل مشتہر صاحب کے وعدہ خلافی نکرینگے۔

سوالات مقلدین جواب طلب از غیر مقلدین

سوالات نمبر ۱

اول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بوقت رکوع کرنے اور سر اوٹھانے کے ہمیشہ رفع یدین کرنا دوم آنحضرت کا نماز مین ناف سے اوپر بلکہ سینے کے اوپر ہمیشہ ہاتھ باندھنا سوم آنحضرت کا نماز مین آمین بالجہر ہمیشہ کہنا چہارم حدیث قرأت خلف الامام کا بعد نزول آیت اذا قرئ القرآن الخ کے مروی ہونا پنجم آنحضرت یا حق تعالی کا ایمہ اربعہ مین سے کسیکی تقلید شرعی کو منع کرنا ششم کتاب و سنت سے قیاس و اجماع کا حرام ہونا ہفتم تین طلاق دیکر بدون حلالہ کرنے کے عورت کا نکاح شوہر اول سے کرا دینا ہشتم ایمہ اربعہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ و داؤد ظاہری و ابن حزم و قاضی شوکانی زیدی کی تقلید کرنا نہم بغیر کسی عذر شرعی کے جمع بین الصلاتین کرنا یعنی ظہر و عصر کو ایک ساتھ اور مغرب و عشا کو ایک ساتھ پڑھنا دہم احادیث صحاح کا کتب صحاح ستہ مین منحصر ہونا اور سوا اسکے دوسری کتاب کی حدیث کو غیر معتبر سمجھنا یازدہم اس زمانہ پر شور و فتن مین ہر شخص عامی کا قرآن و حدیث پر بلا تحقیق عمل کرنا اور اوسپر لوگون کو حکم دینا دوازدہم جو حدیثین امام اعظم کو بسند شیوخ تابعین یا صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے واسطے سے پونہچی ہون اونکو بروایات رجال غیر تابعین کے ضعیف اور مخدوش سمجھنا سیزدہم حاجیون پر زیارت قبر شریف نبوی کا حرام یا مکروہ ہونا چہاردہم علمای حرمین شریفین اور جو لوگ اونکے پیرو ہون اور کل مقلدین کو مشرک اور بدعتی کہنا اور غیر مقلدین کو محفوظ و مومن سمجھنا

اہل سنت وجماعت مین انکو مقتدا دین جانکر اسکے مخالفت نکرین۔ عاجز محمد عبد الرحمن اندوری

صح الجواب

اصاب من اجاب

مواہیر مشاہیر علمای دار الاسلام مصطفےٰ آباد عرف رامپور

بلاشبہہ یہ فرقہ ضالہ جسکے عقائد فاسدہ اور اعمال کاسدہ مخالف فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت کے مجیب مصیب نے بحوالہ رسائل اور فتاوے باطلہ اونکے نقل کیے اور اکثر اوسکے راقم الحروف کی نظر سے بھی گذرے مبتدع ہے اور اسکے حق مین یہی حکم ہے جو مجیب مصیب نے تحریر کیا۔ واللہ سبحانہ الموفق

هذا هو الحق عندی

الجواب هو الصواب

هذا هو الحق الصریح والصدق الصراح

الجواب صحیح والرأی نجیح

الجواب حق

الجواب هو الصواب

لاشک فیه

ذلک کذلک

العبد

العبد

العبد

العبد

العبد

مولوی ظہور الحق

محمد یعقوب عفی عنہ

سید حبیب احمد

محمود عالم عفی عنہ

حضرت شاہ ... عفی عنہ

یہ شخص امام اس گروہ غیر مقلدین کا سنی نہین ہے۔ رافضی ہو تو عجیب نہین۔ یہ بیچارہ عامیون کو اپنے ساتھ جہنم مین لے جانا چاہتا ہے واللہ اعلم۔

کتبہ سید عبد الحق سابق متوطن کانپور حال باشندہ رامپور۔

فی الواقع عقیدہ اس فرقہ جدیدہ وجماعت مستحدثہ کا ایسا ہی ہے جیسا کہ مجیب نے ثابت کیا

من قال سوی ذلک فقد قال محالا

العبد

عابد حسن عفی عنہ

نے حجت کیا اونکے اور شریک ہین جو راہ نکالی ہی اونھون نے اونکے لیے دین کی جسکا حکم نہین دیا اللہ نے

مسائل کثیرہ اِن غیر مقلدون کے اکثر عقائد اور اعمال اہل سنت جماعت کے بالکل مخالف ہین کہ بعضے مسائل منجر و احکام منتہد اونکے موجب کفر اور بعضے مبطل نماز اور بعضے موجب فسق و ابتداع ہین کہ تفصیل اونکی موجب تطویل ہی نظر بران ہم بیان صرف فتوای جامع الشواہد فی اخراج الوہابیین عن المساجد کو حسب عدہ سابقہ درج کیے دیتے ہین تا ناظرین کو مولوی محمد حسین صاحب لاہوری کا جھوٹا وعدہ انعام کرنا اون مسائل اور احکام کے وجہ ثبوت مین ظاہر ہو جاوے اور نیز ہر شخص جو اونکو ملاحظہ کرے غیر مقلدون کے عقائد فاسدہ و مسائل کاسدہ سے بخوبی ماہر ہو جاوے

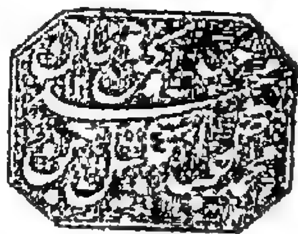
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

(۱) علمای اہل سنت و جماعت اس مسئلے مین کیا فرماتے ہین کہ یہ گروہ وہابیین یعنی فرقہ غیر مقلدین داخل ہی اہل سنت و جماعت مین یا خارج ہی انسے مثل اور فرقون ضالہ کے (۲) اور ہم مقلدون کو اونکے ساتھ مخالطت و مجالست کرنا اور اونکو اپنی مساجد مین باوجود خوف فساد کے آنے دینا درست ہی یا نہین (۳) اور اونکے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہی بَیِّنُوْا بِالتَّفْصِیْلِ تُؤْجَرُوْا بِالْاَجْرِ الْجَزِیْلِ

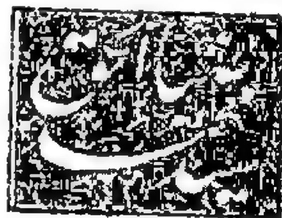
جواب سوال اوّل

وہابیہ غیر مقلدین (کہ قطع نظر عقائد کے جنکی علامات ظاہری اس ملک مین ائمہ اربعہ مین سے کسیکی تقلید نکرنا اور فقہ کو مخالف حدیث کے کہنا اور مقلدون کا نام مشرک اور بدعتی رکھنا اور اپنے تئین موحد اور محمدی ظاہر کرنا اور تقلید سے چڑھنا اور نفس انعقاد مجلس میلاد خیر العباد اور فاتحہ خوانی و عرس اولیاء اللہ کو شرک و بدعت کہنا اور بغیر کسی امام کی تقلید کے نماز مین آمین پکار کے کہنا اور وقت رکوع اور قومے کے رفع یدین کرنا اور نماز مین ناف سے اوپر بلکہ سینے پر ہاتھ باندھنا اور امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا اور جو ایسا نکرے اوسکو برا کہنا) مثل دیگر فرقون ضالہ رافضی و خارجی وغیرہما کے اہل سنت و جماعت سے خارج ہین کیونکہ اونکے بہت سے عقائد اور مسائل مخالف اہل سنت و جماعت کے ہین چنانچہ بموجب تحریر اونھین کی کتابون کے چند عقائد او مسائل بقید نام کتاب و صفحہ کے بطور نمونہ بیان کیے جاتے ہین تا پھر کسی منکر کو اونکے ثبوت مین گنجایش انکار اور شبہے کی باقی نہ رہے

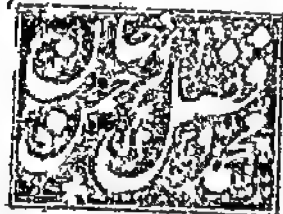
مقابلہ پر محمول کیا جائے تھوڑا ہے فی الحقیقت یہ سب کے سب ضال اور مضل ہیں اور سلسلۂ مذاہب اربعہ فقہ سے خارج اور محمدی بنکر دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں رخنہ انداز و مخل اور انکے عقائد پر کائد منجر بکفر و شرک والحاد و من یضلل اللہ فما لہ من ھاد وھو الموفق الی سبیل الرشاد ومنہ المبدأ والیہ المعاد۔ الا لا یتفوہ بذلک العقائد المذکورۃ الامن لہ ذھن سقیم واللہ سبحانہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم کتبہ العبد الاثم الواحیل معین الدین محمد عبد الجلیل صانہ اللہ عن کل دمیل و رمیل



اصاب من اجاب — الجواب صحیح والمجیب مصیب — ان ھذا الجواب صحیح







ھو الموفق
ان ھذا الجواب موافق
للسنۃ والکتاب
کتبہ العبد المذنب محمد عبد الغفار

ھو المستعان
فی الحقیقت یہ جواب باصواب
معین مقلدین و رحق الیقین ہے
محمد عبد القادر

ھو الرحمن الرحیم
لا شک ان ھذا الجواب
صحیح والمجیب مصیب فقط
حررہ الاثیم محمد عبد الکریم







وَلَمْ یُدْرِكْ اَوْ اَنَّهٗ اَذِنَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَنْ یُحْیِیَهٗ فَیَفُوْزُ فَوْزًا عَظِیْمًا فِیْ حُضُوْرِهٖ وَهٰذِهٖ رَجْعَتُهٗ فِیْ عَهْدِهٖ۔ حال آنکہ مسئلہ رجعت کا نزدیک اہل سنت جماعت کے مردود ہے چنانچہ امام نووی شارح مسلم لکھتے ہیں کہ رجعت باطل ہے اور معتقد اسکے رافضی ہیں بس معلوم ہوا کہ یہ طریقہ رفاعض کا ہے نہ اہل سنت کا۔ ششم کہتے ہیں کہ بارہ امام اور حضرت فاطمہؓ زہرا معصوم ہیں یعنی اونسے خطا کا ہونا محال ہے اور حضرت ابوبکر صدیق اور جو صحابہ رضی اللہ عنہم کہ مخالف ہوئے حضرت علی کی بیعت خلافت میں اور حضرت فاطمہ کے ارث دینے میں وہ سب کے سب خطاوار ہیں اور نیز یہ کہتے ہیں کہ عصمت آنحضرتؐ کی عقلی ہے اور عصمت امام مہدی کی نقلی چنانچہ یہ مضمون اوسی کتاب دراسات کے صفحہ ۲۱۲ میں مرقوم ہے حالانکہ یہ عقیدہ بھی خاص رافضیوں کا ہے کہ بارہ امام اور چودہ معصوم اونکے یہاں مقرر ہیں اور ہمارے یہاں تو سوائے پیغمبروں کے کوئی دوسرا معصوم نہیں جیسا کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفہ اثنا عشریہ کے باب نہم میں لکھتے ہیں۔ مذہب اہل سنت نیست کہ کسے را غیر نبی معصوم دانند انتہیٰ۔ ہفتم اوسی کتاب دراسات میں حدیث اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمْ اقْتَدَیْتُمْ اهْتَدَیْتُمْ کو مقابلہ عصمت اہل بیت کے موضوع قرار دیا ہے اور حدیث اِقْتَدُوْا بِالَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ سے جواز اقتدائے شیخین کا قائل ہوا ہے اور وجوب استحباب کو بالکل اوڑا دیا چنانچہ عبارت عربی اوسکی یہ ہے وَالْحَدِیْثُ الْاَوَّلُ مَوْضُوْعٌ وَّاِلَّا لَكَانَ قَوْلُهٗ اهْتَدَیْتُمْ فِیْهِ خَاصَّةً مِمَّا یَدُلُّ عَلٰی عَدَمِ خَطَائِهِمْ وَالثَّانِیْ مِنْهُ جَوَازُ الْاِقْتِدَاءِ بِهِمَا وَهُوَ لَا یَقْتَضِیْ عَدَمَ خَطَائِهِمَا۔ بلکہ وجوب قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی نے اپنی کتاب سیف المسلول میں حدیث اَصْحَابِیْ کی نسبت لکھا ہے کہ مِنْهُ مَشْهُوْرٌ وَقَدْ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ بِاَسَانِیْدَ مُتَنَوِّعَةٍ تَرْتَقِیْ بِهَا اِلٰی دَرَجَةِ الْحَسَنِ اور دوسری حدیث اس موقع پر ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے میں نہیں جانتا کہ زندگی میری کتنی ہے بس اقتدا کرو تم ابوبکرؓ اور عمرؓ کی افسوس کہ باوجود اقتضائے صیغہ امر کے جواز اقتدا لیا اور وجوب استحباب بالکل چھوڑ دیا۔ ہشتم حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت فاطمہؓ زہرا کے ساتھ اور حضرت عمرؓ حضرت علیؓ کے ساتھ معاذ اللہ عداوت اور کینہ رکھتے تھے چنانچہ صفحہ ۶۰ کتاب اعتصام السنہ مذکور میں مسطور ہے۔ نہم چاروں اماموں کے مقلد اور چاروں طریقوں کے متبع یعنی حنفی شافعی مالکی حنبلی اور چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ و مجددیہ وغیرہ سب لوگ مشرک اور کافر ہیں چنانچہ اوسی کتاب اعتصام السنہ کے صفحہ ۶۰ میں لکھا ہے اور مولوی

احسنك يشهد بذلك كما يقول اهل الحق المدايات التي هي مقدمات الى احكام الاسلام وفيما يتعلق بامر المعتبرة
التي تدوم صلتها الى الاسلام فهذا هو من يشد من رقبته شعر الاسلام تعالى شأنها وتعقيباتها فاما العلماء
العلماء كرخصوصاً الذكر بالفاحشة في حق الائمة الاربعة رحمهم الله تعالى وقد انعقد الاجماع من خلف عن
سلف على وجوب تقليد واحد منهم لان المجتهد مفقود بعد المائة الرابعة كما قال اذكا للنووي وحيث لم يوجد
بعد هذا التاريخ من يكمل شروط الاجتهاد ومن ادعاه فقد تبين بذلك شروط الفساد لاسيما اقدمهم الامام
ابو حنيفة النعمان كان رأيت منهاله على شريعته الاقدس بحث لا يمنعه الوصول كيف وقد ادرك جمعا
من الصحابة رضي الله تعالى عنهم وصرح جمع بذلك كالحافظ الذهبي والحافظ العسقلاني وغيرهما فهو من النبي
صلعم بحسبه لانه من التابعين بلا شبهة ولا يخفى ان الحديث الشريف ورد في خير القرون القرن الذي بعثت
ثم الذين يلونهم الى آخره انتهى من جامع الحافظ السيوطي وروى الشيخان عن ابي هريرة والذي نفسي بيده
لو كان الدين معلقا بالثريا لتناوله رجال من فارس قال شارحه السيوطي هذا الحديث الذي رواه الشيخان
اصل صحيح يعتمد عليه في الاشارة لابي حنيفة وهو متفق على صحته وفي حاشية الشبراملسي قال الجزم شيخنا
يعني الحافظ السيوطي من ان ابا حنيفة هو المراد من الحديث ظاهر لا شك فيه لانه لم يبلغ من ابناء فارس
في العلم مبلغه احد انتهى وقد تبعه كثير من ائمة الدين وكل منهم اقر بفضله واثنى عليه على رؤس
الاشهاد من المسلمين فقد روي عن خلف بن ايوب انه قال صار العلم من الله تعالى الى محمد صلى الله عليه
وسلم ثم صار الى الصحابة ثم صار الى التابعين ثم صار الى ابي حنيفة فمن شاء فليرض ومن شاء فليسخط
انتهى فيجب على كل من اراد ان لا يخرج عن جماعة المسلمين ان يتباعد عن هذا الرجل لظاهر حرمة الائمة
ويجب تعزيره بالزجر التي بها ينتهي عن هذا العمل الفضيح والكلام في هذا المقام يطول فيما ذكرنا كفاية
عند ذوي الالباب وان كان المقول والله يقول الحق وهو يهدي السبيل
نمقه الفقير محمد امين بالي الحنفي مفتي المدينة المنورة عفي عنه

من ائمة الحرم المدني محمد خير البرية — المدرس بالحرم الشريف النبوي

الحمد لله وحده ومن ممده الكونين استمد التوفيق والعون والحكم في هذا الرجل انه ضال مضل لقوله المسبوق
مبدع وضلالة لا يقوله الا مبتدع خارج عن طريقة علماء الشريعة خصوصا فيه عن اتباع لكتب
المدونة في المذاهب الاربعة فان تلك المذاهب مستمدة من الكتاب والسنة التي هي عبارة عن شريعة رسول
الله صلى الله عليه وسلم الذي من خرج عنها فان حكمه بالكفر وقيوم على قواعد الضلال ان السواد الاعظم

وار دہیں جو شخص ایمان باللہ والیوم الآخر و تصدیق بما جاء بہ النبی رکھے اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانے اور جس شخص کو غیر مقلدین مسلمان متقی اور مصداق اس آیت کا جانتے ہین اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ چنانچہ یہ مضمون رسالہ ثبوت الحق الحقیق تصنیف مولوی نذیر حسین مطبوعہ چشمہ فیض دہلی محلہ پیپل مہادیو کے صفحہ اول مین مندرج ہے حال آنکہ صرف موصوف بالایمان عینی اور تصدیق بما جاء بہ النبی کرنے سے مسلمان متقی کذائی نہین ہوسکتا ورنہ باوجود مرتکب ہونے محرمات قطعیہ کے اور تارک ہونے واجبات حتمیہ کے متقی اور مصداق ہونا اس آیت کا لازم آتا ہے اور یہ بالاتفاق تمام علمای اہل سنت کے نزدیک باطل ہے بلکہ متقی کذائی ہونے مین اتصاف بالحسنات اور احتراز عن السیئات بھی ضرور ہے اور مصداق آیہ مذکورہ کے وہی لوگ ہین جو باوجود موصوف بالایمان ہونے کے موصوف بالفضائل العملیہ بھی ہون جیسے بذل اموال و ایتای زکوۃ و اقامت صلوۃ و اداے صوم و حج و ایفای عہود و مواثیق و صبر و استقلال بوقت مصیبت و ملال غرض کہ جملہ ضروریات دین اور مستحسنات اسلام پر بھی عمل ہو ۱۳ ششم دہم اوسی کتاب ثبوت الحق الحقیق کے صفحہ ۳ و ۴ و ۷ مین مولوی نذیر حسین نے تقلید کو بدعت مذمومہ اور مخالف طریق اسلام قرار دیا ہے اور ایمہ مجتہدین کو مثل احبار و رہبان یعنی علمای یہود و ترسا کے بنایا ہے اور حضرات مقلدین کو مصداق ان آیات کا ٹھیرایا ہے اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ عہ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَاءَنَا حال آنکہ یہ آیتین یہود و نصاری و کفار مشرکین کی شان مین وارد ہین افسوس کہ مصداق اوسکے مومنین و مجتہدین اسلام ٹھیرائے جاتے ہین اس سے بڑھکر تعصب اور گمراہی کیا ہوگی ؎ از برون طعنہ زنی بر بایزید ٭ وز درونت ننگ میدارد یزید ٭ خیال کرنا چاہیے کہ تفسیر آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل نے جو تحریم ما احل اللہ اور تحلیل ما حرم اللہ مین اپنے احبار و رہبان کی اتباع کی تو کافر و مشرک ہوگئے ہم پوچھتے ہین کہ وہ تحلیل اور تحریم محرمات و مباحات یقینیہ ضروریہ کی تھی یا ایسے محرمات و مباحات کی کہ جنکی حرمت و اباحت مین اختلاف اور ضرورت اجتہاد کی ہے پس در صورت اول مولوی صاحب کو ایمہ اربعہ رضی اللہ عنہم کی نسبت بھی تحلیل و تحریم محرمات و مباحات یقینیہ ضروریہ کی ثابت کرنا چاہیے حتی کہ اوسکے مقلدین بسبب اتباع کرنے کے ایسی تحلیل و تحریم مین مشرک و کافر قرار دیے جاوین اور بدون اثبات

نحمدہ ونصلی علی نبیہ الکریم

ما کسار نے جو مضامین کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین کے دیکھے تو بہت صحیح اور مشتمل اہل سنت و جماعت مذہب مقلدین حنفیہ کے پائے ہر چند کہ مصنف کتاب کی استعداد کو بخوبی تمام ہم جانتے تھے یعنی منقولات میں شیخ شمس سمٰی سیکڑوں میں ایک فرد ہیں مگر اب اس کتاب کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ شخص جامع علوم بھی ہیں بڑی شفقت و محنت کی امت پر اسی خیر اور کل اہل اسلام کو حق تعالیٰ بلاء سے محفوظ رکھے



آمین ثم آمین ثم آمین فقط حررہ اضعف عباد اللہ محمد فضل اللہ حنفی مدرس اول مدرسہ عربی کینگ کالج لکھنؤ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ

فی الواقع کتاب الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مؤلفہ فاضل اکمل عالم باعمل مخزن محاسن خفی و جلی مولوی محمد منصور علی صاحب مراد آبادی ضاعف اللہ علمہ وعمرہ فقیہ کتاب اجاب ہے بلکہ نظیر ہے لیستہ ہو صاحب بی قدر حصہ سے جا بجا چند اقوال دیکھے بغایت صحیح پائے قیاس مطلق مؤلف کو اجر جزیل عطا کرے اور جمیع ناظرین وسامعین کو فائدہ تام بخشے۔ حررہ محمد امان الحق تجاوز عن جرائمہ ربہ المطلق … محمد … عفی عنہ

باسمہ سبحانہ

یہ کتاب فتح المبین بہت اچھی کتاب ہے۔ الظفر المبین کا جواب لاجواب ہے۔ اسکے مصنف نے رد اعتراضات میں سعی بلیغ فرمائی ہے۔ اور تائید ایزدی سے ظفر بے ظفر پائی ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو اجر عظیم عطا کرے۔ اور معترض کو ہدایت کرے کہ آئندہ ایسے لغو اعتراضات سے بچا آمین۔ حررہ محمد ظفر الدین … عفی عنہ



هو العلیم

یہ کتاب فتح المبین بلاشبہ حسب تسمیہ فتح مبین بر مخالفین مقلدین ہے مضمون اسکا بلا شک ذریعہ تائید دین ہے مصنف کو مولیٰ تعالیٰ جزائے خیر دے کہ تصنیف ایسی فارق بین الباطل والحق … کی



حررہ الفقیر محمد عبد الوہاب عفا اللہ عنہ بن مولانا و مرشدنا الحاجی المولوی محمد عبد الرزاق دام فیضہم آفاقی

هو الحق

یہ نسخہ نہایت عمدہ پسندیدہ اولی الالباب ہے ظفر مبین کا جواب لاجواب ہے۔ اسکے مصنف نے تردید اعتراضات بیجا میں کوشش بہت فرمائی ہے۔ بفضل ایزدی سے ظفر بے ظفر پائی ہے۔ خالق اکبر مصنف کو جزائے جزیل اور ثواب جمیل مرحمت فرماوے۔ اور معترض کو ایسے اعتراضات واہیات سے آئندہ بچاوے آمین یا رب العالمین



حررہ الراجی الی رحمۃ ربہ الخالق خادم العلماء اہل الحق المدعو بمحمد لمعان الحق غفر الغفار ذنوبہ وستر الستار عیوبہ بن مولانا و مرشدنا الحاج المولوی محمد برہان الحق قدس سرہ القرشی …

کجی اور گمراہی ہو سو وہ پیروی کرتے ہین ظواہر معنی آیات متشابہ کی بغرض فتنہ انگیزی اور دریافت کے واسطے
جاننے حقیقت اوسکی کے حالانکہ حقیقتاً اوسکی اللہ ہی جانتا ہو پس اس بارے مین مذہب اہل سنت
جماعت کا یہی ہو کہ آیات واحادیث صفات باری تعالیٰ باعتبار الفاظ اور کلمات کے محکم ہین یعنی صاف
اور واضح الدلالۃ ہین اور باعتبار مفاہیم اور معانی کے متشابہ ہین یعنی اونکے کئی کئی معنی ہین اور اجمالاً
اوسکے ظاہر الفاظ پر ایمان لانا کافی ہو اور بلا ضرورت اوسکی تفسیر اور تاویل نکرین اور حق تعالیٰ کو اون
صفتون کے حقائق سے پاک اور منزہ جانین اور اوسکے مرادی معنون کو علم الٰہی کے سپرد کردین اور
اوسکی کیفیت سے ساکت اور خاموش رہین اور اوسکے کسی معنی کو معین نکرین مثلاً یہ نہ کہین کہ استوا
بمعنی استقرار یا جلوس کے ہو یا ید بمعنی قدرت یا جارحہ کے ہو یا وجہ بمعنی ذات یا منہ کے ہو بلکہ اتنا کہنا کافی
ہو کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہو اور صاحب ید اور صاحب وجہ ہو کیونکہ ظاہر معنی متشابہات کے لینے
سے اللہ تعالیٰ کے واسطے جسم اور صورت اور جہت تحتانی و فوقانی اور مکان و زمان و جوارح و دیگر
لوازم جسمیت من صفات الحوادث والمکنات ثابت ہوتے ہین حالانکہ اللہ تعالیٰ قدیم ہو اور ان چیزون
سے منزہ اور پاک ہو اور اوسکا نہ منہ ہو اور نہ ہاتھ ہو اور نہ وہ چڑھتا ہو اور نہ اوترتا ہو اگرچہ بے کیف سہی
فَافْهَمْ وَخُذْ هٰذَا مِنْ عَقَائِدِ الْفُقَهَاءِ وَالْمُحَدِّثِيْنَ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الظَّوَاهِرِيَّةِ وَالْغَيْرِ الْمُقَلِّدِيْنَ
یا نمبر ۱۰ وہ بیس رکعت تراویح کو بدعت اور ضلالت جانتے ہین اور اس بارے مین حضرت عمر رضہ کو صریح
خاطی اور مخترع بدعت ضلالہ کا ٹھہراتے ہین چنانچہ نواب صدیق حسن خان امیر بھوپال نے کتاب
الانتقاد الرجیح مطبوعہ مطبع علوی لکھنؤ کے صفحہ ۶۲ و ۶۳ مین حضرت عمر رضہ کو نہایت بیباکی سے صاف
خاطی اور بدعت ضلالہ کا مخترع لکھا ہو کہ عبارت عربی اوسکی یہ ہو وَاَمَّا قَوْلُهٗ نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ
فَلَيْسَ فِي الْبِدْعَةِ مَا يَمْدَحُ بَلْ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَلَيْسَ الْمُرَادُ بِسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ
اِلَّا طَرِيْقَتُهُمُ الْمُوَافِقَةُ بِطَرِيْقَتِهٖ مِنْ جِهَادِ الْاَعْدَاءِ وَتَقْوِيَةِ شَعَائِرِ الدِّيْنِ وَنَحْوِهَا وَمَعْلُوْمٌ
مِنْ قَوَاعِدِ الشَّرِيْعَةِ اَنَّهٗ لَيْسَ لِخَلِيْفَةٍ رَاشِدٍ اَنْ يَّشْرَعَ طَرِيْقَةً غَيْرَ مَا كَانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ
ثُمَّ اِنَّ عُمَرَ نَفْسَهُ الْخَلِيْفَةَ الرَّاشِدَ سَمّٰى مَا رَاٰهُ مِنْ تَجْمِيْعِ صَلٰوتِهٖ لَيْلَ رَمَضَانَ بِدْعَةً
وَلَمْ يَقُلْ اِنَّهَا سُنَّةٌ اس تقریر سے صاف ظاہر ہو کہ نواب بھوپال نے جماعت تراویح کو مخالف حکم
آنحضرت کے سمجھکر اوسپر اطلاق سنت کا ناجائز خیال کیا ہو حالانکہ قول و فعل صحابہ کرام بھی سنت ہے

تحریر سالکِ رحیم و جلد کماہون الحمدمن ومنہ جنیۃ الشیر بن مولانا المحاج الحاج المولوی محمد شیر و امر بالغیثہ آمین

حامداً و مصلیاً و مسلماً

مین تصدیق کرتا ہون کہ مولوی منصور علیخان صاحب مؤلف کتاب ہذا نے بہت قلیل زمانہ مین متانت
جواب فتح المبین کا دیا ہے اور یگانہ غیر مقلدین کو عبارات دلائل نیر محققین کا ہمسر
و مؤید کر دیا ہے جزاہ اللہ خیر الجزاء۔ حررہ العاصی محمد عبد الحی الفرنگی محلی غفر اللہ لہ

ہو الموفق

در حقیقت الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین جسکو جامع کمالات صوری و معنوی مولوی محمد منصور علی
خان صاحب مرادآبادی نے تالیف کیا ہے دریا کو کوزے مین بھر دیا کتاب بے نظیر تحریر دلپذیر ہے خصوص فرقہ
ضالہ کے حق مین بے نیام شمشیر ہے۔ راقم آثم نے جابجا چند اقوال دیکھے صحیح و درست پائے خداوند عالم مؤلف
کو جزای خیر عطا کرے اور ہمارے مستفیدین مسترشدین کو نفع بخشے۔ حررہ خادم
اولیاء اللہ الکریم محمد ابراہیم غفر اللہ الرحیم ابن مولانا المولوی علی محمد رحمہ اللہ الصمد الفرنگی محلی

نحمدہ و نستعینہ

مولوی منصور علی خان صاحب نے یہ کتاب فتح المبین بہت اچھی تحریر فرمائی۔ مطالعہ اتمام الطغیہ سے خبر
کامل پائی۔ کیون نہو ایک تو اوسمین تائید مذہب حق حنفی منظور ہے۔ اور الحق یعلو ولا یعلی مشہور
ہے۔ دوسرے اونکا نام نصرت سے مشتق ہے۔ اور الاسماء تنزل من السماء حق ہے۔ اللہ تعالی او نکو
اجر عظیم عطا فرمائے اور معترضین کو راہ صواب دکھائے۔ آمین ثم آمین
حررہ نظام الدین احمد عفا عنہ اللہ الاحد ابن مولانا الحافظ المولوی فخر الدین احمد

باسمہ سبحانہ

الحمد للہ الذی اصطفٰی من آتانا بالھدایۃ والملۃ الحنیفۃ۔ وھدی قلوبنا الی تقلید ہ فی الطریقۃ
الشریفۃ والصلوۃ والسلام علی رسولہ خیر الانام۔ وعلی آلہ واصحابہ المجتہدین الکرام
اما بعد کیا ہم اور کیا ہماری زبان ہے۔ کہان خداوند عالم کہان اوسکی شان ہے۔ کیونکر جرأت کرکے زبان
پہ لاوین کہ ہمیشہ ہم اونکی عزیز مین بضاعت مزجات ہے۔ اپنے کو دیکھین یا اوسکو چھوٹا منہ بڑی بات ہے کیسی
کیسی نعمتون سے ہر دم ہمکو سرفرازی ہے۔ کیسی ہماری تنگ چشمی ہے کیسی اوسکی بے نیازی ہے۔ اوس کی
کا لبد انسان کو عقل دیکر کیسا ممتاز کیا۔ ولقد کرمنا بنی آدم کے خلعت خاص سے سرفراز کیا۔ حق و باطل
مین فرق کر دکھایا۔ جاء الحق وزھق الباطل کا مژدہ سنایا۔ کیونکر احاطہ ثنا مندی سے قدم باہر رکھین

بدیہی البطلان ہے اور اعتقاد اسپر موجب شرک جلی اور مستلزم اثبات علم غیب ہے کہ یہ خاصہ علام الغیوب
کا ہے اور جو بواسطہ ملائکہ کے احوال امت پر آپ مطلع کیے جاتے ہیں سو یہ بھی غیر تحقیق اور غیر ثابت
ہے اور قابل اعتبار کے نہیں ہے کہ سواے ارباب سیر کے کسی نے معتبرین اہل حدیث سے اسکو نقل تحقیق
کیا بلکہ محدثین اسکے خلاف پر قائل ہیں حالانکہ احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ قبر شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پر احوال و اعمال امت پیش کیے جاتے ہیں جن لوگونکے اعمال صالح ہوتے ہیں تو آپ خوش ہوتے ہیں اور
اعمال بد ہوتے ہیں تو آپ انکے حق میں دعا و استغفار کرتے ہیں انتہی اور اوسی کتاب میں صفحہ ۱۳۰ سے
تا ۱۳۳ لکھا ہے کہ میت کو ادراک اور سماع ثابت نہیں ہے ارواح مفارقہ کو تعلق اور حیات صرف بقدر رد آیتنا کو
ویتکلم ذلک حاصل ہے اور جو حدیثیں کہ شرح الصدور میں دربارۂ اثبات سماع موتی کے وارد ہیں وہ
قابل تمسک نہیں کہ اکثر حدیثیں جو بیچ رسائل جلال الدین سیوطی کی طبقہ رابعہ سے لکھی ہیں اور
احادیث طبقہ رابعہ اس قابل نہیں ہیں کہ کسی عقیدہ یا عمل کے اثبات میں سند اور تمسک ہوں حالانکہ
عقیدہ اہل سنت میں یہ ہے کہ ادراک اور سماع اموات کو حاصل ہے اور یہ بات قرآن حدیث سے ثابت ہے
بے پنجم اوسی کتاب کے صفحہ ۱۳۴ میں مرقوم ہے کہ ارواح انبیاے کرام و اولیاے عظام سے تعلق انکا
کسی طرح کا فیض نہیں ہے اور افعال اختیاریہ و غیر اختیاریہ میں استمداد ان سے شرعا و عقلا ناجائز بلکہ
بدیہی البطلان ہے ورنہ بعثت انبیا کی مرۃ بعد اخری بیکار اور بیفائدہ ہوجاتی اور ایکہی وجود شریف حضرت
آدم علیہ السلام کا قیامت تک کافی ہوجاتا اور وہ آثار افادہ و استفادہ و تعلیم و تعلم کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد انتقال کے زمانہ صحابہ میں پائے گئے وہ سب بے اصل معلوم ہوتے ہیں ورنہ اگر قبر شریف سے تعلیم و
افادہ ہوتا تو آپکے تعیین کفن و کیفیت دفن و غسل و دیگر مسائل عبادات و معاملات میں فیما بین
صحابہ اختلاف نہ پڑتا اور نوبت محاربات و منازعات کی نہ آتی اور اسیطرح اختلاف تابعین و تبع
تابعین و ائمہ مجتہدین و مفسرین و محدثین کا ہرگز نہ رہتا بلکہ کارخانہ قیاس و اجتہاد و استنباط
مسائل و تتبع روایات احادیث و فقہ کا درہم برہم ہوجاتا انتہی خدا بچائے ایسی سوء عقیدت اور
بدگمانی سے کہ صریح اس سے معجزات انبیا اور کرامات اولیا کا انکار پایا جاتا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ
ششم اوسی کتاب کے صفحہ ۱۳۵ میں مرقوم ہے کہ استمداد اہل قبور سے بایں طور کرنا کہ یا حضرت
واسطے حصول مطالب کے دعا فرمائیے یہ خلاف شرع بلکہ موجب شرک ہے کہ یا حضرت کہنا سماع کو چاہتا ہے

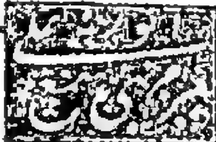
والشیۃ بنی الغین کو راست پر لاوے - اللهم افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین - برحمتک



یا ارحم الراحمین حررہ الفقیر الی اللہ الوحید ابو الحسنات محمد عبد الحمید غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ ابن سلطان الشریعۃ برہان الطریقۃ مولانا الحافظ محمد عبد الحلیم مد ظلہ الظلیل وفیضہ العمیم - الفرنگی محلی اللکنوی

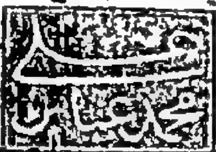
هو العلیم الحکیم

للہ در المجیب حیث اتی باجوبۃ صالحۃ منقولۃ فی کتب الفقہاء بترجمۃ صحاۃ مرۃ وبتوضیح اخری فی دفع شبہۃ خطبتیہم ورودہا علی مخالفۃ اقوال المتقدمین للحدیث والاخبار الصحیحۃ المرویۃ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم بحیث صارت تلک الشبہ ہباءً منثوراً من غیر تعصب بل عناداً فی بل ینظر الانصاف بالفاظ مہذبۃ وبیانات طریۃ وکفی بہذا الی من لم یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور ولو علی طور سیناء وعین الرضی عن کل عیب کلیلۃ + ولکن عین السخط تبدی المساویا



حررہ العبد الآثم محمد انور علی عفا اللہ الولی المراد آبادی — محشی کتب صرف ونحو ومعقول ومنقول مطبوعہ ومصنف نور الانوار اردو شرح تفسیر

المجیب مصیب فیما اجاب فالہ درہ فیما اجتہد واصاب



نمقہ العبد الراجی رحمۃ ربہ الولی المدعو بمحمد عباس علی — مدرس مدرسہ جونپور دامادہ وبرادر زادہ حضرت مولانا موصوف الصدر

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیداست کہ در روزگار کون وفساد امری بزرگتر از صلاح دین خواستن وباحقاق حق برخاستن نبودہ است ایں بجز عنایت ایزدی وتوفیق ازلی بجز کسانیکہ خمیر مایۂ شان ہمہ سعادت ست وزیور پیرایۂ آنہا تمام کرامت نیایند دولت سعادت ازلیہ پس بشارت باد فخر المعاصرین حامی دین النبی الامیہ محی السنہ مولوی محمد منصور علی خان را کہ این عطیہ کبریٰ از ازالی داشتند وما علام نصرتش بہ نیروی بازوی ان حزب اللہ ہم الغالبون برافراشتند سکہ کرامتش بر تحقیق جاری ونقد وقت مخالفان ہمہ تیغ کساد بازاری آنکہ سوید این جواب لاجواب کہ سواد وبیاضش عین صدق وثواب ست از حروف ومعانیش مناصب دقیقہ واسرار شگرف کہ حضرات سلف را فتح باب لفظ الفظش حقیقت جمال معنی حکمیہ زرد ورق ورقش آئینہ ایست بی تیرکی تائید نفوس قدسیہ روبرو وتجیے را کہ تبغیر گیرند کریمہ الا ان کید الخائنین مشوش بود وبحمد سیدنا حضرت یحق الحق ویبطل الباطل ولو کرہ المجرمون لبس وتلبیس پیدا شدہ است بشارتی بود الحمید فی ہدایت آمد وپای حقیقت بر صراط مستقیم با ثور ثبات یافت تقریر شفاجیان نقش

تحقیق الکلام فی مسئلۃ البیعۃ والالہام تصنیف ابو عبد اللہ قصوری عرف غلام علی مطبوعہ ریاض ہند
پریس امرتسر مورخہ ۱۲۹۵ھ کے صفحہ ۱۵ مین مرقوم ہے لغویت بست وچہارم اوسی کتاب کے صفحہ ۲۰
و ۲۱ مین لکھا ہے کہ تاثیر اذکار و اعمال سلب امراض و افاضہ توجہ خاصی و تصرف خیال و آگاہی نسبت
اہل اللہ و اطلاع خطرات قلبیہ و کشف وقائع آئندہ و دیگر تصرفات اولیاء اللہ و کشف قبور و کشف
ارواح و تعویذات و طریق دفع طلبات وغیرہ من اعمال المشائخ الصوفیہ سب شرک اور بدعت ہین اور
خلاف حدیث و سنت اور صفحہ ۲۸ مین بعد انکار رد بیعت صوفیہ کے لکھا ہے کہ بہت بڑا استدلال
اس بیعت کے حرام ہونے پر یہ ہے کہ بیعت مروجہ یعنی پیری مریدی سے دین اسلام مین اسقدر فتور
اور فسادات پڑے ہین کہ جنکا شمار امکان سے باہر ہے شرک فی الالوہیت و شرک فی الربوبیت
و شرک فی الدعا جسقدر اقسام شرک کے ہین سب اسی سے پیدا ہوئے ہین اور صفحہ ۲۹ مین لکھا ہے ہیچ
پوچھو تو یہی بیعت مروجہ باعث ہوتی ہے کلمات کفریہ و اعتقادات حلولیہ کی جسکو فنا فی اللہ اور
فنا فی الشیخ سے تاویل کرتے ہین انتہی مقام حیرت اور جاے عبرت ہے کہ اس شخص نے تقلید نفس
پلید بلکہ باتباع خبث یزید کے حضرات صوفیہ کرام کی شان مین کیسی کیسی صریح بے ادبیان کی ہین کہ
گویا گالیان دی ہین منتقم حقیقی اسکا بدلا لیوے یا اوسکو ہدایت دیوے لغویت بست و پنجم اوسی کتاب
کے صفحہ ۳۴ مین لکھا ہے کہ درود مستغاث اور دلائل الخیرات و کبریت احمر و درود اکبر وغیرہ کتب
درود سب بے اصل اور محض اختراعی ہین بلکہ یہ درود ہی نہین انتہی خدا بچاوے ایسے خیالات
واہیہ اور مقالات بیہودہ سے کہ بالکل خباثت اور آنحضرت سے صاف عداوت معلوم ہوتی ہے
لغویت بست و ششم اوسی کتاب کے صفحہ ۴۰ و ۴۱ مین فرط محبت عقلی کو آنحضرت کے ساتھ شرک لکھا ہے
اور آپکے ساتھ زیادہ محبت رکھنے والے کو مشرک کہا ہے نعوذ باللہ منہا اور اسی بنا پر صفحہ ۴۴ مین حضرت
مولانا نظام الدین گنجوی رح کو مشرک لکھدیا ہے کہ اونھون نے بسبب فرط محبت کے سکندرنامے
مین یہ بیت نعتیہ لکھی ہے ع چہ گویم کہ عیسی بموکب روان * بہار و بپیش خضر و موسی دوان *
اور لکھا ہے کہ اس فرط مدح مین دوسرے پیغمبرونکی تحقیر اور توہین ہوئی جاتی ہے حالانکہ اگر غور سے
دیکھا جاوے تو ایسے سید المرسلین خاتم النبیین کی سواری معراج کے ساتھ ساتھ جلو مین ہونا
پیغمبرونکا موجب کمال تعظیم اہل موکب ہے و نہایت عزت و تکریم ہمراہیون کا سبب ہے اور لغویت

احناف مقلدین کی نسبت اتہام بیجا کیا ہے اور مسائل خلافیہ مین ناحق کا الزام دیا ہے سلف صالحین
اور حضرات ایمۂ دین پر جو کچھ اونہوں نے اپنی خباثت اور جہالت سے مطاعن و اعتراضات کیے ہین
اور اپنے زعم فاسد اور عقیدۂ کاسد اور طبع حاسد مین غلط کو صحیح اور ضلالت کو ہدایت سمجھکر جتاتے
ہو دیبان سمجھو جنکو متبعین سنن کی ہے اور عمل بالحدیث کا مدعی ہے یہ سب مکر و فریب کے رنگ تھے
دین کے پردے مین دنیا کمانے کے ڈھنگ تھے چنانچہ عالم باعمل مناظر بے بدل فاضل یگانہ
علامۂ زمانہ مولانا محمد منصور علی خان صاحب نے اس کتاب فتح المبین مین اونکے دعوے بازیون
کی ساری قلعی کھولدی اور بزور لبیدہ جوابات دندان شکن سے خوب ہی اونکی خبرلی۔ اب اونکو
اور اونکے تابعین کو چون وچرا کی جا نہ رہی خیریت اونکی اسی مین ہے کہ اس کتاب کو دیکھکر سیدھا راہ
اختیار کرین اور اپنی کج فہمی پر بار بار پھٹکار کرین ورنہ اگر پھر چھاڑنے سے باز نہ آوینگے اور ذرا بھی اصلی ترددی
مین قلم اوٹھاوینگے تو بالضرور ہمارے مولانا صاحب موصوف میدان معرکۂ مناظرہ مین علم
اوٹھاوینگے پھر تو شبدیز قلم کی ٹاپون سے ہر ایک کی سرکشی کو مثل نقش پا کے خاک مین ملاوینگے
اور جبتک کہ ہر مدعی سے حقیت مذاہب اربعہ پر کلمہ نہ لے لینگے اس میدان سے قدم نہ ہٹاوینگے



وما علینا الا البلاغ - حررہ الراجی رحمۃ ربہ الولی
محمد حامد علی عفا اللہ عن ذنبہ الخفی والجلی۔

هو الفارق بین الخطاء والصواب

اکثر مضامین اس کتاب فتح المبین کے بجواب ظفر المبین نہایت عمدہ اور لائق عمل اہل سنت وجماعت
ہین اور باعث ہدایت وہابیان سراپا ضلالت ہین کیونکر نہون کہ اسکے ہر ہر مسالے کا مضمون
موافق قرآن و حدیث کے صاف صاف ہے جو جواب ہے بلا التعصب و اعتساف ہے سچ پوچھیے تو
واسطے فتحیابی ہادو ان مقلدین کے میدان مناظرے مین ہر فقرہ اس کتاب کا ایک ذوالفقار آبدار
ہے اور ہر سطر اسکی واسطے دفع فتنۂ مخالفین کے ایک ننگی تلوار ہے اور ضمیمۂ تنبیہ الوہابیین کا
تو کیا کہنا کہ اوسکے ہر ہر مسالے مین مصنف علام نے ایک عجیب التزام کیا ہے کہ مدعیان عمل بالحدیث
کو مخالفت سنت کا صریح الزام دیا ہے اگر ان مخالفین کو کچھ بھی عقل ہو تو حق بجانب اہل الرائے
کے جانین اور دل سے حقیت مذہب مقلدین کو مانین خصوصًا اس ضمیمے کو دیکھکر راہ حق
پر آوین لا مذہبی کو چھوڑکر مقلد بنجاوین حق تعالی اس فرقۂ ظواہریہ پر مقلدین اہل باطن کا
پرتو ڈالے اور انکو راہ راست تقلید پر لگاکر آزادی کی دلدل سے نکالے۔ آمین ثم آمین

تو بیت سمجھا جائیگا جو چاہیگا اسکی سزا دیگا حال آنکہ عقیدہ اہل سنت کا آنحضرت صلعم کی نسبت یہ ہے کہ جملہ افعال و اقوال آپکے محمود اور مشروع ہیں اور مطلق عصمت آپکو حاصل ہے سب صحابہ آپکے حکم کے تابع اور فرمان بردار تھے کسی نے آپ پر اعتراض نہیں کیا بلکہ بعض معاملات میں بطریق مشورہ اور مقتضا مصلحت وقت کے عرض حال کرتے تھے اور آپکو ہر کام میں امام مطلق اور پیشوا اسے برحق سمجھتے تھے اور کسی نے منافقت اور عدول حکمی آپکی نہیں کی کہ اسپر یہ آیت واضح الدلالۃ ناطق ہے وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا یعنی نہیں لائق ہے واسطے کسی مومن کے اور نہ مومنہ کے جبکہ مقرر کر دے اللہ اور رسول اوسکا کوئی کام یہ کہ ہووے واسطے اونکے اختیار اپنے کام سے اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ اور اوسکے رسول کی سو وہ بالکل گمراہ ہو گیا انتہی و تفہیم اوسی کتاب کے صفحہ ۵۵ میں تضمین اور اقتباس قرآنی کو کفر اور ممنوع لکھا ہے اسی بنا پر شیخ سعدی و حضرت جامی و حافظ ایسے بزرگون کو کہ جنکی جلالت و عظمت و ثقاہت متفق علیہ زمانہ ہے کافر بنا دیا اور اونپر تکفیر کا فتویٰ لگا دیا صرف اس قصور پر کہ سعدی نے گلستان میں لکھا ہے ع زینہار از قرین بد زنہار * وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّارِ * اور جامی نے زلیخا میں شعر از سبوحیان گردون صدا ذہ * کہ سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ * اور حافظ نے دیوان میں ع چشم حافظ زیر بام قصر آن حور سرشت * شیوہ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ داشت * کو آیات سے تضمین کرکے قرآن کو سیاق سے نکالکر اپنے جنس کلام سے کیون کر دیا سو واسطے کہ یہ آیتین جس محل اور موقع پر نازل ہوئی تھین اوسکے خلاف بیان وارد کیا ہے حال آنکہ پہلے شعر مین تضمین آیت کی نہیں ہے کیونکہ آیت تو فقط وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ہے یا فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ہے پس قصوری صاحب کا فہم قرآن میں سراسر قصور ہے ورنہ کبھی اسکو آیت قرار دیکر ایسے بزرگ کی تکفیر پر مستعد نہو جاتے اور یہ سمجھنا کہ شعر جامی میں آیت سیاق سے نکل گئی صرف منشای سوء فہمی ہے اور عقل کی کمی ہے کوئی عاقل اسکو نہ کہیگا کہ آیت اپنے سیاق سے نکل گئی کیونکہ اس شعر کا صرف یہی مطلب ہے کہ جب آنحضرت شب معراج میں آسمان پر پہنچے تو ملائکہ نے آپکا یہ عروج اور مرتبہ دیکھکر اس آیت کو جو خاص بیان معراج میں وارد ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرے نزدیک یہ کتاب فتح المبین نہایت مفید اور نافع ارباب تقلید ہے اور دلائل سمعیہ و قیاسیہ
مندرجہ اس کتاب کی درست و سدید مبنی بر صراط مستقیم و نہج رشید ہین اور کیون نہو مصنف کتاب
مولوی منصور علی خان صاحب مرادآبادی حفظہ اللہ تعالے عن شرور الاعادی سے مین
خوب واقف ہون واقعی نہایت ذی استعداد صاحب طبع سلیم و مذہب مستقیم ہین ایام تحصیل
مین بھی جب اس بندہ ہیچمیرز ہیچمدان ناکارہ زمان پر اکثر عنایت فرماتے تھے اور اپنے حسن اعتقاد
سے بعزیمت استفادہ بہنگام انتصاب بندہ بمدرسی اول مرادآباد بعض کتب معقول و منقول
بصورت سبق سناتے تھے تو خود رنگ استقامت اونکی ناصیۂ حال سے ظاہر و نور سلامت
اونکی پیشانی پر تابان و درخشان تھا اور طبیعت گو نہ سیالہ و وقادہ و قوت مدرکہ جیدہ و نقادہ
تھی اگرچہ حنفیہ کی جانب سے اس باب مین بکثرت کتب مشتمل بر اجوبۂ دندان شکن تصنیف
ہو گئی ہین بندہ کو مزید حاجت کچھہ تحریر کی نہین ہے تاہم اسقدر برادران اہل اسلام کی خدمت مین
التماس مختصر ضروری تصور کرتا ہون کہ شیوع اسقدر اس طریقۂ بے قیدی و مطاعن ایمہ خصوصا
رئیس المجتہدین و راس المحدثین امام ابو حنیفہ کوفی رحمہ اللہ کا اس وجہ سے ہوا کہ اکثر کم استعداد
اشخاص ارباب اذہان قاصرہ نے جب ان ظواہر احادیث کتب مروجۂ شافعیہ وغیرہ مشکوۃ مصابیح
و ترمذی یا اونکے تراجم کا مطالعہ کیا جو اکثر مقصور بر احادیث مناسبۂ مذہب شافعی و مالک و غیرہما ہین
اور مضامین ظاہرہ سے بجانب بواطن معانی و مغز و لب لباب مقصد و نغور و فکر حاذق
انتقال کرنا اونکی قوت سے باہر تھا اور نہ طرق استنباط مسائل سے کچھہ مناسبت بلکہ اجنبیت محض
علاوہ ازان و ان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم جو کچھہ اونہین کسیقدر اہل علم بھی تھے
وہ اسقدر غبار تعصب و نفسانیت مین آلودہ اور بحر کینہ و خلاف و کدورت سینہ مین حنفیہ کے مستغرق
کہ سواد انصاف و مواد تحقیق و تنقیح مقام سے بمراحل بعیدہ آسیر ہے اور باعث جرأت و جسارت
کہ مسانید و کتب حدیث حنفیہ مثل شروح عینی و صغانی وغیرہ بر بخاری و شروح مشکوۃ از جانب
حنفیہ و معانی آثار طحاوی و شرح عینی بر معانی آثار و مسانید امام و دیگر مؤیدات حنفیہ اکثر کمیاب
یا نایاب ان وجوہ اور انکے امثال سے ان ؟؟ بان قاصرین مین یہ خیال بندھا کہ یہ مسلک
حنفی مبنی بر محض رائے و عقل مثل فلسفہ مخالف احادیث صحیحہ نبویہ ہے اور اگر کہین کوئی حدیث مطابق
بھی انکے آگئی تو وہ ضعیف ہے کیونکہ صحاح و حسان تو محصور بالیقین صحاح ستہ مین ہین اور سب موجب

نہین ہی مگر پاخانہ پھرنا جائز ہی کیونکہ حدیث مین اسکی ممانعت نہین آئی - دوم گو اور موت آدمی کا اور لعاب اور لینڈ کتے کا اور خون حیض اور نفاس کا اور گوشت سور کا یہ سات چیزین نجس اور پلید ہین اور سوا انکے بول پسر شیرخوار کا اور پیشاب اور گو سور کا اور بول کتے کا اور گدہے اور گھوڑے اور خچر اور بندر اور ریچھ اور بھیڑیا اور بلی اور شیر وغیرہ حیوانات کا بول و براز اور چربی وخون و منی و شراب یہ سب چیزین پاک ہین چنانچہ اوسی کتاب طریقۂ محمدیہ کے صفحہ ۵ مین اور فتح المغیث کے صفحہ ۵ مین یہ عبارت بجنسہ لکھی ہی کہ نجاست گو اور موت ہی آدمی کا مطلق مگر موت لڑکے شیرخوار کا اور لعاب ہی کتے کا اور لینڈ بھی اور خون ہی حیض و نفاس کا اور گوشت ہی سور کا اور جو اسکے سوا ہی اوسمین خلاف ہی اور اصل اشیا مین پاکی ہی اور نہین جاتی پاکی مگر نقل صحیح سے کہ جسکے معارض کوئی نقل دوسری نہو انتہی پس جب ان سات چیزون مین نجاست و پلیدی کا حصر ہو گیا تو دیگر اشیاے مذکورہ کے پاک ہونے مین کیا کلام رہا بلکہ خود اسکی تصریح کر دی کہ اصل اشیا مین پاکی ہی چنانچہ روضۂ ندیہ شرح عربی درربیہ مطبوعہ کے صفحہ ۹ مین بھی نواب بھوپال اس مقام پر لکھتے ہین وَلَا يَخْفَىٰ عَلَيْكَ اَنَّ الْاَصْلَ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ اَنَّهٗ طَاهِرٌ اور پھر اوسی کتاب کے صفحہ ۱ مین دربارۂ پاکی منی کے لکھتے ہین وَالْحَقُّ اَنَّ الْاَصْلَ الطَّهَارَةُ وَالدَّلِيْلُ عَلَى الْقَائِلِ بِالنَّجَاسَةِ فَنَحْنُ بَاقُوْنَ عَلَى الْاَصْلِ اور پھر صفحہ ۱۲ مین دربارۂ پاکی شراب و گوشت مردار و خون مسفوح کے ارشاد فرماتے ہین فَتَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالدَّمِ لَا يَدُلُّ عَلَى نَجَاسَةِ ذٰلِكَ فَتَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَاللَّحْمِ الَّذِيْ دَلَّتْ عَلَيْهِ النُّصُوْصُ لَا يَلْزَمُ مِنْهُ نَجَاسَتُهٗ بَلْ لَا بُدَّ مِنْ دَلِيْلٍ اٰخَرَ عَلَيْهِ وَاِلَّا بَقِيَةً عَلَى الْاُصُوْلِ الْمُتَّفَقِ عَلَيْهَا مِنَ الطَّهَارَةِ فَمَنِ ادَّعٰى خِلَافَهٗ فَالدَّلِيْلُ عَلَيْهِ اور بھی کتاب نہج المقبول من شرائع الرسول مطبوعہ بھوپال کے صفحہ ۲ مین نواب بھوپال نے اپنے بیٹے نور الحسن خان کی طرف سے لکھا ہی کہ منی اور شراب اور دیگر مسکرات وخون روان پاک ہی اور نجاست کتے اور سور کے گوشت کی مختلف فیہ ہی چنانچہ عبارت فارسی اوس کتاب کی بجنسہ نقل کی جاتی ہی - وشستن منی از براے استقذار بودہ ست نہ بنا بر نجاست و بر نجاست خمر و دیگر مسکرات دلیلے کہ صالح تمسک باشد موجود نیست و ہر نجس حرام ست و ہر حرام نجس نیست و کیفیت کہ اصل در ہمہ چیزہا طہارت ست و در نجاست سگ و لحم خوک خلاف ست و ہر خون و اذی نجس نیست و دم مسفوح حرام ست نہ نجس انتہی سوم اوسی طریقۂ محمدیہ کے صفحہ ۱۰۸ مین اور فتح المغیث ا

اور اگر کچھ علم ہوا بھی تو اکثر بطریق ضعیفہ تو ان البتہ وہ زمانہ قریب عہد کسیقدر مبالغ دستر اور تحقیق وتنقید
تھا جس سے کوئی امر ایسا حاصل ہونا ممکن تھا کہ اوس سے طبیعت کو سکون وطمانیت حاصل
ہوجائے اگرچہ بطور قطع وجزم وشعار ہو پھر معارض کو خیال کیجیے کہ فقدان معارض عقلی کے
مقامات تو شاید کچھ نکل بھی آئیں اگرچہ عدم علم سے علم عدم ضروری نہیں ہے مگر معارض نقلی کے
مفقود ہونے کا علم ہونا تو ایسا امر متعسر بلکہ قریب بہ متعذر ہے کہ نما ئبابہ اونھین نقادین سلف مجتہدین
کا حصہ تھا اسوقت مین تو اگر کوئی مجتہد مطلق اونسے اعلے درجے کا بھی پیدا ہو تو بظاہر باستثنائے
امام مہدی مؤید بتائید غیبی کے اس امر پر باتم طریق حاوی و قابض ہونا اوسکا محال عادی
نظر آتا ہے اسواسطے کہ یہ بھی ایک قسم کا معارض نقلی ہے کہ جو مشاہدۂ عین شریعت غراے حنیفہ سے
اصول شرعیہ مقررہ کے اکباد وحقائق بمط سرایت وحلول فی مواد الشریعۃ معلوم کرکے اونکے
انہار وبحور کے سیلان وروانگی باحاطۂ اشکال واعماق مجاری کے طرق ومنابع پر وقوف
کلی حاصل کیا جاتا ہے جو مخصوص سو موہب وخمین ارباب اجتہاد ومکاشفان شریعت کے ساتھ تھا
یہ مضمون خبر اوس منبع اور اوس نمط روانگی وطرز سیلان وجریان کے مخالف نہو چنانچہ موحققوں
حدیث بھی بعض جگہ اون مجاری ظاہرہ کے وقوف سے ارباب تحدیث نے دریافت کی ہے مگر تدقیق
نظر وتعمق فکر اس باب کی جو اون ارباب اجتہاد کو حاصل تھی اصحاب تحدیث کو اوسمین سے
حصۂ یسیر وحاصل تھا بلکہ بغایت نظر جلی اس امر کی عنایت ہوئی تھی اور ایک قسم معارض نقلی
کی یہ ہے کہ مضمون خبر کسی صریح آیت یا ظاہر نص ومفسر ومحکم یا اشارت ودلالت و اقتضا یا عموم
واطلاق یا خصوص وتقیید کسی آیت کریمہ کی معارض ومنافی ہو اور ایک قسم معارض نقلی کی
یہ ہے کہ کسی دوسری صحیح حدیث کے مخالف ہو گو وہ حدیث صحیح ما بین دفتین بخاری یا مسلم
مکتوب ومسطور نہو خواہ رجال اسناد اوسکے رجال الصحیحین یا احد الصحیحین ہون یا نہون اور
علے شرط البخاری یا مسلم ہون یا نہون مگر وہ حدیث اونکی قوت ضبط وعدالت سے واصل بدرجۂ
صحت ہو بلکہ حسن بھی معارض صحیح اوسوقت ہوسکتی ہے کہ قوت دلالت ومزید صراحت وقطعیت
مدلول مین صحیح سے بغایت اقویٰ ہو اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ ہے کہ مضمون خبر کی دو حدیث
معارض واقع ہو کہ گو بوجہ روات سافلہ بہ نسبت ہمارے اس طریق وصول سے اونمین ضعف
ناشی ہوا ہو مگر زمانہ مجتہد مستدل تک کے روات مین ضعف اصلا نہوا ور وہ استدلال اونکا بہم
وجوہ تام ہوا ور شاید کہ اکثر احادیث حنفیہ مین اگر ہو تو اسی طرز کی ہو بسبب لاحقہ زمانہ ما بعد الائمہ

ہفتم اوسی فتح المغیث کے صفحہ مین لکھا ہی کہ وضو لیٹنے سے ٹوٹتا ہی انتہی اس سے معلوم ہوا کہ نیند کو
کچھ دخل انہین فقط لیٹنے سے بغیر سوئے وضو جاتا رہتا ہی حال آنکہ یہ باطل ہی ہشتم اوسی کتاب کے
صفحہ مین مرقوم ہی کہ توڑنے والی تیمم کی وہی چیزین توڑنے والی وضو کی ہین انتہی پس اس سے
معلوم ہوا کہ پانی کے دیکھنے اور اوسپر قدرت پانے سے تیمم نہین ٹوٹتا حال آنکہ یہ غلط ہی نہم اوسی
کتاب کے صفحہ ۱ مین لکھا ہی کہ اگر غلطی پڑے نماز مین امام کی تو وہ غلطی امام پر ہی نہ مقتدیون پر انتہی اس سے
ظاہر ہوا کہ اگر امام جنبی ہووے یا اوس سے کوئی فرض ترک ہوئے یا اوسکا کپڑا نجس ہووے یا اوسنے
وضو نہ کیا ہو یا وضو اوسکا ٹوٹ گیا ہو تو فقط امام کی نماز فاسد ہوگی اور مقتدیون کی نماز مین کچھ نقصان
نہ آویگا حال آنکہ یہ باطل ہی دہم اوسی کتاب کے صفحہ ۱۵ مین لکھا ہی کہ حرام ہی زکوۃ بنی ہاشم اور اونکے
غلامون پر اور آسودہ اور تندرست کماؤ پر انتہی اسکا یہ مطلب ہوا کہ مصرف زکوۃ کے واسطے بیماری
لازم ہی اور اگر فقیر تندرست ہوگا تو اوسکو زکوۃ لینی حرام ہوگی حال آنکہ یہ محض غلط ہی یازدہم
اوسی کتاب کے صفحہ ۲۵ مین مرقوم ہی کہ جائز ہی دودھ پلانا بڑی عمر والیکا اگرچہ داڑھی رکھتا ہو واسطے جائز
ہونے نظر کے انتہی یہ بات تو موافق مطلب بعض یارون کے کہی یعنی اگر کوئی جوان مرد کسی عورت
مرضعہ پر عاشق ہو تو وہ اس دودھ پینے کے بہانے سے اوس عورت کو ہر روز دیکھا کرے اور
اوسکی چھاتیان پکڑے پس جس عورت سے یہ بات حاصل ہو تو پھر پردہ چہ معنی دارد دوازدہم
وضو مین بجائے پاؤن دھونے کے مسح فرض ہی چنانچہ فتاوائے ابراہیمیہ مصنفہ مولوی ابراہیم غیر مقلد
مطبوعہ مطبع دہرم پرکاش الہ آباد کے صفحہ ۲ مین مسطور ہی حال آنکہ یہ رافضیون کا دستور ہی سیزدہم
پیشاب کے بعد پانی سے استنجا کرنا اور ڈھیلا لینا بدعت ہی چنانچہ کتاب اعتصام السنۃ کے صفحہ ۱۹ و ۲۰ و ۲۷
مین تصریح اسکی موجود ہی اور بدعت انکے نزدیک ایسا فعل ہی کہ جو آنحضرت کے بعد ہوا ہو اور ہر بدعت
ضلالت ہی اور ہر ضلالت فی النار ہی پس ہر بدعتی انکے نزدیک ناری اور دوزخی ٹھیرا تو کلوخ اور پانی
سے استنجا کرنے والا بھی دوزخی ہوا حال آنکہ یہ سنت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہی پس بقول
انکے معاذ اللہ حضرت عمرؓ بھی بدعتی اور دوزخی ٹھیرے چہاردہم جو کوئی اپنی بیوی سے جماع کرے
اور انزال نہو تو اوسکی نماز بغیر غسل کے درست ہی چنانچہ کتاب ہدایت قلوب قاسیہ جواب گلزار آسیہ
تصنیف مولوی محمد سعید شاگرد مولوی نذیر حسین کے صفحہ ۳۱ مین موجود ہی پانزدہم تیرہ کرے

واجبات دیۂ غیر قیاسیہ بطور احسان وتبرع تحریر کیا گیا ورنہ اس سے قطع نظر کر کے اگر دیکھیے تو ہر طالب تحقیق وتنقیح بالانصاف کو بعد مطالعۂ موطائے محمد ومعانی آثار طحاوی وکتاب الآثار امام محمد ومسانید امام اعظم ومرقات ولمعات وفتح البیان ومواہب الرحمن وبرہان وعقود الجواہر وشرح عینی بر بخاری وہدایہ وشرح سفر السعادۃ بر بخاری وفتح القدیر وشرح عینی بر معانی الآثار وادلۂ کاملہ ودیگر مؤلفات حنفیہ امرواضح وبدیہی وبمنزلۂ النصب العین بشکل عین الیقین کالشمس فی نصف النہار ہو جائیگا کہ ادلۂ سمعیہ واحادیث وآثار بجانب حنفیہ نہایت صحیح وقوی وصحیح ظاہر الدلالۃ جملہ مسائل خلافیہ وغیر خلافیہ پر موجود ہیں لکہ بعبارت فتح القدیر یہ تعجب نہیں کہ بعد عبور واستیعاب نظر حق بین انصاف پسند یک لخت مباختہ بکہ یہ امر مشہور ہے کہ اوسکے کہ امام شافعی اصحاب الرأی میں سے ہیں اور امام ابو حنیفہ اصحاب ظواہر میں سے جیسا کہ شیخ عبد الحق بھی اسی طور کا مضمون تحریر فرماتے ہیں بلکہ اگر صرف اصول حنفیہ دربارۂ اتباع حدیث ضعیف ومرسل ومنقطع وغیرہ وترک قیاس بمقابلہ ہر قسم حدیث واقوال صحابہ وتقلید صحابی وتابعی مشہور الافتاء بزمانۂ صحابہ مطالعہ کیے جائیں تب بھی شاید حنفیہ کو ظاہریہ کہدینا کچھ بعید نہ ہو الی تحقیق وتفصیل عامۂ مسائل حنفیہ بر بنائے نصوص ہو اخبار وآثار وسنن واحادیث ہمارے حاشیۂ شرح وقایہ موسوم بعمدۃ الحمایہ علی شرح الوقایہ اور اوسکے سقایہ سے وشرح مسند امام بروایت حصکفی مسمی بہ تنسیق النظام فی مسند الامام میں مذکور ہیں جسکو منظور وملمح نظر ہو اونکا مطالعہ کرے

العبد الضعیف الراجی الی رحمۃ ربہ ذی المنن المدعو محمد حسن عفا اللہ عنہ ما جناہ فی السر والعلن السنبھلی مسکنا الاسرائیلی نسبا والحنفی مذہبا

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حمدا لک یا من عمت نعماؤہ وخصت آلاؤہ وجودہ واجب قدیم وصلوۃ وسلاما علی خاتم الانبیاء وآلہ الاصفیاء وصحبہ الاصدقاء الاکرمین عند اللہ العظیم وبعد فلا یخفی علی من طالع الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین انہ کتاب حسن صحیح ولم لا صنفہ العالم الامجد الفاضل الارشد الکریم ابن الکریم محمد منصور علی بن محمد حسن علی المرادابادی رحمہ الرب الرحمن الرحیم وانی لقد شفتہ مقاما بعد مقام من اولہ واوسطہ والختام فوجدتہ موافقا للسنۃ والکتاب الکریم ولا شک فی ان مصنفہ ایّد الحنفیۃ عموما ورد حرزۃ ابی حنیفۃ خصوصا جزاہ اللہ تعالی وایانا خیر الجزاء ورزقنا شفاعۃ خیر الشافعین یوم عظیم وثبتنا علی ملۃ حنیفۃ ونصرنا علی عداء ابی حنیفۃ وادخلنا معہ جنات النعیم۔ وانا الفقیر المذنب العاصی بانواع المعاصی الخاطی الاثیم خادم الفقراء والعلماء الراجی رحمۃ ربہ محسن الرجاء ومستمد کرمہ ولطفہ العمیم ابو بکر علی وجاہ اللہ الشہیر علی احمد محمود اللہ شاہ القادری

یعنی فرمایا آنحضرت نے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اختیار کیا مجکو اور اختیار کیا میرے واسطے میرے صحابہ کو پس گردانا اون لوگون کو انصار اور سُسرال میری اور بیشک قریب ہو کہ آخر زمانے مین ایک قوم ایسی آویگی کہ تحقیر جانیگی اونکو سو کہانا پینا اور آپس مین اونکے ساتھ نکاح کرنا چھوڑ دو اور نہ نماز پڑھو ساتھ اونکے اور نہ اونکے جنازے پر اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے اس آیت وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ کی تفسیر مین فرمایا ہو در حقائق تنزیل مذکورست کہ سہل بن عبد اللہ تستری فرمودہ اند کہ مَنْ صَحَّ اِیْمَانُهٗ وَاَخْلَصَ تَوْحِیْدَهٗ فَاِنَّهٗ لَا یُوَانِسُ اِلَی الْمُبْتَدِعِ وَلَا یُجَالِسُهٗ وَلَا یُوَاکِلُهٗ وَلَا یُشَارِبُهٗ وَیُظْهِرُ مِنْ نَفْسِهٖ الْعَدَاوَةَ وَمَنْ دَاهَنَ بِمُبْتَدِعٍ سَلَبَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ تَحَبَّبَ اِلٰی مُبْتَدِعٍ نَزَعَ اللّٰهُ تَعَالٰی نُوْرَ اِیْمَانِهٖ مِنْ قَلْبِهٖ یعنی مرد صحیح الایمان را باید کہ با بدعتیان انس نگیرد و ہم مجلس و ہم کاسہ و ہم نوالہ با ایشان نشود و ہر کہ با بدعتیان دوستی پیدا کند نور ایمان و حلاوت آن از وے بر گیرند انتہی اور طحاوی نے حاشیہ در مختار کی کتاب الذبائح مین فرمایا ہو وَهٰذِهِ الطَّائِفَةُ النَّاجِیَةُ قَدِ اجْتَمَعَتِ الْیَوْمَ فِی الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ وَهُمُ الْحَنَفِیُّوْنَ وَالْمَالِکِیُّوْنَ وَالشَّافِعِیُّوْنَ وَالْحَنْبَلِیُّوْنَ وَمَنْ کَانَ خَارِجًا مِنْ هٰذِهِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ فِیْ ذٰلِکَ الزَّمَانِ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْبِدْعَةِ وَالنَّارِ انتہی یعنی یہ گروہ نجات پانیوالا جمع ہو آجکے دن چارون مذہب مین اور وہ لوگ حنفی اور شافعی اور مالکی اور حنبلی ہین اور جو شخص ان چارون مذہب سے اس زمانے مین خارج ہو سو وہ بدعتی اور دوزخی ہو اور یہی مضمون اور بہت سی کتب دینیہ مین موجود ہو ضرورۃً اسی قدر قلیل پر اختصار کیا

جواب سوال سوم

اگرچہ درصورت مراعات مذہب مقتدی کے بشرطیکہ امام کسی مفسد و مبطل صلوٰۃ کا مرتکب نہو اقتدا کرنا جائز ہو لیکن اب معلوم ہوا کہ انکے پیچھے نماز درست نہین ہو کیونکہ مسائل مذکورہ اور عقائد مسطورہ بعض موجب کفر اور بعض مفسد نماز ہین اور سوا اسکے جبکہ شافعی المذہب متعصب کے پیچھے اقتدا جائز نہوئے جیسا کہ فتاوائے عالمگیری و جامع الرموز مین مرقوم ہو اَمَّا الْاِقْتِدَاءُ بِالشَّافِعِیِّ فَلَا بَاْسَ بِهٖ اِذَا لَمْ یَتَعَصَّبْ اَیْ لَمْ یَبْغُضْ لِلْحَنَفِیِّ یعنی شافعی کے پیچھے اقتدا کرنا مضایقہ نہین بشرطیکہ متعصب نہو یعنی حنفیون سے بغض و عداوت نہ رکھتا ہو تو پس ان غیر مقلدین لامذہب کے پیچھے تو بطریق اولیٰ اقتدا جائز نہوگی کہ یہ تو حنفیون کے نام سے جلتے ہین اور مقلدین کو علانیہ برا کہتے ہین

درمیان مین مذبذب ہوگئے پھر جواس تذبذب سے نکلے تو خرافات آزاد بنکر نیچریت مین کامل ہوئے پرانے فیشن کو چھوڑکر نئی روشنی والون مین شامل ہوئے اب کیا پوچھنا کہ ہمیشہ اسلام سے نیچری ہین اور ترقی قومی اور ہمدردی کے کلمات زبان پر جاری ہین علمای سلف پر لعن وطعن کی بوچھار ہے حضرات صوفیہ پر نزول قافیون کی بھرمار ہوتی ہے جو خیال وامکان ذاتی نہین بلکہ واقعی ہے کہ مصادیق وافراد اس معنی کے علیگڈہ و دہلی ولکھنو وحیدرآباد و مدراس وکلکتہ وعظیم آباد وغیرہ



مین موجود ہین جسکا جی چاہے دیکھ آوے اللّٰھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم واجعلنا منھم - امین یارب العلمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی لاسیما علی ھذا النبی المجتبی والحبیب المرتجی والہ واصحابہ اھل التقی والنقی وعلماء امتہ ومجتھدی ملتہ والمقلدین لھم باحسان دائما ابدا حضرت حق تبارک وتعالی نے اپنی رحمت کاملہ ونعمت شاملہ سے اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم پر قرآن عظیم وذکر حکیم اوتارا فرمایا تبیانا لکل شئ جسمین ہر چیز کا روشن بیان ہے مگر اوسکی ہر ظہر کے لیے ایک بطن ہے اور ہر بطن کے لیے ایک اہل وتلک الامثال نضربھا للناس وما یعقلھا الا العلمون ٥ کہاوتین کہی تو سبکی لیے ہین پر اونکی سمجھ انھین کو ہے جو علم والے ہین الرحمن فسئل بہ خبیرا اہل خبرت سے سوال ضرور ہے ہر فہم قاصر اوسکے ادراک سے معذور ہے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ٥ ذکر والون سے پوچھو اگر تمھین خبر نہو ٥ وکل العلم فی القرآن لکن ٭ تقاصر عنہ افہام الرجال ٭ اگر قرآن عزیز کو سب سمجھ لیتے تو وہ تو تفصیل کل شئ ہے حدیث بھی محض مہمل وبیکار رہ جاتی اسی لیے ارشاد فرماتے ہین حضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم لا الفین احدکم متکئا علی اریکتہ یاتیہ الامر من امری مما امرت بہ او نھیت عنہ فیقول لا ادری ما وجدنا فی کتاب اللہ اتبعناہ ٥ نپاؤن مین تم مین کسیکو اپنے تخت پر تکیہ لگائے کہ آئے اوسکے پاس میرا کوئی حکم جو مین نے کرنے کو کہا ہے یا نکرنے کو تو بولے مین نہین جانتا ہم نے جو خدا کی کتاب مین پایا اوسکی پیروی کی رواہ احمد وابو داؤد والترمذی وابن ماجۃ والبیھقی فی دلائل النبوۃ عن ابی رافع رضی اللہ تعالی عنہ اور فرماتے ہین حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ سن لو مجھے دیا گیا قرآن اور اوسکے ساتھ اوسکا مثل یعنی حدیث الحدیث اخرجہ الدارمی وابو داؤد وابن ماجۃ

وهو المقصود والله سبحانه اعلم وعلمه اتم

الراجی

وصی احمد السنی الحنفی السورتی

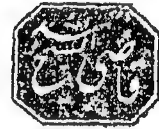
مواہیر و تخطط علمای دہلی و کانپور وغیرہ

هو الموفق

الجواب صحیح والمجیب مصیب - حررہ

قاضی شیخ احمد

عفا الله عنه



هو العلی

اصاب و اجاد من اجاب افاد و الله سبحانه اعلم وعلمه اتم و احکم

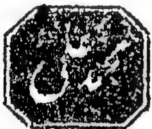
حررہ العبد الخامل محمد عادل عامله الله تعالی بفضله الشامل وجعله من الآمنین یوم الفزع الاکبر والزلازل



هو المصوب

ایسا شخص گروہ اہل سنت وجماعت سے خارج ہے اور نماز اوسکے پیچھے نہ پڑھنا چاہیے -

کتبه الفقیر الی الله الغنی محمد علی عفی عنه



هو الموفق

مجیب لبیب نے جو مسائل و احکام مخالف فرقۂ اہل سنت و جماعت غیر مقلدین کے فرقۂ اہل سنت سے خارج ہونے پر بطور دلیل کے اونکی کتابون سے لکھے ہین اونمین سے بعض احکام و نکی بعض کتابون مین راقم نے بھی دیکھے ہین غیر مقلدین کے یہ مسائل مخترعہ و احکام مبتدعہ بلا شبہہ قابل رد و انکار ہین کہ اونمین سے بعضے موجب کفر اور بعضے موجب فسق و ابتداع اور عموماً یہ سب احکام اہل سنت کے نزدیک محض لغو اور بے اعتبار ہین ایسے احکام مخالف اہل سنت کا معتقد و ملتزم بلا شبہ اہل سنت کی جماعت سے خارج ہے اور جب وہ شخص ایسے مسائل مخالف کے التزام سے اہل سنت کی جماعت سے خارج ہوا تو اوسکے پیچھے اہل سنت کو نماز پڑھنا ناجائز ہے اور اگر ایسے شخص کے مسجد مین آنے سے فتنہ و فساد پیدا ہوتا ہو تو انسداد فتنے کے لیے مسجد مین آنے سے منع کرنا بہتر ہے والله اعلم - کتبه محمد عبد الصمد الحسینی الواسطی البلگرامی عامله الله بلطفه العمیم السامی



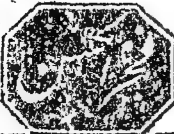
مدرس اول مدرسہ عربیہ

ہر شخص جمیع ادلۂ شرع و حفظ آیات و احادیث و احکام و غور کامل و تحسس بالغ و تامل صادق و
مراعات وجوہ ترجیح و تطبیق و دفع تعارض و تمییز ناسخ و منسوخ و علم اقسام نظم و معنی و مواضع اجماع
و انواع حدیث و نقد رجال و ادراک مورد و مقتضی و اسباب نزول و طرق تعلیل سے متصف
نہ اوس بے غیر مجتہد کو قدرت میسر ہے کیا یہ مرضی ہے کہ ان مدہوشون کی طرح ہر جاہل بے تمیز خود سر بے لگام
و شتر بے مہار کر دیا جائے آج جو چیز وہم کیا اور بخاری لیسا کتنی بعض صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم
اجمعین نے لو مجتہد و امام کے سمجھی پانی حقیقۃً تپانا سمجھا ایک زخمی کو تیمم کی اجازت نہ دی وہ نہایا اور
انتقال فرمایا حضور پر نور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو خبر ہوئی ارشاد فرمایا قتلوہ قتلہم اللہ الا سألوا
اذ لم یعلموا فانما شفاء العی السؤال انہوں نے اوسے قتل کر ڈالا اللہ انہیں قتل کرے
کیون نہ پوچھا جب نہ جانتے تھے کہ نہ جاننے کی دوا تو پوچھنا ہی ہے رواہ ابو داؤد عن جابر بن عبد اللہ
رضی اللہ تعالی عنہما انصاف تو کیجئے یہ ایک سفیہ جاہل کہے کہ خدا اور رسول کا کلام سمجھنا کچھ مشکل نہیں
نہ اوس کے لیے بڑا علم چاہیے کہ قرآن تو ان پڑھوں کے سمجھانے کو اترا ہے ای غافلو اگر یہی بات
ہو تو کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا سیدنا عبد اللہ بن عباس حضرت امیر معاویہ رضی اللہ
تعالی عنہم کے لیے تعلیم کتاب کی دعا مانگنا کہ رواہ البخاری و الامام احمد محض عبث و تحصیل
حاصل و شبیہ بالہزل تھا نہیں نہیں جبرا ماننا پڑیگا کہ بیشک خدا اور رسول کا کلام سمجھنا سخت
دشوار ہے اور بیشک اوس کے لیے علم غزیر و سامان کثیر درکار ہے لہذا حضرت حق تعالی و تقدس
کی رحمت عامہ و رافت تامہ نے کہ اس امت مرحومہ کے حال پر روز ازل سے بعنایت وافر
متوجہ ہے ان اکابر دین و حاملان یقین کو توفیق بخشی کہ شریعت مطہرہ کی ہر گنجلک کو بیان اور ہر مشکل
کو آسان کر دیا بحکم احکم فاعتبروا یا اولی الابصار کا بار ثقیل اپنے دوش ہمت پر اوٹھایا
فجزاہم اللہ عن الاسلام خیر جزاء و هنأهم بکل سرور یوم الرؤیۃ و اللقاء آمین
اب جس طرح حضور پر نور صلوات علیہ افضل الصلوۃ و التحیۃ کی حدیث معاذ اللہ کچھ قرآن سے
جدا نہ تھی بلکہ اوسی کے مکنونات و خفیات کو منصۂ ظہور میں لانے والی تھی اسی لیے سیدنا فاروق
اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا حسبنا کتاب اللہ فرمانا صحیح و مقبول ٹھہرا اسی طرح ان آبائی امت
و خدام شریعت مطاہر علیہا انما الاکرم عن لنا الی الاعاظم کے ارشادات بھی مظہر احکام خدا و رسول
ہیں نہ مثبت و العیاذ باللہ تعالی تو انہیں سے کسی پر طعن کرنا بعینہ قرآن و حدیث پر حرف رکھنا
ہے علی الخصوص حضرات معتمد ائمۂ اربعہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کہ انہیں جو حسن قبول

واللہ اعلم بالصواب
والیہ المرجع والمآب



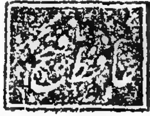
صح الجواب۔



واللہ سبحانہ اعلم
وعلمہ اتم

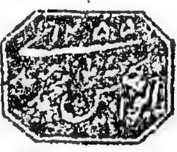
هو الفتاح

فی الواقع اس فرقۂ لامذہب کو کہ جنکے عقائد موافق تحریر مفتی تحریر ہین اہل سنت جماعت سے خارج سمجھنا اور اونکے پیچھے نماز نہ پڑھنا اور بسبب فتنہ و فساد کے اونکو مساجد مین آنے نہ دینا بجا و درست ہی۔ واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب
حررہ الراجی عفو ربہ القوی الحافظ فتح محمد الفاروقی الحنفی الدہلوی



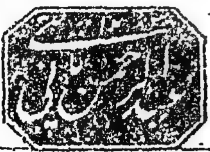


بے شبہہ جو غیر مقلدین ایسے ہون کہ عقائد اونکے خلاف اہل سنت وجماعت و سلف صالحین کے ہون اور مقلدین کو اپنے زعم فاسد مین مشرک و بدعتی سمجھتے ہون تو اونکے پیچھے نماز پڑھنا اور اونکو بسبب فتنہ و فساد کے اپنی مساجد مین آنے دینا جائز نہین۔ واللہ اعلم بالصواب
والیہ المرجع والمآب۔ ابو الحسنات محمد عبد الحی عفا عنہ اللہ الہادی۔ الفرنگی محلی



مواہیر و دستخط علماے مقام لودہیانہ و دیوبند

تخمیناً عرصہ ۴۶ سال یعنی سنہ ۱۲۵۴ھ سے سنہ ۱۳۰۰ھ تک اس فرقے کو خوب دیکھا مسائل مندرجۂ فتواے ہذا کے سوا بڑی بڑی مخالفت حدیث پر یہ فرقہ جری ہی مولانا اسحق صاحب مرحوم برملا انکو ضال مضل وعظ مین فرمایا کرتے اور یہ لوگ باہر نکل کے کہتے کہ میان صاحب کا مذہب وہی ہی جو ہمارا ہی ظاہر مین ایسا کہدیا ہی اسیطرح ہر عالم دیندار کو ہم مذہب اپنا بتلا کر دین محمدی سے اور قرآن و حدیث سے منحرف کرتے ہین انکے دین محمدی سے مخالف ہونے اور سنت جماعت کے مخالف اور دشمن ہونے مین کچھ شک و شبہہ نہین ہی جیسے روافض و خوارج کے پیچھے نماز پڑھنی ویسے ہی انکے پیچھے نماز پڑھنی ہی انکی امامت جائز نہین ہی تفصیل طول رکھتی ہی واللہ اعلم۔



چونکہ گروہ شرذمۂ لامذہبیہ اہل بدع اور ہوا مین سے ہین اسلیے انسے حتی الامکان احتراز ضروریات سے ہی۔ وما علینا الا البلاغ۔ الراجی رحمۃ ربہ الباری ابو البشیر عبد العلی القادری





بہرحال مضمون انکار دہفوات محی الدین مؤلف ظفر مبین کے لیے کافی ہے اور واسطے ہدایت مخالفین کے وافی فقط حررہ رشید احمد گنگوہی






ہم سب ساکنین دیوبند جناب مولانا مولوی رشید احمد صاحب کے ہمزبان ہین اور مہراسی پر کرتے ہین - فقط

حامداً و مصلیاً - مین نے اس کتاب کو مقامات متفرق سے دیکھا مصنف سلمہ اللہ تعالے نے جوابات مین طریق انصاف اختیار کیا اور خیانت مؤلف مطاعن کو ظاہر کر دیا ہے اور حق کو باطل سے جدا فرادیا جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء آس فرقے نے ایمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو شل آجکل کے نیم ملاؤن خطرۂ ایمان کے گردانا ہے بلکہ اونسے بھی کم کہ اونکی تقلید چھوڑ کر انکی پیروی اختیار کی ہے آستاذی جناب مولانا حافظ احمد علی صاحب سہارنپوری مرحوم فرماتے تھے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید ترمذی ہین لیکن اونھون نے فقہا کی ذیل مین کہین بھی اپنے استاد کا نام نہین لیا پس جب بخاری ایسے شخص باوجود اس علم وفضل کے اس قابل نہوئے کہ اونکا فقہا اور مجتہدین کی ذیل مین نام لیا جاوے تو اور کس شمار مین ہین پس اصل یہ ہے کہ جسکو نور عقل و فہم سے ازل مین نصیب نہین ملا وہ مجتہدین کے مقام کو کیا سمجھے ومن لم یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور- فقط



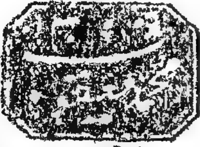
للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست * آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید * کتاب ظفر المبین ایک زمانے مین نظر سے گذری تھی بعض بعض مقامات جو اوسکے دیکھے گئے بجز طعن و تشنیع ائمہ سلف کے اوسکے مؤلف کا مقصد اور کچھ نہ معلوم ہوا واقعی جہانتک مؤلف صاحب کی زبان نے یاوری کی اوسیقدر اپنے مقصد کے اداکرنے مین درگذر نہین کیا معاذ اللہ من شرور الفتنا مگر بحمد اللہ یہ جواب بھی وہ جواب لکھا گیا ہے کہ جسکا جواب نظر نہین آتا - اللہ تعالے مصنف علام کو جزای خیر عطا فرمائے اور اس نسخے کو مقبول خاص وعام کرے حررہ خلیل الرحمن بن مولانا احمد علی السہارنفوری علیہ الرحمۃ والرضوان



تقاریظ مثبتہ مواہیر و دستخط علماے کاملین شہر مراد آباد و علیگڑہ

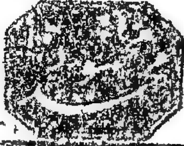
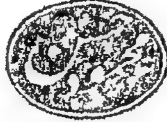
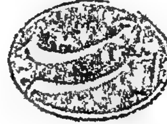
بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ

معتقد اس جماعت کے جبکہ خلاف جمہور میں تو بدعتی ہونا ظاہر اور مثل تجسیم اور تحلیل چار سے زیادہ ازواج کے اور تجویز تقیہ اور برا کہنا سلف صالحین کا فسق یا کفر ہو تو اب نماز اور نکاح اور ذبیحہ میں ان کے احتیاط لازم ہو جیسے روافض کے ساتھ احتیاط چاہیے -



سودہ محمد یعقوب النانوتوی عفا عنہ القوی

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ ابو الخیرات سید احمد عفی عنہ محمود حسن عفی عنہ محمد محمود رامپوری عفی عنہ


حامدا و مصلیا - فی الحقیقت یہ گروہ غیر مقلدین اور لامذہب خارج ہیں اہل سنت و جماعت سے انکو اہل سنت و جماعت میں سمجھنا بڑی غلطی کی بات ہی کس واسطے کہ اہل سنت و جماعت منحصر ہیں مذاہب اربعہ میں اور جمیع اہل سنت حنفی ہیں یا مالکی یا شافعی یا حنبلی جو کوئی بالکلیہ ان چار مذہبوں میں سے اس زمانے میں ایک کا بھی مقلد اور پیرو نہو اور اپنے تئیں انہیں سے ایک کی طرف منسوب نکرے وہ اہل سنت سے نہیں بلکہ وہ خارج مذہب اہل سنت و جماعت سے ہی اور مثل دیگر فرق ضالہ روافض و خوارج و معتزلہ و جبریہ و قدریہ وغیرہم کے ہی قال الطحاوی فی شرح الدر المختار فعلیکم یا معشر المومنین باتباع الفرقۃ الناجیۃ المسماۃ باھل السنۃ والجماعۃ فان نصرۃ اللہ تعالی وحفظہ و توفیقہ فی موافقتھم وخذلانہ وسخطہ ومقتہ فی مخالفتھم وھذہ الطائفۃ الناجیۃ قد اجتمعت الیوم فی المذاھب الاربعۃ وھم الحنفیون والمالکیون والشافعیون والحنبلیون ومن کان خارجا من ھذہ المذاھب الاربعۃ فی ذلک الزمان فھو من اھل البدعۃ والنار انتھی - و قال فی التفسیر الاحمدی قد وقع الاجماع علی ان الاتباع انما یجوز للائمۃ الاربعۃ انتھی و قال فی الاشباہ والنظائر تحت القاعدۃ الاولی ما خالف للائمۃ الاربعۃ فھو مخالف للاجماع وان کان فیہ خلاف غیرھم فقد صرح فی التحریر ان الاجماع قد انعقد علی عدم العمل بمذھب مخالف للائمۃ الاربعۃ انتھی قال الفاضل الجلیل الفقیہ المحدث المفسر الشیخ ولی اللہ الدھلوی فی عقد الجید اعلم ان الاخذ بھذہ المذاھب الاربعۃ مصلحۃ عظیمۃ وفی الاعراض عنھا کلھا مفسدۃ کبیرۃ قال رسول اللہ صلعم



حامدا ومصلیا - فی الواقع یہ کتاب لاجواب ردشتین فتح مبین ہے۔ کتبہ احقر السدایا اسمٰعیل عفا اللہ لہ ولوالدیہ

حامدا ومصلیا - اما بعد فانی نظرت فی ہذا الکتاب المستطاب فوجدتہ تذکرۃ لطالبی سبیل الرشاد وتبصرۃ لمن یبتغی للاستقامۃ والسداد فبشری لمن یطلب الصواب وطوبی لاولی الالباب وواویلا لمن لم یتخذہ خلیلا وحسرتا لمن لم یجد منہ سبیلا وتجزی اللہ عنا المصنفہ جزاءً اموفورا وتجعل سعیہ مشکورا



سقہ خادم طلبۃ العلم فی المدرسۃ الاسلامیۃ الواقعۃ فی بلدۃ مرادآباد الموسوم بعبد الحق صانہ الحق - فقط

فی الواقع کتاب فتح المبین مؤلفہ جناب فاضل اجل مولانا مولوی محمد منصور علی خانصاحب لم فیوضہم غیر مقلدون کے رد میں ایسی تالیف ہوئی ہے کہ آجتک کوئی کتاب اس بارے مین ایسی نظر سے دیکھنے مین نہین آئی افراط وتفریط سے خالی ہے حق والصاف سے مالامال ہے عمدہ بات اس کتاب مین یہ ہے کہ مؤلف دام فیوضہم نے تقلید کو بھی ہاتھ سے نہین دیا اور محدثین کی بھی کمال طرفداری کی ہے یہ بات اور کتابون مین کمیاب بلکہ نایاب ہے کیون نہو کہ مصنف علام کا حق پسندی طریقہ ہے اللہم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا



کتبہ احقر الزمن محمد روشن عفا اللہ عنہ - فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم - یقول العبد الضعیف لطف اللہ انی طالعت ہذا السفر السامی بلا لیحر الطامی فوجدتہ محتویا علی تحقیقات انیقۃ وتقریرات رشیقۃ ومشتملا علی ماہو کاف لدفع اوہام الزائغین وشاف لاثبات ما ہو الحق المبین جزی اللہ مصنفہ خیر الجزاء وحصل اٰمالہ بحرمۃ سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء



مدرس مدرسہ علیگڑھ از ارشد تلامذہ مولانا مفتی عنایت احمد صاحب

عبارات مستندہ مثبتہ بمواہیر ودستخط علمائے اعلام وفضلائے کرام شہر امروہہ

مضامین فتح مبین کے اکثر جگہ سے دیکھے گئے مطابق عقائد اہل سنت والجماعت کے اوسکو صحیح پایا فی الواقع مصنف کتاب نے بکمال کوشش جوابات عمدہ اغلاط اور شبہات ظفر المبین کے لائق قبول ارباب دیانت ارعقول کے تحریر کیے بعد اسکے خصم غوی اور معاند غبی کو گنجایش افترا

صحبت طالح ترا طالح کند ٭ پس اہل سنت وجماعت کو فرقۂ ضالۂ لامذہبان غیر مقلدین کی صحبت سے بہت احتراز کرنا اور بچنا اور بھاگنا چاہیے فروا من صحبتہم اکثر ما تفروا من الاسد کسواسطے کہ صحبت کو بڑا اثر ہے حضرت خواجہ عزیزان علی رامتینی رحمۃ اللہ علیہ محبوب العارفین ہیں فرماتے ہیں ؎

منشین بابدان کہ صحبت بد ٭ گرچہ پاکی ترا پلید کند ٭ آفتابے بدین بزرگی را ٭ ذرۂ ابر ناپدید کند

جس حالت میں کہ یہ غیر مقلدین خارج از اہل سنت وجماعت اور داخل اہل بدعت و فرق ضالۂ ہوائیہ میں ٹھیرے اور نماز اہل سنت وجماعت کی ان لامذہبوں کے پیچھے غیر صحیح و ناجائز و نادرست ہوئی اور مخالطت اور مجالست بھی حسب روایات مذکورہ انسے ممنوع ہوئی تو اہل سنت وجماعت کو چاہیے کہ ان لامذہبوں کو اپنی مساجد سے نکال دیں اور ہرگز نہ آنے دیں اسواسطے کہ انکے آنے سے مسجدوں میں شر و فساد و فتنہ پیدا ہوتا ہے قال اللہ تعالیٰ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ و قولہ تعالیٰ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی وقت نماز کے لہسن پیاز گندنا وغیرہ بدبودار چیز کہ جسکے کھانے سے منہ میں بدبو پیدا ہو کھا کر مسجد میں آوے تو اوسے دخول مساجد سے منع کرو عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم من اکل من ہذہ الشجرۃ فلا یقربن مسجدنا ولا یؤذینا بریح الثوم رواہ مسلم وعن ابن عمر ان رسول اللہ صلعم قال من اکل من ہذہ الشجرۃ یعنی الثوم فلا یقربن المساجد رواہ مسلم وعن عمر بن الخطاب قال انکم ایہا الناس تاکلون شجرتین لا اراہما الا خبیثتین ہذا البصل و الثوم ولقد رایت رسول اللہ صلعم اذا وجد ریحہما من الرجل فی المسجد امر بہ فاخرج الی البقیع فمن اکلہما فلیمتہما طبخا رواہ مسلم قال النووی فی شرح صحیح المسلم باب نہی من اکل ثوما او بصلا او کراثا او نحوہا مما لہ رائحۃ کریہۃ عن حضور المسجد حتی یذہب ذلک الریح واخراجہ من المسجد قولہ صلعم من اکل ہذہ الشجرۃ یعنی الثوم فلا یقربن المساجد ہذا تصریح بنہی من اکل الثوم ونحوہ عن دخول کل مسجد وہذا مذہب العلماء کافۃ انتہی پس یہ احادیث صحیحہ دال ہیں اس امر پر کہ جس شخص کی ذات سے لوگوں کو تکلیف و ایذا پہنچے اوسے مسجد میں نہ آنے دینا چاہیے پر ظاہر ہو کہ لامذہبوں کے مسجدوں میں آنے سے شر و فساد و فتنہ پیدا ہوتا ہے اور لوگ بے علم بیخبر بیچارے انکی صحبت سے بگڑ جاتے اور خراب ہوتے ہیں پس لازم و مناسب ہے

الى الآن ان يبعث الحق على عقبى المبطل الزاهق ليقذف الحق على الباطل فيدمغه فاذا هو زاهق كما قال العلامة ابن عابدين على قول الدر ولا يخلو الوجود عمن يميز هذا حقيقة لا ظنا جزم بذلك آخذا مما رواه البخاري من قوله صلى الله عليه وسلم لا تزال طائفة من امتى ظاهرين على الحق وذلك لانه سبحانه وتعالى قد قضى لما اوحى الى عبده ما اوحى وهو متم نوره ولو كره الكافرون كرها فما اراد احد ممن مضى ان يطفى نوره الا وقد اذله الله واخزى وما نوهن فرعون الى تريدان يلبس الحق بالباطل الا ونكسه الله واذرى فكانها كلمة سبقت من ربنا الذى له الاسماء الحسنى على تصديق القول الدائر والمثل السائر لكل فرعون موسى فلذا بعث هذا الحبر النبيل والبحر الوبيل الحائز قصبات السبق على اقرانه واشباهه فى كل فن محوى المحسود البالغ من كل علم اقصى الذرى اعنى المولوى منصور على المراد ابادى صاحب هذا الكتاب المتين المسمى بالفتح المبين لارغام قدوة المضلين وزبدة المفسدين من الفرقة النجدية المفتنة الحادثة الشائعة الذائعة فى زماننا متبوع الشقى وذريع الذوى ولقد راينا كتابه هذا وخطابه الابهى مع ذلك الاكمل الاعدل النجم القدم المافوق الخب الاعشى فوجدناه قد اتى فى مباحثه ببيان شاف وبرهان كاف وتبيان اوفى فلله دره حيث سلك مسلك الاقتصاد فى اماطة الاذى عن طريق الحق وسبيل السوى فمن صدق به وارتضى وسلمه وتصدى فقد اذعن للحق المتلقى واهتدى وتقلص عن ثوب اللظى واتقى وصدق بالحسنى فاما من استكبر واستغنى وادبر وتولى وسعى فى خلافه وتلهى فقد اعتدى وطغى وتعدى وعتى وكذب بالحسنى يبعث يوم الرجعى فى طائفة ذعم الله وقلى ويحشر فى زمرة من كان فى هذه اعمى فهو فى الاخرة اعمى وفقنا الله سبحانه وتعالى وسائر اخواننا لما ينال به القربى من امتثال ما امرنا والاجتناب عما نهى وصلى الله على سيدنا ومولانا محمد واله وصحبه اجمعين ابدا الابدا-

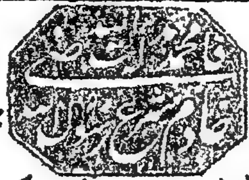








مواہیر و دستخط علمای شہر اندور و چھاؤنی

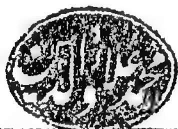


الجواب صحیح ھکذا فی کتب الفقہ والحدیث خادم شریع رسول اللہ قاضی حبیب اللہ اندوری | الجواب صحیح خادم الطلبہ سید حسین علی | والمجیب مصیب خادم الطلبہ عبد الحمید

صح الجواب حافظ محمد حسین خان اندوری | لاریب فیہ احمد جان ولایتی اندوری | الامر کذلک محمد عیسے خان ساکن شہر اندور | اصاب من اجاب سید محمد یعقوب پنجابی اندوری

صح الجواب خادم العلماء عبد الواحد حال وارد شہر اندور | صح الجواب سید غیاث الدین ساکن مدرحال وارد اندور

فرقۂ جدیدۂ غیر مقلدین کے عقائد جو مجیب مصیب نے ارقام کیے فی الواقع اہل سنت وجماعت وسلف و صالحین کے خلاف ہیں اور یہ فرقہ بدعتی مفسد مفارق الجماعت اور اہل سنت جماعت سے خارج ہے اور مخالطت اور مجالست فرقۂ مذکورہ کے ساتھ ہرگز جائز نہیں ہے اور اپنی مسجدوں میں ہرگز آنے دینا نہیں چاہیے اور نماز اس فرقۂ مذکورہ کے پیچھے ہرگز ہرگز جائز نہیں ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ الراقم خیر خواہ مسلمین



قد اطلعت علی ہذا الجواب المسطور بتمام ما فیہ من اللؤلؤ المنثور فوجدتہ موافقا بالکتاب والسنۃ والدلائل قد جاء الحق وزہق الباطل اشکر اللہ علی حسن توفیق المجیب المصیب اسأل اللہ ان یعطیہ فی الدارین اکمل النصیب۔

حررہ حافظ محمد اکرم قاضی کمپ مؤ۔ فقط۔

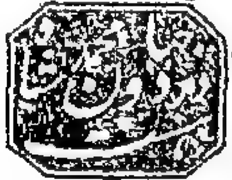


اعظم اللہ اجر من اجاب فانہ قد نطق بالقول الصواب الی ما یشہد بہ السنۃ والکتاب ویقبلہ اولو الالباب۔ مجیبہ تراب اقدام اہل العلم اضعف عباد اللہ المنان محمد الملدعو بعبد الحسن نائب قاضی کمپ مؤ

ما قالہ المجیب المصیب حق سدید وبالحق المحض عقید جزاہ اللہ خیر الجزاء منا وعن المسلمین آمین یا رب العالمین ویا مجیب دعاء السائلین فی کل آن وحین۔ سطرہ الراجی غفران اللہ المستعان محمد فضل الرحمن قاضی الفقراء مجین۔

چونکہ عقائد غیر مقلدین کے او مضمون کی کتب معتبرہ سے بیان کیے گئے۔ درحقیقت خلاف عقیدہ

لا یضلونکم ولا یفتنونکم رواہ مسلم وکان حال لسفلۃ وعادۃ الجہلۃ اغترارہم بالامور المحدثۃ واسراعہم الی قبول الاقوال الباطلۃ عند العلماء العظام والفضلاء الکرام کما صرح بہ مسلم صاحب الصحیح حیث قال فی صدر الصحیح بما تخوفنا من عواقب الشرور واغترار الجہلۃ لمحدثات الامور واسراعہم الی اعتقاد خطاء المخطئین والاقوال الساقطۃ عند العلماء رأینا الکشف عن فساد قولہ ورد مقالتہ بقدر ما یلیق بہا من الرد اجدی علی الانام واحمد للعاقبۃ ان شاء اللہ تعالی انتہی قام العلماء الاعلام والفضلاء العظام قدیما وحدیثا مشمرین لنصرۃ الدین والشرع المتین بالقدح والجرح والرد بالشد علی اہل البدع والاہواء و اہل الزیغ والاغواء بالدلائل الواضحۃ والبراہین الساطعۃ من الادلۃ الاربعۃ الکتاب والسنۃ والاجماع والقیاس کالائمۃ الاربعۃ فلم یزالوا ہکذا و ہکذا حتی قام جامع المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول سالک مسالک المتقدمین ہالک اساس المبتدعین المولوی محمد منصور علیخان المراد آبادی ادام اللہ ذو المنن والایادی فانہ صنف فی کشف مکائد غیر المقلدین فسماہ بالفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین فلما رأیتہ فی المواضع المتفرقۃ والمقامات المنتشرۃ فوجدتہ کتابا مستطابا جعل اللہ تعالی سعی مصنفہ ومعینہ سعیا مشکورا واجرا موفورا وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین



الحمد لولیہ والصلوۃ علی نبیہ اما بعد میں نے اس کتاب فتح المبین رد ظفر مبین کو دیکھا بہت عمدہ کتاب ہے اور خوب ہے جواب باصواب ہے کیوں نہو بحکم یعرف الرجال بالاقوال مولانا مولوی منصور علی خان صاحب کی استعداد ولیاقت کو ہزار آفرین اگرچہ مؤلف ظفر مبین پیشوائے غیر مقلدین یعنی محی الدین کتب فروش ولد ہری چند جاٹ (جو چند روز سے شرف باسلام ہوا تہا اور جسکو سوائے اردو کتابیں دیکھنے کے اور کچھ لیاقت نہیں نہ مذہب حنفی سے ماہر نہ اوسکے دلائل سے واقف اور پھر احادیث میں اپنی عادت قدیمانہ کے موافق دغابازی وحیلہ سازی بلکہ نقص بے ایمانی سے اعتراض جانے کو آندھی) قابل جواب ولائق خطاب نہ تھا مگر بحکم ع چو باسفلہ گوئی بنرمی وخوشی ٭ فزون گرددش کبر وگردن کشی ٭ مصنف موصوف نے اس کتاب میں اوسکی خوب ہی خبر لی اور ظفر مبین کے خرافات کی بخوبی تردید کردی و رشاد ہے

واقعی یہ فرقہ باطلہ کہ جس کے جواب مین علماے دین ہمارے جو کچھ تحریر فرماتے ہین

درست ہے۔

حررہ الراجی الی رحمۃ اللہ محمد کریم اللہ

محمد کریم اللہ ۱۲۸۴

الجواب صحیح — المجیب مصیب

العبد — العبد

فداے احمد عفی عنہ — الجواب والصواب — سعید احمد عفی عنہ

فدا احمد ۱۲۹۸ — سعید الرحمن ۱۲۹۰ — سعید احمد ۱۲۹۳

مہر مولوی ولی علی صاحب رحمہ اللہ

مہر مولوی محمد حسین صاحب

محمد حسین ۱۲۹۰

ابو النعمان محی الدین محمد ... عفی عنہ ... ۱۲۹۰

ان حضرات مشیخت مآب حاسدین مفسدین دین ومعاندین مجتہدین ومقلدین اور انکے مریدین ومعتقدین کے حق مین جنکو حضرت حق جل جلالہ وعم نوالہ نے آزادی کا طوق گلے مین ڈالکر ہندوستان کا شیخ نجد بنا کر چھوڑا ہے جسقدر شمشیر دست وزبان کے ذریعے سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم ـ خدا کی حمد جیسے سے ہو کیا + کسون میں نعت کیا میرا ہر تبا +
اما بعد یہ خاکسار ہوا درسیں محمد عبد الرب حنفی قادری دہلوی ثم السہارنپوری بھائی مسلمان
کو بعد سلام مسنون الاسلام کے آگاہ کرتا ہے کہ یہ فتنہ لامذہبون نے جو چند سال سے اوٹھایا ہے یہ نمونہ
اوس فتنے کا ہے کہ جسمین حضرت عثمان رضی شہید ہوئے اور قاتل اونکے جہنم مین گئے اوس فتنے کا
سردار نو مسلم عبد اللہ بن سبا یہودی تھا کہ وہ خاص اسی فتنے کے واسطے مع قوم یہود کے مسلمان ہوا تھا
پس اس فتنے کے سردار لاالات رام صاحبزادے لالہ کوٹی مل کے مع اپنی قوم کے خاص اسواسطے
مسلمان ہوئے کہ اسلام اور مسلمانون مین فتنہ ڈالین عبد اللہ بن سبا نے بھی محبت اہل بیت
کی اوٹ رکھکر مسلمانون کو حضرت عثمان رضی سے بغی کیا اور سبکو یہی پٹی پڑھائی کہ قابل اور لائق
خلافت کے حضرت علی رضی تھے نہ کہ حضرت عثمان رضی اِن لالہ صاحب نے بھی عمل بالحدیث کے پردے
مین فقہ اور فقہا سے مسلمانون کو بدظن کرانے کہنا شروع کیا کہ صحیح بخاری کتاب رسول اللہ
چھوڑ کر ہدایہ شرح وقایہ پر کیون عمل کرتے ہو جیسے اوسوقت کے جاہل مسلمان اطراف وجوانب
کے اوس یہودی کے دہوکے مین آگئے اور یہ نہ جانا کہ حضرت عثمان رضی کی خلافت انصار اور
مہاجرین کے مشورے سے ہوئی اور حضرت علی رضی نے بھی خود اونسے بیعت کرلی پھر ہم کیون اس
یہودی کے بہکانے مین آوین ایسے ہی اسوقت کے کم فہم مسلمانون نے یہ نجانا کہ فقہ اور فقہا
آج کل کے تو نہین زمانہ پیغمبر سے فقہ اور فقہا امت مین چلے آتے ہین بلکہ زمانہ حضرت
صلعم مین جو صحابہ صاحب فقاہت تھے وہ داخل شورہ پیغمبر ہوا کرتے تھے پیغمبر صلعم بحکم
وشاورہم فی الامر کے اونہین سے مشورہ لیتے تھے اُردو سیر کی کتابون مین اگر ملاحظہ کیا جاوے
تو معلوم ہوگا کہ جنگ بدر اور جنگ احد اور جنگ احزاب اور جنگ حنین اور فتح مکہ مین پیغمبر صلعم
مشورہ فقہاے صحابہ سے لیتے تھے یا سفہاے صحابہ سے جو دہیات کے نومسلمان
تھے جیسے اوس یہودی اور اوسکی قوم نے حضرت عثمان رضی کے فضائل جو دربار نبوت سے
عطا ہوئے تھے فراموش کرکے کان لم یکن کردیے تھے ویسے ہی اس ہندو قوم نومسلم نے
معنی فقہ کے اور فضائل فقہا کے جو آیات اور احادیث سے ثابت تھے سب دیکھا بھالا کر
بھلا دیے تھے قال اللہ تعالی فما لھؤلاء القوم لا یکادون یفقھون حدیثا وقال رسول
اللہ صلعم فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد اور جیسے اوس یہودی نے
بعض اچھے اچھے لوگ مسلمانون مین سے مکروفریب کرکے اپنے ساتھ کرلیے تھے

فتوای مفتیان حرمین شریفین بر رد کتاب الظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین

مؤلفہ محی الدین لاہوری مؤسسلم کتاب فروش +

بسم الله الرحمن الرحيم

وبه نستعين حامدا لله تعالى ومصليا على نبيه وآله اجمعين - اما بعد فما قولكم دام فضلكم في رجل يقول ان اكثر مسائل كتب الفقه خلاف القرآن والحديث وان الائمة الاربعة رحمهم الله تعالى ليسوا على الحق لاسيما الامام ابا حنيفة النعمان اقواله مخالفة للقرآن والحديث وانما تلقى في جميع عمره الاسبعة عشر حديثا ويزعم انه مخالف للقرآن والحديث وشنع عليه تشنيعا فاحشا وصنف في ذلك كتابا وسماه الظفر المبين في رد مغالطات المقلدين وطبعه وافشاه وذكر فيه بعض المسائل المذكورة في الكتب الحنفية وسطر ايضا في رقم مائة من الكتاب المسطور قائلا ان هذه المخالفة للقرآن والحديث وقال من قلد ابا حنيفة تقليدا شخصيا فهو مرتكب بالحرام او مشرك واستدل بقوله تعالى اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله وقال كل ذلك مخالف للقرآن وللاحاديث القطعية واعرض عن الاحاديث التي استدل الامام رحمه الله تعالى وارضاه وبهذا لاجل ان يبعد الناس عن الفقه بقوله مسائل الفقه مردودة خصوصا مسائل الامام رحمه ويغوى كل من عمل بها من عوام الناس ويدعوهم ويرغبهم في العمل بالحديث مطلقا سواء كان ناسخا ومنسوخا ضعيفا او موضوعا حتى ترك الناس العمل بالكتب المعتبرة كالهداية والنقاية والبحر والملتقى والهندية والكنز وشروحه والدر وحواشيه ويحكم كل من عمل بهذه الكتب بجهالة المخطية عن الاسلام ويلقبهم بالمشركين نعوذ بالله تعالى منه فما حكم هذا الرجل المصنف لهذا الكتاب ومن يعمل بكتابه فتوونا ماجورين

الجواب

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب ٥

حكم هذا الرجل المتصف بالصفات المذكورة انه ضال مضل ساع في الارض بالفساد وقد زين له سوء عمله فهو واتباعه من حزب الشيطان الا ان حزب الشيطان هم الخاسرون ويحسبون انهم على شيء الا انهم هم الكاذبون وقوله من قلد ابا حنيفة كان مشركا دليل على انه خارج عن جماعة المسلمين وقد ورد في الحديث الشريف اتبعوا السواد الاعظم

ایک کتاب مسمی بظفر المبین لالہ ہرچند بن دیوانچند صاحب کھتری نے کسی عالم ناعاقبت اندیش سے لکھوا کر اپنے نام سے چھاپی اوسمین لکھا ہو کہ امام اعظم نے سو مسائلے حدیث صحیح کے مخالف لکھے اور یہ نسمجھا کہ کہان مین اور کہان تصنیف میری اور کہان وہ ذات عالی صفات امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کہ اونکی تقلید زیادہ بارہ سو برس سے ہر ہر زمانے کے لاکھون علما اور کرورون فضلا و اولیا و ابدال نے اختیار کی ہو حتی کہ اوس جماعت نومسلم کے پیشواؤن نے بھی اونکی تقلید اپنی بڑی عزت سمجھ کے قبول کی ہو لیکن لالہ صاحب نے امام صاحب کی جناب پاک مین بڑی گستاخی کی اور یہ نہ غور کیا کہ ہم جنکے نام لیوا ہین اونکا تو امام صاحب کے ساتھ یہ عقیدہ ہو اور مقلد ہین وہ امام کے کیونکر اونکی شان مین گستاخی کرین چنانچہ کہا صاحب لمعات نے قال امامنا وسیدنا الامام الاعظم ابو حنیفۃ اور صاحب دراسات اللبیب نے امام صاحب کی بہت تعریف لکھی ہو امیر بھوپال نے اپنی کتاب تحفۃ النبلا مین لکھا ہو کہ امام صاحب کے جنازے پر پچاس ہزار مسلمانون نے نماز پڑھی اور چارسو تینتالیس فقہا محدثین مقلدین کے محاسن اور مناقب اوسی کتاب مین اونھون نے لکھے ہین اور اونھون نے اپنی کتاب تقصار مین تمام اولیای مقلدین کے مفاخر ومحامد کیسی عمدگی کے ساتھ ذکر کیے ہین کہ یہ قوم نومسلم اگر اونکو دیکھکر ایمان لاوے تو اپنی غلط فہمی بھول جاوے مولوی سید نذیر حسین کو مین نے سوال لکھکر دیا کہ آپ مقلد ہین یا نہین اور جو مقلد ہین تو امام صاحب کے یا کسی اور کے اونھون نے جواب اوسکا اپنی مہر سے مزین کر کے بھیجدیا کہ ہان مین فروعات جزئیہ مین امام صاحب ہی کا مقلد ہون وہ میرے پاس موجود ہی لالہ صاحب نے یہ دھوکا کیسا دیا کہ امام صاحب کے سو مسائل مخالف حدیث صحیح کے ہین اگر اس مضمون کو لکھا تھا تو اپنے معتقداون کی مہرین اوس کتاب پر کرالینی تھین کہ اونکا بھی مافی الضمیر معلوم ہو جاتا اور عقیدۂ دلی ظہور مین آتا اب معلوم ہوا کہ لالہ صاحب ہی منکر امام صاحب کے فضل وکمال کے ہین خیر اسکا کچھ مضایقہ نہین ہے نہین ہو معتقد اونکا اگر حاسد تو کیا غم ہو ✤ ہوا بے سجدۂ ابلیس کیا نقصان آدم کا ✤ لالہ صاحب ایسے خوشی مین آئے کہ سر دفتر علمای امت پر ضد سے عیب لگانے یہ نسمجھا کہ عنایت الہی سے ڈنکا اونکے مذہب کا از شرق تا غرب اوسی دھوم دھام سے آجتک بج رہا ہو جیسا کہ شروع مین تھا ظاہر ہو کہ یہان حنفی مذہب کے علما تذکرہ ای دل مین دیکھو تو کیسی انکی تحریرات عجیب لامذہبی کی خاک اڑاتے ہین اور اسکے باغ وبہار کی رونق مٹاتے ہین اس ظفر المبین کی

من امة محمد صلی الله علیه وسلم بجمعوا علی الضلالة وان مائة الوف منهم من العلماء العظام والاولیاء الکرام وغیر محصورین من الصلحاء الفخام الذین اتفقت کلمة اهل السنة والجماعة علی جلالة عظم درجتهم وصلاحهم وورعهم وصلابتهم فی امر الدین کانوا مجتمعین ضالین وماتوا علی البدعة والضلالة حاشا ثم حاشا ان یکونوا کذلک وقد قال النبی صلی الله علیه وسلم ان الله لا یجمع امتی او قال امة محمد علی ضلالة وید الله علی الجماعة ومن شذ شذ فی النار رواه الترمذی وقال اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ فی النار فیجب علی ولاة الامور ضاعف الله لهم الاجور دفع



هذا الضال المضل بشدید النکال لو بالقتل - نسأل الله التوفیق والهدایة لاقوم طریق والله سبحانه وتعالی اعلم امر برقمه خادم الشریعة والمنهاج عبد الرحمن ابن عبد الله سراج الحنفی مفتی مکة المکرمة کان الله لهما حامدا مصلیا مسلما



حامدا ومصلیا ومسلما اما من جاء بهذا فلا شک ان ذلک الرجل ضال مضل والله تعالی اعلم بالصواب امر برقمه محمد عبد الحق عفی عنه

تقاریظ دلپذیر وعبارات بے نظیر مشتمبہ مواہیر دستخط علمائے دار العلم والعمل فرنگی محل لکھنؤ

حامدا ومصلیا ومسلما میں نے اس کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مؤلفہ جامع فضائل وفواضل مولوی محمد علیخان مراد آبادی کو جابجا دیکھا مؤلف ظفر المبین محی الدین نے جسقدر آئمہ اور حضرات آئمہ دا کابر دین پر طعن بیجا کیا ہے کہ جس سے جملہ مقلدین وغیر مقلدین متنفر ہیں اور ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین کی تلاوت کر رہے ہیں اسکے واسطے یہ کتاب کافی ہے حررہ الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی



حامدا ومصلیا - احقر نے اکثر مضامین کتاب الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین کے جا بجا دیکھے موافق عقائد اہل سنت وجماعت مقلدین حنفیہ کے پائے فی الواقع واسطے جواب مغالطات ظفر المبین مؤلفہ محی الدین لاہوری کے کافی اور دفع مطاعن ائمہ مجتہدین رحمہم کے لیے وافی ہیں - والله اعلم بالصواب والیه المرجع والمآب - حررہ عبدہ المستمسک بحبل الله المتین خادم العلماء والفقراء ابو الحیا محمد عبد الحلیم عفا عنه الله الحکیم بمقام فرنگی محل لکھنؤ ۵ جمادی الاخری سنہ ۱۳... بروز پنجشنبہ



تقاریظ مثبتہ دستخط و مواہیر علماے مشاہیر مقام بیلی بھیت

الحمد لله الذی جعلنا من امّة حبیبه محمدٍ صاحب القرآن صلی اللہ علیہ وعلی آله وصحبه وسلم الی ما تعاقب الملوان ۔ ووفقنا لتقلید الامام الاعظم التابعی ابی حنیفة النعمان علیہ الرحمة والرضوان ۔ بعد اسکے واضح ہو کہ اس زمانے مین کسقدر ضعف اسلام ہو کہ دینداری برائے نام ہو اخلاص و اتفاق کی کہین صورت نظر نہین آتی البتہ دیکھیے اختلاف و فساد کی ترقی ہوتی جاتی ہو علم و عمل نایاب ہو جہالت کا ہر طرف فتح باب ہو طعن ولعن کا بازار گرم ہو نہ کسیکو خدا کا خوف ہو نہ رسول سے شرم حجب دور ہو کفر کا ظہور ہو زمانۂ خیر القرون ثلاثہ یعنی صحابہ و تابعین و تبع تابعین کا گذر گیا بلکہ اوسکے بعد بھی ہزار برس سے زیادہ گذر گئے اور اس درمیان مین لاکھون علمای معتبرین اور اولیای کاملین پیدا ہوئے اور سبھون نے اتفاق کیا کہ دین حق ان چارون مذاہب مین منحصر ہو چنانچہ کوئی حنفی کوئی شافعی کوئی مالکی کوئی حنبلی ہوا اسیطرح برابر سلسلہ ان چارون مذاہب کا چلا آیا اور ہر ایک نے اسی اتباع اور تقلید مین مرتبۂ قربت و ولایت کو پایا لیکن اس تیرھوین صدی مین کہ اشر القرون ہو چند سال سے فرقۂ وہابیہ نجدیہ نے ایک نیا پانچوان طریقہ نکالا ہو کہ وہ کسی مذہب کو نہین مانتے ہین بلکہ اپنے زعم فاسد مین اوسکو بدعت اور ضلالت جانتے ہین حضرات ائمۂ اربعہ اور اونکے مقلدین کو مشرک اور بدعتی ٹھہراتے ہین اور اونکے مسائل کو مخالف قرآن وحدیث کے بتاتے ہین انکے کذب و افترا سے شریعت مین فساد کے رخنے پڑ گئے اور لوگون کے دلون مین عقائد فاسدہ انکے گھر کر گئے بے شبہ زمانہ قیامت کا قریب آیا انہین کذابون اور مفتریون کے حق مین مخبر صادق نے بطور پیشین گوئی کے یَکُونُ فِی اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ کَذَّابُونَ فرمایا چنانچہ مصداق اس حال کی اور شاہد اس مقال کی ایک کتاب کذب اور بہتان کی لب لباب موسوم بظفر مبین نتیجۂ عداوت وکین تصنیف محی الدین کہ در حقیقت ممیت الدین اور مُفسد بالیقین ہو دیکھنے مین آئی جس سے مسلمانان مقلدین خصوصًا عوام حنفیہ اپنے امام اعظم سے بدظن ہونے لگے اور تقلید سے ہاتھ دھونے لگے تبرّای سلف پر لعن طعن کے آوازے آتے تھے جہلا لامذہبی کی طرف جھکے جاتے تھے شیاطین نے دین مین فساد ڈالنے کا موقع پایا لامذہبون نے مقلدون کو بہکایا کیا خوب مضمون برجستہ حسب حال انکے زبان قلم پر آیا

سب غیر مقلدین بلاشک گمراہ ۔ ہین ۔ کہتے ہین ائمہ کو برا شام و پگاہ

فی الواقع این کتاب فتح المبین در رد مغالطات محی الدین مؤلف ظفر مبین عدیم البدل ست بلکه حجت مقلدین اہل سنت و دستور العمل ست که از سطر القرآن در دام مکائد فرقۂ ظواہریہ نیایند و بر جادۂ تقلید خود پا بر جا مانند مصنف عالی مقام درین کتاب ہدایت انتساب کار ہی کرده که در دفع ہر اعتراض دلائل قاطعه و براہین ساطعه از قرآن و حدیث آورده که تا خصم تمام نہاد و فاضل بالحدیث را از تسلیم آن چاره نباشد و شیرازۂ دفتر شبہاتش درہم پاشد واللّٰہ اعلم بالصواب والیه المرجع والمآب۔ کتبه ابو الحبش محمد مہدی عفا عنه اللّٰہ الہادی ابن مولانا المولوی المفتی محمد یوسف الفرنگی محلی۔

لا اله الا ہو العلی الرب الحکیم

نحمده ونشکره علی ما اصطفی مولانا و مقتدانا انبینا المعطی بالہدی و دین الحق لیظہره علی الدین کله بالفتح المبین علی المعتدین غیر المقلدین لمن ہو رسول من اللّٰہ یتلو صحفا مطہرة فیہا کتب قیمة فی الطریقة الانیقة الحنیفة الحنیفیة القویمة والدین الثابت الی یوم الدین۔ یریدون ان یطفئوا نور اللّٰہ بافواہہم ویابی اللّٰہ الا ان یتم نوره ولو کره الکافرون۔ ان الدین عند اللّٰہ الاسلام ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وہو فی الآخرة خاسرون۔ ونصلی ونسلم علیه وعلی المحبوبین المنسوبین الیه من آله البررة الفقہاء العرفاء۔ وصحبه الخیرة الخلفاء الحنفاء وسائر الاخیار التابعین لہم باحسان۔ سیما الائمة الاربعة الذین ہم للدین المتین اربعة ارکان۔ خصوصاً علی امامنا ابی حنیفة شریفة والحنفاء الخلفاء الاعلام۔ منہاج الملة سراج الامة اعلم ائمة الانام اما بعد شفیق صدیق مظہر خلوص عمیق جوہر آئینۂ علوم گوہر خزینۂ فہوم فضائل و شمائل نشان مولوی محمد شمس الدین سنی المذہب حنفی المشرب مراد آبادی المقام لا زال کاسمه بعلمه شمس استفاد را ملیا علی الخصام نے اندنوں بطریقۂ تمام کتاب نایاب مطبوع ارباب الباب مسمی بالفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین تالیف فرمائی۔ اور مقامات چیده و سے ساعات عدیده میں اس خاکسار خادم صغار و کبار کے مطالعہ میں در آئی۔ بملاحظہ تقریرات سنجیده و جوابات پسندیده کاسرة الاسنان کے ہفوات مطاعن پر ضغائن غیر مقلدین مجتہدین سے بنسبت ائمہ دین خصوص حضرات با برکات حنفیہ عالیشان کثرہم اللّٰہ الرحمن معاشرہم کو کل مکان و زمان کے ساتھ اسانید صحیحہ و عبارات فصیحہ کے منزاد ازتحسین و ثناخوانی معانی و مبانی و بانی کی با ئی سلمه اللّٰہ تعالی وابقاه والی مدارج الکمال رقاه ولم یجعل له فی الکونین خیرا وجزاه فی الدارین خیرا آمین آمین رب العالمین

حرره الفقیر الحقیر المعترف بالجرم والتقصیر حامل نعال العلماء العظام النعمانیة وتشبث بذیال الاولیاء والاصفیاء الجیلانیه ابو المکرم محمد اکرم الانصاری النظامی محمدا واللکنوی الفرنگی محلی مولداً و آبا وزاد الرب الاکرم عما اجرم

حررہ خادم شریعت رسول اللہ خلیفہ حمید اللہ قاضی لاہور عفی عنہ

حامداً و مصلیاً و مسلماً - امابعد فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین یوم الاحد ۲ ربیع الاول کو میرے پاس پونچی اور دوسرے روز بباعث عجلت وقت کے واپس دی گئی اگرچہ پوری پوری واقفیت اس کتاب کی حاصل نہیں ہوئی لیکن بعض بعض مقامات اس کتاب کے مطالعے مین آئے چونکہ مشتے نمونہ خروار ہوتا ہے اسلیے میری رائے ناقص مین یہ کتاب بہت فائدہ مند اور ظاہریہ کے لیے جواب کافی ہے - حررہ الفقیر البگوی غلام محمد امام مسجد بادشاہی لاہور



حامداً و مصلیاً - امابعد فقد رأیت ھذا الکتاب من اولہ الی اٰخرہ فوجدتہ مطابقاً بالقرآن والحدیث والاجماع والقیاس - سعی المصنف فیہ سعیاً کثیراً و ادی حق التنقید تحدیثاً و تفسیراً جزاہ اللہ عنا و عن سائر المسلمین خیر الجزاء - فقیر محمد الحنفی الجہلمی ثم اللاہوری



باسمہ سبحانہ نظرت فی ھذا الکتاب المستطاب فوجدتہ مطابقاً لاھل السنۃ و الجماعۃ جعل اللہ سعی المصنف عندہ ماجوراً و عند الناس مشکوراً - العبد الاثیم فقیر برھان الدین ولد مولوی عبد الرحیم -



حامداً و مصلیاً و مسلماً - کتاب لاجواب کاسر رؤس ملفقین مسمی بفتح المبین جو ماشاء اللہ چشم بد دور اسم بامسمی ہے مجموعہ مفتریات اعداے دین ہدامہ اللہ القوی المتین جسکا نام برا نام ظفر المبین ہے میری نظر سے گذری اور مین نے اسکو بنظر اجمالی ملاحظہ کیا فی الواقع یہ کتاب لامذہبون کے فرقہ طاغیہ باغیہ گندم نما جو فروش کی قلعی کھولتی ہے اور حق نمائی مین آئینہ سکندری کا حکم رکھتی ہے اعداے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے قلع و قمع مین سیف صارم کا کام دیتی ہے خدا اللہ تعالے عز اسمہ حضرت مصنف علام کو جزاے خیر عطا فرماوے کہ اتباع شیخ نجدی کا سر خوب ہی توڑا - اشیاع عدو مبین ائمہ مجتہدین کا کیا ہی جانڈا پھوڑا - واہ واہ سبحان اللہ کیا کتاب ہے - اب مقلدین حقانیین خم ٹھوک کر ڈنکا بجاتے ہوئے دل کھول کر بے دھڑک یہ کہین جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا - اور بیچارے لامذہب غریق دریاے خجالت اپنے کیے سے منفعل ہو کر کہین یالیتنی کنت تراباً - اگر اب بھی لامذہب باطل پرست اپنی ہٹ دھرمی اور زبان بندی سے جو اس شدید تنبیہ کا

اور کسطرح تقلید کو توڑین سر عجز اوٹھائین - کل وسکے احسانمند و ممنون ہین - اور سکے سامنے عاجز و نگون ہین جسنے ذرا بھی سرکشی سے سر اوٹھایا - ذلیل ہوا اور پچتایا - چنانچہ سابق مین سرکشان خود بین و بدگمان اسلاف متین نے ظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین تصنیف کرکے اپنی لیاقت غیر متبحرہ کو ظاہر کیا - بزعم خود مجتہدان عالیشان پر غلطیون کا الزام دیا - جہال ناقص الیقین کو سبز باغ دکھلایا حضرات اکابر کو اپنی بدتہذیبی کا نشانہ تیر ملامت بنایا - من علی صالحہا پر طعن و لعان کیا - تیرہوین صدی مین لعن آخر ھذہ الامۃ اولھا کے مضمون کو بیان کیا - چاند پر خاک ڈالی اپنے منہ پر آئی کیا فائدہ ہوا بقول شخصے لکل فرعون موسیٰ ولکل دجال عیسیٰ - بعونہ تعالیٰ عز شانہ فاضل جلیل عالم نبیل صاحب طبع وقاد و ذوالایادی مولوی محمد منصور علی خان صاحب مرادآبادی نے کس متانت و دیانت سے جواب دیا ہے - اور کیسے عمدہ طرز سے مہذبانہ دلائل پیش کرکے خصم کو قائل کیا ہے - ماشاء اللہ کیسی کتاب مستطاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین تالیف فرمائی کہ جسکے دیکھنے سے سرکشان وہابیون نے گردن جھکائی - حق تو یہ ہے کہ فاتوا بسورۃ من مثلہ کی تفسیر ہے - کہ ہر دلیل اوسکی برہنہ شمشیر ہے - ہر سطر اوسکی خصم کے واسطے تیر جگر دوز ہے - اور ہر لفظ اوسکا منکرین کیلیے شعلۂ جان سوز ہے - کتاب کیا ہے دستور العمل اہل سنت ہے کہ ہر ہر نقطہ اوسکا تیرہ دلون کے واسطے چراغ ہدایت ہے



حق تعالیٰ اس کتاب سے مقلدین کے دلون کو پر نور کرے اور غیر مقلدون کے تعصب و نفسانیت کو دور کرے - آمین ثم آمین ثم آمین - حررہ خادم الطلبہ ابو الغنا محمد عبد المجید غفر اللہ الوحید ابن مولانا المولوی الحافظ ابی الحیا محمد عبد الحلیم علیہ رحمۃ اللہ الرحیم الفرنگی محلی

هو الحكيم الحليم

حامدًا لله المجيد الحميد - ومصليا ومسلما على رسوله الوحيد - وآله الكرماء - واصحابه الرحماء ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين - من الائمة والمجتهدين - سيما امامنا الاعظم - ومقتدانا المكرم - قطب دائرة الشريعة والاحكام - ناظم نظام الملة والاسلام - سيدنا ابی حنیفة علیہ رحمة واتباعه المتقين - جزاهم الله عنى وعن سائر المسلمين - خير الجزاء - الى يوم البقاء - اما بعد یہ عجالہ نافعہ رد غیر مقلدین مین ایک نسخہ نادر مشہور ہے - ہر جملہ اسکا حیلہ مخالفین پر منصور ہے - کیونکر نہو کہ فاضل نحریر عالم عدیم النظیر مشہور بین الاماثل والاقران مولوی محمد منصور علی خان صاحب کی عمدہ تالیف ہے بر گزیدہ تصنیف ہے جسقدر بتعمق نظر فقیر سراپا تقصیر کے دیکھنے مین آئی - فوائد سے مملو اور زوائد سے خالی پائی مضامین اسکے نہایت نفیس - عبارت اسکی برجستہ سلیس - ہر سطر گویا شعلہ ہدایت ہے - ہر برہان قاطع ضلالت ہے - خداوند کریم اپنے فضل عمیم سے اسکو مقبول فرماوے - اور بحرمت آنحضرت علیہ الصلوۃ

ع تو برای وصل کردن آمدی ٭ نی برای فصل کردن آمدی ٭ نعوذ باللہ من ذلک
تالیف این کتاب بلائیست و مطالعهٔ آن ابتلائیست پروردگار عالم مومنین را ازان دور تر دارد
و از فضل خود ایشان را مؤدب سازد ع از خدا خواهیم توفیق ادب ٭ بے ادب محروم شد
از فضل رب ٭ بے ادب خود را نه تنها داشت بد ٭ بلکه آتش در همه آفاق زد ٭ و هرچند این فقیر
ازین وادی درگذشته است که میان غوغاے طلبه در آید و میدان لا و نعم و جنگ و جدال با منکرین
پردازد دوستان تکلیف این معنی بسیار میدهند لکن مرکب من چنان بالا رفته است که آوازهای
اشرار نیز در انجا سمع ما را متحیر نشد لکن نسخهٔ این کتاب را پیش من دفعهٔ آورده خواندن گرفت پس
در دل من چنان ریختند که نزد من و نزد احباب ما بفضله تعالی اکثر کتب حدیث موجود است جوابی
کافی تحریر کنم و مؤلف این کتاب را احادیث تمسک حنفیان که هنوز آنرا نشنیده تبلیغ کنم که مسائل
حنفیان نه آنچنانست که کدامی مسئله را حدیثی نباشد بلکه بر هر مسئله حنفیان و دیگر ائمه حدیثی ست
ثابت و آیتی ست محکم کسی آنرا مے فهمد و کسی بے ادب آنرا گوش نمے آرد و بهمدرین تردد و جمع
کتب و استنباط بودم که ناگاه رسالهٔ جواب و رد این کتاب مسمی بفتح المبین نزد من رسید اکثر جاهای
آنرا دیدم جوابی شافی و وافی یافتم پروردگار در اعانت مؤلفش بموجب واللّٰه فی عون العبد
ما کان فی عون اخیه باشد - بر تمام اهل اسلام عموماً و بر حنفیان خصوصاً اداے شکر مؤلف
ضرور است که جوابی خوب نوشته اند هرچند آنچه من مے نوشتمے بطرز دگر میشدے لکن این کتاب هم
قابل استناد و لائق اعتماد است اهل سنت را باید که برین کتاب عمل نمایند و از مطالعهٔ ظفر المبین
احتراز فرمایند فقط کتبه العبد المسکین خادم الحدیث و الرجال ۔
محمد علی اکرم تغمده الله و اساتذه و والدیه برحمته و مغفرته



الحمد لله الذی کفی وسعده، والصلوة والسلام علی نبیه الامی الذی لا نبی بعده
وعلی آله الطیبین، واصحابه الطاهرین، وعلی الائمة الاربعة المجتهدین المقلَّدین
کلهم اجمعین اما بعد فقد اطلعت ما حرره من المضامین، فی هذا الکتاب الفتح المبین
فی کشف مکائد غیر المقلدین، فی جواب الظفر المبین، فی رد مغالطات المقلدین،
فوجدته احسن التصنیفات للمصنفین، واجل التالیفات للمؤلفین، وحسبته
حاویا علی تحقیقات المذاهب، وجامعا علی تدقیقات المآرب، ورأیته موافقا
لما هو فی الشریعة لاهل السنة والجماعة منصوصا علیه، فینبغی لنا الرجوع عنده

تحقیق بستہ کہ خصم بیچارہ اگر مضطر یا نہ زبان بہ تحسین نکشاید چہ کند و براہین عقلیہ و نصوص قطعیہ چنان بکرسی قبول نشستہ کہ طاعن شرمسار آزادی خریدار اگر بجادۂ تسلیم و تقلید قدم نہ نہد بیچارہ و سرچشمہ سعادت طلبان موافق را از ضغطۂ تردد و رستگاری رسید و بحقائق دقائق کامگاری بکر محرومان مخالف را نیز بتفضیح و تذلیل سد باب گستاخی و شوخ چشمی شدہ بوجہ تقلیل جنایت و امتناع منکر تخفیف عقوبت و توفیق ندامت متوقع ست پس شکر گفتنش بر مخالف و موافق واجب و مَن لم یشکر الناس لم یشکر اللہ از آنجا کہ از کلمۂ حق خموشیدن خصوصاً بوقت حاجت و استشہاد بحکم ولا تکتموا الشہادۃ و من یکتمہا فقد آثم قلبہ امریست ممنوع میگوید سراپا معائب فتح محمد تائب کہ مضامین متفرقہ و مجتمعۂ فتح المبین بچشم انصاف دیدم و بمیزان شعور و تحقیق سنجیدم دعاویش صحیح براہینش قوی جوابش مسلم سعیش مشکور عملش مقبول یافتم واللہ اعلم



وعلمہ اتم۔ العبد المذنب فتح محمد تائب عفی عنہ

هو العلیم الحکیم

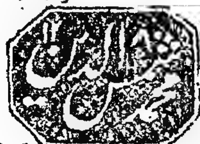
الحق کہ این نسخہ نسخہ ایست پر تاثیر آب و در دفع مواد فاسدۂ مس قلب منکران تقلید بمنزلۂ اکسیر مصنفش علامہ انتصار الحق کہ خودش نیز اسم بامسمی منصور ست بر دہفوات و خرافات ہیچ و باد در ہوائے مؤلف ظفر مبین علم خامۂ انصاف در مصاف مخالفین سراپا اعتساف برافراشتہ و در دیدۂ حسد لا مذہبان کور باطن خاک مذلت انباشتہ جزاہ اللہ تعالی احسن الجزاء فی الدنیا والاخری و شکر سعیہ الذی بذلہ لاحقاق الحق واھتداء الوری۔



نمقہ الفقیر الشہیر بحافظ فتح محمد فاروقی الحقیر۔ +

حامداً و مصلیاً

بعد تحمید علام الغیوب و پس توحید ستار العیوب نعت سید الابرار و آلہ الاطہار و اصحابہ الاخیار کے اس احقر العباد و اصغر الافراد نے کتاب فتح المبین جواب باصواب ظفر المبین کے اکثر مقامات کو جو غور سے دیکھا تو جوابات مجیب مصیب کو مزیل اعتراضات و دافع مغالطات مؤلف ظفر مبین کے پایا اللہ تعالی جزائے خیر مجیب لبیب کو عطا فرماوے اور ناظرین کو راہ راست تقلید سلف صالحین کی دکھاوے۔ حررہ خادم الشرع المتین محمد شمس الدین عفی عنہ



هو عالم الغیب

اسمین کچھ شک نہین کہ مؤلف ظفر مبین نے محض نفسانیت اور تعصب سے فقہائے مجتہدین خصوصا

الله تعالى من يتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيرا اه
فكما يجب علينا الايمان والتصديق بكل ما جاءت به الرسل وان لم نفهم حكمته
فكذلك يجب علينا الايمان والتصديق بكلام الائمة الاربعة وان لم نفهم علته، فان قلت
هذا شرك قلت لا، لانهم كانوا من اولى الامر واهل الذكر المعروفين المقبولين وقد
اوجب الله تعالى علينا اتباعهم بقوله اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم
فان الله تعالى قد عطف اولى الامر منكم على الرسول والمعطوف والمعطوف عليه في
الحكم مساويان، فاين الشرك في هذا الكلام سقيم، ان هذا الا بفهمك السقيم،
وامرنا ان نسأل عنهم عما لا نعلم بقوله فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون، و
هدانا ان نرد المسائل اليهم ونثق باستنباطهم بقوله وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ
مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ، واخبرنا بان الائمة ما يهدوننا بقوله وجعلنا منهم
ائمة يهدون بامرنا، فكيف لا يجب اتباعهم علينا، وكما لا يجوز لنا الطعن فيما جاء
به الانبياء مع اختلاف شرائعهم، فكذلك لا يجوز الطعن فيما استنبطه الائمة المجتهدون
بطريق الاجتهاد والاستحسان مع اختلاف استنباطاتهم لانهم ما استدلوا و
ما استنبطوا الا بالحديث ومن الحديث وبالقرآن ومن القرآن، واما ان لم يجدوا
فيهما وفي قضية الصحابة رضي عنهم الرب المستعان، حكما من الاحكام او ركنا
من الاركان، فقاسوا ما قاسوا باتحاد العلة والبرهان، فصار هذا القياس صالحا
رابعا لنا بنص الحديث والقرآن، اما القرآن - فاعتبروا يا اولى الابصار - وغير ذلك
من الآيات التي الفتها في كتابي تذكرة المذاهب لمطالعة الاخوان، واما الحديث
فعن ابن عباس قال اتى رجل النبي صلى الله عليه وسلم فقال ان اختي نذرت
ان تحج وانها ماتت فقال النبي صلعم لو كان عليها دين اكنت قاضيه قال نعم
قال فاقض دين الله وهو احق بالقضاء، اخرجه البخاري، وعن ابن مسعود
ما راه المؤمنون حسنا فهو عند الله حسن وغير ذلك من الاحاديث التي جمعتها
في التذكرة فارجعوا اليها ان شئتم يا ايها الخلان، فهذه الائمة الاربعة هم
العلماء الذين قيل في شانهم علماء امتي كانبياء بني اسرائيل، فاولئك هم
الامناء للشارع على شريعته من بعده فلا اعتراض عليهم فيما بينوه للخلق واستنبطوه



یارب العالمین - حررہ العبد الفقیر محمد بخش عفا اللہ القدیر -

تقاریر مثبتہ دستخط و مواہیر علمائے نحریر و فضلائے مشاہیر شہر کانپور

هو الفتاح العلیم

الحمد للہ وحدہ الذی صدق وعدہ و نصر عبدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد اس کتاب لاجواب مسمیٰ بالفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین کو خاکسار نے دیکھا مؤلف علام نے اسکو نہایت تحقیق و صحت سے لکھا شاہد مقصود کو لآلی متلالی نصوص آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے مزین فرمایا مضمون صدق مشحون جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا کا جلوہ دکھایا + دفع جدال و الزام الد الخصام بوجہ احسن کیا - جواب باصواب دندان شکن دیا - دلائل عقلیہ و نقلیہ سے اسکو آئینہ حق نما بنایا - صیقل براہین قطعیہ سے زنگ تعصب کو مٹایا + فی الواقع یہ قول منصور ہے + آمین کلام حق مسطور ہے - حق سبحانہ و تعالی اسکے مؤلف علام فطین فہام عالم عامل فاضل کامل مناظر بے نظیر متکلم نحریر والا مناقب مولوی محمد منصور علی خان صاحب مرادآبادی سلمہ اللہ الهادی کو جزائے خیر عطا فرمادے اور آفات دارین سے بچاوے جعلہ اللہ تعالی کاسمہ منصورا وکان سعیہ مشکورا



کتبہ العبد الراجی مغفرۃ اللہ القوی محمد عبد الغفار اللکنوی ثم الکانفوری

هو الملهم بالصواب

حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب فتح المبین کے شائع ہونے سے ظفر مبین پایۂ اعتبار سے ساقط ہوگئی اور اوسکے مؤلف محی الدین کی ساری وقعت جاتی رہی تمام لاہور اور بلاد ہندوستان مین فتح المبین کا ڈنکا بجا لامذہبون کی شکست فاش کا گھر گھر چرچا ہوا کہ اب مقلدین نے کتاب فتح المبین کا ایسا ہتھیار پایا ہے کہ جسکے مقابلہ مین غیر مقلدون سے کچھ نہ بن آئیگا اور جو کسی نے ذرا بھی چون و چرا کی تو مقلدون سے قائل معقول ہوکر مُنہ کی کھائیگا - حق تعالی اس کتاب کے مصنف علامہ اور اسکے دیکھنے والون کو منکرین تقلید اور طاعنین فقہ پر ہمیشہ مظفر و منصور رکھے اور ان لامذہبون کے زور و فریب سے ہر وقت ہم کو دور رکھے - آمین یارب العالمین - حررہ العبد المذنب محمد لطف اللہ [illegible] عفا عنہ الغفور - [illegible]



وقتاله كفر اخرجه الخمسة كذا في التيسير، وقد قال الله تعالى والذين يؤذون
المؤمنين والمؤمنات بغير ما اكتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثما مبينا، وكذلك
من ضار الامام فهو ملعون لانه ضار مؤمنا وكل من ضار مؤمنا فهو ملعون فمن
ضار الامام فلا شك انه ملعون، كيف لا وقد قال رسول الله صلعم ملعون من
ضار مؤمنا او مكر به اخرجه الترمذي كذا في التيسير، وقد قال الله تعالى إِنَّ الَّذِينَ
يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وكذلك
من لم يوقر الامام فهو خارج من اهل الاسلام، لانه لم يوقر كبيرنا الامام الهمام وكل من لم يوقر
كبيرنا فهو ليس من اهل الاسلام فمن لم يوقر الامام فهو ليس من اهل الاسلام، كيف لا وقد قال النبي
صلعم ليس منا من لم يرحم صغيرنا ولم يوقر كبيرنا اخرجه الترمذي، فلذلك وقر الامام الشافعي
عند زيارة قبره في البغداد، فارضاهما الله تعالى عن العالمين وهكذا كلها في كتابي التذكرة، فما يقال
لهري چند بن ديوان چند المؤلف لظفر المبين في رد مغالطات المقلدين، الذي
اسلم خدعا للمسلمين، كما اسلم عبد الله بن سبا خدعا للمؤمنين، فاستفت عن
نفسك، ولا تستفت عن غيرك، فهو كذا بزلك، الم تركيف هذي بشناعة الامام
فيه فقال تارة ان الامام ما تلقى من احاديث الرسول الا سبعة عشر حديثا، وشنع
عليه تشنيعا فاحشا، تقليدا للمتاخرين المتعصبين المعاندين، فيا عجبا مع ذلك
ينكر التقليد لامام المجتهدين، وقال تارة ان الامام قد خالف الحديث والقرآن
في مسائل فلان وفلان وعدها بالبيان، واحتج عليه بالاحاديث التي وقفت
لما نقوها نفسه من الصحاح، واعرض عما استدل بها الامام المصاحب للفلاح
تنفيرا للمقلدين الصالحين، عن عمل الفقه للائمة المجتهدين المقبولين، وقال
تارة ان الامام قد خالف في هذه المسألة الفلانية حديث الصحيحين، ليعلم
الحمقاء والسفهاء ان الصحيحين قد كانا قبل الامام ارضاه الله تعالى عن جميع المؤمنين
المقلدين. فلعله لا يعلم هو نفسه ولا مقلده بفتح اللام ان صاحبي الصحاح نسبتهما
الى الامام كطالب العلم، لا بل كآحاد الرعية من السلطان الاعظم، كيف لا و
قد قال الامام سفيان الثوري رح انا بمقابلة ابي حنيفة كالعصفور عند الباز،
وايضا قال مخاطبا لابي حنيفة رح انت سيد العلماء، والا تعلم ان المسلم الشافعي

نظر عاقل مین مؤلف ظفر مبین جو صاحب شتم و سباب ہی جسکے نزدیک ایمہ ہدی کو برا کہنا ثواب ہی قابل
عتاب ابد مستحق عقاب ہی کیونکر فتح المبین کی تعریف نہ کی جاوے مؤلف اسکا عمدۃ الاماثل مسعود علیہ
بالاماثل برگزیدۂ اقران فخر زمان فاضل اجل عالم اکمل مقبول بارگاہ لم یزلی مولوی محمد منصور علی
سلمہ ربہ العلی ہی خداوند کریم حضرت مؤلف کو جزاے خیر عطا فرماوے اسکے



مقابل کو عناد اور تعصب سے بچائے آمین ثم آمین حررہ الٰہی بخش مدرس مدرسۂ فیض عام کانپور

هو الملهم للصواب

مین نے اس کتاب کو جا بجا دیکھا جواب شافی تو ہر جگہ پایا مگر بعض جگہ تو نہایت ہی عمدہ دندان شکن
جواب دیا ہی اسمین عمدگی نفس جواب کے علاوہ یہ امر بھی لائق تحسین ہی کہ ایسے غیر مہذب فرقے کے مقابلے
مین مصنف علام نے تہذیب و متانت کو نہایت دخل دیا ہی جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزا



کتبہ العبد الفقیر الی اللہ الغنی محمد علی اصلح اللہ حالہ الخفی والجلی - فقط -

تقاریظ بلاغت مضمون و تقاریر فصاحت مشحون علماے بریلی و بدایون

هو حافظ دین الاسلام

بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو کہ شریعت حقۂ اسلامیہ مین اختلاف ایمہ صحابہ و علما کا موجب رحمت
حق سبحانہ کا ٹھیرا دیا گیا ہی اور احادیث کا اختلاف بھی بیان حلت و حرمت وغیرہ مین بخوبی ہویدا
ہی پس منجملہ ایمہ اربعہ مجتہدین اہل سنت کے جس مجتہد کی تقلید درصورت عدم طاقت اجتہاد کے
کیجاویگی موجب نجات ہی اور اپنے نفس کی لذت کے واسطے حلال و حرام کو بدل دینا اور برا ے
نام کبھی حنفی اور کبھی شافعی بنجانا محض خرافات اور طعن کرنا خاص کر حضرت امام صاحب پر سراسر
گمراہی ہی کہ اجتہاد اور تقوی اور ورع اور تبحر آپکا مسلم جمہور ایمہ دین ہی اوسکا انکار کرنا وسوسۂ شیاطین
پس اس زمانے مین گمراہون نے باتباع روافض کے جو رسائل طعن مسائل حنفیہ مین لکھے ہین
وہ سب مطاعن یک قلم باطل ہین کہ احادیث و اقوال صحابۂ کرام سے وہ سب مسائل ثابت
ہین چنانچہ اہل سنت نے اپنے رسائل مین اسکی تحقیق کر دی ہی خاصکر یہ رسالہ کہ جسکا نام نامی
فتح المبین ہی جا بجا میرے دیکھنے مین جو آیا تو مین نے اسکو تحقیق حق کے ساتھ بخوبی موصوف
پایا - حق سبحانہ و تعالیٰ مصنف کو جزاے خیر عطا فرماوے اور گمراہون



کو راہ ہدایت پر لاوے - کتبہ محمد عبد القادر بدایونی - عفی عنہ -

مع قوة عدالتهم وايمانهم وفضلهم وعلمهم وورعهم وزهدهم وعفتهم وخوفهم من
الله تعالى ولاشك انه قد ثبت ان الامام الاعظم التابعی اقربهم سندا الی الرسول
صلعم. واقدمهم تدوينا للمذهب. واكملهم ايمانا. واجملهم اسلاما. واعلمهم
علما. وافضلهم فضلا. واورعهم ورعا. واحسنهم دينا. فانصف فی قلبك و
استفت عن نفسك. اتعرف مثله فی هذه الامور المعرفة من رواة الصحاح النازلين
عنه فی الدرجة البعيدة التی قد شهدت بكذبها الاحاديث المذكورة. فينبغی لنا
العمل بالاحاديث التی استدل بها الامام. ولو ضعفها المتأخرون تقليدا لاكثر
المعاندين لذلك الامام الهمام. او لم يرتهم التغيرات فيها لبعد الزمان وتداول
الايام. ولو لم يوجدن كلها فی الصحاح. لما قال صاحبوها تركنا الاكثر من الاحاديث
الصحاح. فتامل فی هذا الكلام فانه دق الدقائق. واحسن الحقائق. قد زلت
فيما قدام اكثر الخلائق. فلقد نبهتكم عليه يا ايها الاخوان. بنصرة الله المستعان
فان خصمتم وتدبرتم ايها الخلان. فتجدوا كلها فی كتب اهل الكشف والعرفان
والله اعلم بالصدق والصواب. واليه المرجع والمآب. هذا ما كتبه العقير الفقير
المفتقر الی ربه الكبير. خادم المقلدين محمد عبد القادر
غفر له ولوالديه رب العالمين. المدرس الاول للمدرسة
المحسنية فی بلدة الهجلی صانها عن الآفات هو العلی



باسمه سبحانه. فما كتب مولانا المنصور علی من الدليل والبرهان الجلی. كاف
لجواب غير المقلدين. الذين رأيهم غير متين. وينبغی ان يقال انه ذو الفقار علی
لقطع براهين الباطنية. ومادة لادلتهم الواهية. وجعل الله المنصور منصورا علی
المفسدين. بمقتضی اقوال القائلين. لكل من اسمه
نصيب. وهذا شیء ليس بعجيب. الراقم غلام سلمانی
العباسی عفا الله عنه وعن والديه. سوم مدرس مدرسة محسنية هوگلی



نحمده ونستعينه. اجمع سادات الفقهاء وفحول العلماء من السنة والجماعة علی صحة
التقليد ووجوبه احتياطا لسد باب الفساد فی الاركان الاسلامية. وتاليفا
لقلوب المسلمين فی الامور الشرعية. فلا شك ان القول ببطلانه قول مخرب

انکا اصحاب الرائے نام رکھا گیا ہی کشف ان وساوس و شبہات کا اگرچہ قرار واقعی اس ناچیز نے
اجوبۂ راضیہ اور مقدمۂ حواشی شرح وقایہ مین کر دیا ہی مگر اسوقت اوس سے قطع نظر کر کے صرف اسقدر
عرض پر اکتفا کرتا ہون کہ حنفیہ کی جانب ہر ہر مسائلۂ خلافیہ و غیر خلافیہ مین نصوص قرآنی و احادیث
بکمال صحت و قوت متن و سند بکثرت موجود و موافقت مذہب امام احمد ابن حنبل کی جو مبنی
بر ظواہر احادیث و آثار ہی بمذہب امام الایمہ اکثر مسائل مین اول دلیل ہی مطابقت مذہب حنفی
کی ظاہر اخبار و آثار کے ساتھ خیر اس سب سے درگذریے تو جسطرح ہم عامیان بے دست و پا کو مسائل
اجتہادیۂ غیر منصوصہ مین بدون تقلید کوئی چارہ نہین ہی اسیطرح مسائل منصوصۂ خلافیہ مین بھی
بغیر تقلید امام کوئی صورت بطور استقامت ممکن نہین ہی یہ موازنہ ہر دو کفۂ جانبین کا اور رجحان
ایک پلّے کا بنظر امعان و عمیق درجملہ نصوص متعلقۂ مسائلہ بامراعات جمیع اطراف و جوانب و مراتب
و مدارج از روے یقین و جزم و مراتب مختلفۂ ظن و اسناد و متن از روے رجال و اضطراب
و دلالت و اقتضا و صراحت و اشارت و غیر ذلک حصہ انھین ایمۂ مجتہدین بالخصوص ربعۂ متناسبہ
کا تھا جو ہمہ تن اسی نقادی اور پرکھنے مین باکمال فراغ جہد در طرق اجتہادیہ تمام عمر اپنی جان
صرف کر گئے اور وہ بھی بوجہ سہولت اسباب و قلت آرا و اختلاف و قدسیت و ملکیت نفوس
و آلات برکات و انوار قرب عہد نبوی یہ امر متعذر الحصول بارادۂ تائید و تفضیل دین محمدی او نکے
ارواح مقدسہ کو عنایت کر دیا گیا تھا ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ورنہ ذرا غور فرمایئے
کہ کتاب صحیح بخاری جو در باب صحت بعد کتاب اللہ الباری معدود ہی اوسکے رجال احادیث مین
بھی بکثرت کلام موجود اور انتقادات دارقطنی وغیرہ مشہور و مشہود ہان یہ کہیے کہ رجحان اوسمین
بجانب توثیق و تعدیل ہی مگر اختلاف مین شک نہین پھر اگر حدیث صحیح باصح الاسانید بھی ملجاوے
تو عمل اوس پر اوسوقت ممکن ہی کہ عدم منسوخیت اوسکی معلوم ہو اور کوئی معارض عقلی و نقلی
راجح یا مساوی موجود نہو ناسخ و منسوخ کے علم کی یہ کیفیت کہ جسقدر اہتمام و اعتنائے شان اس
بارے مین بلکہ عامۂ ابواب مین کلام باری کا کیا گیا ہی اور مساعی بلیغۂ جلیلہ و جہود جمیلۂ جزیلہ
اسمین صرف کیے گئے ہین اوسکا عشر عشیر بھی دوسری شے مین نظر نہین آتا اور اس نظم معجز کے
نسخ تلاوت و نسخ حکم وغیرہ کی بابت تفصیل بحث و تفتیش کی گئی ہی تاہم جو اختلافات تعداد منسوخات
و تعیین ناسخ و منسوخ مین بکثرت واقع ہوئے وہ کسیقدر مطالعۂ تفسیر اتقان سیوطی سے ظاہر ہین
پھر احادیث کا کیا حال پوچھنا ہی کہ تواریخ ارشاد کا علم تو اور چیز ہی شان ورود بھی اکثر مین نامعلوم

الى الحنفى دون غيره. منه دراله متعين. لا ينقض قوله فانه كما اجاب. وقد صاب وجاد بما اراد. فهذا انعم الكتاب. وحسن الخطاب. لطائفة اولى الالباب. نمقه محمد راشد اول مدرس مدرسه عربيه حسينيه موكلى.



عيوبات ديهات. من متوهين. لزمان قد زوروا القول تزويرا. وضلوا واضلوا كثيرا. وعتوا عتوا كبيرا. مع انهم لا يفقهون الا قليلا. وتاهبوا لهدم دعائم الدين. وشمروا لاستيصال قوائم اليقين. فويل لهم مما كتبت ايديهم وويل لهم مما يكسبون. وتشبثوا بدلائل ركيكة. وتمسكوا ببراهين ضعيفة. فمثلهم كمثل العنكبوت. وان اوهن البيوت لبيت العنكبوت. وعموا وصموا عن حجج بينة. وعمهوا وغووا عن محجة واضحة. فهم كبوا متن عمياء. وخبطوا خبط عشواء. ان اولياؤهم الا الطاغوت يخرجونهم من النور الى الظلمات. فياليت شعرى كيف تبادروا الى التشنيع والطعن على الامام الهمام المقدام. اسوة الائمة الكرام. قدوة الانام. نبراس الملة الحنفية البيضاء. ذى الاخلاق السنية والسناء. قامع البدعة. محى السنة. سراج الامة النبوية. صلى الله عليه وعلى آله واصحابه اجمعين وسلم. لله در المجيب ما اجود ما اجاب. لقد جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا. اللهم اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين. ربنا اغفر لنا ذنوبنا وكفر عنا سيآتنا وتوفنا مع الابرار بحرمة الثقلين الشريفين المعظمين بحبيبك ورسولك خاتم النبيين والمرسلين صلى الله عليه وعلى آله واصحابه وسلم اجمعين. آمين ثم آمين. نمقه اكبر على عفى عنه مدرس مدرسه عاليه كلكته



من طعن على الائمة سيما على الامام الهمام مقتدى الائمة العظام. محيى الشريعة خاتم الانبياء عليه وعليهم السلام امامنا وسيدنا ومولانا الامام ابى حنيفة رحمه الله تعالى فمثله كمثل الكلب ان تحمل عليه يلهث او تتركه يلهث. فلله در المجيب لعالم النحرير حيث افصح مبسوط الجواب غاية الافصاح. وشغل عن الحق الاجر. لا تجعلنا مع القوم الظالمين وادخلنا فى عبادك الصالحين. وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين



من اجاب فقد اصاب



ظاہری ہوگئی ہوگی جس سے مسائل امام مین کچھ اختلال نہین ہوسکتا جیسا کہ شیخ عبدالحق بھی شرح سفر السعادت مین تحریر فرماتے ہین بلکہ بعض متعصب نفس روایت امام سے اوس حدیث کو تضعیف کرتے ہین نہ بروات مابعد ونہ بروات ماقبل جیسے حدیث نہی قرارت فاتحہ خلف الامام اور فقدان ایسے معارضات کا علم بدون احاطہ وتحقق کامل جمیع احادیث مرویہ صحاح وسنن ومسانید ومستدرکات ومصنفات ومعاجم ودیگر اصناف تصانیف حدیث علی وجہ الاستیعاب مع الامعان الکامل کے نہین ہوسکتا جنمین سے آجکل کے محدثین اہل تخفیف کو اکثر کے نام بھی مسموع نہوئے ہونگے چہ جاے معاینہ صورت چہ جاے عبور ومطالعہ باقی احاطہ واستیعاب در اوسپر عبور کامل تو ادر چیزی علاوہ ازان اسباب مہیا بھی ہو تو حصر جمیع کتب اوس مقدار مہیا مین ممنوع بلکہ غیر ظاہر اور بفرض محال وہ حصر بھی مسلم تو حصر جمیع احادیث صادرہ کا اس مجموع مین کیا ثبوت کل متفرقات کے بحیث لا یشذ عنہ شئ مکتوب مدون ہونے پر کیا دلیل وبرہان قائم ہی محتمل ہی کہ مثلا امام کو وہ حدیث پونہچی ہو جو انمین غیر مدون ہی پھر ہماری عقل بلا وجہ ثبوت جانبین فیصلہ مقدمہ کردینے پر کسطرح قادر ہوسکتی ہی یا کسی جانب کو ترجیح دیسکتی ہی اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ ہی کہ یہ مضمون خبر کسی حدیث مشہور الفحوی یا اقوال وتعامل وعملدرآمد صحابہ یا مذہب راوی کے صراحۃً مخالف ہو یا بروایت واحد فیما یعم بہ البلوی یا متعلق اجرای احکام وحدود و یا عدم علم خلفای راشد ہو یا باوجود اہم فرائض عامہ واحکام ضروریہ کے غیر مشہور ومستفیض فیما بین الصحابہ ہو اور سوا اسکے اور بہت وجوہ ہین اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ ہی کہ اجماع یا مقتضای اجماع کے خلاف ہو اور ایک قسم یہ ہی کہ باوجود روایت غیر فقیہ کے جمیع اقیسہ ظاہرہ شرعیہ کے منافی ہو پھر ان سب معارضات اور ہر معارضے کے جمیع انحا واصناف کا احاطہ تام کرنا ہم بانصاف آپ ہی سے پوچھتے ہین کہ اسوقت یا اس سے کچھ قبل کسی سے ہوسکتا ہی پھر یہ سب اس تقدیر پر ہی کہ وہ حدیث قطعی الدلالۃ علی معناہ غیر محتمل تاویل وتخصیص ہو اور غالبًا اگر احادیث معارضہ ومخالفہ حنفیہ کہین نکل بھی آئین تو تاویلات کثیرہ وستائی جمہ کے محتمل اور تخصیصات بسیار واحتمالات بشمار اونمین راہ پائے ہوے کہ اگر مضامین مختلفہ غیر ظاہرہ ہی بوجہ کسی حدیث ضعیف منجبر الکسر متعددۃ الطرق قابل احتجاج کی وجہ سے اخذ کرکے معمول بہ ہون تو اسکا نام مخالفت کوئی رکھ سکتا ہی بلکہ اگر بنظر اثر ضعیف غیر شدید الضعف ولا کثیرۃ الطرق باوجود قطعی الدلالۃ ہونے کے بنظر تطبیق بین الحدیثین معنی محتمل غیر ظاہر حدیث قوی کے لیے جائین تو اسکا نام بھی مخالفت حدیث نہین ہی ہان اگر ہو تو مخالفت ظاہر پھر یہ شن ضرورت کہ سکتے ہو یہ کل مضمون مجالۂ وقت بالبداہت بر بنای لزوم عقلی ونقلی تقلید ہر کیفیکہ باشد متعلق بجملہ مسائل قیاسیہ

سے مظفر و منصور ہوا اور شک شبہہ و اعتراض
سے دور ہو جزی اللہ سبحانہ عنا المولف الفاضل
خیر الجزاء ۔ مرقوم ۱۶ ربیع الثانی سنہ ۱۳ ہجری
حررہ الراجی الی رحمۃ ربہ المنان طرازش خان





محمود بن قاضی الملک
عبد الدولہ کان اللہ لہما

الجواب صحیح والمجیب مصیب
احمد بن قاضی الملک

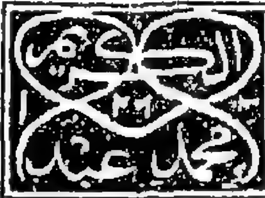




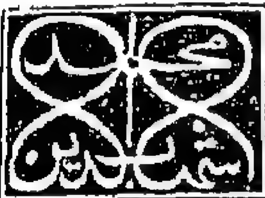
سبحان اللہ اس کتاب کے دیکھنے سے
جلا ہے چشم کو تصفیہ قلب حاصل ہوتا ہے



واقعی یہ جواب لاجواب
باصواب ہے۔ محمد عبد الکریم
عفی عنہ وعن اسلافہ



قد اصاب من
اجاب۔ محمد
شہاب الدین عفی عنہ



ابو المحامد سلطان محمود
المحتفی بن لا غلام قادر
الفاروقی عفی عنہما و
عن اسلافہما۔



صح الجواب
سید علی رضا المجیب
کان اللہ لہ۔

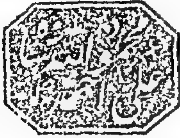


یہ کتاب موافق مذہب اہل سنت وجماعت کے صحیح ہے۔ علی موسی رضا عفی عنہ۔

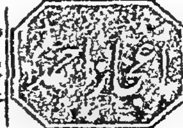
تاریخ تصنیف کتاب از تازہ اختراعات ناظم نکتہ دان شاعر فصیح اللسان کاشف مکائد لامذہبان دافع مطاعن بابیان جناب حافظ فتح محمد صاحب فاروقی حنفی دہلوی متخلص بہ مقلد

دیکھو نکو دو جہاں میں ہیں ذلیل اور خوار لا مذہب	برا کہتے اماموں کو ہیں یہ بدکار لا مذہب	نکالا ہے نیا اک ڈھنگ ان لا مذہبی مذہب
ہیں چار سو بدنام سے بیزار لا مذہب	خصوصاً ہیں امام اعظم کے مذہب سے	مگر سب شیخ نجدی کے ہیں پیرو کار لا مذہب
مذمت کرتے ہیں ہر دم یہ تقلید ائمہ کی	مقلد کے ہیں لیے وہ آزاد لا مذہب	مری ان باتوں کو نہیں کرتے ہیں لیکن
گنہ ہوتا ہے جس سے ہیں سر بسر بار لا مذہب	فقیہوں کی ہجو کر کے بہکاتے ہیں لوگوں کو	بلا شک ہیں شیاطین کے رفیق و یار لا مذہب

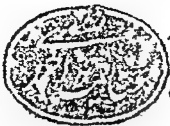
الجشتی النظامی المذاقی کان لہ الهادی الباقی العزیز الحکیم بن سیدی لولدی مولائی الماجد - ذی العز والجاہ الحافظ علی سلمہ اللہ الحاج الرئیس القادری المجیدی الصدیقی المحمدی الارشدی البدایونی سلمہ اللہ تعالیٰ وابقاہ وزادنی فضلہ الجسیم - یوم الاربعاء الثامن عشر من اولی الجمادیین والمائة الثالثة بعد الالف من هجرة رسول الثقلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم احسن التسلیم ❊



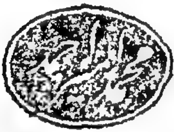
عبدہ اعجاز احمد نوشہ مذاقی شیخوپوری عفی عنہ



ھذا التحریر صحیح خادم القوم السید عنایت احمد نقوی بن السید مطیع احمد بدایونی



غضب ہی جودتِ طبعِ مصنف ❊ لکھوں کیا مدحتِ سحر البیانی ❊ جو ہوتی نیلگوں ورقوں پہ تحریر ❊ تو کہتا میں کتاب آسمانی ❊ - سبحان اللہ مضامین ہیں یا گلدستۂ ریاحین - طبع کی روانی ہے یا جادو بیانی - جو مضمون ہے یکتا ہے - جو طرز ہے وہ نرالا ہے - ہر جواب لاجواب - ہر اعتراض زبان عدو پر مقراض - تحقیق و تدقیق مصنف علام قابل داد - جسمین طعن و تشنیع کا پورا پورا انسداد - اکثی یہ اعجاز بیان اہل خرد کے واسطے بہار ہو سخن فہموں کے حق میں کھٹکتا ہوا خار ہو



حامداً ومصلیاً - فتح المبین کتاب بہت ٹھیک اور باصواب ہے - جو اسکے مطالب حقہ کو نمانے دونون جہان مین خراب ہے - یہ تحقیق و تدقیق بن پڑنا ابو حنیفۂ کوفی صوفی کی کرامت ہے - جو اسپر بھی نہ سمجھے اوسکی یہان ذرپردہ اور وہان ظاہر اشامت ہے فقط



نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم - حضرت مؤلف فتح المبین کی سعی و حمایت دین ولنصرت مذہب مقلدین کا دل وجان سے شاکر ہون - خواہ غائب ہون خواہ حاضر ہون - آن غیر مقلدون کی طرف سے خصوصاً منجانب مؤلف ظفر مبین محی الدین کہ درحقیقت ممیت الدین ہے جو زبان درازیان اور دریدہ دہنیان نسبت ائمہ مجتہدین اور علماے مقلدین کے معرض ظہور مین آئین سب کا جواب باصواب بدلائل احادیث و قرآن کے اس کتاب مین مذکور ہے اور ہر طعن کا دفعیہ نہایت تہذیب کے ساتھ بحوالۂ کتاب وسنت مسطور ہے مصنف علام نے تحریر جوابات مین منصب حفظ مراتب کا بخوبی ادا فرمایا فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ جسکے دیکھنے سے ہر ایک کی آنکھون مین ہدایت کا نور آیا آن لامذہبون کا فتنہ دجال کے فتنے سے کم نہین ہے انہین سے دشمن مقلد تو دشمن دین ہے بلکہ ایسے دشمنون کا دوست بھی مصداق عیبر المقربین ہے مسلمانون کی صورت مقلدون سے کدورت لاحول ولا قوة جو ان تقلید کو چھوڑ الا مذہب ہو گئے - ادھر کے نہ ادھر کے

مصنف اوسکا ہو اک زمرۂ ابرار لامذہب
کیا بہتان ولی اللہ پر بھی سید ابرار
کہ قبر شیخ نجدی کی ہیں مسجود زوار لامذہب
وہی یہ کام کہتے ہیں جو کچھ انکا جی چاہے
کہ اپنے گھر میں بنتے ہیں شیخ و مختار لامذہب
کبائر ہوں بنا انکی لیکن جہاں مولد
کریں خود بھی بے دینی استغفار لامذہب
بجا ہی جیسے اس فتح المبین کی فتح کا ڈنکا
جو دیکھیں سنیں یہ حیثیت کے اشعار لامذہب
متعلم ہو کے اس تاریخ سے غنداں شاں گل

خلاف نص صریح کی چربی کو کیا حلال آخر
کہ بیہودہ پن اور بے دینی ہے شعار لامذہب
کہے جو رسول اللہ پر شرک اسکو کہتے ہیں
سمجھے ہیں نقش آرہ کے فدیہ گنہگار لامذہب
گنہگار کہتے ہیں مقلد کو جو حاجات کو مسلمان
وہاں کرتے ہیں بیجا بحث و تکرار لامذہب
بحق احمد مرسل مقلد کمقلد سب بن
ہزیمت پاتے ہیں ہر دم گنہگار لامذہب
ہوئی فتح المبین سے مستقا سب کی بے دینی
ولیکن حکم کہا میں کہ دلوں میں زار لامذہب

ہوا ہے کو نجات کہاں سے میں زار لامذہب
ریاست مغز اور سنتے کے منع کرتے ہیں
پہنتے ہیں مگر خود شرک کا زنار لامذہب
کریں عورت کی علت اور ملت کی کریں
کریں ڈھونڈیں جہانگیل و نجیبا لامذہب
دعا کر اوس مقلد حق تعالیٰ سے یہی ہر دم
رہے باقی نہ کوئی نام کو زنہار لامذہب
کہا ہاتف نے جلدی آکے غنچہ صداقت
مسلمان تم کہے ہیں پڑھیں سید الرائد
مقلد ہے اور اکبر یادیں اور میر کو دبا کے

لکھی تاریخ اسکی ۔ ہیں بڑے مکار لامذہب

ایضاً نتیجہ رشحات قلم بلاغت رقم سخن سنج فائق مولوی عبد الخالق صاحب لائق

امام زمان فخر دین بو حنیفہ
کرو بے زناقص خیالات ارذل
زتحقیق و تدقیق فکر مصنف

کہ کامل بشرع آمدہ بالاصل
بنام ایزد این نسخہ تصنیف گشتہ
دقائق شدہ آسان مسائل شدہ حل
جوابات دندان شکن شدہ مدلل

شدہ معترض بروی ازراہ بہتان
پی رد لامذہبان مشتمل
بتاریخ آن در قم کلک لائق

تواریخ

طبع

از تازہ فکر علامہ افاضت مآب مولانا محمد منصور علی خان صاحب مصنف ہذا الکتاب عم فیضہم

نحمد ربنا ونصلی علی
قد طبعت نسخۃ فتح مبین
زینہ بفقہ وحدیث وآی
ایدنا اللہ علی المفسدین

سیدنا الخاتم للمرسلین
للحنفیین بدت کنصرۃ
رد علی امذہب لامذہبین
جاء کبیر المصنف تاریخہ

بحر لجہ الآن لرد الطغم
لان لہم ذلک حبل متین
قد حصل الفتح لنا بالعدل
انا فتحنا لک فتحا مبینا

از نتائج فکر علامہ وحید مولوی حافظ محمد عبد الحمید از علمای دار العلم والعمل فرنگی محل

بنام ایزد این نسخہ مطبوع شد
ز تصنیف تحریر حبر اریبا

البطبع غریب و بطبع عجیبا
باوصاف بر عالم و فن متصف

بود نام تاریخ فتح المبین
مفسر محدث فقیہ و ادیبا

عن المقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فرماتے ہیں انہ سیاتی ناس یجادلونکم بشبہات القرآن فخذوھم بالسنن فان اصحاب
السنن اعلم بکتاب اللہ رواہ الدارمی عن عمر بن الاشجع آہ عزیزاسی گمراہی کی شامت
ہی کہ وہ پیٹ بھر اسیفکر اپنی مسند پر تکیہ لگائے بیٹھا ہی جب اوسے حدیث پہونچے کہتا ہی ہم یہ حکم
قرآن مین نہین پاتے قاتلہم اللہ انی یؤفکون ٭ جان ای برادر ایسا ہی ہوتا تو عیاذاً باللہ خضرت
حق سبحانہ وتعالیٰ کا یہ ارشاد وما اتٰکم الرسول فخذوہ وما نہٰکم عنہ فانتہوا جو تمھین
رسول دے وہ لو اور جس سے منع کرے باز رہو محض لغو تھا لہذا حضور سید المرسلین صلوات اللہ
وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین نے قرآن کے مجملات کی تقریر مشکلات کی تفسیر محتملات کی تعیین مبہمات کی
تبیین مطویات کا اظہار مخفیات کا اسفار فرمایا اور وجہ شریعت غرا وبیضا سے نقاب وحجاب کو اوٹھایا
فصلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ وعلی آلہ قدر جمالہ وجلالہ وفضلہ وکمالہ ہان اب تک
تو صحابۂ کرام وفحول مجتہدین کی تسکین ہوئی کہ حضور پر نور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا نفرماتے
توان ارکین ملت واساطین شریعت کا ذہن ثاقب فکر صائب بھی دامن ادراک سے کوتاہ دست
رہجاتا اسیلیے ارشاد ہوا یعلمہم الکتٰب والحکمۃ یہ نبی اونھین کتاب وحکمت سکھاتا ہی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کتاب عزیز خود سمجھ مین آسکتی تو تعلیم کی کیا حاجت تھی مگر ابھی احادیث کی
غیر فقہا وصحابۂ کرام کے حق مین وہی کیفیت تھی جو قرآن عظیم کی صحابہ وفقہا کے سامنے لہذا سیدنا
سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اجلۂ ائمۂ محدثین وشیوخ بخاری ومسلم سے ہین ارشاد فرماتے
ہین الحدیث مضلۃ الا للفقہاء حدیث گمراہ کردینے والی ہی مگر مجتہدون کو امام عبدالرحمن
بن مہدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہین السنۃ المتقدمۃ من سنۃ اھل المدینۃ
خیر من الحدیث اہل مدینہ کی سنت سے قدیم روش حدیث سے بہتر ہی سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ فرماتے ہین العمل اثبت من الاحادیث تابعین مین کچھ لوگون کو اونکے خلاف
پر حدیثین پہونچتین تو فرماتے ما نجھل ھذا ولکن مضی العمل علی غیرہ ہمین یہ حدیثین
معلوم ہین مگر عمل تو انکے خلاف پر ہوچکا ہی محمد بن ابی بکر بن جریر سے جب اونکے بھائی کہتے
لم لم تقض بحدیث کذا تم نے فلان حدیث پر کیون نہ حکم دیا جواب دیتے لم اجد الناس
علیہ مین نے لوگون کو اسپر نہ پایا کل ذلک نقلہ الامام العلامۃ ابن الحاج فی مدخلہ
لاجرم تقلید کی ضرورت ہوئی اور اوسکے وجوب مین کسیطرح کا کلام نرہا اور کیونکر نہوگی حالانکہ

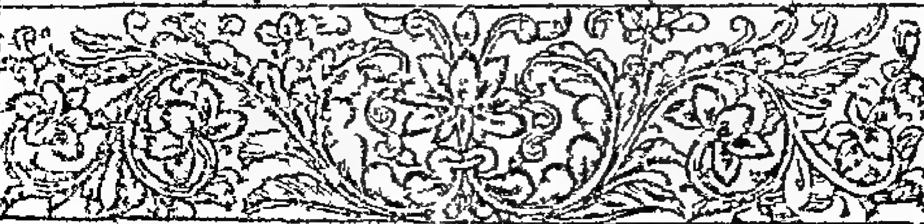
فوج عدو کو ہند سے شرتک ہٹا دیا اب بعنوان ہی الفرتے خوف کیونہیں للکار کر شکست کو انکی سنا دیا	تا اون سے جنگ جدل کی سیاں مچی اللہ نے تو فتح کا تمغا دلا دیا تنی فکر سال طبع آواز آگئی	اسمند نقش پا کے سر اک کیمیا دیا ڈنکے کی چوٹ جیسے تو اس نظم [illegible] فتح المبین سے فتح کا ڈنکا بجا دیا

ولہ تاریخ تصنیف مشتمل بر صنعت فی و بحرین و ذو قافیتین و تجنیسین

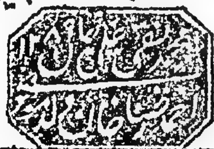
تا گل این نسخۂ نصرت شگفت زد دلم از جستن منصور باد	مے ود ز از مذہب منشور باد مصرع سالش ز دو گلگون رقم	سرزدہ چون امر حق از حرف باد نصرت حق جامۂ منشور باد



مقلدین ملت حنفیہ و تبعین سنت شریفہ پر واضح ہو کر جو مجتہد لا مذہبان پنجاب حضرت جا د [illegible] ائمہ مجتہدین مولوی غلام محی الدین نے ایک کتاب ظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین ایسے سخت الفاظ خلاف تہذیب کے ساتھ لکھی تھی کہ جس سے تمام مقلدین ہند کا سواد اعظم جوش میں آیا اور تبعین میں ہوائے نفس کی آزادی نے قدم جمایا تو تمام چارو ستے دفع فساد دین و رفع فساد منکرین عالم باعمل [illegible] بے بدل جناب مولانا محمد منصور علی خان صاحب مرادآبادی شاگرد رشید علامہ وحید جناب مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم نے اس کتاب کو تصنیف فرمایا اور بعنوان شایستہ انصاف نہ بغیر تعصب کے حدیث و قرآن کے دلائل سے ہر اعتراض کا جواب اور حنفیہ کے ہر مسئلے کا اخذ کتاب و سنت سے بتایا بعد کے اس بندۂ آثم محمد عبد [illegible] نے اس کتاب کو تا ہند سے (۴۴۴) صفحات و دو ورق تشیل کے بمطبع نجم العلوم فرنگی محل میں باجرت سنگ چھپوا کر واسطے تصدیق واعتبار کے جابجا بلاد ہندوستان و حرمین شریفین میں علمائے کے پاس بھیجا باوجود اس مستعدی و سرگرمی کے دو برس کا زمانہ صرف ہوا اور تقریظیں لکھوانے میں گذرا ایضاً [illegible] تمامی حق نہ رہی ایک مدت تک مطبع دیگر میں چھپا اب بفضلہ تعالیٰ [illegible] درکتبہ بالخیرتا اس مجموعہ کی تکمیل ہو گئی اور بنظر تقویت دین منفعت مقلدین قیمت اسکی مع محصول ڈاک [illegible] اور جو تلاش تصنیف اس کتاب کا مصنف صاحب ممدوح کے بطریق ہبہ حاصل کیا گیا ہے تمنا اعلان کیا جاتا ہے کر کوئی صاحب [illegible] کتاب کے چھپوانے کا قصد نہ فرماویں اور بار تحاب جرم حق تلفی حق کتاب کے مستحق نہ ہوں آگست (۲۷) سن ۱۸۹۰ع ماخوذ ہو کر [illegible] کے حق ہوئی اور معافی پائی جسے رسالے مطلوب ہوں مقامات مشرحۂ ذیل سے طلب کریں [illegible]



وتلقی امت بالاقتدا سے بہرہ وافی ملا وہ اونپر ایک خاص فضل الٰہی تھا یا اتنک کہ صد ہا سال سے
فرقہ ناجیہ اہل سنت انہین کے اتباع مین منحصر اور انہین کے اتباع پر مقتصر رہا کما اثر العلامۃ الطحطاوی
فی حاشیۃ الدر محروم اور سخت محروم ملوم اور پورا ملوم وہ بے برکت سب بے سعادت خودی
پسند بے قید و بند جو ان حضرات مین سے کسی پر معاذ اللہ بحکم عناد و طینت فساد ادنی تشنیع
کرکے اپنی زبان کو آلودہ ہزار خیانت کرے یہ سب ایمہ رشد و ہدی ہین اور ان سب کے پیرو
سالکان راہ خدا جزاھم اللہ عنا خیر الجزاء علماے دین تصریح فرماتے ہین کہ حضرات
ایمہ مجتہدین امدنا اللہ علی حبہم واتباعہم بالیقین تمام اولیاے باقین سے افضل و
اکمل ہین قال سیدی عبد الوہاب الشعرانی رحمہ اللہ تعالی فاعتقادنا ان اکابر
الصحابۃ والتابعین والایمۃ المجتہدین کان مقامہم اکبر من مقام باقی الاولیاء
بیقین پھر انسے عداوت ملک جبار قہار جل جلالہ سے لڑائی باندھنا ہے قال ربنا تبارک
وتعالی فیما روی عنہ نبیہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من عادی لی ولیا
اذنتہ بالحرب رواہ البخاری جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھیگا مین اوس سے
لڑائی کا اعلان کردونگا - اف رے ہمت ان لوگون کی اور بل بے جگر سے ان بہادرون
کے جو خدا سے خم ٹھونک کر لڑنے کو طیار ہین ربنا نسألک حسن الادب مع جمیع
اولیائک امین اللہ تعالی اس کتاب مستطاب فتح المبین کے مؤلف کو جزای خیر کرامت
فرمائے کہ اونھون نے دشمنان دین کی سرکوبی فرما کر قلوب مومنین کو شفا اور حسد و منکرین
کو زیادت غیظ و شقا بخشی فرحم اللہ من شفی واشتفی واغنی وکفی والسلام
علی من اتبع الہدی - قالہ بفمہ ورقمہ بقلمہ عبدہ المفتاق الیہ اکمل
علیہ عبد المصطفی احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی



اصلح اللہ احوالہ وجعل الی خیر مآلہ وبمثلہ لکل مؤمن و
مؤمنۃ امین ثم امین برحمتک یا ارحم الراحمین -

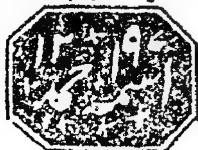
عبارات مثبتہ مواہیر و دستخط علماے دیوبند و سہارنپور و گنگوہ

باسمہ سبحانہ - بعد حمد و صلوۃ معلوم ہو کہ اس کتاب کو بندے نے اکثر مقامات
سے دیکھا حق یہ ہے کہ بعض جا پر تو بہت ہی عمدہ لکھا ہے اور بعض مقام پر بقدر ضرورت جواب دیا

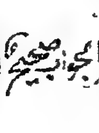
صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۸	۸	المتلاف	المتلف	۱۰۹	۱۱	وجمل	یجمل	۱۵۳	۱۵	الآثار	معانی الآثار
۸۹	۱	لمال	کمال	″	۵	شراب الطلاة	شرب الطلاء	۱۵۴	۹	ہم	+
″	۲	تقاہت	کمال					۱۵۵	۹	حدیت	حدیث
″	۱۰	مانتے تو	مانتے بنا پرکہ	۱۱۹	۱۸	″	+	″	۱۰	غلبہ	غبیہ
۹۱	۱	تنزیہہ	تنزیہ	″	۹	کاہو	کا	″	۱۸	اون	اوس
۹۲	۹	الفضیل	التفصیل	۱۲۳	۲۱	کڑاے	کڑے	″	۲۱	حدث	حدیث
″	۲۱	اکثر	واکثر	۱۲۴	-	قبلها	قبلهما	″	″	کر	ہو کر
۹۵	۱۹	قمنا	قمنا	″	″	″	″	۱۵۹	۱۶	خدر	خدر
۹۶	۴	اوس	اوس سے	۱۲۵	۹	ابتدا	اشتدّ	۱۵۸	۹	کے	+
″	۱۲	دیوسے	لیوسے	″	۱۱	تذ عوا	تدّعوا	۱۵۹	۱	ہین	آہکا
″	۱۹	سے	کے	″	۱۲	لا تذکوا	لا تذ کوا	″	۹	ہرروز	ہرروزہ
۹۷	۱	ردکرنا	ردکرے	۱۳۰	۴	لقل	النقل	۱۶۰	۷	مرحبۃ	مرجیہ
″	۵	الکال بالکال	الکالی بالکالی	۱۳۵	۲	ایسے تیں چکا	ایسا نہیں چکا	″	۱۲	وہ	اوروہ
″	۱۳	ابعبد	ادر عبد	۱۳۶	۸	ابوالزنا	ابوالزناد	۱۶۱	۱	تغریب	تقریب
۹۸	۱۱	تو	+	۱۳۷	۱۳	لا یکید	لا یکید	″	۲۰	جزا	جزء
۹۹	۵	المجنون	المجنون	۱۴۰	۱۳	مطلق	معلق	۱۶۳	۵	قتل	قتل
۱۰۱	۱۴	کہ	+	۱۴۱	۴	جو	بعنوان سینے	۱۶۴	۱۱	کر	+
۱۰۲	۹	جو	+	″	۱۵	نذالک لا	ذالک لما	″	۱۸	ایجاب کے	کے
″	″	آئی ہو	+	″	۱۶	کامن	کامنت	۱۶۵	۹	میاک	مثلک
″	۶	جو نماز ظہر میں آئی ہو	نماز ظہر کے مدرجوارت	۱۴۴	۴	مباحیب	+	۱۶۳	۱۵	الشبہات	الشبہات
				۱۴۵	۱	فاذعوا	فادّعوا	″	۱۹	اسکو	اسکو
″	۱۲	لکھنا	لکھتا	۱۴۹	۱۳	کو	کو	۱۶۴	۷	کوند	کوند
۱۰۳	۱	جو	جو کو	۱۵۰	۱۲	میں بڑی ہے	بڑا سواسطے	۱۶۵	۱	ابن	ہیا
″	۲	ہوتی	ہوئی	۱۵۱	۹	کا	کے	۱۶۳	۴	حبیت	حجت
۱۰۷	۴	او	اور	″	۲۰	پڑھی	پڑھتی	۱۶۳	۵	کھلیان	کھلیان سے
″	۱۹	معتر	عقیدہ	۱۵۲	۱۲	النخعی	النخعی	۱۸۸	۱۱	اغسلہ	فسیلہ
۱۰۹	۱۰	یدل	بدل	″	۲۰	کیا	کہا	″	۱۳	الغلام	الغلام و

حمد الذی قال من یرد اللہ خیرا یفقہہ فی الدین اما بعد فقد طالعت ہذا الکتاب المسمّی بفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین وتاملت فیہ فوجدتہ حقا صریحا وصدقا نصیحا بالاذعان والیقین قد سلک المصنف سلمہ اللہ تعالی مسلک ارباب التحقیق وابطل مکائدہم ومطاعنہم بتقریرانیق علی الاصول الرائحۃ للامام الفہام القمقام الذی ہو سراج لامۃ نبی آخر الزمان الشیخ المشہور بابی حنیفۃ نعمان۔ جزاہ اللہ عنہا وعن جمیع المسلمین۔ حررہ العبد المفتقر الی رحمۃ اللہ الغنی ابو المکارم المدعو محمد قاسم علی المرادابادی

حامدا ومصلیا ومسلما بندۂ نحیف نے کتاب فتح المبین کو چند جا سے بامعان نظر وغور کامل دیکھا تو الفاظ وعبارات بغایت درست اور جوابات اوسکے اعلی درجے کے نہایت حیثیت پائے نتیجہ تو یہ ہے کہ یہ کتاب اپنی نوع مین لاجواب ہے مسائل فقہیہ کی احادیث نبویہ علی صاحبہا الف الف صلوۃ وسلام کے ساتھ عمدہ تطبیق دی ہے اور ہر ہر مسالے کا ماخذ کتاب وسنت سے خوبی کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور بڑی خوبی اس کتاب کی یہ ہے کہ باوجود اس امر کے کہ فی زماننا ہذا مناظرات باہمی تعصب وتشدد سے کم خالی ہوتے ہین۔ فریقین کی تحریرات مین افراط وتفریط تک نوبت پہونچ جاتی ہے مگر مؤلف کتاب موصوف عالم نبیہ ومحدث فقیہ مولانا مولوی محمد منصور علی خان صاحب جعل اللہ سعیہ مشکورا ولازال ہو کما سمہ مظفرا ومنصورا کا کمال انصاف ہے اور غایت تہذیب کہ باینہمہ گستاخی وشوخی کلام مخالف کہ جسکی تحریر تعصب وعناد سے مالامال ہے اور بہ نشۂ تعصب وس شخص نے سلف صالحین وائمہ مجتہدین کے حق مین زبان درازیان کرکے اپنے کو فوارۂ لعنت بنایا ہے۔ لیکن مولوی صاحب موصوف نے انصاف کو ہاتھ سے نہین دیا اور بحکم ارشاد ہدایت بنیاد واذا مروا باللغو مروا کراما کے عمل کیا اور بطور جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا کے بھی اونکے حق مین لکھنے وکہنے سے اپنی زبان وقلم کو روکا بالجملہ کتاب ہذا از جملہ مغتنمات ہے وداخل باقیات الصالحات۔ اللہ تعالی مؤلف کتاب کو جزاے خیر اور برادران اسلام کو توفیق عمل عنایت کرے۔ کتبہ بقلمہ خادم الطلبۃ احقر الزمن احمد حسن الحسینی الامروہی غفر اللہ لہ ولوالدیہ جمیعا۔ فقط







صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸۴	۷	مجرہ	مجرد
〃	۱۵	یحیی بن	یحیی بن
۲۸۶	۲	مثلَ	مثلُ
〃	۲۱	التصغیر	الصغیر
۲۸۷	۱	الحکم	اورحکم
〃	۳	ابورویہ	ابوروبہ
〃	۴	النخری	النحوی
〃	〃	سفیان	شہاب ابوسفیان
〃	۵	السبعی	الشعبی
〃	۶	ابی	ابی المخارق
〃	〃	علی	عدی
〃	۸	علی	اورعلی
〃	〃	الزواد	الزراد
〃	〃	عمر	عمرو
〃	〃	بن عبید اللہ	+
〃	۱۰	محارف	محارب
〃	۱۱	بن ابی طالب	بن حسین بن علی بن ابی طالب
۲۸۸	۱۱	مسلم	مسلم بن عبید اللہ بن عبید اللہ
〃	۱۲	مجمول	مخول
〃	۱۳	المحلی	البجلی
〃	۱۴	المشیم	الہیثم
〃	۱۵	الکندری	الکندی
〃	۱۶	ابی الجہیم	وابوبکر بن الجہم
〃	〃	ابوحباب	ابوجناب
〃	〃	ابواسوادکا	ابوالسوار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۹۰	۱۷	ابوالغنوز	ابویعفور
۲۹۱	۷	قمن	فَاِن
۲۹۲	۲۰	اینہ	ابنہٗ
۲۹۳	۶	کثیرۃ	کثیرۃ
〃	〃	بناءکثیر	بناکثیر
〃	۸	[illegible]	[illegible]
۲۹۶	۱	شعر	ابن نعمان کا شعر
〃	〃	کہ تیری	تیری
〃	۱۶	حدیث	حدیث سے
〃	۱۰	اورجلال الدین	جلال الدین سیوطی
۲۹۸	۱	فاَن	اِنَّ
۲۹۹	۱۴	[illegible]	[illegible]
〃	۱۷	قائل	قابل
۳۰۱	۱۳	تو	طو
۳۰۲	۸	امراۃ	امرأۃ
۳۰۳	۲۱	مومنون	مومنو
۳۰۴	۱۰	ہوتی	کرتے
۳۰۵	۱	ابیک	ابیک
〃	۳	فاغطنیہا	فاغطنیہا
۳۰۷	۴	استبعد	استبعد
۳۱۲	۱۹	ابوحنیفہ	ابوحنیفہ کے
۳۱۴	۶	اعلام	علم
۳۱۶	۲	کیا	+
〃	۷	کیا	کہ
۳۱۷	〃	کھتہ	[illegible]
۳۲۴	۵	[illegible]	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲۵	۷	نظمہ	نظم
۳۲۹	۱۲	اگر	کہ
〃	〃	تو	کہ
۳۳۰	۹	تو	سو
۳۳۱	۱۰	استنزہ	استنزہ
۳۳۲	۱۵	خویش	خویش
۳۳۳	۱۹	تو	اور
۳۳۴	۵	ضمرۃ	صبرۃ
〃	〃	معوذ	معوّذ
〃	۱۱	ضمرہ	صبرہ
〃	۱۸	البخاری ح	ح
۳۳۵	۱۰	مابۃ	ماجۃ
〃	۱۹	والترمذی	والبخاری والترمذی
۳۳۶	۹	سوئے	سوئے کروٹ
〃	۱۳	وہ	وہ کروٹ لیے
۳۳۷	۱	الحداد	الحداء
〃	۴	ثلثا	ثلثی
〃	۵	الحداد	الحداء
〃	۱۳	حداد	حذاء
〃	۱۰	〃	〃
۳۴۰	۱	یزد	یزد
۳۴۲	۱۰	مرادہ	مردی
〃	۱۶	میلیت	یلیست
۳۴۴	۱	العشاء	العشاء
۳۴۶	۹	بتر	بتر
۳۵۰	۲	او	اور



وتحکم بیجا باقی نرہے۔ جزاہ الله تعالیٰ عنا وعن جمیع المسلمین خیر الجزاء۔ فقط۔ العبد الراقم



حامداً ومصلیاً ومسلماً۔ فقیر نے کتاب فتح المبین کے اکثر مقامات دیکھے۔ تحقیق اوسکی قرین حق گوئی وانصاف ہے۔ اور مضمون اوسکا دور از اعتساف ہے۔ نمقه العبد المذنب الاواه محمد لطف الله عفی عنه ابن مولانا الحاج مفتی محمد سعد الله غفر الله له۔

بسم الله الرحمن الرحیم۔ الحمد لله الذی خلق الانسان وهداه واوضح له بینات من الفرقان والهدی وجعل مساعیهم فی اخذ ناصیتهم الیه شتی فیوفق من یشاء لما یحبه ویرضی فیعطیه الفهم والزکا والفقه فی الدین والتقی ویشرح صدره ویسره للیسری ویضل من شاء ان یهوی ویذله فی الدنیا ویخزیه فی الاخری فیجعل صدره ضیقا حرجا کانما یصعد فی السماء ویسره للعسری والصلوة والسلام علی خیر البریة والوری افضل من اوحی الیهم ربهم وعلمهم شدید القوی من اطاعه فقد اطاع الله ونجی ومن عصاه فقد تاه وهوی وضل وغوی وآله واصحابه الذین هم شموس برافع الترفع والعلا واقمار ظلام الاستوی ونجوم الدجی وعلی من تبعهم باحسان المهدی من المجتهدین وائمة الدین الذین لهم الدرجات العلی آتاهم ربهم من لدنه ذکری لا سیما الاربعة الذین فاح من انوار ریاضهم القدس نفحات الانس والرضا فعطر مشام العالم وعرف عرفهم وشذی وظهر انوار مقیاس حقایقهم وتجلی فضاء فضاء الخلق الی المنتهی وابرزوا کنوز الدقائق الاسنی فلاح فلاح العالمین واسنی فمن امن بهم بان قلدهم باعیانهم فقد استمسك بالعروة الوثقی ومن اظلم واطغی فاعرض عنهم وابی فلعله باخع نفسه علی اثار من تبع هواه بما سعی ومقتهم فی الاخسرین اعمالا الذین ضل سعیهم فی الحیوة الدنیا وهم یحسبون انهم یحسنون صنعا **وبعد** فان عادة الله قد جرت وسنة الله قد مضت فی حفظ دینه وشرع امینه فی کل زمان ومکان من بدء طلوع ذکائه

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۵۹	۱۷	کلی	الکل	۴۶۵	۱۲	العمل	بہا	۴۶۷	۶	نے	الله
۴۶۰	۱۹	هذه	علی حذه	〃	۱۳	بالفقه	الفقه	〃	۸	طرق	طریق
〃	〃	یدخلون	یدخلوا	〃	۱۴	القاس	الناس	۴۷۱	۲	بچتایا	پچتایا
〃	۲۰	مساجدنا	مساجدهم	〃	۱۸	فلونا	افتونا	۴۷۳	۲۱	مزل	منزل
		ولایصحب	ولایصاحبوا	〃	۲۰	فلوبنا	قلوبنا	۴۸۰	۱۸	الکل	المتوکل
〃	۲۲	الیه	+	〃	۲۱	هدا	هذا	۴۸۹	۱	خیرا	بدخیرا
۴۶۱	۱۷	فی	الی	〃	〃	ساء	ساع	۴۹۰	۴	بیتغی	ینبغی
۴۶۳	۱	کر	+	〃	۲۲	اتیاعه	اتباعه	〃	〃	للاستقامة	الاستقامة
۴۶۵	۸	فاجتنا	فاحتسا	〃	۲۳	الهم	انهم	۴۹۳	۱	سبحانہ	سبحانہ
〃	〃	المعلدین	المقلدین	۴۶۶	۱۴	بناء	ابنا	۴۹۵	۱۴	نفس	تنفس
〃	۹	الحلیفیة	الحنفیة	〃	۱۷	فیما	وفیما	〃	۲۰	بیسئون	یسبئون
〃	۱۰	المخالفة	لمخالفة	〃	۲۱	المسورة	المشہورة	۴۹۶	۱۹	سفہاے	غیر فقہاے
〃	〃	شخصیاً	تخصیصا	〃	۲۲	بقولها	یقولها	تمت			

تنبیہ متعلق بتغلیط معترض۔ ناظرین اہل علم کو تو حال جہالت و بے علمی مؤلف ظفر مبین کا معلوم ہو گیا ہر گز سواے اردو کتابین لکھنے کے عربی و فارسی انکی بالکل لیاقت نہین بلکہ اردو بھی ٹھیک نہین سیر دیکھو کہ ہم فقہ و حدیث جانتے ہین بھلا اس بات کو یار لوگ کب مانتے ہین جسکو صحیح لفظ تک بولنا نہین آتا وہ معنی کی غلطی کو کب سمجھیگا چنانچہ یہی ایک نمونہ اونکا ہی کہ جب لفظ (عقود السوق) کا صفحہ ۴۶۳ سطر ۱ ظفر مبین مطبوع سابق ۱۲۹۹ء مین چھپگیا تو ہمکو گمان ہوا کہ یہ غلطی سہواً ہوگئی ہو گی کہ اس کتاب کے غلطنامے مین بھی صحت اوسکی رہگئی لیکن جب پھر دوبارہ ۱۳۰۳ء مین یہ کتاب چھاپی گئی تو وہی غلطی (فسوق) کی بنائے صفحہ ۴۶۳ سطر ۱۱ مین بدستور سابق رہگئی اور طرہ یہ کہ دوبارہ غلطنامے مین بھی صحت اوسکی نہین کی تصحت کیا خاک کرتے کہ مؤلف صاحب کو تو یہ لفظ اصطلاح غلط یاد تھا اور اسقدر آپکا مبلغ استعداد تھا اس سے پہلی اس کتاب کے صفحہ ۴۳ سطر ۱۹ مین بحکم النقل کالاصل کے تحت عبارت قال ابن ادیس اللفظ غلط کو لکھوا دیا لیکن اس کتاب کے غلطنامے مین تصحیح اوسکی بجای ترجمہ کر دی یہ تریہ تو آپکی نثر کا حال تھا اب آپکی نظم کا کمال سنیے کہ ملکہ دماغ اولی موزونیت طبع تو خاک نہین شعر کہنے کو آندھی اور ظلم ہیجان پیتے ہین بلکہ درحقیقت اس فن کی جان لیتے ہین چنانچہ ظفر مبین کی تاریخ مین یہ مصرعہ آپکا ع ثواب سو شہیدون کا نہین مفت ٭ کس قدر غلط ہو کہ باوجود جائز رکھنے اضافت کے بجائے لفظ ثواب کے اردو کی طرف پھر بھی لفظ (کا) مہمل و بیکار رہا جاتا ہی اور اگر ثواب کو بقطع اضافت پڑہین تو ناموزونی مصرعہ کا کچھ علاج نہین ع جز اینکہ طعنہ زند خلق و خندہ اطفال ٭ لاحول ولا قوۃ ایسی شاعری اور شعر گوئی پر ہزارون بار نفرین اور لاکھون بار پھٹکار ہو بلکہ اسمین اپنی حماقت و جہالت کا اظہار ہی 600

تمت

باسمه سبحانه		حامدا ومصليا
ان هذا الجواب حق صحيح صريح والمجيب نجيح فقط		اصاب من اجاب فجزاه الله خير الجزاء عني وعن سائر النظراء
		

تقاريظ مستنده وعبارات مصدقه علماى مشاهير وفضلاى نحارير شهر دهلى

الحمد لله رب العالمين والصلوة على سيد المرسلين وعلى آله المجتبين واصحابه المنتخبين واتباعه المنتصرين وانصاره المجتهدين اما بعد فيقول الصديقي السني الحنفي محمد شاه اوصله الله سبحانه وتعالى شانه الى ما يرضاه لما كان نظام الانام باحكام الاحكام وكان احكام الاسلام بالعلماء الاعلام لان العلماء ورثة الانبياء كما في حديث رواه احمد والترمذي وابو داود وابن ماجة والدارمي وكان حكم الانبياء والمرسلين ان من راى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه وان لم يستطع فبقلبه وذلك اضعف الايمان رواه مسلم وغيره من المحدثين وكان حكم الزمان ان الزمان السابق خير من اللاحق بحكم حديث خير امتي قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم الحديث متفق عليه حتى صار ترجمته هكذا كل يوم بدتر بحكم حديث قال عليه الصلوة والسلام لا ياتي عليكم الزمان الا الذي بعده شر منه حتى تلقوا ربكم رواه البخاري حتى كان آخر الزمان اشد الاشد خرج طلاب الدنيا بالدين والدجاجلة الكذاب فيخترعون في صور المشايخ والعلماء مسائل فاسدة وعقائد باطلة كما في مجمع البحار في بحث الدال بحكم حديث فانه قال عليه السلام يخرج في آخر الزمان رجال يختلون الدنيا بالدين يلبسون للناس جلود الضان من اللين السنتهم احلى من السكر وقلوبهم قلوب الذياب رواه الترمذي وقال عليه السلام يكون في آخر الزمان دجالون كذابون ياتونكم بالاحاديث بما لم تسمعوا انتم ولا آباؤكم فاياكم واياهم

مذہب مقلدین خصوصاً ایسے زمانہ فتنہ انگیزی اور طوفان بے تمیزی میں کہ ائمہ مجتہدین اور فقہاء نامی دین پر طعن و تشنیع کی جاتی
ہے اور تقلید و فقہ کی نسبت ہر ایک کی زبان پر کلمہ شرک و بدعت جاری ہے واسطے جوابدہی معترضین کے یہ کتاب لاجواب تحفہ
اہل مذہب کے چند کا ہیگا اور ایک درا ہے وہابیون پر غالب آئیگا کہ اسمین ہر طرح کی تحقیق مسائل شرعیہ و تدقیق احکام
فرعیہ و توفیق احادیث متناقضہ و تطبیق اقوال متنافیہ و ترجیح مسالک مختار حنفیہ بدلائل معتبرہ و رفع تعارض و حرج
فی النصین و تحریر ادلہ صحیحہ النصوص صریحہ و استدلال باحادیث صحیحہ مع تخریج و تصحیح اسناد و متن و توثیق و تعدیل رجال
و رد شبہات واردہ و اجوبہ احتمالات باردہ و تنقیح عبارات و توضیح اشارات جواہر کو کوٹ کوٹ کے بھر دیا ہے علی الخصوص اسکے
ضمیمہ تنبیہ الوہابیین میں عجب التزام کیا ہے کہ ہر مسئلہ میں مخالفت حدیث و قرآن کا غیر مقلدین کو الزام دیا ہے
اونکے دعوی عمل بالحدیث کو بالعکس کر کے دکھایا ہے اور ہر جگہ اونکو مورد اعتراض بنایا ہے یہ وہ تذکرہ مستند
و معتبر و معتمد ہے کہ ایک مدت تک بعد چھپنے کے بلاد ہندوستان اور مکہ معظمہ کے بڑے بڑے عالموں نے سے ہا تقریظیں لکھیں اور
مہریں کر دیں چنانچہ مواہیر و دستخط علما کا دو سو سے زیادہ شمار ہے اور بطریق نمونہ یہ تاریخ طبع کی ہدیہ ناظرین اولے الابصار ہے

فتح المبین کے طبع نے کس دھوم دھام سے
اس آبشار طبع نے اوسکو بجا دیا
الزامی اجوبہ سے مصنف نے یکقلم
ہر مسئلہ کا شرع سے ماخذ بتا دیا
وہابیت کی بیخ کو پھینکا اوکھاڑ کر
میدانِ صفحہ تیغِ زبان سب دکھا دیا
اتباعِ شیخ نجد نے کھائی ہے کیا شکست
فوجِ عدو کو ہند سے زرتک ہٹا دیا
فتنے کے جوش تھے تو اسی آہ سے ہنوز
اللہ نے تو فتح کا تمغا دلا دیا

سارے جہاں میں فتح کا ڈنکا بجا دیا
لامذہبوں میں اس نے تڑپ سی کیا ہی کھلبلی
جتنے مدعی انکے تھے سب کو اوٹھا دیا
سارے سوالات نہاں کر دیے عیاں
تقلیدِ حق کو دل میں ہر اک کے جما دیا
پھر کیا مجال تھی کہ یہ کرتے مقابلہ
پائی رنا خیالِ ظفر کو بھلا دیا
تاپ سے خنگِ خامہ کے میدانِ جنگ تیز
للکار کر شکست کو انکے سنا دیا
تھی فکر سال غیب سے آواز آ گئے

لامذہبی کی آگ جو بھڑکی تھی ہر طرف
وہابیوں کو خواب گران سے جگا دیا
قرآن اور حدیث سے کیا کیا دیے جواب
سب انکے داو گہات کا خاکا اڑا دیا
طبل و علم دوات و قلم لشکرِ سخن
اک دم میں سب کو تیغِ دو دم سے بھگا دیا
اس معرکہ میں آ کر دلیلوں کے مار کے
مانند نقشِ پا کے ہر اک کو مٹا دیا
اب ہاکوان حق الغوث سے خون کہ تمیز
فتح المبین نے فتح کا ڈنکا بجا دیا

غرضکہ یہ کتاب بصحت تمام باہتمام تمام مطبع نجم العلوم واقع دار العلوم واقع محل فرنگی محل لکھنؤ میں چھاپی گئی اور قیمت اسکے بنظر تقویت مذہب
و منفعت مقلدین بہت ارزاں رکھی گئی جو صاحب چاہیں بمقامات ذیل سے قیمت معینہ سے بیکر منگوا لیں۔ قیمت فی جلد (عہ) محصول ڈاک
چوک لکھنؤ حافظ عبد الستار خانصاحب تاجر کتب۔ چوک لکھنؤ حافظ عبد الواحد خانصاحب تاجر کتب۔ لکھنؤ مولوی محمد یعقوب صاحب مہتمم کارخانہ فرنگی محل
کانپور محلہ پٹکاپور محمد عبد الرحمن خانصاحب مہتمم مطبع نظامی۔ لاہور کشمیری بازار الہی بخش صاحب تاجر کتب۔ کلکتہ کولوٹولہ دکان قمبر و محمد یعقوب صاحب تاجر
دہلی پھاٹک حبش خان عبد الرزاق و شیخ محمد صاحب تاجر کتب۔ عظیم آباد پٹنہ خواجہ کلان گھاٹ حافظ دوست محمد صاحب تاجر کتب۔

اگر ایسا جواب باصواب نہ پاتے تو یہ جاہل لوگ اتراتے اور گلی کوچون مین بغلین بجاتے اَللّٰہ اَللّٰہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کو (کہ جنکی عبد اللہ بن مبارک ووکیع یحیی بن معین وغیرہم ایمۂ حدیث مدح فرمائین اور جنکے وفور علم وکثرت قبول پر اونکے معاصر رشک مین آئین) یہ فرقہ (کہ جسنے تیرھوین صدی مین سینگ نکالے اور جنکا طریقہ ٹٹیون کی آڑ مین شکار کھیلنا ہی یعنی عمل بالحدیث کے پیرایے مین آزادانہ خواہش نفسانی کو کام مین لانا کبھی پانچون نمازون کو بلا عذر ایک ہی وقت مین پڑھ لینا کبھی درصورت جماع بلا انزال بغیر غسل نماز ادا کرنا مال تجارت مین زکوٰۃ نہ دینا چاندی کے زیورات کو مرد کے لیے درست بتانا مطلقۂ ثلاثہ کو بغیر حلالہ کے جائز کرنا ختم نبوت کا انکار کرنا حضرت عمر کو بدعتی کہنا حضرت علی وعباس وفاطمہ زہرا رض وابوبکر صدیق رض کو مصداق سباب المؤمن فسوق وقتالہ کفر کا بنانا عبادت تمام شب کو بدعت سیئہ قرار دیکر تمام اولیاے کرام وصحابۂ عظام کو جو شب بھر یاد الٰہی مین مصروف رہتے تھے برا بتانا اکل شحم خنزیر کو آنحضرت علیہ السلام کی طرف منسوب کرنا انبیا علیہم السلام کی عصمت کا منکر ہونا وغیر ذلک من القبائح التی لا یحسن ذکرہا فی ہذا المقام) برا کہے اور ایمۂ کرام اور اونکے اتباع کو (کہ جنھون نے کمال محنت وعرق ریزی سے قرآن واحادیث واقوال صحابہ کو درست کیا ناسخ منسوخ مطلق مقید کو مشرح فرمایا تاکہ بوالہوس لوگ قرآن واحادیث کو اپنی خواہش نفس کے تابع کر کے دین مین فتور نہ مچائین آزادی کے مزے نہ اوڑائین) مشرک وتارک احادیث وقرآن قرار دیوین اور اپنی اس ہواے الحادی ونفس الدخالی کو عمل بالحدیث بتاوین چہ خوب سعہ از صحن خانہ تا لب بام ازان من * وز سقف خانہ تا بہ ثریا ازان تو * کیون نہو مخبر صادق نبی علیہ السلام نے اس گروہ کی ایک مدت پیشتر خبر دی تھی عن انس بن مالک وابی سعید الخدری عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سیکون فی امتی اختلاف وفرقۃ قوم یحسنون القیل ویسیئون الفعل یقرؤن القرآن الخ حتی قال یدعون الی کتاب اللہ ولیسوا منا فی شئ رواہ ابو داؤد یعنی انس سے روایت ہو کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت مین اختلاف پڑیگا ایک قوم ہوگی کہ اونکی باتین اچھی اور کام برے ہونگے قرآن پڑھینگے لیکن اونکے حلق سے نیچے نہ اوتریگا یہانتک فرمایا کہ قرآن کی طرف بلائینگے اور کسی بات مین میرے نہونگے ـ غیر اب مین ختم کلام کرتا ہون اور اس بحث کو تمام کرتا ہون ـ



حررہ ابو محمد عبد الحق الدہلوی ـ مدرس مدرسہ مسجد فتحپوری دہلی ـ

ویساہی اس قوم ہنود سے بعض علمای اسلام کو کہ جنکی خلقت ارض طین سے ہی اور حقیقت وہ مقلد بال وجاہ کے ہین اپنے ڈھنگ پر لگالیا اور جیسے اوس قوم یہود تو مسلم نے ایکدم سے مسلمانون کو عقائد کفریہ یہودیہ تعلیم نہ کیے بلکہ رفتہ رفتہ اس سررشتے کو جاری کیا۔ اور بعض اونکے اس کام پر مسلط ہوئے کہ محبت اہل بیت کی فرض ہی حضرت عثمان کو قتل کرنا اجر عظیم ہی سو وہ اونسے ظہور مین آیا بعض کو اس کام پر مامور کیا کہ حضرت عثمان کو حضرت علی نے قتل کروایا اونھون نے شام مین جاکر حضرت معاویہ کو طالب قصاص خون خلیفہ برحق کا بنایا اور حضرت شاہ ولایت کا ناک مین دم کروایا بعض اس کام پر مامور ہوئے کہ عقیدے مسلمانون کے تباہ اور خراب کرین کسی نے یہ درس جاری کیا کہ حضرت شاہ ولایت کو نبوت ہوئی تھی جبرئیل سے وحی لانے مین خطا ہوئی بعض نے یہ تعلیم شروع کی کہ حضرت شاہ ولایت خود ذات خدا تھے اونھون نے قصہ ہی پورا کیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥ ایساہی اس قوم ہنود نو مسلم نے عقائد ہنودیہ کفریہ ایکدم مسلمانون کو تعلیم نہ کیے بلکہ اول مسلمانون کے دلون سے شان وقعت دین اسلام اوٹھانی شروع کی بعض اسپر تجویز ہوئے کہ اونھون نے مسلمانون کے دلون سے شان فقاہت کہ عبارت سمجھ کامل سے ہی اور وقعت فقہا کی کہ وہ اعلے درجے کے صحابہ اور تابعین تھے اوٹھادی یہانتک کہ تراویح بیس رکعت کی کہ سنت فاروقی ہی اور شرق سے غرب تک تمام مسلمانون کی معمول بہ ہی بعض اہل اسلام کے دلون سے اوٹھادی کہ اونھون نے اوسکو بدعت عمری جانکر آسانی نفس کے واسطے ترک کیا اور لباس رفض کا پہن لیا بعض نے یہ ڈھنگ اختیار کیا کہ علم صرف نحو فقہ عقائد معانی بلاغت تفسیر سب موقوف کرواکر فقط ترجمہ قرآن مجید کا لڑکون اور بوڑھون کو حفظ پڑھانا شروع کیا اور یہ لوگون کے قلب مین ڈالا کہ تحصیل علوم کرنے سے کچھ فائدہ دین کا نہین دیکھو تمام لوگ علم پڑھکر تباہ ہوگئے ہم تمکو فقط قرآن شریف کے معانی بتاتے ہین کہ اوس سے قیامت مین پوچھ ہی اور مضمون یضل بہ کثیرا و یضل بہ کثیرا کو قطعًا فراموش کیا بعض نے انہین سے ایسا امر خطیر اختیار کیا کہ اولوالعزم علمای امت کی مذمت (جیسے ایمہ اربعہ اور اتباع اونکے کہ اونھون نے جد وجہد تحقیق حدیث مین اپنے جان و مال کو سب قربان کیا اور اونکی کارگذاریان جناب باری عزاسمہ مین مشکور ہوئین اور وہ مقبول کافہ انام وجانہ اہل اسلام ہوئے) اس نہج سے کرنی اور لکھنی شروع کی کہ اونھون نے اپنے قیاس سے مخالفت کی حدیث رسول اللہ کی اور فقہ کی کتابین خلاف سنت کے لکھین چنانچہ اندنون

کیسی ہزیمۃ المبین بناتے ہین انتصار الحق کو کیا کچھ کم جانا آجتک جواب اوسکا نصیب نہین ہوا اور جو کتب و رسائل مقلدین کی ہر چہار طرف سے ژالہ باری ہو رہی ہے اس فرقے کی سخت جان ہے کہ نہین نکلتی اگر کچھ بھی غیرت کو کام فرماتے تو منہ نہ دکہاتے اور اس ظفر المبین کے جواب جو چند در چند ہوئے ملاحظے مین گذرے ہی ہونگے اب فتح المبین آپکو تحفہ بھیجی جاتی ہے قبول کیجیے خدا کے واسطے انصاف کو ہاتھ سے نہ دینا آپنے ہر دھوکے کا جواب صاف صاف لینا اور چھیڑ چھاڑ شعر اشعار سے کہ طرز عاشقانہ پر اس کتاب مین ہے دلیرانہ چین بر جبین نہ لانا میدان استقاضہ سے ہرگز قدم نہ ہٹانا ؎ جا سکتا کوئی اوس بت خود کام تک نہین ✤ جاوے اگر تو کام نہو کچھ نہ کچھ تو ہو ✤ دو چار گالیان ہی ہمین خط مین لکھ کے بھیج ✤ گرچہ دعا سلام نہو کچھ نہ کچھ تو ہو ✤ چنانچہ مین نے چہل حدیث کو صحاح ستہ سے نقل کرکے بڑی امید سے تحفہ اس فرقہ نامبارک کو ارسال کیا تھا کوئی تو کچھ نہ بولا مگر رنجیت سنگہ عرف مولوی محمد سعید صاحب نے وہ گالیان مجھے لکھین کہ اوسکے دیکھنے سے بے اختیار مجھے ہنسی آگئی اور اونکی تحریر سے قطعًا معلوم ہوگیا کہ ہمشیرہ کا نکاح کرنا معیوب ہے مگر فرجی پر چلانا خوب ہے آپسا ہی جواب اس کتاب کا ہوگا خیر اب وہ کچھ ہی لکھین مصنف صاحب یعنی مولانا منصور نے تو ایسے وقت مین یہ کتاب اس فرقہ ناصواب کے جواب مین لکھی کہ دور زمانے کا آخر ہے اہل مجالس اوٹھے جاتے ہین جلسہ درہم برہم ہو چلا شمع اسلام سنبھالا لے رہی ہے باد مخالف کے جھونکے از حد چل رہے ہین اوسمین بھی جماعت علما کے اتفاق سے اعدا کے دانت کھٹے تھے اور کسیکو کچھ بن نہ آتی تھی جو سامنے آتے تھے اپنا سا منہ لیکر رہجاتے تھے اس فرقہ ناعاقبت اندیش نے وہ تفرقہ امت مین ڈالا کہ اپنے بیگانے ہوگئے دوست دشمن بن گئے بھائی کو بھائی تھرکی نگاہ سے دیکھنے لگا عیادت و تعزیت سب موقوف ہوگئی حمایت و نصرت بھی کوچ کر گئی حسد کا بازار گرم ہوا کہ ایک ایک کو دیکھ نہین سکتا وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ الغرض یہ ایسی کتاب ہے کہ واسطے دفع تاریکی جہالت کے ایک روشن آفتاب ہے ؎ کتابے نہ کہ خرشندہ ذکائے ✤ کہ ذرہ ذرہ از وی پر ضیائے ✤ ز خلاق جہان عرضم من اینست ✤ وہ ہے فتح المبین را ہم لقائے ✤ مصنف را دہد روزی فراوان ✤ ز راحت روح ریحان ہم رضائے ✤ خدا منصور دارد مثل نامش ✤ برا ہد ایش بود از ابلائے ✤ بقلب منکر تقلید نعمان ✤ ز نا شیر کلامش با دجائے ✤ بحق احمد و اصحاب و آلش ✤ بود مقبول یارب این دعائے



غرضکہ جب اس فساد کو ہمارے مولانا سے فاضل جلیل علامۂ نبیل فقیہ اجل محدث بے بدل مولوی محمد منصور علی خان صاحب مرادآبادی دام بالنعم والایادی نے ملاحظہ فرمایا تو میدان مناظرہ میں نیزۂ قلم کو اوٹھایا اور سیف زبان کو چمکایا پھر تو کوئی مخالف سامنے نہ آیا ہر مفسد نے فانظر کیف کان عاقبۃ المفسدین کا نتیجہ پایا حتی کہ مولانا منصور نے تمام عالم میں فتح و نصرت کا ڈنکا بجایا اور اس کتاب فتح المبین کو رد خرافات ظفر المبین میں بجوابات دندان شکن تصنیف فرمایا۔ جزاہ اللہ عنی وعن سائر المقلدین خیر الجزاء وحفظہ عن جمیع طوارق



الآفۃ والبلاء حررہ الفقیر الی رحمۃ اللہ الغنی وصی احمد الحنفی السورتی

نحمدہ ونستعینہ۔ مین نے اس کتاب کو دیکھا اور مصنف علام کو فتحیاب پایا اور جن احادیث سے مؤلف نے تمسک کیا ہر سب قوی اور صحیح اور صحیح بہ ہین اس کتاب کے چھپنے سے نہایت طبیعت خوش ہوئی اسواسطے کہ دربارۂ قمع اور قلع اوہام فرقۂ نجدیہ کے آجتک ایسی کتاب



نظر نہین پڑی اللہ تعالی اسکے مصنف اور چھپوانے والے کو جزائے خیر دے۔ اور اسکے مضامین کو ذریعۂ ہدایت فرقۂ وہابیہ کرے آمین ثم آمین حررہ عبد اللطیف الاسوتی

تقاریظ بے نظیر و تقاریظ دلپذیر علمای مشاہیر لاہور و امرتسر مع دستخط و مواہیر

الحمد للہ وکفی + وسلام علی عبادہ الذین اصطفی + اما بعد فقد طالعت الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین علی سبیل الاجمال لا الاستعجال فوجدت دلائلہ ساطعۃ کالشمس فی الضحی + وبراہینہ لامعۃ کالقمر فی الدجی + لم لا وقد حقق المصنف المولوی محمد منصور علی خان المرادآبادی سلمہ اللہ ذو الایادی لرد اصحاب الظواہر الذین لا یمیزون بین الغث والسمین + والمہین والمتین + وثبتہ بالکتاب والسنۃ واجماع الامۃ التی لا تجتمع علی الضلالۃ اصلا + ثم بقیاس الفقہاء المجتہدین الذین ہم ہداۃ الشریعۃ الغراء + جعل اللہ سعیہ مشکورا فی الآخرۃ والاولی



نمقہ فقیر محمد الدین الحنفی اللاہوری مصنف کتاب روضۃ الادباء

باسمہ سبحانہ۔ فتح المبین را کہ مولوی محمد منصور علی خان صاحب در رد مغالطات ظفر المبین مؤلفہ محی الدین تالیف نمودہ اند از مواضع مختلفہ مطالعہ نمودم مصنف علام جزاہ اللہ خیر الجزاء داد تحقیق و تدقیق دادہ اند دلائل حنفیہ را بر اقوال ظاہریہ کہ از کوچۂ تحقیق محض نابلند اند بزبان اردو واضح نمودہ اند

شیعوں کی فاسدہ ہجر بازنہ آئیں تو بجز خاموشی انکا کیا جواب ہے ع جواب جاہلان باشد خموشی +

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم + چشمۂ آفتاب راچہ گناہ + والسلام علی من اتبع الہدیٰ

حررہ الراجی رحمۃ ربہ الباری ابو البشیر عبد العلی القادری مفتی و مدرس مدرسہ اسلامیہ امرتسر

تقاریظ قابتہ مواہیر و دستخط علمای مشاہیر آرا و ہو گلی و کلکتہ

الحمد للہ الذی لولاہ ما اھتدینا + والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد الذی ارسل لیہ انا فتحنا لک فتحا مبینا + وعلی آلہ واصحابہ الذین ہم مقتدانا + وعلی الائمۃ المجتہدین ہم وسیلتنا فی القرب والاقتداء برسولنا ونبینا ومولانا وحبیبنا وشفیعنا محمد الذی خاتم الانبیاء ورحمۃ للعالمین ○ اما بعد میگوید کمینہ امت کمترین اہل سنت بندۂ گمنام محمد علی اکرم نام خادم الحدیث ورجالہ الکرام - الآروی وطنا والحنفی مذہبا والحدقی مشربا والصدیقی العلوی نسبا وبواسطہ وبواسطتین المحقق تلمذا والمکی اصلا والمدنی مدفنا ان شاء اللہ تعالی کہ چون زمزمۂ قبول اسلام مولوی محی الدین وامثال ایشان بگوشم رسید باداے شکر باری تعالی ہر موی تنم صورت زبان گرفت کہ درین ہنگام کسادبازاری اہل اسلام بحمد اللہ ایسے تا ہم مردمان در زمرۂ اسلام داخل میشوند وبجماعت مؤمنین رغبت میکنند در مسرت وشکر این بودم کہ ناگاہ اتفاق دیدن کتاب ظفر المبین مؤلفۂ ایشان گردید مسرتم تبدیل برنج شد و زمانے متحیر ماندم کہ الٰہی این چہ معاملہ است آیا این نو مسلمان در پردۂ اسلام آمدہ افتراق اہل اسلام ارادہ کردہ یا چہ مطلوب ایشانست آخر کار دانستم کہ مولوی صاحب کہ ہر چند باسلام گرویدہ اند لکن ہنوز ادب کہ سرآمد اخلاق ایمان ست از کسے نیاموختہ اند بل بگوش جان نہ شنیدہ اند ع

حافظا علم ادب ورز کہ در حضرت شاہ ❁ ہر کرا نیست ادب قابل صحبت نبود +

نتیجہ تالیف این کتاب چنان گردیدہ کہ ہر ناقص العلم آنرا دیدہ از جادۂ ادب پا بیرون نہادہ و یا اگر او خود مؤدب ست از مقلد این کتاب و مؤلف آن بجنگ در پیوست کم کسی ست کہ از دیدن این کتاب نتیجۂ بد نہ برداشتہ باشد جمیع معاندین دین را دستاویز بیست خوش و حیلہ ادیان را تمسکے است خوب و در حق حنفیان تبرائیست کہ بر آن جانباز بہا و جنگ کردن ضرورت افتادہ ست خلاصہ آنکہ مؤلف رسالۂ عجیب شور و فساد در دین متین انداختہ کہ در اخوان دین افتراق و تباغض بحدے پیدا گردیدہ کہ قابل بیان نیست دانستہ بودم کہ اسلام آوردن اشیار خوب با منفعت و تجانب با خود ہا خواہد شد بخلاف آن ذریعۂ تفارق و وسیلۂ تباغض فیما بین شدست

اختلاف الرواة اليه + فهذا الفضله تعالى لقلع ضلالة الاشقياء كاف + ولنفع هداية الانقياء واف + فلا شك ان المؤلف قد اجاد فيما اراد + وسلك سبيل السداد والرشاد + وكلما اجاب + فاصاب + فكان سعيه مشكورا + فلذلك صار كاسمه على المخالفين منصورا + فيا القوة اللامذهبون فى كل واد يهيمون + لما لم يبق لهم من الجواب . فبغيظهم يموتون + فيا ايها اللامذهبون موتوا بغيظكم + ولا تلوموا غيركم + فانكم مفسدون فى الارض لا مصلحون + لم تقولون ما لا تفعلون + فتوبوا الى بارئكم + واستغفروه من ذنوبكم . فتنجوا + والا فتهلكوا + لان الشريعة عبارة عن هذه المذاهب الاربعة فحسب وهى فيها قد انحصرت + فان هذه المذاهب قد دونت + وقواعدها قد ضبطت + واصولها بالنصوص قد انطبقت + وبفضله تعالى احكامها فى كل البلاد جبرت + وفروعها فى جميع الجهات انتشرت + فبحار هدايتها فى قلوب المسلمين تموجت + ودررها المكنونة فى صدور المومنين قد استقرت + فنفوس المقلدين بضوئها انجلت + فرأت بها ما رأت + وحصلت بها ما حصلت وعرفت بها ما عرفت + فلذلك ترى ان الفرقة الناجية المسماة باهل السنة والجماعة فيها قد اجتمعت + لان الشريعة من غير هذه المذاهب فى الدنيا ما وجدت + واطاعة احكام الشريعة للناس قد فرضت + فان لم تحتسب هذه المذاهب الاربعة للشريعة معتبرة فالشريعة عن الدنيا عدمت + لان ما سواها من المذاهب ليست كمثلها فى ضبط القواعد والاصول + وفى ربط العلة والمعلول + بل كلها قد اندرست + وفى بعض كتبها التى بقيت + اقوال المعاندين فيها قد دخلت + فتغيرت ما تغيرت + فكيف تكون هى الشريعة التى من الشارع شرعت + فما اعتبرت احكامها المنتشرة فيها وما حسبته فلا محالة ان هذه المذاهب الاربعة لاجراء الاحكام للشريعة قد بقيت لا [illegible] التغيرات قد حفظت + لما من الدلائل التى قد ذكرت + والاختلافات التى بين المذاهب نظرت + فهى رحمة للعالمين من سفالى الثقلين خلقت + فمن كان خارجا عن المذاهب الاربعة فى هذا الزمان + فهو من اهل البدعة والنار و متبع الشيطان + كيف لا وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله لا يجمع امتى او قال امة محمد على الضلالة ويد الله على الجماعة ومن شذ شذ فى النار + وقد قال

من الشريعة لاسيما الامام الاعظم رح فلا يجوز لاحد الاعتراض عليه لكونه من اجل الايمة واقدمهم تدوينا للمذهب واقربهم مسندا الى الرسول صلعم ومشاهدا لفعل الصحابة واكابر التابعين رضى الله عنهم اجمعين + وكيف يجوز لامثالنا الاعتراض عليه لقد اجمع السلف والخلف على جلالته وعلمه وفضله وورعه وزهده وعفته وعصمته وسخاوته وعبادته وكثرة مراقبته لله تعالى وخوفه منه فمن قال غير ذلك فهو من جملة الجاهلين المتعصبين المنكرين على ايمة الهدى المقبولين + بفهمه السقيم + وبعناده الذى بقلبه المقيم + بل يجب على كل مكلف ان يشكر الله تعالى على ايجاده مثل الامام ابى حنيفة رح فى الدنيا + الم تر كيف بذل الجهد وسعى الامام الاعظم فى استنباط احكام الشريعة الغراء + وانضباط اركان الطريقة البيضاء + واماطة الاذى وسبيل المعرفة العليا + الم تر كيف استحكم به الشرع المبين + واهتدى به الخلائق كلهم اجمعين + فانه بوبه مبوبا وفصله مفصلا + وهذبه مهذبا + ورتبه مرتبا + ونقحه تنقيحا + وعلله تعليلا + وميزه تمييزا + ويسره تيسيرا + اتعرف مثله من الايمة فى الدنيا + فلا تجد نظيره فيها + فاذا عرفت انه افضلهم فلا تنس فضله واعمل بقوله تعالى + ولا تنسوا الفضل بينكم + واذا عرفت انه احسنهم فلا تشتغل عنه واعمل بقوله تعالى وَاتَّبِعُوا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ + فظهر من هنا ان من انكر مسائل الامام المستنبطة من الكتاب والسنة واقضية الصحابة رض فهو كافر + لانه انكر الشريعة وكل من انكر الشريعة فهو كافر + فمنكر المسائل كافر + وكذلك من لعن او طعن فى الامام الهمام فهو ليس بمؤمن + لانه طعن او لعن المومن الذى اكمل المومنين + واجلهم واحسنهم فى الدين + وكل من طعن او لعن المومن فهو ليس بمؤمن + فطاعن الامام او لاعنه او فاحشه ليس بمؤمن + كيف لا وقد قال رسول الله صلعم ليس المؤمن بطعان ولا لعان ولا فاحش ولا بذى كذا فى التيسير + وايضا قال لا يرمى رجل رجلا بالفسق والكفر الا ردت اليه ان لم يكن صاحبه كذلك - اخرجه البخارى + وكذلك من سب الامام فهو فاسق - لانه سب المسلم + وكل من سب المسلم فهو فاسق + فمن سب الامام فهو فاسق + كيف لا وقد قال رسول الله صلعم سباب المسلم فسوق

تلميذ البخاری - والبخاری تلميذ للامام احمد بن حنبل رح - واحمد تلميذ للامام
الشافعی رح - والشافعی تلميذ للامام محمد رح - ومحمد تلميذ للامام الاعظم رحمهم
الله تعالی کلهم اجمعين - فاعرف منازلهم ومدارجهم واستفد منا فيهم بدرجاتهم
فلا تقل ان ادلة الامام ضعيفة ولا تاذ اليه بالفاظ قبيحة تقليد المتعصبين فی غشی
من الغاسرين - اما الصحاح وان كانت اصح الكتب بالنسبة الی ما بعدها لكنها لا
عبرة لها بمقابلة الاحاديث التی استدل بها الامام الهمام قبلها لكونه اقرب زمانا
الی الرسول - فلذلك تلقت الامة الاستدلال بالقبول - فلا ينبغی لاحد ان
يطعن فی الامام الهمام بروايات الصحاح التی بعد الاثنين وثلثمائة دونت
فلا شك ان فيها اقوال المعاندين المتعصبين والمنافقين قد دخلت فلذلك قال ابن حجر
فی نخبة الفكر ان الخبر اما يكون له طرق بلا عدد معين او مع عدد محصور بما فوق
الاثنين او بهما او بواحد فالاول هو المتواتر وهو المفيد العلم اليقينی بشروطه
والثانی هو المشهور والثالث العزيز وليس شرطا للصحيح خلافا لمن زعمه والرابع
الغريب وكلها سوی الاول آحاد فيها المقبول والمردود لتوقف الاستدلال علی
البحث عن احوال رواتها دون الاول الخ - الا تعلم ان اسمعيل بن علية الذی قال ان
القران مخلوق واهلك بحكمه تلميذه الخليفة المامون خلقا كثيرا ومحنا غفيرا
وابو بكر بن شيبة الذی وضع فی كتابه بابا للرد علی الامام ابی حنيفة واخوه عثمان بن
شيبة وغيرهم الرواة للبخاری قد كانوا متعصبين ومنكرين علی الامام الهمام
فالحقية او الصداقة من الرواة النازلين من الامام بالتعصب او بتداول الزمان والايام
قد فقدت - لان الاية السابقون السابقون اولئك المقربون الخ والاحاديث
خير القرون قرنی - الی - ثم يجیء قوم تسبق شهادة احدهم يمينه ويمينه شهادته اخرجه
البخاری - وفی رواية اوصيكم باصحابی - الی - ثم يفشو الكذب - وفی رواية ثم يظهر
الكذاب وغير ذلك التی فی التذكرة كتبت - فی نقد الها قد سبقت - بل علی كذب
الرواة النازلين قد شهدت - فاين الاعتماد علی جميع روايات الصحاح وكيف يرد
بها الاحاديث التی استدل بها الامام المصاحب للصحابة - ولا شك ان اعتبار الروايات
باعتبار الرواة واعتبارهم باعتبار قرب زمانهم الی الرسول صلی الله عليه وسلم

بناء الاصول الاسلامیه ۔ و یفرق بین صلحاء الامۃ المصطفویہ + قد اجاد مصنف هذا الکتاب فی رد اعتراضات المبطلین الساعین فی ارض الله بالفساد فی الدنیا والدین والمریدین با طفاء نور الله الساطع فی اقطار العالم کالشمس فی صحو النهار بالافتراء علی سادات الایمۃ المرحومین فجزاه الله تعالی عن المسلمین خیر الجزاء فی الدنیا والاخرۃ امین + هذبہ ممقہ عبد العلی الاسلام آبادی عفی عنہ



لله در المجیب الفاضل اللبیب قد اجاد فی جواب غیر المقلدین المفسدین + لا دنیا لهم ولا دین ۔ وبئس القوم قد ظهروا فی زماننا ۔ وهم یشتمون ایمۃ دیننا ۔ و یقولون ان الایمۃ المجتهدین ۔ قد اهدموا بناء الاسلام والدین + بآراءهم الباطلۃ واقیستهم الفاسدہ + واظهروا طریقا خلاف الحدیث والمثانی ۔ واضل الناس وامثالهم فیه آن ۔ والمقلدون سلکوا طریقا غیر حق ۔ وانهم علی الباطل ونحن علی الحق + لانا نعمل بالقرآن وحدیث خیر البریہ + وهم یعملون بآراء ابی حنیفۃ + هیهات هیهات هذا لرکاکۃ رایهم ۔ ومن قلۃ بضاعتهم ۔ اما فهموا ان الایمۃ رکن الاسلام وما کان غرضهم انهدام بناء الاسلام والانعدام ۔ وقد ادرک امامنا الاعظم صحابیا عدۃ + ولیس فی ذلک شئ من الریب والشبهہ ۔ وقد بلغ فی العلم والعمل درجۃ القصوی + واجتهد من القرآن والحدیث من المبتدا الی المنتهی ۔ والاستنباط والقیاس کلہ مستنبط من کلام الله ۔ ومن حدیث خیر البریہ ۔ وکان فی خیر القرون الامام ابوحنیفہ رح ۔ وفی الزهد والورع کان عدیم المثال بلا شک وشبهۃ + وکیف یکون اتباع الایمۃ من ضلال ۔ من غیر قیل وقال + لان المقلدین اتبعوا اولی الامر منهم + وما اخذوا سبیل الشر والکید مثلهم + الا ایها الاخوان ان کیدهم ککید الشیطان + لا ینبغی للعاقل ان یقع فی شرکهم ۔ لانہ ما نجی کل من وقع فی فخهم + واما رأیتم انهم سلکوا طریق التاهی الحرام + واخذوا طریق الفجرۃ اللئام + ففی حین من الاحیان یاخذون دلائل الروافض والمعتزلۃ ۔ ویلزمون حنفیۃ من برا هینهم الباطلہ ۔ وربما یستدلون بدلائل الشافعیہ ۔ لیغلبون علی المقلدین لابی حنیفۃ + فظهر الآن ان غیر المقلدین ۔ رایهم غیر متین + وهم مضل ومضل ۔ وما سلموا من الخلل والزلل ۔ فنعم ما قال القائل المرء یقیس علی نفسہ ۔ فنسبوا الضلال

لقد اجاد المجیب لتحریر فیما افاد، واتی بما یفحم من اراد فی الارض الفساد، وبالغ فی اشاعة تحمیر واحیاء الدین، وسعی سعیاً کاملاً فی ازالة الشکوک عن قلوب المفسدین، فیجعل الله سعیه الجمیل مشکوراً، وابقی ذکرہ فی بطون الصحائف مرقوماً ومسطوراً، وهدی جماعة المخاصمین الی سبیل الرشاد، وصانهم عما یقتضیه لبغی العناد، انه هو الموفق والمعین، فی کل ساعة وحین، وصلی الله علی خیر خلقه محمد واٰله واصحابه اجمعین، حررہ العبد الاواہ، محمد محمود الله غفر الله ذنوبه وستر عیوبه، مدرس مدرسه عالیه کلکته

تقاریظ ثبتہ و دستخط و مواہیر علمای مشاہیر حیدر آباد دکن و مدراس

اجوبہ درکتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین تصنیف مولوی صاحب جامع معقول و منقول کشاف دقائق فروع و اصول جناب مولوی محمد منصور علی صاحب سلمہ اللہ تعالی وابقاہ مرقوم فرمودہ اند صحیح وخلاف آن باطل جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء، باید کہ جمیع مسلمانان بران عمل لازم دوہ احبت دالعقد اگر نام این کتاب دمغ التلبیس یا ہدایۃ المضلین نہادہ شود بجاست

بسم الله الرحمن الرحیم وقد رأیت هذا الکتاب کله من اوله الی اٰخرہ وجدته صحیحاً کامل الجواب لا ریب فیه وختمت علیه علی صحته اعنی کتاب الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین لمولانا ومولانا بالفضل الاولی مولوی محمد منصور علی صاحب جزاہ الله تعالی عنا وعن جمیع المقلدین لمذهب امام ابی حنیفة رضی الله عنه خیر الجزاء۔ وانا الفقیر الضعیف حامل نعال العلماء العاملین الصوفیین الکاملین۔ محمد اکبر علی عفا الله عنه۔ فقط

قد اصاب من اجاب

تلمذ الرشید دولیعہد مولوی محمد اکبر علی خان

باسمه العلی الاعلی

کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین تصنیف جناب مولوی محمد منصور علی خان صاحب ۔۔۔ یہ کتاب ایسی ہے ۲۳۶ صفحے ۔۔۔ مطابق ہے ۔۔۔ یہ کتاب ۔۔۔ قوی ۔۔۔

بچھاویں ہم مزا انکو ذرا اسباب بیعہ کا
جہاں مرتے ہیں وہی مشغول ہیں ہو کر دار لامذہب
سزا دیکر بتادیں تھی دنیا بیت انکو
تو ہم بھی صاف کہدینگے ہیں اہل النار لامذہب
شرارت انکی اب کل میں ہے دی ہی انکے دنیا
مگر کہتے ہیں کرم فساد کا بازار لامذہب
جہاں دیکھو مقابل آتے ہیں جاہل ہر مقلد کے
مقابل اہل مذہب کے گئے ہیں ہار لامذہب
عجب یہ فرقہ وہابیہ ہے فتنہ دوران
اگرچہ لڑنے آئے ہیں باندھکر ہتھیار لامذہب
انھوں نے شہر دہلی میں بہت ابتر کیا ہے ہم
شراب شہر کی بدعت سے ہیں خود ہشیار لامذہب
مقلد گلشن دین نبی کے ہیں گل تازہ
کہ مکہ میں مقلد ہیں بلا انکار لامذہب
پیٹیں ایسے یہ کعبے میں کہ دم ہوناک میں انکا
نہیں سنتے ہیں وہ باتیں بس ہیں بیوار لامذہب
گریبان کھولکر پھرتے ہیں یہ صورت حبشی
مکانی مذہب اور مطلب کے ہیں بس یار لامذہب
خوشامد کا ہنر ہیں اور روٹیونکا انکا مذہب
ہیں شر سے بھی شرار الناس سرشار لامذہب
ہوئی ہیں اہل حدیث انکا لقب لیکن حقیقت میں
سمجھتے ہی نہیں قرآن کے بھی اسرار لامذہب
نہیں پہچانتے قرآن کی آیات جو محکم
سمجھتے ہیں صلوۃ اور صوم کو دشوار لامذہب
نہیں پہچانتے ہیں منقطع موقوف و مرسل کو

تماشہ دکھانے آئے ہیں اگر اکبار لامذہب
تبرا کرتے ہیں مثل روافض یہ مقلد پر
کریں جا کر کسی عالم سے استفسار لامذہب
تعصب سے یہ اندھا امر حق کو حق نہیں کہتے
کبھی ہرگز نہ ہونگے راست و ہموار لامذہب
جہاں جاتے ہیں وہ ان کرتے ہیں برپا اک نیا غوغا
مگر کھاتے ہیں ذرک بزرگ سترا رندا بار لامذہب
مقلد ہم کو نہیں کرتے رہتے ہیں الجھن
جہاں دیکھو وہاں لڑنے کو ہیں تیار لامذہب
یہ کیا ہونگے مقابل ہم کرائی ہیں ہم سے
او ہارے جائینگے اگر روز جمنا پار لامذہب
گل تقلید انکی آنکھوں میں کانٹا سا چبھتا ہے
مگر باغ شریعت میں ہوئے ہیں خار لامذہب
تقیہ مثل شیعہ انکے مذہب میں بھی جائز ہے
عقائد گر ہوں انکے جیسے کریں اظہار لامذہب
ہیں سادات انہیں اکثر ہیں فیما دہتا انکی طینت میں
پہاڑی ہیں بنائیں اپنا گھر مسمار لامذہب
یہ سب دنیا کے بندے ہیں خلوص بندگی کیسا
کرینگے کھانے کمانے میں بڑے ہشیار لامذہب
بدی کا خون سوداوی بھرا ہے انکی رگ رگ میں
نہ عالم ہیں نہ عامل بلکہ ہیں فجار لامذہب
نہیں تصدیق ہے انکے دلوں میں نور ایمانی
حدیثوں کا بھی کرتے ہیں صریح انکار لامذہب
روا ہیں تو ہیں بیدادی یہ قاتلو اُنسا کے
نہیں حجت کے قائل کہتے ہیں آثار لامذہب

بزرگان سلف پر یہ ہمیشہ طعن کرتے ہیں
اوٹھا ئینگے بہت ذلت سے سر دربار لامذہب
اگر کہتے ہیں یا ناری مقلد کو تعصب سے
نہ ہونگے خواب غفلت سے کبھی بیدار لامذہب
زبان اور دل میں انکے نام کو صلاح نہیں اصلاح
فساد اور شرارت کا کرتے ہیں ہر کار لامذہب
کبھی بازی نہیں پائی انھوں نے بحث میں ہمیشہ
اگرچہ سوادیں ایک او وہ سو ہیں بیچار لامذہب
ولیکن اہل تقلید انکو دم میں بھگا دیتے ہیں
زتسخیر ہیں تو کدم بھاگیں ہم بیکار لامذہب
کہا کرتے ہیں یہ تقلید کو سب شرک اور بدعت
نہیں دیکھینگے ہرگز خانہ کے انکل ار لامذہب
مقلد سے یہاں لڑتے ہیں اور تکرار کرتے ہیں
بلا شک ہیں فریق جاہلی و مکار لامذہب
مسلمانو سمجھ رکھو تم انکی شعبدہ و شرارت
بجا ہے گر کہیں ہیں سید الاشرار لامذہب
جہاں کچھ بیٹھ کر دیکھا روٹیونکی سیکی لیتے ہیں
جدھر دیکھو ادھر ہیں بندہ زردار لامذہب
بظاہر خیر کا دم بھرتے ہیں یہ جوف الباطن
مگر ظاہر میں بنتے ہیں بڑے ابرار لامذہب
یہ کیا جانیں حدیثونکے دقائق اور حقائق
اگرچہ حسب ظاہر کرتے ہیں اقرار لامذہب
فرائض بھی کرتے ہیں اور تارک ہیں سنت کے
زوائد کو ہیں کہتے زائدہ بیکار لامذہب
رسالہ ہے جو اک اظہار حق رکھا ہے نام اسکا

ادیبی آنکه مشهور شد بر حریفی
بقول عرب آلنجیب نجیب
هر آنکس که خواند بصدق این کتاب
رقم زد باقوی دلائل مجیب
کسانیکه تقلید برهم زنند
تو گوئی که آمد قیامت قریب
ظفریاب کن اهلِ تقلید را
ز قرآنِ معجزنمای غریب

حریفی آنکه باشد هنر بیت النصیب
قلم شد سپر دشمنان یک قلم
هر آئینه گردد به سنت مصیب
زہے آب و رنگِ مضامینِ او
فویلٌ لهم من عذابٍ مهیب
شد آنکس که بیمارِ لامذهبے
الٰهی بحق رسولِ حبیب
ندا از لب ہاتف آمد چنین

بهر یک رسد آنچه مقسوم هست
قلم را علم کرد چون آن لبیب
جوابات سرکوب دندان شکن
ز باغ سخن سعید هر نفح طیب
بآخر زمان شد بیا فتنها
نه او را علاجے نه او را طبیب
چو تاریخ نصرت قرینی خواستم
که نصرٌ من الله فتحٌ قریب
۱۳۰۱ھ

ایضاً از تازه فکر حضرت التنبیه التبکیت المحدث المولوی وصی احمد صاحب سورتی [illegible]

ذرا انصاف کی آنکھوں سے اے وہابیو دیکھو
ہر اک بات اسکی رد و میں بنی کیا دلکشا عمدہ
تعجب ہے وہا ہر باغ جو عقل اسکا نہر جید و لیے
خفی کیا دلکشا عمدہ جلی کیا دلکشا عمدہ
جو پوچھا سال چھپنے کا لبِ ہاتف سے یون نکلا

کتاب اب یہ مصنف نے لکھی کیا دلکشا عمدہ
کتاب اس حسن خوبی کی نہیں چھاپی گئی اب تک
اور اسکی لوح و پیشانی بنی کیا دلکشا عمدہ
ضمیمے کو جو دیکھا خصم منکر ہیں بول اٹھا
کتابِ ذیحی الدین چھپی کیا دلکشا عمدہ

جو اَبا اسمین ثابت ہین سنت کے دلائل سے
کہ خط اسکا خوشخط نے لکھی کیا دلکشا عمدہ
ہر اسکا نسخ و نستعلیق سر کے خوشنما خوشخط
کہ حق بات اسمین ظاہر ہو گئی کیا دلکشا عمدہ
جو کاٹو سر وہابی کا تماشا ہر اسی میں ہین

من تصنیف سید او وصی کیا دلکشا عمدہ
۱۳۰۱ھ

ایضاً از بندۂ اثیم محمد عبد الحکیم عفا عنہ اللہ الکریم بحرمۃ نبیہ الرحیم

فتح المبین کی طبع نے کس دھوم دھام سے
اس انتشارِ طبع نے اوسکو بجھا دیا
الزامی اجوبہ سے مصنف نے یک قلم
ہر مسئلے کا شرع سے ماخذ بتا دیا
وہابیت کی بیخ کو جبکہ اوکھاڑ کر
میدانِ صفحہ تیغِ زبان سے کھا دیا
اتباعِ شیخ نجد نے کہائی ہے کیا شکست

سارے جہان میں فتح کا ڈنکا بجا دیا
لامذہبون میں اس سے پڑی کیا ہی کھلبلی
جتنے مطاعن انکے تھے سبکو اوٹھا دیا
سارے معاملات نہان کر دیئے عیان
تقلیدِ حق کو دلمین ہر اک کے جما دیا
پھر کیا مجال تھی کہ یہ کرتے مقابلہ
پائی سزا خیالِ ظفر کو بھولا دیا

لامذہبی کی آگ جو بھڑکی تھی ہر طرف
وہابیونکو خواب گران سے جگا دیا
قرآن اور حدیث سے کیا کیا دیے جواب
سب انکے داؤ گھات کا خاکا اوڑا دیا
طبل و علم دوات و قلم لشکر سخن
اک دم میں سبکو تیغ دو دم سے بھگا دیا
اس معرکے میں ہارے دلیلوں کی مار کے

جدول غلط نامہ فتح المبین کشف مکائد غیر المقلدین مع ضمیمہ موسوم بہ تنبیہ الوہابیین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱	۱۱	نکمہ	مگر	۴۳	۱	لین	لے	۶۵	۴	بلاتا	بلانا
۱۳	۱۵	بیجاری	پتھری	۴۷	۴	انامہ	اسامہ	۶۶	۱۷	پیدأ	پیداء
〃	۱۶	یکذب	یکذب	۵۵	۲	اوسکا اوسکو	اوسکا اوسکو	۶۸	۱۸	کان اعطل	کان اعطل
〃	۱۷	چھوت	چھوت	۵۶	[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃	〃	الی من	الی من
۱۴	۱	قال قال	قال					〃	۱۹	اگر موقوف کردون مین	موقوف کرنا میرا
〃	۴	کہا اونھون نے	+								
〃	۲۰	ترمذی	ترمذی کی	〃	۱۲	اجلت	اجلت	〃	〃	تو اچھا جانتا ہین	اچھا ہے تیرے نزدیک
۱۶	۹	یا صحیح	صحیح	۵۷	۱۳	العیی	المعنی				
۱۸	۱۳	کی	کی ہے	〃	۱۴	تخصیصہا	تخصیصہا	۶۹	۱۳	الیسے	ایسے ہی
〃	۲۱	افقہ	افقہ	〃	۱۶	العلماء	العلماء	۷۰	۱۹	فسوق	فسوخ
۱۹	۱۰	کر	کر فقاہت	〃	۱۸	الاکثر	الاکثر	۷۱	۸	نیا	الحنا
〃	۱۱	بات کے	+	〃	〃	اکثر	اکثر	۷۴	۴	ضروری	ضرور
۲۱	〃	اور اور	اور	۵۸	۱	طرف	کے ساتھ	〃	۹	کہ	ایسا
۳۱	۳	الصباغة	الصباحة	〃	۲ و ۳	یعنی متلاصقی	سے لیے گئے	۷۷	۱۷	دلائل	دلائل
〃	۸	معہا	فیہا	〃	۶	پس	ہر پس	۷۸	۲۰	پر	اور
۳۲	۲	اوس سے	فیہ	〃	۸	اشفلین	اثنین	〃	۲۱	اسکے اوسکو	اوسکو
〃	۶	او	اور	〃	۱۳	۲۸	۳۸	۸۰	۴	آسپنے	اپنے
〃	۷	مذہب	مذہب	۵۹	۲	لیے	لے	۸۱	۳	مین	سے
〃	۱۵	پابندی	پابندی	〃	۸	اشدہ	اشدہ	۸۲	۹	ملخص	+
۳۴	۱	واجب	واجب علی الاطلاق	〃	۱۱	اشدہ	اشدہ	۸۳	۷	محرم	محترم
〃	〃	کر	+	۶۰	۱۹	پھر	پس	۸۴	۱۷	تتشفع	یتشفع
۳۸	۲	او	اور	۶۱	۱۲	ارتستکر	ارضستکر	〃	۸	العقود	العقود
۳۹	۳	الذین	الشاہین	۶۴	۱۰	جاہر	جاتا ہر	〃	۲۱	للاستطراد	للاستطیاد
۴۱	۸	موجود	موجود	〃	۲۱	ہی	بھی	۸۵	۱۴	تحقیقا	تحقیقا
۴۲	۱۸	اسکا	انکا	۶۵	۱	بھی	+	〃	〃	رحمن	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۱	۱۴	بھی	+
۱۹۲	۳	او	اور
〃	۱۴	گی	کی
〃	۱۵	بھی	تھی
۱۹۳	۲	ہوجانے	ہوجائے
〃	۵	ہنرلے	بھنرلے
〃	۱۹	جب	جب تک
۱۹۶	۱۶	اسی	اس
۱۹۸	۶	تلفی	تلقی
〃	۹	کرادتے	کرادیتے
〃	۱۴	نتصدن	نقصان
〃	۱۹	حرم	حرام
۱۹۹	۱۶	انتقصدَ	انتقصتَ
〃	۲۱	آنّما	اِنّما
۲۰۰	۲۰	تو	+
۲۰۱	۲۱	فرمامایا	فرمایا
۲۰۲	۲	ہاتھہ	ہاتھ
〃	۵	اذّعی	ادّعی
〃	۶	صاجب	صاحب
〃	۱۷	نیس	نیس
۲۰۴	۶	تگ	تک
〃	۱۲	مجلس	مجلس
۲۰۶	۵	قال	قال
〃	۲۱	پونچی	پونچھا
۲۰۸	۱و۲	من اتی	منہ ان
〃	۱۱	علیاہ	علیہ
〃	۱۲	المتصدّق	المتصدّق
〃	۱۷	عطیتکما	عطیتکمُا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۹	۱۹	ہاتھو	ہاتھوں
۲۱۲	〃	قنّت	قنتَ
۲۱۳	۱	غیار	غبار
۲۱۴	۷	عثمان نے	عثمان سے
〃	۱۵	ورنہ	کیونکہ
〃	۱۶	قبل	بعد
۲۱۹	۶	ہوتا	ہوتاکہ
〃	۹	خود	خودتو
۲۲۰	۸	مگر	تو
۲۲۵	۲	اوراسوجہ	اسوجہ
۲۲۶	۱۶	افضلُ	افضلَ
۲۲۷	۱۰	چیر	چیز
۲۲۸	۶	لغیارہ	لغیرہی
۲۲۹	۱	مَن	مِن
〃	۱۳	بکلمۃِ	بکلمۃِ
۲۳۴	۸	تیسّم	تبسّم
〃	۹	بنت	نیت
〃	۱۰	کہ میروز	کہ میرا روزہ
۲۳۵	〃	جب	جیسے
۲۳۷	۴	اینا	اپنا
۲۴۲	۲۱	اجلب	اقلب
۲۴۴	۱۹	حدیث سے	سے حدیث میں
۲۴۵	۱۶	فاذ	فاذا
۲۴۹	۱	کی	سے
〃	۱۹	اوس	اون احادیث کی
۲۵۸	۵	فیسمعُ	فیسمعَ
〃	۱۲	الاظھرُ	الاظھرَ
۲۵۹	۴	حصنہ	دربچے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶۵	۲۰	بلاواسطہ	بلاواسطہ
۲۶۷	۱	بمعنی	معنی
〃	۵	جب	اوسوقت
〃	۱۰	اوسکے	اوسکو
〃	۱۸	تقدیرہ	تقدیرہٗ
۲۷۲	۵	کر	+
〃	۱۵	بھی	+
۲۷۳	۱	لینا	لیا
۲۷۴	۱۳	معنی	معنی بھی
۲۷۵	۲	میں	کے
۲۷۶	۳	مگر	لیکن
۲۷۹	۱۲	عجرۃ	عجرد
〃	۱۴	عجرۃ	عجرد
〃	۱۶	عجرہ	عجرد
〃	۱۸	〃	〃
۲۸۰	۱۲	اللّٰہُ	اللّٰہَ
〃	〃	یجنُبنی	یجنّبنی
〃	〃	ویجنُبہُ	ویجنّبہٗ
〃	۱۳	فقط	چند
۲۸۱	۱۱	سے	[illegible]
〃	۱۲	〃	〃
〃	۲۱	نووی	نووی نے
۲۸۲	۶	الحسینِ بنِ	الحسینُ بنُ
〃	۸	الحمصیِ	الحمصیُّ
۲۸۳	۲	الاسوادیِ	الاسوادیُ
〃	۱۲	غیرِ	غیرُ
۲۸۴	۵	عجرۃ	عجرد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۵۰	۷	ایسے	ایسے ہی
۳۵۱	۱۸	جب	جب تک
۳۵۲	۵	ثم	ثم الذین
۳۵۳	۲۰	وجہ سے	وجہ سے بھی
۳۵۵	۱	کسی	اوسی
〃	〃	بوجہ	تو بوجہ
〃	〃	ضعیف	ضعف
〃	۴	سب پر	سب
۳۶۰	۱۷	جس	اوس
۳۶۳	۱	بالآخر بالآخر	بالآخر فالآخر
۳۷۴	۱۵	تَظْهَرُ	تُظْهِرُ
۳۷۶	۴	کرتے	کرتے ہیں
۳۸۱	۱۲	جائل	جاہل
۳۸۲	۱۴	الضُّعف	الضِّعف
۳۸۶	۲۳	مفسرنانے	مفسرین نے
۳۸۷	۱۳	پونچا	ہر
۳۸۸	۲	اخفا	اخفی
〃	۱۸	ابو یلی	ابو یعلی
〃	〃	جبرانی	طبرانی
۳۸۹	۲۲	باپ سے	باپ سے سنا ہو
۳۹۲	۱۱	مجاهد	مجاهدٍ
	۲۱	الرازی	الرازیؒ
〃	۲۲	الشاذکونیؒ	الشاذکونیِ
〃	۲۳	الحناطینَ	الحناطینِ
۳۹۵	۔	جبلؐ	صلیؐ
۳۹۷	〃	أنه	إنه
۴۰۶	۳	صول	اصول

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۰۶	۳	مُبَيَّنًا	مُبَيِّنًا
〃	〃	مفسِر	مفسَّر
۴۰۷	۱۱	بلفظ	بلفظ
۴۰۸	۱۷	الاسدیِّ	الاسدیُّ
۴۰۹	۱۲	آنَّ	اِنَّ
〃	〃	〃	〃
〃	۱۵	احلم	اسم
〃	۱۷	نَهِينَا	نُهِينَا
〃	۱۹	〃	〃
〃	۲۰	مذہیب	مذہب
〃	۲۳	رزبن	رزین
۴۱۱	۹	فذکو	فذکر
۴۱۲	۲۳	التتم	التیممُ
۴۱۳	۲۱	نمازوں میں	نمازوں
۴۱۴	〃	مستدررک	مستدرک
۴۱۵	۱۱	النسن	السنن
۴۱۶	۱	بونچاتا	پونچاتا
〃	۴	و	وہ کم
〃	۲۳	[illegible]	[illegible]
۴۱۷	۱۰	جکہ	جگہ
〃	۱۲	خدیجہ	خدیج
〃	〃	کقول	یقول
〃	۱۳	چوراے	چورائے
〃	۱۵	لکھے میں	لکھے ہیں
۴۱۹	۱۳	ابنِ	ابنُ
۴۲۰	۹	سالم	بِمَالہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۲۰	۹	اندو	اندُو
۴۲۱	۸	بھاگ جائیں گے	نکل جائیں گے
〃	۹	بھاگتا	نکل جاتا
۴۲۲	۱۰	مقابلہ	اپنے ہی
۴۲۳	۱۷	او	اور
۴۲۴	۸	جبیر	جبیر
〃	برحاشیہ	حقیقت	حقیت
۴۲۵	۵	اِنَّ	آنَّ
۴۲۶	۱۹	الغراب	الغراب
۴۲۸	۵	اوش	اوس
۴۲۹	۲۲	ابانی	زبانی
۴۳۰	۸	سے ثابت	+
〃	۲۲	وصول	اصول
۴۳۱	۱۷	بحث	جمع حقیقی
۴۳۲	۲۲	او	اور
〃	۲۳	اونکے	اونکے
۴۳۶	۸	شائستہ	شائستہ
۴۳۹	۱۱	الممکنات	الممکنات
۴۴۰	۳	پرھا	پڑھنا
۴۴۳	۱	والہام	والالہام
۴۴۷	۸	جاتی	جاتی جاتی
۴۵۷	۲۱	ان	ان فی
۴۵۸	۱۸	یحاصل	یحاصل
۴۵۹	۲	تفروا	تفرون
〃	۱۶	دیکھا	دیکھا
〃	〃	البقیہ	البقیع
〃	۱۷	السلم	المسلم

اشتہار کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مع ضمیمہ تنبیہ الوہابیین

ڈنکا بجا جہان مین فتح المبین کا
بازار فتح گرم مقلدین سرخرو

دعوت شکست آگیا سب منکرین کا
دل سرد رنگ زرد ہی وہابین کا

کیونکر نہو کہ برسونکے بعد شاہد مقصود فتح المبین نے آئینہ ظہور مین صورت دکہائی ہی مدتون کی آرزو برآئی ہی میدان مناظرہ
کا میدان معرکہ مقلدونکے ہاتہ رہا اور مباحثہ کا نشان فتح مندی حنفیونکے ساتہ رہا اس کتاب کے غلبہ حقیت اور
شہرہ فتح و نصرت پر یہی ایک بڑی دلالت ہی کہ آیت قرآنی نصر من اللہ و فتح قریب اسکی تاریخ اشاعت ہی۔
کتاب کیا ہی کہ رفع اعتراضات منکرین کیواسطے ایک ہتہیار ہی قرآن کی برہان قاطع کا اور دفع مطاعن مخالفین
کے لیے ایک اوزار ہی حدیث کی دلیل ساطع کا یعنی جو مجتہد لامذہبیان پنجاب منحرف جادۂ صواب طاعن ائمہ مجتہدین
شیخ محی الدین کتب فروش لاہوری نے اپنے تمام اعوان اور انصار برادران لامذہب کے اعانت سے مدد ایک کتاب مسمی بہ ظفر المبین
فی رد مغالطات المقلدین مین چہپیس مغالطے مقلدین کیطرف منسوب کر کے بارہ ہزار مغالطے مین تیرہ سو مسئلہ نکالے ہی اور ہر مسئلہ
مین بطریق طعن کے لکہا تہا کہ اسمین امام اعظم نے خلاف احادیث صحیحہ و آیات صریحہ کے عمل کیا ہی اور مقلدین نے کتاب و
سنت کو چہوڑ دیا ہی سو اوسکے ہر ہر اعتراض کا جواب باصواب بدلائل قویہ اس کتاب مین دیا گیا ہی اور حنفیہ کے ہر مسئلہ
کا ماخذ قرآن و حدیث سے بتا دیا ہی اور ہر حکم کی فرع کو کتاب و سنت کی اصل سے اسطرح ملا دیا ہی کہ جسکے دیکہنے اور سمجہنے سے
یہ معلوم ہوتا ہی کہ حقیقت مین عامل قرآن و حدیث کے مقلدین ہین اور یہی لوگ متبع کتاب و سنت کے بالیقین ہین غرضکہ
یہ وہ کتاب ہی کہ اسمین بجواب ہر اعتراض ظفر المبین کے واسطے قائل کرنے منکرین کے آیات و احادیث و عبارات
عربیہ کتب معتبرہ مع ترجمہ عام فہم اردو کے بحوالہ نام کتاب و نشان صفحات و ابواب و فصول مرقوم ہین تا پہر کسی معترض
کو نہ جای اعتراض ہو نہ راہ اعتراض یہ وہ نسخہ ہی کہ آجتک کسی نے اس تہذیب و شایستگی کیساتہ قرآن و حدیث
کی دلائل قویہ اور کتاب و سنت کے مسائل ضروریہ نہین لکہے کہ جن سے حقیت مذاہب اربعہ پر منکرین کو یقین ہو اور
اونکے یاد رکہنے سے تائید دین اور تقویت مقلدین ہو یہ وہ رسالہ ہی کہ اگر اسکو غیر مقلدین سچے دل سے بغیر تعصب و نفسانیت
کے دیکہینگے تو عجب نہین کہ اپنے لامذہبی سے توبہ کر کے حقیت مذہب امام اعظم پر ایمان لائین اور تقلید کی برکت سے پوری پوری عامل
بالکتاب والسنت ہو جائین یہ وہ مجموعہ ہی کہ اس فرقہ ظاہریہ کے جملہ عقائد فاسدہ و اعمال کاسدہ اسمین مذکور ہین
اور جو جو لامذہبون کی حیلہ سازیان اور روباہ بازیان عمل بالحدیث کے پردہ مین تہین اور جن جن کیدونسے
مقلدین کو لامذہبی کی جال مین پہنساتے تہے اور ائمہ مجتہدین کی تقلید سے اونکو بدظن کراتے تہے سب اسمین مسطور ہین
یہ وہ دستور العمل ہی کہ ہر مقلد کو اسپر عمل کرنا اور دلائل اپنے مسائل کے یاد رکہنا منجملہ ضروریات دین ہی اور باعث تقویت